يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَأَنْزَلْنَا إِلَيْكُمْ نُورًا مُّبِينًا ﴿١٧٤﴾

نُورُ الْقُرْآن

ترجمہ اور تفسیر

محمد رفیق ڈوگر

جلد سوم

دید شنید پبلشرز

دیدشنید پبلشرز

علی عزیز ڈوگر

نے

زاہد بشیر پرنٹرز

سے چھپوائی

اکتوبر 2015ء

دیدشنید پبلشرز

61۔اے راجپوت ٹاؤن، ملتان روڈ، لاہور

فون نمبر: 042-37512213

ہدیہ:

ملنے کا پتہ:

الفیصل ناشران و تاجرانِ کتب

غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور

Phone: 042-7230777 & 042-7231387
http: www.alfaisalpublishers.com
e.mail: alfaisalpublisher@yahoo.com

درخواست

یہ ایڈیشن تجرباتی طور پر مختصر تعداد میں شائع کیا گیا ہے۔ اگر متن / ترجمہ میں کسی قسم کی کوئی غلطی نظر آئے تو برائے مہربانی مطلع فرمائیں تاکہ آئندہ اسے درست کیا جائے۔ شکریہ!

سُوْرَةُ يُوْنُس

یہ سورت مکہ میں نازل ہوئی تھی اس کی 109 آیات اور 11 رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام کے ساتھ جو شفقت کرنے والا رحم کرنے والا ہے

1- الٓرٰ ۚ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِيْمِ ۝١	1- الٓرٰ یہ کتابِ حکمت کی آیات ہیں
2- اَكَانَ لِلنَّاسِ عَجَبًا اَنْ اَوْحَيْنَآ اِلٰى رَجُلٍ مِّنْهُمْ اَنْ اَنْذِرِ النَّاسَ وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنَّ لَهُمْ قَدَمَ صِدْقٍ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۭ قَالَ الْكٰفِرُوْنَ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ مُّبِيْنٌ ۝٢	2- کیا لوگوں کو اس پر تعجب ہے کہ ہم نے وحی بھیجی ان میں سے ایک فرد کو[1] کہ ''ڈرا لوگوں کو اور ایمان لانے والوں کو خوشخبری دیدے کہ ان کے لیے تو ان کے ربّ کے پاس بلند مرتبہ ہے؟'' کفر کرنے والوں نے کہا ''یہ تو کھلا کھلا جادوگر ہے''[2]
3- اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ يُدَبِّرُ	3- پروردگار تمہارا تو ہے اللہ جس نے پیدا کیا آسمانوں کو اور زمین کو

1- اس اِرشاد کے بعد کہ ہماری طرف سے نازل کی جانے والی آیات اور جس کتاب کا وہ حصہ ہیں حکمت و دانش سے لبریز ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ کیا لوگوں کو اس پر حیرانی ہو رہی ہے کہ ایسی آیات اور کتاب ان میں سے ہی ایک فرد پر کیسے نازل ہو سکتی ہے؟ ان کی یہ حیرانی کہ وہ انسان ایسی آیات کہاں سے لے آتا ہے، ان کی طرف سے ان آیات اور قرآن کی حکمت و دانش کا اعتراف ہے

2- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ منکر یہ تو مانتے ہیں کہ اتنا اعلیٰ کلام اور حکمت و دانش سے لبریز بیان کسی انسان کا نہیں ہو سکتا مگر اس کی بجائے کہ وہ اس پر ایمان لے آئیں وہ کہتے ہیں کہ یہ تو جادو کے ذریعے بنایا کلام ہے

الْاَمْرَ ؕ مَا مِنْ شَفِيْعٍ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ اِذْنِهٖ ؕ ذٰلِكُمُ
اللّٰهُ رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ؕ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ۝٣

چھ یوم میں
اور وہ قائم ہے[3]
اپنی قوتِ کاملہ کے تخت پر
ہر کام کی تدبیر کر رہا ہے
نہیں ہے کوئی بھی سفارش کرنے والا
مگر اس کی اجازت سے ہی
یہ ہے اللہ
تمہارا پروردگار
سو اسی کی عبادت کرو
تو کیا پھر تم ہوش میں نہیں آؤ گے؟[4]

4- اِلَيْهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا ؕ وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا ؕ اِنَّهٗ
يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ لِيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ بِالْقِسْطِ ؕ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا
لَهُمْ شَرَابٌ مِّنْ حَمِيْمٍ وَّعَذَابٌ اَلِيْمٌ ۢ بِمَا
كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ ۝٤

4- اسی کی طرف ہے تمہاری واپسی
سب کی
اور اللہ کا یہ وعدہ برحق ہے[5]
بلاشبہ وہی ابتدا کرتا ہے پیدائش کی
پھر وہی اس کو دہرائے گا

3- دیکھیں سورۂ اعراف آیت نمبر 54 اور متعلقہ حاشیہ۔

4- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہمارے اس نظم کائنات میں کوئی ایسی سفارش تک نہیں کرسکتا کہ یہ معاملہ اس طرح کردیں اور نہ ہی کوئی کسی کی صفائی پیش کرسکتا ہے یعنی کفار جن کی پوجا کرتے ہیں وہ نظم کائنات میں نہ کوئی مداخلت کرسکتے ہیں نہ کسی کی سفارش کرنے کی پوزیشن میں ہیں ہاں اگر ہم اپنے نبی کو کسی کے حق میں بخشش کی دعا کرنے کی اجازت دے دیں تو وہ ہم سے ایسی دعا کرسکتا ہے مگر کس کے حق دعا کرسکتے ہیں نبی؟ اسی شخص کے حق میں جو ان کے اللہ کا پیغمبر ہونے پر ایمان رکھتا ہو اور اللہ کے احکام کی پابندی میں اس سے کوئی ایسی کوتاہی ہوگئی ہو جس کی معافی کے لیے دعا کرنے کی ہم نے اپنے رسول کو اجازت دے رکھی ہو جیسا کہ سورۂ توبہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو بتایا ہے کہ آپ کن لوگوں کے لئے معافی کی دعا کرسکتے ہیں اور کن کی بخشش کے لیے آپ کا دعا کرنا یا نہ کرنا برابر ہے

5- تم سب انسانوں نے واپس لوٹ کر اللہ کے پاس آنا ہے اور تمہارے اعمال کی جزا اور سزا کا جو وعدہ کیا جارہا ہے، وہ سچا وعدہ ہے ایسے ہی ہوگا

تا کہ وہ جزا دے ان لوگوں کو
جو ایمان لائیں اور نیک کام کریں
انصاف کے ساتھ
اور جو لوگ کفر کریں
ان کے لیے ہے
کھولتا ہوا پانی پینا
اور دردناک عذاب
اس کفر کی وجہ سے جو وہ کرتے رہے

5- هُوَ الَّذِیْ جَعَلَ الشَّمْسَ ضِیَآءً وَّالْقَمَرَ نُوْرًا وَّقَدَّرَهٗ مَنَازِلَ لِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِیْنَ وَالْحِسَابَ ؕ مَا خَلَقَ اللّٰهُ ذٰلِكَ اِلَّا بِالْحَقِّ ۚ یُفَصِّلُ الْاٰیٰتِ لِقَوْمٍ یَّعْلَمُوْنَ ۝

5- وہی تو ہے جس نے بنایا
سورج کو چمکتا ہوا
اور چاند کو روشن
اور مقرر کر دیں اس کے لیے منزلیں
تا کہ تم جان سکو سالوں کی گنتی
اور حساب[6]
نہیں پیدا کیا اللہ نے یہ سب
مگر درست تدبیر کے ساتھ
وہ اپنی نشانیاں تفصیل سے بیان کرتا ہے
ان لوگوں کے لیے جو علم رکھتے ہیں

6- یعنی ہم نے چاند کے طلوع وغروب کی منزلیں اس لیے مقرر کر دی ہیں کہ لوگ اس سے حساب رکھ سکیں سالوں کا حساب، مہینوں اور دنوں کا حساب

6- اِنَّ فِي اخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَمَا خَلَقَ اللّٰهُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَّقُوْنَ ۝٦

6- بلاشبہ رات اور دن کی تبدیلی میں
اور اس میں جو کچھ اللہ نے پیدا کیا ہے
آسمانوں میں اور زمین میں
اُن لوگوں کے لیے نشانیاں ہیں
جو اللہ سے ڈرتے ہیں

7- اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا وَرَضُوْا بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَاطْمَاَنُّوْا بِهَا وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنْ اٰيٰتِنَا غٰفِلُوْنَ ۝٧

7- بلاشبہ جو لوگ
ہم سے ملاقات کی اُمید نہیں رکھتے[7]
اور وہ دنیا کی زندگی پر ہی راضی ہیں
اور اسی پر مطمئن ہیں
اور وہ لوگ جو
ہماری نشانیوں سے غافل ہیں

8- اُولٰٓئِكَ مَاْوٰىهُمُ النَّارُ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝٨

8- یہ لوگ ہیں جن کا ٹھکانہ ہے آگ میں
اس کے بدلے جو وہ کماتے رہے

9- اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ يَهْدِيْهِمْ رَبُّهُمْ بِاِيْمَانِهِمْ ۚ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ۝٩

9- اس میں کوئی بھی شبہ نہیں کہ جو لوگ ایمان لائے
اور نیک عمل کریں
انہیں ان کا رب
ان کے ایمان کے ذریعے
نعمتوں بھرے باغات کی راہ دکھا دے گا
جن میں نہریں بہتی ہوں گی[8]

7- جو روز قیامت اعمال کی جزا اور سزا پر ایمان نہیں رکھتے

8- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ وہ لوگ جو ہماری آیات پر ایمان لا کر نیک کام کرتے ہیں، ان کا پروردگار ان کے ایمان کے ذریعے انہیں فلاح کی راہ دکھا دیتا ہے اور ان کا ایمان کامل اور اعمالِ صالح انہیں جنت کے باغوں کی راہ پر قائم کر دیتے ہیں جہاں ہر طرف نعمتیں ہی نعمتیں ہوں گی

10- دَعْوٰىهُمْ فِيْهَا سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَتَحِيَّتُهُمْ فِيْهَا سَلٰمٌ ۚ وَاٰخِرُ دَعْوٰىهُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝١٠

10- وہ وہاں پکار پکار کر کہیں گے
"اے اللہ تو پاک ہے"
اور ان کی وہاں
ایک دوسرے کے لیے دعائے خیر
ہوگی "سلامتی ہو"
اور ان کی بات کا خاتمہ ہوگا
"تمام تعریفیں اللہ رب العالمین ہی کے لیے ہیں"

2

11- وَلَوْ يُعَجِّلُ اللّٰهُ لِلنَّاسِ الشَّرَّ اسْتِعْجَالَهُمْ بِالْخَيْرِ لَقُضِيَ اِلَيْهِمْ اَجَلُهُمْ ۭ فَنَذَرُ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَاۗءَنَا فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ۝١١

11- اور اگر اللہ لوگوں پر سختی میں اتنی ہی جلدی کرتا ہوتا
جتنی جلدی وہ بھلائی مانگنے میں کرتے ہیں
تو ان کی تو مہلتِ عمل ہی ختم کر دی گئی ہوتی[1]
سو ہم چھوڑ دیتے ہیں
ان لوگوں کو
جو ہم سے ملاقات کی امید نہیں رکھتے
ان کی سرکشی میں
بھٹکتے پھرتے ہوئے[2]

1- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم نافرمانوں کی فوری گرفت نہیں کیا کرتے اس انداز میں جیسے انسان اپنے کسی فائدے کے لیے کی دعا کی فوری قبولیت کے لیے بے تاب ہو جاتے ہیں اگر ایسے انسان کسی ایسی غلط فہمی میں مبتلا ہیں کہ چونکہ اللہ کی طرف سے ان کی گرفت نہیں کی جا رہی اس لیے وہ جو بھی کر رہے ہیں، درست ہی کر رہے ہیں تو ان کا ایسا سوچنا، انسانی فطرت ہے اللہ کا اصول یہ نہیں کہ فوری گرفت کرے اگر اللہ ایسا کرتا ہوتا تو جو لوگ ہماری آیات پر ایمان نہیں لا رہے، ہم انہیں سزا دے چکے ہوتے اور انہیں جو کچھ وہ کر رہے ہیں اس کی مہلت ہی نہ ملتی

2- جو لوگ ایمان نہیں لا رہے اور روز قیامت اپنے اعمال کا حساب دینے پر یقین نہیں رکھتے ہم اپنے اسی اصول کے تحت ان کی گرفت نہیں کر رہے، ہم نے انہیں نافرمانی اور سرکشی کی حالت میں کھلے چھوڑ دیا ہوا ہے کہ وہ جو کر سکتے ہیں کر لیں

12- وَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ الضُّرُّ دَعَانَا لِجَنْۢبِهٖۤ اَوْ
قَاعِدًا اَوْ قَآىِٕمًا ۚ فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُ ضُرَّهٗ مَرَّ
كَاَنْ لَّمْ يَدْعُنَاۤ اِلٰى ضُرٍّ مَّسَّهٗ ؕ كَذٰلِكَ زُيِّنَ
لِلْمُسْرِفِيْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ⑫

12- اور جب انسان کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے
تو وہ ہمیں پکارتا ہے
اپنے پہلو پر لیٹے ہوئے
یا بیٹھے ہوئے یا کھڑا ہوا
پھر جب ہم اس کو نجات دے دیتے ہیں
اس کی تکلیف سے
تو وہ ایسے منہ پھیر کر چلا جاتا ہے
جیسے اس نے ہمیں کبھی پکارا ہی نہ تھا
اس تکلیف سے نجات کے لیے جو اسے پہنچی تھی [3]
اسی طرح پسندیدہ بنا دیئے گئے ہیں
اپنے آپ کو برباد کر دینے والوں کے لیے
ان کے اعمال [4]

13- وَلَقَدْ اَهْلَكْنَا الْقُرُوْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَمَّا ظَلَمُوْا ۙ
وَجَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ وَمَا كَانُوْا
لِيُؤْمِنُوْا ؕ كَذٰلِكَ نَجْزِى الْقَوْمَ الْمُجْرِمِيْنَ ⑬

13- اور ہم نے ہلاک کر دیا ہوا ہے
کئی زمانوں کے لوگوں کو
تم سے پہلے
جب انہوں نے ظلم کیا تھا
اور آئے تھے ان کے پاس ان کے رسول
روشن نشانیاں لے کر

3- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جب انسانوں کو کوئی دکھ تکلیف پہنچے تو وہ اُس سے نجات کے لیے ہمیں ہی پکارتے ہیں اور جب ہم ان پر کرم فرما دیتے ہیں تو وہ اس بارے میں سوچتے تک نہیں کہ ان کی پکار پر اس دکھ سے نجات تو اُنہیں ہم نے دی تھی وہ فوراً شرک کی طرف لوٹ جاتے ہیں

4- چونکہ وہ سوچتے نہیں اس لیے سوچ اور فکر سے کام نہ لینے کے اپنے اس رویہ کے سبب وہ اپنی اچھائی کی صلاحیتوں کو بھی ضائع کر لیتے ہیں اور اچھائی اور برائی میں تمیز کرنے کے قابل نہیں رہتے جس وجہ سے وہ اپنے ہر عمل کو اچھا ہی سمجھتے ہیں اور اپنی ہلاکت کے مقابلے کی دوڑ دوڑتے رہتے ہیں

اور وہ ایسے نہیں تھے کہ ایمان لے آتے[5]

14- ثُمَّ جَعَلْنٰكُمْ خَلٰٓئِفَ فِي الْاَرْضِ مِنْۢ بَعْدِهِمْ لِنَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ ⑭

ہم اسی طرح مجرم قوموں کو بدلہ دیا کرتے ہیں

14- پھر ہم نے تمہیں زمین پر ان کے جانشین بنا دیا
ان کے بعد
تا کہ ہم دیکھیں کہ
تم کیسے عمل کرتے ہو[6]

15- وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيَاتُنَا بَيِّنٰتٍ ۙ قَالَ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا ائْتِ بِقُرْاٰنٍ غَيْرِ هٰذَآ اَوْ بَدِّلْهُ ؕ قُلْ مَا يَكُوْنُ لِيْٓ اَنْ اُبَدِّلَهٗ مِنْ تِلْقَآئِ نَفْسِيْ ۚ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ ۚ اِنِّيْٓ اَخَافُ اِنْ عَصَيْتُ رَبِّيْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ⑮

15- اور جب پڑھی جاتی ہیں ان پر
ہماری واضح آیات
تو کہتے ہیں وہ لوگ
جو ہم سے ملاقات کی امید نہیں رکھتے
"اس کے علاوہ کوئی اور قرآن لائیں
یا اس کو بدل دیں"[7]
کہہ دیں "نہیں ہے میرے بس میں
کہ میں اس میں اپنی مرضی سے ردوبدل کر دوں
میں تو صرف اسی چیز کی پیروی کرتا ہوں
جو میری طرف وحی کی جاتی ہے

5- ایسے لوگوں کا آخری انجام کیا ہوتا ہے اور کیا ہونا ہے؟ اس کی وضاحت کے لیے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ تم سے پہلے بھی کئی بار کئی گروہوں نے ایسے ہی کیا تھا، ان کی طرف بھی ہمارے پیغمبر آئے تھے اور انہوں نے بھی ہماری روشن آیات پر ایمان نہ لا کر اپنے آپ پر ظلم کیا تھا ان آیات کے بارے میں غور و فکر نہیں کیا تھا اور جو کچھ وہ کر رہے تھے اسی کو اچھائی سمجھتے رہے تھے اور ان کے اپنے آپ پر اس ظلم کے نتیجے میں ہم نے انہیں عذاب میں مبتلا کر دیا تھا

6- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ایسی نافرمان قوموں کو ہم نے آزادی و سرداری سے محروم کر دیا اور ان کی بجائے تمہیں سرداری دے دی۔ کیوں دے دی؟ یہ دیکھنے کے لیے کہ تم ان کے انجام سے سبق حاصل کرتے ہو یا نہیں؟ یعنی اگر تم نے بھی جن کی طرف ہم نے اپنا پیغمبر بھیجا ہے اور ان کے ذریعے اپنی روشن آیات تمہاری فلاح کے لیے بھیجی ہیں، انہی پہلے والوں کی مانند اپنے آپ پر ظلم کیا تو تمہارا انجام بھی ان جیسا ہی ہو سکتا ہے

7- یعنی ایسے لوگوں کے سامنے جب ہمارا پیغمبر ہماری آیات پڑھتا ہے تو وہ کہتے ہیں کہ ان آیات کو ان کی خواہش اور عقائد کے مطابق بدل دیا جائے وہ ایسا اس لیے کہتے ہیں کہ وہ ان آیات کو اللہ کی طرف سے نہیں سمجھ رہے

16- قُلْ لَّوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا تَلَوْتُهٗ عَلَيْكُمْ وَلَآ اَدْرٰىكُمْ بِهٖ ۖ فَقَدْ لَبِثْتُ فِيْكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهٖ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ⑯

میں تو ڈرتا ہوں
اگر میں اپنے رب کی نافرمانی کروں
بڑے دن کے عذاب سے"[8]

16- کہہ دیں "اگر اللہ چاہتا ہوتا
تو میں نہ تلاوت کرتا اس کی
تمہارے لیے
اور نہ ہی اللہ تمہیں اس کی خبر دیتا[9]
میں نے تو تمہارے درمیان
اس سے قبل
طویل عمر گزاری ہے
تو کیا پھر تم عقل سے کام نہیں لو گے؟"[10]

17- فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ ؕ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْمُجْرِمُوْنَ ⑰

17- پھر کون ہے اس سے بڑا ظالم
جو جھوٹ گڑھ کر اللہ سے منسوب کردے[11]
یا اسکی آیات کو جھٹلائے؟[12]
مجرم تو ہرگز فلاح نہیں پا سکتے

8- اللہ تعالیٰ اپنے نبی سے فرماتے ہیں کہ ایسی جسارت کرنے والوں کو بتادو کہ میں تو ایسا نہیں کرسکتا اگر میں نے ایسا کیا تو اس خوفناک دن کو میں تو پکڑ لیا جاؤں گا کیونکہ یہ میرا کلام نہیں، اللہ کی طرف سے بھیجی آیات ہیں

9- یعنی میں تو اللہ کے حکم سے اللہ کی آیات تم تک پہنچا رہا ہوں اللہ چاہتا ہے کہ میں اس کلام کے ذریعے تمہیں راہِ راست کی طرف دعوت دوں اور خبردار کردوں یہ تو اللہ کا حکم ہے

10- اللہ تعالیٰ اپنے نبی سے فرماتے ہیں کہ ان اہلِ مکہ سے پوچھو کہ میں نے اپنی عمر کا طویل عرصہ تمہارے درمیان گزارا ہے تم مجھے اچھی طرح جانتے ہو، کیا اللہ کی طرف سے یہ ذمہ داری سونپنے سے پہلے میں نے تمہیں کبھی ایسا کلام بنا کر سنایا تھا؟ اگر اتنا طویل عرصہ میں نے کبھی ایسا نہیں کیا تھا تو اب کیسے کرسکتا ہوں؟ تم اس بارے میں کیوں نہیں سوچتے اور عقل سے کام کیوں نہیں لیتے کہ ایسا کلام میرے تو بس میں ہی نہیں اور تم جانتے ہو کہ میں نے کبھی جھوٹ نہیں بولا

11- یعنی جو کوئی اپنی طرف سے کوئی کلام ترتیب دے کر کہے کہ یہ اللہ کی طرف سے ہے، اس سے بڑا اپنے اُوپر ظلم کرنے والا کوئی نہیں ہوسکتا میں تو اپنے اوپر اتنا بڑا ظلم نہیں کرسکتا

12- یہ کلام جب اللہ کی طرف سے ہی ہے تو بہت بڑے ظالم تو وہ ہیں جو اس پر ایمان نہیں لا رہے

18- وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَيَقُوْلُوْنَ هٰٓؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ ؕ قُلْ اَتُنَبِّئُوْنَ اللّٰهَ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ ؕ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿١٨﴾

18- اور وہ پرستش کرتے ہیں
اللہ کے علاوہ ان چیزوں کی جو
نہ انہیں کوئی تکلیف پہنچا سکتی ہیں
اور نہ ان کو نفع پہنچا سکتی ہیں
اور وہ کہتے ہیں
"یہ اللہ کے ہاں ہماری صفائی پیش کرنے والے ہیں"[13]
کہہ دیں "کیا تم اللہ کو اس چیز کی خبر دیتے ہو
جس کو وہ جانتا ہی نہیں
نہ آسمانوں میں اور نہ زمین میں؟[14]
وہ پاک ہے اور برتر و بلند ہے
کسی بھی اس چیز سے
جس کو وہ اس کے ساتھ شریک ٹھہراتے ہیں"

19- وَمَا كَانَ النَّاسُ اِلَّآ اُمَّةً وَّاحِدَةً فَاخْتَلَفُوْا ؕ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ فِيْمَا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿١٩﴾

19- اور نہیں تھے انسان مگر ایک ہی امت
پھر وہ اختلافات میں پڑ گئے تھے[15]
اور اگر تیرے رب نے
ایک بات پہلے ہی سے طے نہ کر دی ہوتی

13- اللہ کے علاوہ اور چیزوں کی عبادت کرنے والے کہتے ہیں کہ جس کسی کی وہ عبادت کرتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ان کی صفائی پیش کر کے انہیں چھڑا لیں گے

14- اللہ تعالیٰ اپنے نبی سے فرماتے ہیں کہ ایسے مشرکوں سے پوچھو کہ کیا تم اللہ کو اپنے ایسے معبودوں کی موجودگی کی خبر دیتے ہو؟ اللہ تعالیٰ کو تو آسمانوں اور زمین میں اپنے کسی ایسے شریک کی موجودگی کا کوئی علم نہیں

15- شروع میں سب لوگ صرف اللہ کی عبادت کرنے والی ایک ہی اُمت ہوتے تھے یہ جو انہوں نے اللہ کے شریک ٹھہرا لیے ہیں یہ ان لوگوں میں سے کچھ کے راہِ ہدایت سے بھٹک جانے کی وجہ سے ہیں ایسے لوگ اس امت واحد میں سے نہیں

تو ضرور ان کے درمیان فیصلہ کر دیا جاتا

ان باتوں کا

جن میں وہ اختلاف کرتے ہیں[16]

20- وَيَقُوْلُوْنَ لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ۚ فَقُلْ اِنَّمَا الْغَيْبُ لِلّٰهِ فَانْتَظِرُوْا ۚ اِنِّيْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ ﴿٢٠﴾

20- اور وہ کہتے ہیں "کیوں نہ اتاری گئی اس پر کوئی نشانی

اسکے رب کی طرف سے؟"[17]

تو کہہ دیں "غیب تو صرف اللہ ہی کے لیے ہے

سو تم انتظار کرو

یقیناً میں بھی تمہارے ساتھ

انتظار کرنے والوں میں ہوں"[18]

3

21- وَاِذَآ اَذَقْنَا النَّاسَ رَحْمَةً مِّنْۢ بَعْدِ ضَرَّآءَ مَسَّتْهُمْ اِذَا لَهُمْ مَّكْرٌ فِيْٓ اٰيَاتِنَا ۭ قُلِ اللّٰهُ اَسْرَعُ مَكْرًا ۭ اِنَّ رُسُلَنَا يَكْتُبُوْنَ مَا تَمْكُرُوْنَ ﴿٢١﴾

21- اور جب ہم انسانوں کو

اپنی رحمت کا ذائقہ چکھا دیتے ہیں

اس تکلیف کے بعد جو انہیں پہنچی ہو

تو وہ فوراً ہی

16- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اگر ہم نے پہلے سے یہ اصول متعین نہ کر دیا ہوتا کہ مجرموں کی گرفت کب کرنا ہے تو جو لوگ اختلافات میں پڑ کر شرک کر رہے ہیں، ان کے بارے میں ہم اپنا فیصلہ سنا دیتے یعنی انہیں سزا سنا چکے ہوتے مگر چونکہ ہمارا اصولِ سزا متعین ہے، اس لیے ہم ان مشرکوں کو سزا کے ذریعے یہ نہیں بتا رہے کہ وہ راہِ راست سے بھٹکے ہوئے ہیں

17- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ان کافروں اور مشرکوں کا دین حق قبول نہ کرنے اور اپنی ضد پر قائم رہنے کا یہ صرف بہانہ ہے کہ اللہ نے انہیں نبی کے ذریعے کوئی ایسا ثبوت کیوں نہیں بھیج دیا جس سے ظاہر ہو جاتا کہ ہم غلطی پر ہیں، کوئی ایسا ثبوت جو اس کلام اور آیات جیسا نہ ہو یعنی کوئی معجزہ

18- اللہ تعالیٰ اپنے نبی سے فرماتے ہیں کہ ان گمراہوں سے کہہ دو کہ یہ تو اللہ ہی جانتا ہے کہ اس نے کیا بھیجنا ہے اور کیا نہیں بھیجنا میں تو اتنا کچھ ہی جانتا ہوں جو وہ مجھے بتا دیتا ہے اگر تم ایسے ثبوت کے آنے پر ہی اپنے انکار اور شرک سے باز آنے پر بضد ہو تو پھر انتظار کرو میں بھی تمہارے ساتھ منتظر ہوں یعنی تم سب جان جاؤ گے کہ حق وہی ہے جس کی طرف تمہیں دعوت دی جا رہی ہے

ہماری نشانیوں کے بارے میں
چال بازیاں شروع کر دیتے ہیں[1]
کہہ دیں "اللہ بہت تیزی سے تدبیر کرنے والا ہے[2]
بلاشبہ ہمارے بھیجے ہوئے
تمہاری سب چال بازیاں لکھ رہے ہیں"

22- هُوَ الَّذِيْ يُسَيِّرُكُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ۭ حَتّٰٓى
اِذَا كُنْتُمْ فِي الْفُلْكِ ۚ وَجَرَيْنَ بِهِمْ بِرِيْحٍ
طَيِّبَةٍ وَّفَرِحُوْا بِهَا جَاۗءَتْهَا رِيْحٌ عَاصِفٌ
وَّجَاۗءَهُمُ الْمَوْجُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَّظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ
اُحِيْطَ بِهِمْ ۙ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۚ
لَىِٕنْ اَنْجَيْتَنَا مِنْ هٰذِهٖ لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ ۝

22- وہی ہے جو تمہیں چلائے رکھتا ہے
بر و بحر میں[3]
حتّٰی کہ جب تم کشتیوں میں ہوتے ہو
اور کشتیاں اپنے سواروں کے ساتھ
موافق ہوا سے رواں ہوتی ہیں
اور وہ سوار اس سے خوش ہوتے ہیں
تو انکی کشتیوں کو تند و تیز ہوا آن لیتی ہے
اور ان کو ہر طرف سے موجیں گھیر لیتی ہیں
اور انہیں یقین آجاتا ہے
کہ ان کو گھیر لیا گیا ہے
تو وہ اللہ کو پکارتے ہیں[4]
اپنا دین صرف اسی کے لیے خاص کر کے[5]

1- ہمارے اس کرم کے لیے ہمارے شکر گزار ہونے کی بجائے وہ دین حق کے خلاف سازشیں شروع کر دیتے ہیں
2- یعنی اللہ تعالیٰ تمہاری ایسی تدابیر کامیاب نہیں ہونے دے گا
3- زمین پر اور سمندروں میں تمہارے سفر کے وسائل اسی اللہ نے تمہیں عطا کیے ہوئے ہیں اور اسی نے تمہیں ایسے سفروں کے قابل بنایا ہوا ہے
4- انسانوں پر اپنے اس کرم کے بیان کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جب سمندروں میں سفر کرنے والے ہواؤں کے طوفان اور لہروں کے تھپیڑوں میں پھنس جاتے ہیں اور نجات کی کوئی صورت دکھائی نہیں دیتی تو اس حالت میں نجات کے لیے وہ ہمیں ہی پکارتے ہیں جنہیں وہ ہمارے ساتھ شریک ٹھہراتے ہیں، ان کو نہیں پکارتے
5- اس مصیبت کی حالت میں ان کو یقین ہوتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی بھی اور انہیں بچا نہیں سکتا اس وقت وہ اپنے باطل معبودوں پر ایمان سے دستبردار ہو جاتے ہیں

"اگر تو ہمیں اس سے نجات دیدے
تو ہم شکر ادا کرنے والوں میں ہو جائیں گے"

23- فَلَمَّآ اَنْجٰىهُمْ اِذَا هُمْ يَبْغُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ ۗ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّمَا بَغْيُكُمْ عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ ۙ مَّتَاعَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۡ ثُمَّ اِلَيْنَا مَرْجِعُكُمْ فَنُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿٢٣﴾

23- پھر جب وہ انہیں نجات دے دیتا ہے
تو وہ فوراً زمین میں
ناحق سرکشی شروع کر دیتے ہیں
اے لوگو سوائے اس کے نہیں کہ
تمہاری یہ سرکشی تو
تمہاری اپنی ہی جانوں کے خلاف ہے
یہ دنیا کی زندگی کا ہی فائدہ ہے[6]
پھر تم سب کو ہمارے پاس ہی آنا ہے
سو ہم تمہیں بتا دیں گے
اس کی حقیقت جو کچھ تم کیا کرتے تھے

24- اِنَّمَا مَثَلُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَآءٍ اَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ مِمَّا يَاْكُلُ النَّاسُ وَالْاَنْعَامُ ۗ حَتّٰٓى اِذَآ اَخَذَتِ الْاَرْضُ زُخْرُفَهَا وَازَّيَّنَتْ وَظَنَّ اَهْلُهَآ اَنَّهُمْ قٰدِرُوْنَ عَلَيْهَآ ۙ اَتٰىهَآ اَمْرُنَا لَيْلًا اَوْ نَهَارًا فَجَعَلْنٰهَا حَصِيْدًا كَاَنْ لَّمْ تَغْنَ بِالْاَمْسِ ۗ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿٢٤﴾

24- دنیا کی زندگی کی مثال تو
اس پانی کی مانند ہے
جو ہم آسمان سے اُتارتے ہیں
اور جب اس پانی سے گھنی ہو جاتی ہے
زمین سے نکلی روئیدگی
جس میں سے
انسان اور چوپائے کھاتے ہیں

6- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ جو کچھ تم کر رہے ہو، تم اپنے آپ ہی کے خلاف کر رہے ہو اس سے تم ہمارا کوئی نقصان نہیں کر سکتے تم اپنے آپ کو ہی وبال میں پھنسا رہے ہو تم دنیا کی زندگی میں اس سے جو فائدہ حاصل کرنا چاہتے ہو، وہ ہوگا بھی تو عارضی ہوگا

یہاں تک کہ جب زمین اپنا زیور پہن لیتی ہے
اور وہ خوشنما ہو جاتی ہے
اور اس کے مالک گمان کرتے ہیں
کہ وہ اس پر کنٹرول رکھتے ہیں[7]
تو اچانک ہمارا فیصلہ آجاتا ہے
رات کو یا دن کو
پس ہم کر دیتے ہیں اسے
جڑ سے اکھاڑ دی گئی فصل
جیسے کہ وہ کل وہاں پر موجود ہی نہیں تھی
ہم اس طرح سے آیات کھول کر بیان کرتے ہیں
ان لوگوں کے لیے جو غور و فکر کرتے ہیں

25- وَاللّٰهُ يَدْعُوْٓا اِلٰى دَارِ السَّلٰمِ ؕ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿٢٥﴾

25- اور اللہ بلاتا ہے
سلامتی والے گھر کی طرف[8]
اور ہدایت دے دیتا ہے
جس کسی کو چاہے
راہِ راست کی طرف

7- اس مثال سے اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کی غلط فہمیوں کا حال بیان کرتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ جب ہم آسمانوں سے پانی برساتے ہیں تو اس سے زمین سے پیدا ہونے والی سب چیزیں خوب پھلتی پھولتی ہیں فصلیں اور باغات خوب ہرے بھرے ہو جاتے ہیں اور انسانوں اور حیوانوں کو کھانے کو خوب ملنا شروع ہو جاتا ہے ان فصلوں اور باغوں کے مالک اس غلط فہمی میں مبتلا ہو جاتے ہیں کہ یہ سب کچھ انہوں نے کیا ہے حالانکہ وہ سب کچھ تو ہمارے کرم سے ہوتا ہے جس طرح پانی کے بغیر نہ کوئی فصل تیار ہو سکتی تھی، نہ باغات پھل لا سکتے تھے اسی طرح دنیا میں انسانی زندگی کی نعمتیں بھی ہم ہی دیتے ہیں لیکن کافر اسی دھوکے میں مبتلا ہوتے ہیں کہ وہ تو ان کے اپنے کرتب و کمال کی دین ہیں وہ آسمان سے برسنے والے پانی کی حقیقت کو بھی نہیں سمجھتے اور دنیاوی زندگی کی حقیقت کے بارے میں بھی دھوکہ و فریب میں مبتلا رہتے ہیں

8- کونسا سلامتی کا گھر؟ آخرت میں جنت اور دنیا میں اطمینان قلب کی حالت

26- لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰى وَزِيَادَةٌ ؕ وَلَا يَرْهَقُ وُجُوْهَهُمْ قَتَرٌ وَّلَا ذِلَّةٌ ؕ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿٢٦﴾

26- ان لوگوں کے لیے جو نیک کام کرتے ہیں
اچھائی ہے
اور اس سے زیادہ ہے [9]
اور نہیں ڈھانکے گی ان کے چہروں کو
رسوائی کی سیاہی اور نہ ذلت
یہ ہیں وہ لوگ جو اہلِ بہشت ہیں
وہ ہمیشہ ہی اس میں رہیں گے

27- وَالَّذِيْنَ كَسَبُوا السَّيِّاٰتِ جَزَآءُ سَيِّئَةٍ بِمِثْلِهَا ۙ وَتَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ؕ مَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ عَاصِمٍ ۚ كَاَنَّمَآ اُغْشِيَتْ وُجُوْهُهُمْ قِطَعًا مِّنَ الَّيْلِ مُظْلِمًا ؕ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿٢٧﴾

27- اور جن لوگوں نے برائیاں کمائیں
تو برائی کا بدلہ ہے اسی کی مانند [10]
اور ڈھانکے گی انہیں ذلت
نہیں ہے واسطے ان کے کوئی بھی
اللہ سے بچا لینے والا
گویا کہ ڈھانپ دیئے گئے ہوں ان کے چہرے
رات کے گہرے اندھیرے کے ٹکڑوں سے
وہ لوگ اہلِ جہنم ہیں
وہ ہمیشہ ہی اس میں رہیں گے

28- وَيَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا ثُمَّ نَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا مَكَانَكُمْ اَنْتُمْ وَشُرَكَآؤُكُمْ ۚ فَزَيَّلْنَا بَيْنَهُمْ وَقَالَ شُرَكَآؤُهُمْ مَّا كُنْتُمْ اِيَّانَا تَعْبُدُوْنَ ﴿٢٨﴾

28- اور اس روز ہم ان سب کو اکٹھا کریں گے
پھر ہم ان لوگوں سے جو شرک کرتے تھے
کہیں گے "تم سب اپنی اپنی جگہ ہو جاؤ

9- اور اس سے زیادہ یعنی ان کو ان کے نیک اعمال کے لیے روزِ قیامت اللہ تعالیٰ بہت زیادہ انعام واکرم سے نوازیں گے جو ان کا بدلہ بنتا ہے اس سے بھی زیادہ دیں گے

10- برائی کی سزا اس برائی کے مطابق دی جائے گی

تم اور وہ جنہیں تم شریک ٹھہراتے تھے"[11]
پھر ہم انہیں الگ الگ کر دیں گے[12]
اور ان کے ٹھہرائے شریک کہیں گے
"تم ہماری پرستش تو نہیں کیا کرتے تھے[13]

29- فَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا بَيْنَنَا وَ بَيْنَكُمْ اِنْ كُنَّا عَنْ عِبَادَتِكُمْ لَغٰفِلِيْنَ ۝۲۹

29- سو کافی ہے اللہ کی گواہی
ہمارے اور تمہارے درمیان[14]
ہم تو تمہاری طرف سے پرستش سے
بے خبر ہوتے تھے"[15]

30- هُنَالِكَ تَبْلُوْا كُلُّ نَفْسٍ مَّآ اَسْلَفَتْ وَ رُدُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ مَوْلٰىهُمُ الْحَقِّ وَ ضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ۝۳۰ ع

30- وہاں پر جان لے گا ہر کوئی
جو کچھ بھی اس نے آگے بھیجا تھا
اور وہ اپنے مالکِ حقیقی
اللہ کی طرف لوٹا دیئے جائیں گے
اور گم ہو جائیں گے ان سے
وہ سب جھوٹ جو وہ گھڑا کرتے تھے[16]

11- انہیں ان کے لیے مخصوص کٹہروں میں کھڑے کر کے ان سے حساب لیں گے

12- شریک ٹھہرانے والوں کا کٹہرا الگ ہوگا اور جنہیں وہ ہمارے ساتھ شریک ٹھہرایا کرتے تھے ان کو الگ کٹہرے میں کھڑا کریں گے

13- جب وہ اللہ تعالیٰ کی عدالت میں آمنے سامنے کھڑے ہوں گے تو جن کو وہ شریک ٹھہراتے تھے وہ بھی ان کے خلاف گواہی دیں گے اور کہیں گے کہ تم تو اپنی خواہشات کے پجاری تھے

14- یعنی اللہ تعالیٰ خود جانتے ہیں کہ جو کچھ ہم کہہ رہے ہیں، حقیقت وہی ہے

15- وہ سب جن کی وہ پوجا پاٹ کیا کرے تھے اللہ کی عدالت میں بیان دیں گے اور کہیں گے کہ یہ جو کچھ بھی کرتے رہے ہیں اس کے ذمہ دار یہی ہیں، ہم ان کے شرک کے ذمہ دار نہیں

16- دنیا میں انہوں نے جو جھوٹے معبود بنا رکھے تھے جن سے انہوں نے خود ہی جھوٹے عقائد وابستہ کر رکھے تھے، وہ سب انہیں کوئی بھی فائدہ نہیں پہنچا سکیں گے۔

4

31- قُلْ مَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اَمَّنْ يَّمْلِكُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَمَنْ يُّخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَمَنْ يُّدَبِّرُ الْاَمْرَ ؕ فَسَيَقُوْلُوْنَ اللّٰهُ ۚ فَقُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿٣١﴾

31- پوچھیئے ''کون رزق دیتا ہے تمہیں
آسمان سے اور زمین سے
یا کون ہے مالک
سماعت کا اور بصارت کا
اور کون نکالتا ہے
زندہ کو مردہ سے
اور نکالتا ہے مردہ کو زندہ سے؟
اور کون چلاتا ہے نظم کائنات کو؟''
اور وہ ضرور کہیں گے ''اللہ''[1]
تو پوچھیئے ''کیا پھر تم ڈرتے نہیں ہو؟''[2]

32- فَذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمُ الْحَقُّ ۚ فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ اِلَّا الضَّلٰلُ ۖۚ فَاَنّٰى تُصْرَفُوْنَ ﴿٣٢﴾

32- تو یہ ہے اللہ
تمہارا حقیقی پروردگار
تو پھر حق کے بعد باقی سب کیا ہے؟
وہ تو صرف گمراہی ہی ہے
تو پھر تمہیں کدھر کو موڑا جا رہا ہے؟[3]

33- كَذٰلِكَ حَقَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ عَلَى الَّذِيْنَ فَسَقُوْٓا اَنَّهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿٣٣﴾

33- اس طرح حق ثابت ہو گئی
تیرے رب کی بات[4]

1- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ تو وہ مانتے ہیں کہ یہ سب کچھ اللہ ہی کے قبضہ قدرت میں ہے کیونکہ انکار ممکن نہیں
2- یعنی اگر تم یہ مانتے ہو تو پھر کفر و شکر کرتے ہوئے تم ڈرتے کیوں نہیں؟ ایمان کیوں نہیں لاتے؟
3- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ پھر سوچو تو کہ جو کوئی تمہیں شرک اور جھوٹے معبودوں کی طرف لے جا رہے ہیں، وہ تمہیں کہاں سے کہاں لے جا رہے ہیں؟ یعنی وہ تو تمہیں تمہارے حقیقی پروردگار سے دور خالص گمراہی میں لے جا رہے ہیں
4- کونسی بات حق ثابت ہو گئی؟ یہ کہ جن کے دلوں، آنکھوں اور کانوں پر ٹھپے لگے ہوں وہ ایمان نہیں لایا کرتے

ان نافرمان لوگوں کے خلاف
کہ وہ ایمان نہیں لائیں گے

34- قُلْ هَلْ مِنْ شُرَكَآئِكُمْ مَّنْ يَّبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ ؕ قُلِ اللّٰهُ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ﴿٣٤﴾

34- پوچھیئے ''کیا ہے تمہارے بنائے شریکوں میں سے کوئی
جو مخلوق کو وجود میں لائے
اور پھر اس کو دوبارہ پیدا کر دے؟''
کہہ دیں ''اللہ ہی ہے جو تخلیق کی ابتدا کرتا ہے
پھر وہی اس کو دوبارہ پیدا کرتا ہے
تو پھر تمہیں کدھر کو پھیرا جا رہا ہے؟''

35- قُلْ هَلْ مِنْ شُرَكَآئِكُمْ مَّنْ يَّهْدِيْٓ اِلَى الْحَقِّ ؕ قُلِ اللّٰهُ يَهْدِيْ لِلْحَقِّ ؕ اَفَمَنْ يَّهْدِيْٓ اِلَى الْحَقِّ اَحَقُّ اَنْ يُّتَّبَعَ اَمَّنْ لَّا يَهِدِّيْٓ اِلَّآ اَنْ يُّهْدٰى ۚ فَمَا لَكُمْ ۫ كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ ﴿٣٥﴾

35- پوچھیئے ''کیا ہے تمہارے بنائے شریکوں میں سے کوئی
جو حق کی طرف رہنمائی کرتا ہے؟''[5]
کہو ''اللہ ہی ہے جو حق کی طرف رہنمائی کرتا ہے
تو کیا پھر جو دینِ حق کی طرف رہنمائی کرتا ہے
وہ حق رکھتا ہے
اس کا کہ اس کی پیروی کی جائے
یا وہ جو خود راہ نہیں پاتا
مگر یہ کہ اس کو راہ دکھائی جائے؟[6]
تو پھر تمہیں کیا ہو گیا ہے
تم کیسے فیصلہ کرتے ہو؟''[7]

5- دینِ حق سے مراد وہ ضابطۂ رہنمائی ہے جو فلاح کی طرف لے جائے دنیا میں اور آخرت میں فلاح کی طرف رہنمائی کرے یعنی جنہیں تم اللہ کے ساتھ شریک ٹھہراتے ہو، ان میں سے کسی کے بھی پاس ایسا کوئی ضابطۂ فلاح نہیں ہے

6- پیروی تو اس کی کرنا چاہیے جو فلاح کی طرف رہنمائی کرے نہ کہ کسی ایسے کی جو خود بھی فلاح کی راہ پر چلنے کے قابل نہ ہو اسے معلوم ہی نہ ہو کہ فلاح کی راہ ہے کونسی

7- کس چیز کا فیصلہ؟ اس کا کہ پیروی کس کی کی جائے اللہ تعالیٰ دین حق پر ایمان نہ لانے والوں سے فرماتے ہیں کہ تم فہم و فراست سے کیوں کام نہیں لیتے؟ تم نے خود جو فیصلہ کر لیا ہے وہ کس بنیاد پر کیا ہے؟

36- وَمَا يَتَّبِعُ اَكْثَرُهُمْ اِلَّا ظَنًّا ؕ اِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِىْ مِنَ الْحَقِّ شَيْـًٔا ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَفْعَلُوْنَ ﴿٣٦﴾

36- اور نہیں پیروی کرتی ان لوگوں کی اکثریت
مگر وہم وگمان کی ہی
مگر وہم تو حق کا کچھ بھی بدل نہیں[8]
اللہ تو خوب جانتا ہے
اس کے بارے میں جو کچھ بھی وہ کرتے ہیں

37- وَمَا كَانَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ اَنْ يُّفْتَرٰى مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ تَصْدِيْقَ الَّذِىْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيْلَ الْكِتٰبِ لَا رَيْبَ فِيْهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٣٧﴾

37- اور یہ قرآن ایسا نہیں ہے کہ
اللہ کے سوا کوئی اور اسے بنا لے
بلکہ یہ تصدیق ہے اس کی
جو کچھ اس سے پہلے آچکا تھا
اور تفصیل ہے الکتاب کی[9]
اس میں کوئی بھی شبہ نہیں کہ
یہ رب العالمین کی طرف سے ہے

38- اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ؕ قُلْ فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿٣٨﴾

38- کیا وہ کافر یہ کہتے ہیں کہ
وہ اس کو خود بنا لایا ہے؟
کہیئے "تو پھر تم لے آؤ ایک ہی سورت اس جیسی
اور بلا لو جس کسی کو تم بلا سکتے ہو[10]

8- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جس وہم وگمان کی یہ پیروی کر رہے ہیں دین حق کے ضابطۂ فلاح سے اس کا کوئی بھی تعلق نہیں معمولی سا بھی نہیں وہ خالص گمراہی ہے

9- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ قرآن کریم میں ہم نے انسانوں کو فلاح کا جو ضابطہ دیا ہے، وہ ایسا نہیں کہ کوئی انسان اسے بنا سکے ہم نے قرآن میں رہنمائی اور فلاح کے اُس ضابطہ کی ساری تفصیل بیان کر دی ہے جو ہم نے الکتاب یعنی اپنی کتاب حکمت میں محفوظ کیا ہوا ہے اس سے پہلے ہم نے جو کتابیں نازل کی تھیں، ان میں اس ضابطۂ فلاح کی جو تفصیلات موجود تھیں قرآن میں ہم نے وہ بھی شامل کر دی ہیں اور ضابطۂ فلاح مکمل کر دیا ہے

10- پہلے فرمایا کہ قرآن میں جو ضابطۂ فلاح ہے، وہ ہمارا بنایا اور بھیجا ہوا ہے اس کے بعد ان لوگوں کو چیلنج کیا جا رہا ہے جو کہتے تھے کہ قرآن کریم اللہ کی طرف سے نہیں نازل کیا جا رہا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ تم سارے مل کر اور جس کسی کو چاہو مدد کے لیے بلا کر قرآن کریم کی ◄◄

اللہ کے سوا
اگر تم سچے ہو"

39- بَلْ كَذَّبُوْا بِمَا لَمْ يُحِيْطُوْا بِعِلْمِهٖ وَلَمَّا يَاْتِهِمْ تَاْوِيْلُهٗ ؕ كَذٰلِكَ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۳۹﴾

39- نہیں بلکہ وہ تو ایسی چیز کو جھٹلاتے ہیں
جس کے علم کا وہ احاطہ ہی نہیں کر سکے [11]
اور نہ ہی انہیں اس کی حقیقت سمجھ آئی ہے [12]
اسی طرح جھٹلایا تھا ان لوگوں نے بھی
جو ان سے پہلے ہوتے تھے
تو پھر دیکھو تو ان ظالموں کا انجام کیا ہوا تھا [13]

40- وَمِنْهُمْ مَّنْ يُّؤْمِنُ بِهٖ وَمِنْهُمْ مَّنْ لَّا يُؤْمِنُ بِهٖ ؕ وَرَبُّكَ اَعْلَمُ بِالْمُفْسِدِيْنَ ﴿۴۰﴾ ع ۴ ۱۰ ۹

40- اور ان میں سے کچھ
اس پر ایمان لے آئیں گے
اور ان میں وہ بھی ہیں
جو اس پر ایمان نہیں لائیں گے
اور تیرا رب تو
فسادیوں کو خوب جانتا ہے [14]

◄◄ مانند ایک ہی سورت بنا کر دکھا دو یہ چیلنج فصاحت و بلاغت اور ادبی حوالوں سے ہی نہیں بلکہ قرآن کریم میں بیان کیے مضامین کے حوالے سے بھی ہے کائنات اور اس کے خالق و مالک کے بارے میں اس کی مخلوق کے بارے میں اور ان کی رہنمائی کے لیے جو حقائق اور رموز و نکات بیان فرما کر اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں انسانوں کی فلاح اور رہنمائی کا جو ضابطہ بیان فرمایا ہے، اس کے حوالے سے چیلنج کیا جا رہا ہے کہ اگر یہ قرآن اللہ کی طرف سے نہیں جیسا کہ تم کہتے ہو تو پھر اللہ کو چھوڑ کر تم سب مل کر اس جیسی کوئی ایک سورت ہی بنا کر دکھا دو

11- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ منکر نہ صرف اس جیسی ایک سورت نہیں بنا سکتے بلکہ ان میں تو قرآن کریم کو پوری طرح سمجھنے اور اس میں بیان کیے گئے حقائق کو اچھی طرح سمجھنے کی بھی صلاحیت نہیں ان کا قرآن کو جھٹلانا اس کا ثبوت ہے

12- قرآن کریم کی حقیقت یعنی قرآن میں دیا ضابطۂ فلاح انسانوں کو کس مقام و مرتبہ کی طرف لے جانا چاہتا ہے، یہ اس کو سمجھنے سے پہلے ہی منکر ہو گئے ہیں

13- یعنی ان سے پہلے والوں کا جو انجام ہوا تھا، ویسا ہی انجام ان کا بھی ہو سکتا ہے مگر یہ اس طرف کوئی دھیان نہیں دے رہے اور اپنی ضد اور ہٹ دھرمی پر قائم ہیں

14- فساد پھیلانے والے کون؟ وہ جو ایمان نہیں لاتے تھے اور دین حق کی مخالفت میں سازشیں کر رہے تھے

5

41- وَاِنْ كَذَّبُوْكَ فَقُلْ لِّيْ عَمَلِيْ وَلَكُمْ عَمَلُكُمْ ۚ اَنْتُمْ بَرِيْٓـُٔوْنَ مِمَّآ اَعْمَلُ وَاَنَا بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿٤١﴾

41- اور اگر وہ تمہیں جھٹلائیں
تو کہہ دیں "میرے لیے میرا عمل ہے
اور تمہارے لیے تمہارا عمل ہے
تم بری الذمہ ہو اس سے جو میں کرتا ہوں
اور میں بری الذمہ ہوں اس سے جو تم کرتے ہو"[1]

42- وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّسْتَمِعُوْنَ اِلَيْكَ ۭ اَفَاَنْتَ تُسْمِعُ الصُّمَّ وَلَوْ كَانُوْا لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿٤٢﴾

42- اور ان میں بعض وہ ہیں
جو تیری طرف کان لگا دیتے ہیں
مگر کیا تو بہروں کو سنا سکتا ہے
اور اگر وہ ہوں بھی بے سمجھ؟[2]

43- وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْظُرُ اِلَيْكَ ۭ اَفَاَنْتَ تَهْدِي الْعُمْيَ وَلَوْ كَانُوْا لَا يُبْصِرُوْنَ ﴿٤٣﴾

43- اور ان میں بعض وہ ہیں
جو تیری طرف دیکھتے ہیں
مگر کیا تو اندھوں کو راہِ راست دکھا سکتا ہے
اور اگر وہ ہوں بھی بے بصیرت؟[3]

44- اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ النَّاسَ شَيْـًٔا وَّلٰكِنَّ النَّاسَ اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿٤٤﴾

44- اللہ تو لوگوں پر کچھ بھی ظلم نہیں کیا کرتا
مگر لوگ اپنی جانوں پر آپ ظلم کرتے ہیں

1- اللہ تعالیٰ اپنے نبی ﷺ سے فرماتے ہیں کہ وہ لوگ جو قرآن پر ایمان نہیں لاتے انہیں کہہ دیں کہ میں تو جو کچھ بھی کر رہا ہوں، اللہ کے ہاں اس کا جواب مجھے ہی دینا ہے میں کیسے ایسی کسی چیز کو جو اللہ کی طرف سے نہ ہو، اللہ کی نازل کردہ کہہ سکتا ہوں؟ اسی طرح جو کچھ تم کہہ رہے ہو اس کے لیے تم جواب دہ ہو

2- آیت 39 میں اللہ تعالیٰ نے قرآن پر ایمان نہ لانے والوں کے بارے میں فرمایا ہے کہ ان میں قرآن کو اور اس میں بیان کیے گئے حقائق اور نشانیوں کو سمجھنے کا شعور اور صلاحیت نہیں اس لیے وہ اس پر ایمان نہیں لائیں گے اللہ تعالیٰ اپنے نبی سے فرماتے ہیں کہ تو ایسے لوگوں کو کیسے دین حق سمجھا سکتا ہے وہ تو بے سمجھ بہروں کی مانند ہیں

3- یعنی وہ آپ کی دعوت کو سنتے بھی ہیں، آپ کے سیرت و کردار سے بھی واقف ہیں، اس کے باوجود وہ دعوتِ حق پر یقین نہیں لاتے تو کیا تو ایسے بصارت اور بصیرت سے محروم اندھوں کو راستی کی راہ پر ڈال سکتا ہے؟ انہیں جو بے سمجھ اندھوں، بہروں کی مانند ہیں

45- وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ كَاَنْ لَّمْ يَلْبَثُوْٓا اِلَّا سَاعَةً مِّنَ النَّهَارِ يَتَعَارَفُوْنَ بَيْنَهُمْ ؕ قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِلِقَآءِ اللّٰهِ وَمَا كَانُوْا مُهْتَدِيْنَ ﴿۴۵﴾

45- اور جس روز اللہ انہیں اکٹھا کرے گا[4]
تو ایسے ہوگا گویا کہ نہیں رہے تھے وہ دنیا میں
مگر دن کی ایک گھڑی ہی[5]
ایک دوسرے سے تعارف کراتے ہوئے
خسارے میں رہے وہ لوگ
جنہوں نے جھٹلایا تھا
اللہ سے ملاقات کو
اور وہ راہ ہدایت پر نہیں تھے

46- وَاِمَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِيْ نَعِدُهُمْ اَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَاِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ ثُمَّ اللّٰهُ شَهِيْدٌ عَلٰى مَا يَفْعَلُوْنَ ﴿۴۶﴾

46- اور اگر ہم دکھا دیں تمہیں اس میں سے کچھ
جس کا ہم ان سے وعدہ کرتے ہیں
یا ہم تجھے اس سے پہلے اٹھا لیں[6]
انہیں آنا تو ہمارے پاس ہی ہے
اور اللہ اس پر گواہ ہے
جو کچھ بھی وہ کر رہے ہیں

47- وَلِكُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلٌ ۚ فَاِذَا جَآءَ رَسُوْلُهُمْ قُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۴۷﴾

47- اور ہر امت کے لیے ایک رسول رہا ہے
پس جب ان کے لیے رسول ان کے پاس پہنچ جائے

4- روزِ قیامت جب وہ اپنے دنیاوی اعمال کے حساب کے لیے اللہ کے سامنے پیش ہوں گے

5- ان کا نامۂ اعمال نیکیوں سے اتنا خالی ہوگا جیسے وہ دنیا میں ایک گھڑی ہی رہے ہوں موت کے بعد کی زندگی کو دیکھ کر انہیں یہ دنیاوی زندگی جس کے دھوکوں میں پھنس کر وہ دین حق پر ایمان نہیں لا رہے، بے وقعت دکھائی دے گی دنیاوی رشتے اور تعلق بھی اہمیت کھو دیں گے۔

6- اللہ تعالیٰ اپنے نبی سے فرماتے ہیں کہ ایسے مشرکوں اور دین حق کا انکار کرنے والوں کے لیے ہم جس عذاب کا وعدہ کر رہے ہیں وہ عذاب ان پر لازماً آنا ہے خواہ ہم آپ کی زندگی میں انہیں کوئی سزا دے دیں یا آپ کے اس دنیا سے رحلت کر جانے کے بعد انہیں سزا دیں، وہ عذاب تو انہیں بھگتنا ہی ہے، اس سے وہ بچ نہیں سکیں گے دنیا کے بعد آخرت کا عذاب بھی تو ہے

تو ان کے درمیان انصاف سے فیصلہ کر دیا جاتا ہے
اور ان کے ساتھ کبھی بے انصافی نہیں کی جاتی[7]

48- وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۴۸﴾

48- اور وہ کہتے ہیں "کب آئے گا اس وعدے کا وقت
اگر تم سچ کہتے ہو؟"[8]

49- قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ؕ لِكُلِّ اُمَّةٍ اَجَلٌ ؕ اِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ فَلَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ﴿۴۹﴾

49- کہہ دیں "نہیں ہوں میں مالک
اپنے لیے کسی نقصان کا اور نہ کسی نفع کا
مگر وہی جو اللہ چاہے
ہر امت کے لیے ایک میعاد مقرر ہوتی ہے
جب ان کی وہ میعاد پوری ہو جاتی ہے
تو نہیں تاخیر کر سکتے وہ اس میں ایک گھڑی کی بھی
اور نہ وہ اس کو پہلے کر سکتے ہیں"

50- قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَتٰىكُمْ عَذَابُهٗ بَيَاتًا اَوْ نَهَارًا مَّاذَا يَسْتَعْجِلُ مِنْهُ الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۵۰﴾

50- پوچھیں "کیا تم نے کبھی اس کے بارے میں سوچا ہے کہ
اگر آ جائے تم پر اللہ کا وہ عذاب

7- اللہ تعالیٰ دین حق کا انکار کرنے والوں کو سزا دینے کا اپنا اصول بیان فرماتے ہیں کہ ہم پہلے بھی لوگوں کی ہدایت اور رہنمائی کے لیے اپنے رسول بھیجتے رہے ہیں جب ہمارا رسول لوگوں کو ہمارا پیغام پہنچا دیتا ہے، حق اور باطل سے انہیں آگاہ کر دیتا ہے اس وقت ہم انہیں سزا دینے کا فیصلہ کیا کرتے ہیں اس سے پہلے ہم سزا نہیں دیا کرتے اور جب بھی ہم لوگوں کو سزا دیتے ہیں تو اس کے ذمہ دار وہ خود ہی ہوتے ہیں، ہم نے کبھی کسی سے بے انصافی نہیں کی "امت" کا ترجمہ یا مفہوم قوم نہیں ہو سکتا کہ اللہ کا قرآن کسی ایک ہی قوم کی ہدایت کے لیے نہیں نبی آخر الزماں ﷺ سے پہلے جو نبی اور رسول بعض مخصوص قوموں کی طرف آتے رہے وہاں امت کا ترجمہ قوم مناسب ہے مگر وہ قرآن اور اسلام جو اللہ نے محمد بن عبداللہ ﷺ کے ذریعے بھیجا ہے، وہ سب انسانوں کے لیے ہے سب زمانوں کے لوگوں کے لیے، لہٰذا امت سے مراد کوئی قوم نہیں بلکہ وہ سب لوگ ہیں جن تک قرآن کا پیغام پہنچے

8- کونسا وعدہ؟ وہی دین حق کا انکار کرنے والوں کے لیے عذاب کا اللہ کا وعدہ جس کا آیت 46 میں اللہ تعالیٰ نے ذکر فرمایا ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ دین حق کا انکار کرنے والوں کو جب اللہ تعالیٰ کے اس وعدے کے بارے میں بتایا جاتا ہے تو وہ پوچھتے ہیں کہ اگر واقعی ہم پر وہ عذاب آنا ہے تو آ کیوں نہیں رہا وہ عذاب ہم پر؟ وہ ہمارے نبی سے پوچھتے ہیں کہ اگر اس عذاب کے بارے میں آپ سچ کہہ رہے ہیں تو پھر لے آئیں ہم پر وہ عذاب

رات کو یا دن دہاڑے؟
کس چیز کو جلد مانگتے ہیں

51- اَثُمَّ اِذَا مَا وَقَعَ اٰمَنْتُمْ بِهٖ ؕ آٰلْـٰٔنَ وَقَدْ كُنْتُمْ بِهٖ تَسْتَعْجِلُوْنَ ﴿٥١﴾

اس عذاب میں سے
یہ مجرم؟

51- تو کیا پھر جب وہ عذاب آواقع ہوگا
تم اس پر اس وقت ایمان لاؤ گے؟
''ہاں'' اب آیا یقین؟
اور تم تو اس کے لیے جلدی مچاتے ہوتے تھے''

52- ثُمَّ قِيْلَ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ذُوْقُوْا عَذَابَ الْخُلْدِ ۚ هَلْ تُجْزَوْنَ اِلَّا بِمَا كُنْتُمْ تَكْسِبُوْنَ ﴿٥٢﴾

52- پھر ان ظالموں سے کہا جائے گا
''چکھو تم ہمیشہ رہنے والا عذاب
تمہارا اور کیا بدلہ ہوسکتا ہے؟
مگر اسی کا جو کچھ تم کیا کرتے تھے''

53- وَيَسْتَنْۢبِـُٔوْنَكَ اَحَقٌّ هُوَ ؕ قُلْ اِيْ وَرَبِّيْٓ اِنَّهٗ لَحَقٌّ ؕ وَمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ﴿٥٣﴾ ع

53- اور وہ تجھ سے پوچھتے ہیں ''کیا یہ سچ ہے؟''
کہہ دیں ''ہاں! میرے رب کی قسم سچ یہی ہے
اور تم اسے ہرگز نہیں روک سکتے''

ع ١٠ ٢ ٥

54- وَلَوْ اَنَّ لِكُلِّ نَفْسٍ ظَلَمَتْ مَا فِي الْاَرْضِ لَافْتَدَتْ بِهٖ ؕ وَاَسَرُّوا النَّدَامَةَ لَمَّا رَاَوُا الْعَذَابَ ۚ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿٥٤﴾

54- اور اگر ہر ظالم کے پاس
وہ سب کچھ بھی ہو جو زمین میں ہے
تو وہ ضرور اس کو اپنے فدیہ میں دیدے
اور وہ ندامت چھپائیں گے

جب وہ اس عذاب کو دیکھیں گے [1]

55- اَلَآ اِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ اَلَآ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿٥٥﴾

55- آگاہ رہو!
اللہ ہی کا ہے
جو کچھ بھی ہے
آسمانوں اور زمین میں
یاد رکھو اللہ کا وعدہ تو سچا ہے [2]
مگر ان میں سے اکثر لوگ جانتے نہیں

56- هُوَ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿٥٦﴾

56- وہی زندگی دیتا ہے اور وہی موت دیتا ہے
اور اسی کی طرف تم سب کو لوٹایا جانا ہے

57- يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَشِفَآءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ ۙ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٥٧﴾

57- اے لوگو! تمہارے پاس نصیحت آچکی ہے [3]
تمہارے رب کی طرف سے
اور اس مرض کی شفا
جو سینوں میں ہے [4]

1- جو لوگ عذاب کے بارے میں سوال پوچھتے تھے انہیں بتایا جا رہا ہے کہ وہ عذاب ہوگا کیسا ایسا کہ جب ظالم اسے دیکھ لیں گے تو اس سے چھٹکارے کے لیے اگر کسی کے پاس دنیا کی ساری دولت ہو تو بھی وہ اسے فدیہ میں دینے کو بے چین ہوگا اور اپنے دنیاوی اعمال کے سبب وہ اتنے پشیمان ہوں گے کہ ندامت چھپا نہیں سکیں گے

2- جزا و سزا کا وعدہ

3- کیا نصیحت ہے؟ یہ کہ ایسا کرو اور ایسا نہ کرو۔ کس صورت میں آئی ہے وہ نصیحت؟ قرآن کریم کی صورت میں

4- دلوں میں خالق و مالک کے بارے میں پائے جانے والے شکوک و شبہات کے مرض کو مکمل طور پر ختم کر دینے والی۔ کیسے؟ اس کو پڑھیں اور اس پر غور کریں تو

اور رہنمائی اور رحمت
اہلِ ایمان کے لیے[5]

58- قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَ بِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا ؕ هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ﴿۵۸﴾

58- کہہ دیں "اللہ کے اس فضل پر
اور اس کی اس رحمت پر
اور اس کے یہ بھیجنے پر
تو لوگوں کو خوش ہونا چاہیے[6]
یہ ان سب چیزوں سے بہت بہتر ہے
جو وہ لوگ جمع کرتے ہیں"[7]

59- قُلْ اَرَءَيْتُمْ مَّاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ لَكُمْ مِّنْ رِّزْقٍ فَجَعَلْتُمْ مِّنْهُ حَرَامًا وَّحَلٰلًا ؕ قُلْ آٰللّٰهُ اَذِنَ لَكُمْ اَمْ عَلَى اللّٰهِ تَفْتَرُوْنَ ﴿۵۹﴾

59- کہیے "کیا تم نے کبھی اس رزق کے بارے میں غور کیا ہے
جو اللہ نے تمہارے لیے بھیجا ہوا ہے[8]
اور تم نے بنا لیا ہوا ہے اس میں سے
کچھ حرام اور کچھ حلال؟"
پوچھیے "کیا اللہ نے تمہیں اس کی اجازت دی ہوئی ہے
یا تم اللہ کے ذمے جھوٹ لگا رہے ہو؟"

5- کیسی رہنمائی؟ دنیا و آخرت میں فلاح کی راہ دکھانے والی راہ نجات پر ڈال دینے والی رہنمائی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ ہماری طرف سے ایمان لانے والوں پر کرم ہے کہ وہ اس کے ذریعے دنیا و آخرت کی فلاح کی راہ پا لیتے ہیں

6- کیوں خوش ہونا چاہیے؟ اس لیے کہ اللہ نے ان پر فضل کیا اور ان کے لیے رہنما کتاب بھیج دی

7- یعنی اس مال و متاع سے بہت ہی بہتر ہے جو وہ دنیا میں جمع کر رہے ہیں۔ کیوں بہتر ہے؟ فلاح کی راہ دکھا دینے کے سبب جو مال و دولت سے نہیں مل سکتی

8- پوچھا جا رہا ہے کہ ہم نے تمہیں جو رزق دیا ہوا ہے اس کرم بارے میں تم نے کبھی غور و فکر کیا ہے؟ تم نے خود ہی اس میں سے کچھ کو حلال اور کچھ کو حرام قرار دے لیا ہوا ہے ایسا کیوں ہے؟ کیا تمہارے پاس اس کا کوئی جواز یعنی ہماری طرف سے حکم یا اجازت ہے؟ مطلب یہ کہ کسی انسان کو خود ہی کسی چیز کو حلال اور کسی کو حرام قرار دینے کا اختیار نہیں

60- وَمَا ظَنُّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَشْكُرُوْنَ ﴿٦٠﴾ ع ١١

60- اور ان لوگوں کا کیا خیال ہے
جو اللہ کے ذمے جھوٹ لگاتے ہیں
روز قیامت کے بارے میں؟[9]
بلاشبہ اللہ تو لوگوں پر فضل کرنے والا ہے
مگر ان میں سے اکثر ناشکرے ہیں

7

61- وَمَا تَكُوْنُ فِيْ شَاْنٍ وَّمَا تَتْلُوْا مِنْهُ مِنْ قُرْاٰنٍ وَّلَا تَعْمَلُوْنَ مِنْ عَمَلٍ اِلَّا كُنَّا عَلَيْكُمْ شُهُوْدًا اِذْ تُفِيْضُوْنَ فِيْهِ ؕ وَمَا يَعْزُبُ عَنْ رَّبِّكَ مِنْ مِّثْقَالِ ذَرَّةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ وَلَآ اَصْغَرَ مِنْ ذٰلِكَ وَلَآ اَكْبَرَ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ﴿٦١﴾

61- اور اے نبی تو کسی بھی حال میں ہو
اور تو قرآن میں سے جو کچھ بھی سنا رہا ہو[1]
اور اے لوگو تم جو بھی کچھ کر رہے ہوتے ہو[2]
ہم تم پر گواہ ہوتے ہیں
جب تم وہ کام کرتے ہو
اور نہیں ہے تیرے رب سے پوشیدہ
کوئی ذرہ برابر چیز بھی
زمین میں اور آسمان میں[3]
اور نہیں ہے
اس سے کوئی چھوٹی چیز

9- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ایسے لوگ جو جھوٹے عقائد گھڑ کر ان کے اللہ کی طرف سے ہونے کا جھوٹ بول رہے ہیں، کیا خیال ہے ان کا کہ قیامت کے روز ان کا کیا انجام ہوگا؟ یعنی وہ اس انجام سے لاپرواہ ہیں

1- اللہ تعالیٰ اپنے نبی سے فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کو دعوتِ دین کے معاملے میں جن حالات کا سامنا ہے اور آپ جس صبر و استقلال سے لوگوں کو قرآن کی طرف بلا رہے ہیں ہم وہ سب دیکھ رہے ہیں۔

2- اے وہ لوگو جنہیں قرآن سنایا جاتا ہے تم بھی ہماری نظروں میں ہوتے ہو

3- زمین و آسمان میں جو بھی کچھ ہوتا ہے ہم سے پوشیدہ نہیں رہ سکتا یعنی ہم اپنے دین اور رسول کے دشمنوں کی ہر چال دیکھ رہے ہیں

اور نہ ہی اس سے بڑی چیز
مگر وہ درج ہے کتابِ روشن میں [4]

62- اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿٦٢﴾

62- آگاہ رہو!
جو لوگ اللہ کے قریب ہیں [5]
ان کے لیے کوئی خوف نہیں ہے
اور نہ ہی وہ غمگین ہوں گے

63- اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ﴿٦٣﴾

63- وہ لوگ جو ایمان لائے ہیں
اور اللہ سے ڈرتے رہتے ہیں

64- لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ؕ لَا تَبْدِيْلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿٦٤﴾

64- ان کے لیے بشارت ہے
دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں
اللہ کی باتیں کبھی تبدیل نہیں ہوتیں
یہی عظیم کامیابی ہے

65- وَلَا يَحْزُنْكَ قَوْلُهُمْ ۘ اِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا ؕ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿٦٥﴾

وقف لازم

65- اور نہ دکھی کرے تمہیں ان کی کوئی بات
عزت تو ساری اللہ ہی کے پاس ہے [6]
اور وہ سب کچھ
سنتا اور جانتا ہے

4- ایسی کتاب میں جس میں ہر چیز محفوظ ہے اور کبھی ختم نہیں ہو سکتی اس کتاب میں لوگوں کے اعمال کا جو اندراج ہوتا رہتا ہے، وہ روز قیامت تک محفوظ رہے گا

5- ولی کا مفہوم ہے کسی کے قریب ہونا وہ لوگ اللہ کے قریب کیوں ہیں؟ اپنے اعمال کی وجہ سے اللہ کے احکام پر عمل کی وجہ سے اگلی آیت میں ان اولیاء کی وضاحت کر دی گئی ہے

6- اللہ تعالیٰ اپنے نبی سے فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ جس کو بھی دین حق کی دعوت دیتے ہیں، اس کا جو بھی ردعمل ہوتا ہے ہم سب دیکھ رہے ہوتے ہیں (آیت 61) ان کی بات یعنی ردعمل اور جھوٹے معبودوں کے بارے میں گفتگو سے آپ دکھی نہ ہوں کائنات پر جو بھی برتری ہے، سب تیرے اللہ کو ہی حاصل ہے اور عزت بھی وہی دیتا ہے

66- اَلَآ اِنَّ لِلّٰهِ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ ؕ وَمَا يَتَّبِعُ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ شُرَكَآءَ ؕ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَاِنْ هُمْ اِلَّا يَخْرُصُوْنَ ﴿٦٦﴾

66- یاد رکھو
اللہ ہی کی ملکیت ہیں
جو بھی آسمانوں میں ہیں
اور جو بھی زمین میں ہیں
اور وہ لوگ کس چیز کی پیروی کر رہے ہیں
وہ جو اللہ کے سوا
اپنے بنائے شریکوں کو پکارتے ہیں؟
نہیں پیروی کرتے وہ
مگر وہم و گمان کی ہی[7]
اور نہیں ہیں وہ مگر قیاس آرائیاں کرنے والے ہی

67- هُوَ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ لِتَسْكُنُوْا فِيْهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّسْمَعُوْنَ ﴿٦٧﴾

67- وہی ہے جس نے بنائی ہے تمہارے لیے رات
تاکہ تم اس میں آرام کر سکو
اور دن کو بنا دیا روشن
بلاشبہ اس میں نشانیاں ہیں
ایسے لوگوں کے لیے جو سنتے ہیں[8]

68- قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا سُبْحٰنَهٗ ؕ هُوَ الْغَنِيُّ ؕ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ اِنْ عِنْدَكُمْ

68- وہ کہتے ہیں "اللہ نے بیٹا بنا لیا ہے"
سبحان اللہ!

7- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ کائنات کی ہر مخلوق کے مالک تو ہم ہیں مشرک اور کافر جن کو ہمارے ساتھ شریک ٹھہراتے ہیں، وہ بھی ہماری مخلوق ہیں، وہ لوگ ان سے جو منتیں مانگتے ہیں وہ اپنے بے بنیاد توہمات کی وجہ سے مانگتے ہیں اور ان کے بارے میں جو کچھ بھی کہتے ہیں جھوٹ کہتے ہیں

8- یعنی جو لوگ قرآن سنتے ہیں اور غور و فکر کرتے ہیں، ان کے لیے اس میں ایسی نشانیاں ہیں کہ وہ ایمان لے آتے ہیں، وہم و گمان کی پیروی کے جال سے نجات پا لیتے ہیں

مِّنْ سُلْطٰنٍ بِهٰذَا ؕ اَتَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿٦٨﴾

وہ تو وہ ہے
جو ہر طرح سے بے نیاز ہے
اسی کا ہے جو کچھ بھی ہے آسمانوں میں
اور جو کچھ زمین میں ہے [9]
نہیں ہے تمہارے پاس اس بات کی کوئی بھی دلیل
کیا تم اللہ کے بارے میں وہ بات کہتے ہو
جس کا تمہیں کچھ بھی علم نہیں؟ [10]

69- قُلْ اِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُوْنَ ﴿٦٩﴾ ؕ

69- کہہ دیجیے "بلاشبہ ایسے لوگ
جو اللہ کے بارے میں جھوٹ گھڑتے ہیں
وہ ہرگز فلاح پانے والے نہیں"

70- مَتَاعٌ فِي الدُّنْيَا ثُمَّ اِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ ثُمَّ نُذِيْقُهُمُ الْعَذَابَ الشَّدِيْدَ بِمَا كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ ﴿٧٠﴾ ع

70- یہ تھوڑا سا دنیاوی فائدہ ہی ہے
پھر انہیں ہماری طرف ہی لوٹنا ہے
اور ہم انہیں سخت عذاب چکھائیں گے
اس کفر کی وجہ سے جو وہ کرتے تھے

8

71- وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ نُوْحٍ ۘ اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَيْكُمْ مَّقَامِيْ وَتَذْكِيْرِيْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَعَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ فَاَجْمِعُوْٓا اَمْرَكُمْ

71- اور انہیں نوح کی کہانی سنائیں [1]
جب اس نے اپنی قوم سے کہا تھا
"اے میری قوم اگر تمہیں ناگوار ہے

9- یہ ان مشرکوں کا ذکر ہے جو اللہ کے بھی اولاد رکھنے کے وہم میں مبتلا ہیں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جب آسمانوں اور زمین میں جو کچھ بھی ہے ہمارا ہی ہے تو ہمیں انسانوں کی مانند بیٹے کی محتاجی کیسے ہو سکتی ہے؟

10- یعنی تم نے ایسے عقائد اپنی جہالت کی وجہ سے بنا رکھے ہیں ان کی تمہارے پاس نہ کوئی دلیل ہے اور نہ سند کہ اللہ نے کسی کو بیٹا بنا لیا ہے

1- اللہ تعالیٰ اپنے نبی ﷺ سے فرماتے ہیں کہ جو مشرک دین حق پر ایمان لانے پر تیار نہیں انہیں حضرت نوح کا واقعہ سنائیں کہ جب ان کی قوم نے ان لوگوں جیسا رویہ اختیار کیا تھا تو اس کا کیا انجام ہوا تھا

وَشُرَكَآءَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُنْ اَمْرُكُمْ عَلَيْكُمْ غُمَّةً ثُمَّ اقْضُوْٓا اِلَيَّ وَلَا تُنْظِرُوْنِ ﴿٧١﴾

میرا یہاں رہنا
اور اللہ کی آیات کے ذریعے نصیحت کرنا
تو میرا تو اللہ ہی پر بھروسہ ہے[2]
تم سب اپنا متفقہ منصوبہ بنالو
اپنے بنائے شریکوں کے ساتھ مل کر[3]
اور تمہیں تمہارے منصوبے میں کوئی شبہ نہ رہے
اور میرے خلاف اپنے اس منصوبے پر عمل کرو
اور مجھے کوئی بھی ڈھیل نہ دو[4]

72- فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَمَا سَاَلْتُكُمْ مِّنْ اَجْرٍ ؕ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ ۙ وَاُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿٧٢﴾

72- اور اگر تم روگردانی کرتے رہے ہو
تو میں نے تم سے کوئی معاوضہ تو نہیں مانگا تھا[5]
میرا اجر تو اللہ ہی کے ذمے ہے
اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ
میں فرمانبردار بن کر رہوں"

73- فَكَذَّبُوْهُ فَنَجَّيْنٰهُ وَمَنْ مَّعَهٗ فِي الْفُلْكِ وَجَعَلْنٰهُمْ خَلٰٓئِفَ وَاَغْرَقْنَا الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ۚ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُنْذَرِيْنَ ﴿٧٣﴾

73- سو انہوں نے اس کو جھٹلا دیا
تو ہم نے نجات دے دی تھی
اس کو اور انہیں جو اس کے ساتھ کشتی میں تھے
اور ہم نے ان کو زمین میں جانشین بنا دیا تھا

2- یعنی مجھے تمہارا کوئی ڈر خوف نہیں کہ میں اللہ کی طرف سے سونپا فرض ادا نہ کروں میرا اللہ پر بھروسہ ہے تم مجھے کچھ نقصان نہیں پہنچا سکتے

3- تم سب مشرک اور تمہارے بنائے شریک سب مل کر میرے خلاف جو بھی منصوبہ بنانا چاہتے ہو بنالو

4- اپنے منصوبے پر اچھی طرح غور و فکر کرلو، اس کی ناکامی کا کوئی پہلو نہ چھوڑو، اس پر عمل کرو اور میرے ساتھ کوئی رو رعایت نہ کرو

5- یعنی اگر تم انکار پر قائم رہے تو اس کی وجہ یہ نہیں کہ میں نے تم سے معاوضہ مانگا تھا اور تم وہ دے نہ سکنے کی بنا پر ایمان نہیں لائے

اور ہم نے غرق کر دیا تھا ان لوگوں کو
جنہوں نے ہماری آیات کو جھٹلایا تھا
سو دیکھو تو کیا انجام ہوا تھا ان لوگوں کا
جنہیں خبردار کر دیا گیا تھا

74- ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْۢ بَعْدِهٖ رُسُلًا اِلٰى قَوْمِهِمْ فَجَآءُوْهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَمَا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْا بِمَا كَذَّبُوْا بِهٖ مِنْ قَبْلُ ؕ كَذٰلِكَ نَطْبَعُ عَلٰى قُلُوْبِ الْمُعْتَدِيْنَ ۝٧٤

74- پھر ہم نے اس کے بعد رسولوں کو
ان کی قوموں کی طرف بھیجا
سو وہ آئے ان کے پاس
روشن نشانیوں کے ساتھ
مگر نہیں تھے وہ لوگ اس پر ایمان لانے والے
جس کو وہ اس سے پہلے جھٹلا چکے تھے[6]
ہم اسی طرح مہر لگا دیتے ہیں
حد سے گزر جانے والوں کے دلوں پر

75- ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ مُّوْسٰى وَهٰرُوْنَ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ بِاٰيٰتِنَا فَاسْتَكْبَرُوْا وَكَانُوْا قَوْمًا مُّجْرِمِيْنَ ۝٧٥

75- پھر ہم نے بھیجا تھا
ان کے بعد
موسیٰ اور ہارون کو
فرعون اور اس کے سرداروں کی طرف
اپنی نشانیوں کے ساتھ
مگر انہوں نے تکبر کیا
اور وہ مجرم قوم تھے

6- انہوں نے اپنا رویہ نہ بدلا اور کفر و شرک پر ہی قائم رہے

76- فَلَمَّا جَآءَهُمُ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِنَا قَالُوْٓا اِنَّ هٰذَا لَسِحْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿٧٦﴾

76- پس جب پہنچ گیا ان کے پاس حق ہماری طرف سے انہوں نے کہا "بلاشبہ یہ تو کھلا کھلا جادو ہے"

77- قَالَ مُوْسٰٓى اَتَقُوْلُوْنَ لِلْحَقِّ لَمَّا جَآءَكُمْ ؕ اَسِحْرٌ هٰذَا ؕ وَلَا يُفْلِحُ السّٰحِرُوْنَ ﴿٧٧﴾

77- موسیٰ نے کہا "کیا تم یہ اس حق کے بارے میں کہتے ہو جو تمہارے پاس آیا ہے؟ کیا یہ جادو ہے؟ اور جادوگر تو فلاح ہی نہیں پایا کرتے"

78- قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا لِتَلْفِتَنَا عَمَّا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا وَتَكُوْنَ لَكُمَا الْكِبْرِيَآءُ فِى الْاَرْضِ ؕ وَمَا نَحْنُ لَكُمَا بِمُؤْمِنِيْنَ ﴿٧٨﴾

78- انہوں نے کہا "کیا تو ہمارے پاس اس لیے آیا ہے کہ ہمیں اس چیز سے پھیر دے جس پر ہم نے اپنے آباء کو پایا ہے اور اس زمین پر تمہاری بڑائی قائم ہو جائے؟[7] اور ہم تو تم دونوں پر کبھی ایمان نہیں لائیں گے"

79- وَقَالَ فِرْعَوْنُ ائْتُوْنِىْ بِكُلِّ سٰحِرٍ عَلِيْمٍ ﴿٧٩﴾

79- فرعون نے کہا "بلاؤ میرے پاس سب ماہر جادوگر"

80- فَلَمَّا جَآءَ السَّحَرَةُ قَالَ لَهُمْ مُّوْسٰٓى اَلْقُوْا مَآ اَنْتُمْ مُّلْقُوْنَ ﴿٨٠﴾

80- پس جب جادوگر پہنچ گئے تو موسیٰ نے ان سے کہا "پھینکو جو کچھ تم کو پھینکنا ہے"[8]

7- یہ کون کہہ رہا ہے؟ فرعون اور اس کے سردار جن کی اس ملک پر حکمرانی اور مذہبی پیشوائی تھی وہ کہتے ہیں کہ اگر ہم اس دین پر ایمان لے آئیں جس کی طرف تم دعوت دیتے ہو، تو اس ملک کے لوگ تو ہماری بجائے تمہیں بڑا ماننے لگیں گے تم تو یہ سب کچھ اسی مقصد کے لیے کر رہے ہو

8- اہلِ دربار نے اور حکمران طبقوں نے دین حق کو جادو قرار دے دیا تو فرعونِ وقت نے حکم دیا کہ ٹھیک ہے سب ماہر جادوگروں کو اکٹھا کرو اور یہ جسے دین حق کہتے ہیں اس سے جادو کے علم کا مقابلہ کرائیں انہیں جادوگروں کے کرتبوں پر بہت اعتماد تھا وہ سب آ گئے تو حضرت موسیٰ نے ان سے کہا کہ اچھا تم جو کرتب دکھانا چاہتے ہو دکھاؤ انہوں نے کہا تھا کہ ہم بے جان چیز میں جان ڈال سکتے ہیں ڈنڈوں کو زندہ سانپ بنا دیتے ہیں حضرت موسیٰ نے کہا ٹھیک ہے، پھینکو اپنے ڈنڈے ابھی سب کے سامنے حق اور باطل کا پتہ چل جائے گا

81- فَلَمَّآ اَلْقَوْا قَالَ مُوْسٰى مَا جِئْتُمْ بِهِ ۙ السِّحْرُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَيُبْطِلُهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُصْلِحُ عَمَلَ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۸۱﴾

81- سو جب انہوں نے پھینک دیا
موسیٰ نے کہا "تم یہ جو کچھ بھی لائے ہو
جادو ہے
اللہ ابھی اس کا اثر زائل کر دے گا[9]
اللہ تو کبھی بھی فسادیوں کا کام سدھرنے نہیں دیتا

82- وَيُحِقُّ اللّٰهُ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۸۲﴾ ع ۱۲/۱۳

82- اور اللہ اپنے حکم سے
حق کو حق ثابت کر دکھاتا ہے[10]
خواہ وہ مجرموں کو ناگوار ہی ہو"

9

83- فَمَآ اٰمَنَ لِمُوْسٰٓى اِلَّا ذُرِّيَّةٌ مِّنْ قَوْمِهٖ عَلٰى خَوْفٍ مِّنْ فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهِمْ اَنْ يَّفْتِنَهُمْ ؕ وَاِنَّ فِرْعَوْنَ لَعَالٍ فِى الْاَرْضِ ۚ وَاِنَّهٗ لَمِنَ الْمُسْرِفِيْنَ ﴿۸۳﴾

83- پس انہوں نے موسیٰ کو نہ مانا
سوائے اس کی قوم میں سے ایک گروہ کے[1]
فرعون اور اس کے سرداروں کے خوف سے
کہ وہ انہیں کسی عذاب میں نہ ڈال دیں
اور فرعون تو اس ملک میں بڑا سرکش تھا
اور وہ تو ہر حد سے گزر جانے والوں میں سے تھا

84- وَقَالَ مُوْسٰى يٰقَوْمِ اِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ فَعَلَيْهِ تَوَكَّلُوْٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّسْلِمِيْنَ ﴿۸۴﴾

84- اور موسیٰ نے کہا "اے میری قوم کے لوگو
اگر تم اللہ پر ایمان رکھتے ہو

9- یعنی جادو تو یہ ہے، جو تم کر رہے ہو نہ کہ وہ جو ہم پیش کرتے ہیں اور اللہ ابھی تمہارے اس جادو کا اثر غائب کر دے گا

10- اللہ جادو کا اثر مٹا دے گا تو کیا ہو گا؟ تم ناکام ہو جاؤ گے اور دین حق کا حق ہونا ثابت ہو جائے گا پتہ چل جائے گا کہ انسانوں کی اصلاح اور فلاح کا پیغام کون دیتا ہے اور حق کی مخالفت کر کے فساد کون پھیلا رہا ہے

1- کس نے نہ مانا؟ بعض اہلِ علم کا خیال ہے کہ مراد فرعون اور اس کی قوم ہے لیکن یہ خیال کہ مراد موسیٰ کی اپنی قوم بنی اسرائیل ہے جس نے فرعون اور اس کے سرداروں کے خوف کی وجہ سے موسیٰ کو اپنا لیڈر مان کر فرعون اور فرعونیوں کے خلاف کھلی جدوجہد کرنا نہیں مانا تھا وہ اسے اللہ کا پیغمبر تو مانتے تھے مگر اللہ کی طرف سے سونپے مشن میں ساتھ دینے کو تیار نہیں تھے اگلی آیات اور سیاق وسباق سے درست معلوم ہوتا ہے "ذُرِّيَّةٌ" سے مراد ہے آل اولاد یعنی اسرائیل کی اولاد میں سے کچھ کھل کر حضرت موسیٰ کا ساتھ دینے پر تیار ہو گئے تھے

تو اسی پر بھروسہ رکھو
اگر تم سر تسلیم خم کر دینے والے ہو تو"[2]

85- فَقَالُوْا عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا ۚ رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۙ﴿٨٥﴾

85- تو انہوں نے کہا "ہم نے اللہ پر بھروسہ کیا
اے ہمارے رب نہ بنانا ہمیں
ظالموں کی قوم کا کھلونا[3]

86- وَنَجِّنَا بِرَحْمَتِكَ مِنَ الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿٨٦﴾

86- اور اپنی رحمت سے
ہمیں کافر قوم سے نجات دیدے"

87- وَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰى وَاَخِيْهِ اَنْ تَبَوَّاٰ لِقَوْمِكُمَا بِمِصْرَ بُيُوْتًا وَّاجْعَلُوْا بُيُوْتَكُمْ قِبْلَةً وَّاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ ۭ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٨٧﴾

87- اور ہم نے وحی بھیج دی تھی
موسیٰ اور اسکے بھائی کی طرف کہ
"فراہم کر دو اپنی قوم کے لیے شہر میں کچھ گھر[4]
اور بنا لو اپنے گھروں کو نماز کی جگہ
اور قائم کرو نماز
اور مومنوں کو بشارت دے دو"

88- وَقَالَ مُوْسٰى رَبَّنَآ اِنَّكَ اٰتَيْتَ فِرْعَوْنَ وَمَلَاَهٗ زِيْنَةً وَّاَمْوَالًا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۙ رَبَّنَا لِيُضِلُّوْا عَنْ سَبِيْلِكَ ۚ رَبَّنَا اطْمِسْ عَلٰٓى اَمْوَالِهِمْ وَاشْدُدْ عَلٰي قُلُوْبِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْا حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ ﴿٨٨﴾

88- اور موسیٰ نے کہا "اے ہمارے رب
تو نے دیئے ہوئے ہیں فرعون اور اس کے سرداروں کو
دنیا کی زندگی میں
زیب و زینت اور مال و دولت
اے ہمارے رب
وہ تو اس سے لوگوں کو
تیری راہ سے بہکاتے ہیں

2- یعنی ایمان لے آئے ہو تو اللہ پر بھروسہ رکھو ڈرو نہیں کھل کر جدوجہد کرو
3- ظالموں کی قوم کا کھلونا نہ بنانا یعنی ایسا نہ ہو کہ وہ جو بھی ظلم و ستم چاہیں ہم پر کرتے رہیں ہمیں ان سے بچا لینا
4- یہ ایمان لانے والوں کی تربیت کا آغاز ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم نے حکم دیا کہ شہر میں کچھ جگہیں اس کے لیے فراہم کر دو

اے ہمارے رب
مٹادے ان کے مال و دولت
اور ان کے دلوں پر مہر لگادے
کہ وہ ہرگز ایمان نہ لائیں
حتّٰی کہ وہ دردناک عذاب دیکھ لیں"[5]

89- قَالَ قَدْ اُجِيْبَتْ دَّعْوَتُكُمَا فَاسْتَقِيْمَا وَلَا تَتَّبِعٰٓنِّ سَبِيْلَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿٨٩﴾

89- کہا "ہم نے تمہاری دعا قبول کر لی ہے
سو تم ثابت قدم رہو
اور ہرگز نہ چلنا ایسے لوگوں کی راہ پر
جو علم نہیں رکھتے"[6]

90- وَجٰوَزْنَا بِبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ الْبَحْرَ فَاَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ وَجُنُوْدُهٗ بَغْيًا وَّعَدْوًا ؕ حَتّٰٓى اِذَآ اَدْرَكَهُ الْغَرَقُ ۙ قَالَ اٰمَنْتُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا الَّذِيْٓ اٰمَنَتْ بِهٖ بَنُوْٓا اِسْرَآءِيْلَ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿٩٠﴾

90- اور ہم نے پہنچا دیا تھا
بنی اسرائیل کو دریا کے پار
اور ان کا پیچھا کیا تھا
فرعون نے اور اس کے لشکر نے
جوش و خروش سے اور تیزی کے ساتھ
حتّٰی کہ جب ہم نے اس کو غرق کرنے کے لیے پکڑ لیا
تو اس نے کہا "میں ایمان لایا کہ نہیں ہے کوئی بھی معبود
مگر وہی جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے ہیں
اور میں فرمانبرداروں میں سے ہوں"[7]

5- دین حق کی مخالفت میں وہ اس حد تک جا چکے ہیں کہ وہ تیرے کرم کے حقدار ہی نہیں رہے تو ان کے دل اتنے سخت کر دے کہ انہیں لازماً عذاب چکھنا پڑے

6- یعنی خوف زدہ مصلحت پسندوں کی کوئی بات نہ ماننا جو بے علمی کی وجہ سے تمہارا ساتھ نہیں دے رہے

7- یہ ہے وہ صورتِ عذاب جس کی حضرت موسیٰ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تھی عذاب دیکھا تو ایمان کا اعلان کر دیا مگر ایمان لانے کا مرحلہ تو گزر چکا تھا

91- آٰلْـٰٔنَ وَقَدْ عَصَيْتَ قَبْلُ وَكُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿٩١﴾

91- کہا گیا "کیا اب! اور تو تو قبل اس کے نافرمانی کیا کرتا تھا اور تو فساد پھیلانے والوں میں سے ہوتا تھا[8]

92- فَالْيَوْمَ نُنَجِّيْكَ بِبَدَنِكَ لِتَكُوْنَ لِمَنْ خَلْفَكَ اٰيَةً ؕ وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ عَنْ اٰيٰتِنَا لَغٰفِلُوْنَ ﴿٩٢﴾ ع ١٠ ١٤

92- سو آج ہم تیرے بدن کو بچالیں گے تاکہ تو ہو جائے ان کے لیے جو تیرے پیچھے ہیں[9] ایک نشانی اور لوگوں میں سے اکثر تو ہماری نشانیوں سے غافل ہی ہیں"[10]

10

93- وَلَقَدْ بَوَّاْنَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ مُبَوَّاَ صِدْقٍ وَّرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ ۚ فَمَا اخْتَلَفُوْا حَتّٰى جَآءَهُمُ الْعِلْمُ ؕ اِنَّ رَبَّكَ يَقْضِيْ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿٩٣﴾

93- اور ہم نے بنی اسرائیل کو ٹھکانہ دے دیا تھا بہت اچھا ٹھکانہ[1] اور ہم نے انہیں اچھے وسائل رزق دیئے تھے[2] اور انہوں نے آپس میں کوئی بھی اختلاف نہیں کیا تھا

8- اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ "اب!" عذاب دیکھ کر! پہلے تو تم حق کی راہ پر چلنے کو تیار ہی نہیں ہوتے تھے اب وہ مرحلہ گزر چکا ہے جب ایمان قبول کیا جاتا ہے

9- انسان کیا ہے؟ بدن اور اس میں دوڑتی روح اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں آج ہم تیرے بدن کو نابود نہیں کریں گے، روح نکال لیں گے اور تیرا بدن بعد میں آنے والوں کی عبرت کے لیے نابود ہونے سے بچالیں گے، روح عذاب چکھے گی، بدن نشان عبرت بنا دیا جائے گا، اس فرعون کا بدن آج تک قاہرہ کے عجائب گھر میں نشانِ عبرت کے طور پر موجود ہے اس کے بعد آنے والی سب قومیں دیکھتی رہی ہیں، دیکھ رہی ہیں کہ ایسوں کو اللہ تعالیٰ کیسے انجام تک پہنچا دیتے ہیں

10- یعنی بہت سے لوگ تو پھر بھی ہمارے دین اور رسول کی مخالفت کرنے والوں کے انجام سے عبرت حاصل نہیں کر رہے فرعون کا بدن بھی تو ان کے لیے ہماری ہی نشانی ہے

1- یعنی دریا سے سلامتی کے ساتھ پار پہنچا دینے کے بعد ہم نے بنی اسرائیل کو کنعان کی زمین پر آباد ہونے میں مدد دی تھی

اس وقت تک کہ ان کے پاس علم آ گیا تھا[3]

94- فَاِنْ كُنْتَ فِيْ شَكٍّ مِّمَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ فَسْـَٔلِ الَّذِيْنَ يَقْرَءُوْنَ الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ لَقَدْ جَآءَكَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ ﴿٩٤﴾

یقیناً تیرا رب فیصلہ کر دے گا

ان کے درمیان

روزِ قیامت

اس چیز کا جس میں وہ اختلاف کرتے رہے

94- سوائے انسان اگر تجھے[4]

اس میں سے کسی چیز کے بارے میں شبہ ہے

جو ہم نے تیرے لیے بھیجا ہے

تو ان لوگوں سے پوچھ لے

جو تم سے پہلے

کتاب پڑھتے رہے ہیں

پس تیرے رب کی طرف سے

حق تو تیرے پاس پہنچ گیا ہے

سو تو ہرگز شک کرنے والوں میں سے نہ ہو جانا

95- وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَتَكُوْنَ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿٩٥﴾

95- اور ہرگز نہ ہو جانا ان میں سے

جو جھٹلاتے ہیں اللہ کی آیات کو

اس سے تو نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو جائے گا

2- زندہ رہنے کے تمام عمدہ وسائل فراہم کر دیئے

3- علم کیا؟ اللہ کی طرف سے بھیجا دنیا میں زندگی گزارنے کا ضابطہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہمارے اکرام اور نعمتوں سے تو وہ فیض یاب ہوتے رہے لیکن جب انہیں ایک ضابطہ کی پابندی کا حکم دیا گیا تو وہ اس کے بارے میں اختلاف کرنے لگے تھے اپنے غرور، تکبر اور مفادات کو اہمیت دیتے رہے تھے اور اس دین میں پورے پورے داخل نہیں ہوئے تھے

4- اللہ تعالیٰ ان لوگوں سے مخاطب ہیں جو دین اسلام کے بارے میں شکوک و شبہات کا اظہار کرتے تھے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اہل کتاب سے پوچھ لو کہ اس سے پہلے بھی ہم انسانوں کی رہنمائی اور فلاح کے لیے اسی طرح اپنے رسولوں کے ذریعے ضابطہ زندگی بھیجتے رہے ہیں، یہ کوئی نئی بات نہیں

96- اِنَّ الَّذِيْنَ حَقَّتْ عَلَيْهِمْ كَلِمَتُ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿٩٦﴾

96- ایسے لوگ تو جن کے خلاف
تیرے رب کا فرمانا درست ثابت ہو گیا ہے
ہرگز ایمان لانے والے نہیں

97- وَلَوْ جَآءَتْهُمْ كُلُّ اٰيَةٍ حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ ﴿٩٧﴾

97- خواہ ان کے پاس ساری ہی نشانیاں بھی آ جائیں
اس وقت تک کہ
وہ دردناک عذاب سامنے دیکھ لیں

98- فَلَوْلَا كَانَتْ قَرْيَةٌ اٰمَنَتْ فَنَفَعَهَآ اِيْمَانُهَآ اِلَّا قَوْمَ يُوْنُسَ ؕ لَمَّآ اٰمَنُوْا كَشَفْنَا عَنْهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَمَتَّعْنٰهُمْ اِلٰى حِيْنٍ ﴿٩٨﴾

98- تو پھر کیوں نہ ہوئی ایسی کوئی بستی کہ وہ ایمان لے آتی
اور اس کا ایمان اسے فائدہ دیتا[5]
سوائے یونس کی قوم کے؟
جب وہ ایمان لے آئے
تو ہم نے دور کر دیا تھا ان پر سے
رسوائی کا عذاب
دنیا کی زندگی میں[6]
اور ہم نے انہیں فائدہ اٹھانے دیا تھا
ایک مدت تک[7]

99- وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ لَاٰمَنَ مَنْ فِى الْاَرْضِ كُلُّهُمْ جَمِيْعًا ؕ اَفَاَنْتَ تُكْرِهُ النَّاسَ حَتّٰى يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ ﴿٩٩﴾

99- اور اگر تیرا رب چاہتا
تو ضرور ایمان لے آتے
وہ سب جو زمین پر ہیں

5- یعنی اگر ایسا ہو سکتا تو جن بستیوں والوں کا ذکر ہوا ہے، وہ ایمان لے آتے اور ان کے ایمان لانے کی وجہ سے انہیں فوائد حاصل ہوتے مگر وہ انکار، ضد اور تکبر پر قائم رہے تھے اور عذاب تک پہنچ گئے تھے

6- لیکن یونس کی قوم نے توبہ کر لی اور ایمان لے آئی تو ہم نے انہیں دوسروں کی مانند رسوائی کا عذاب نہیں دیا تھا

7- ایک مدت تک یعنی جب تک وہ راہِ ہدایت پر قائم رہے

سارے کے سارے[8]
تو کیا پھر تو انسانوں کو مجبور کرے گا
کہ وہ مومن بن جائیں؟[9]

100- وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تُؤْمِنَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَيَجْعَلُ الرِّجْسَ عَلَى الَّذِيْنَ لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿١٠٠﴾

100- اور نہیں ایمان لاسکتا کوئی متنفس
مگر اللہ کے اذن سے ہی[10]
اور وہ پلیدی ڈال دیتا ہے[11]
ان لوگوں پر
جو عقل سے کام نہیں لیتے

101- قُلِ انْظُرُوْا مَاذَا فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَمَا تُغْنِى الْاٰيٰتُ وَالنُّذُرُ عَنْ قَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ ﴿١٠١﴾

101- کہیے ''غور تو کرو اس پر
جو کچھ آسمانوں میں اور زمین میں ہے''
اور ہرگز نہیں فائدہ پہنچاتے
نشانیاں اور ڈراوے
ایسے لوگوں کو جو ایمان نہ لانا چاہتے ہوں

8- اللہ تعالیٰ اپنے اصول کا حوالہ دیتے ہیں کہ ہم نے انسانوں کو فیصلہ کرنے کی آزادی دے رکھی ہے ہم انہیں بتا دیتے ہیں کہ راہِ درست کیا ہے، اس پر چلنا یا نہ چلنا ہم نے ان پر چھوڑ دیا ہوا ہے ورنہ اگر ہم چاہتے ہوتے تو ان سے فیصلے کی صلاحیت ہی چھین لیتے اور یہ ہمارے بتائے راستے کو چھوڑنے کے قابل ہی نہ ہوتے مثلاً جیسے بھوک اور پیاس ہے، کیا بھوکا اور پیاسا کوئی آدمی یہ فیصلہ کرسکتا ہے کہ میں کھانا تو کھاؤں گا ہی نہیں، کچھ بھی ہو جائے پانی نہیں پیوں گا یا جاگتا ہی رہوں گا، کبھی نہیں سوؤں گا جس طرح اللہ تعالیٰ نے ان بنیادی ضرورتوں کو انسان کی فطری مجبوری بنا دیا ہوا ہے اسی طرح دین پر چلنے کو بھی تو وہ اس کی مجبوری بنا سکتا تھا مگر ایسا کر دیتا تو انسان اور حیوان میں فرق مٹ جاتا انسان کی برتری اور دینی مراتب کی بلندی تو اسی صورت ممکن ہوسکتی تھی کہ اسے اختیار دے دیا جاتا کہ وہ اپنے لیے جو راہ منتخب کرنا چاہے کرلے، اسے اچھائی اور برائی بتا دی جائے اس کے نتائج سے بھی آگاہ کر دیا جائے اور راہ راست بھی بتا دی جائے یہ فرض اللہ کے رسول ادا کرتے رہے مگر انسان اپنے لیے جو راہ چاہے اختیار کرے یہ آزادی انسانوں کو دے دی گئی ہے

9- اللہ تعالیٰ اپنے اس اصول کا حوالہ دینے کے بعد اپنے نبی ﷺ سے فرماتے ہیں کہ جب ہم نے انسانوں کو اپنے لیے ایسا فیصلہ کرنے کی آزادی دے رکھی ہے تو آپ ﷺ ان سب کو کیسے ایمان لانے پر مجبور کرسکتے ہیں؟ یعنی ایسا نہیں ہوسکتا کہ وہ سب ایمان لے آئیں آپ کے ذمے دعوتِ حق دینا ہے دعوت قبول کرنا یا نہ کرنا ان کے اپنے ذمے ہے

10- اللہ کے اذن سے یہی مراد ہے کہ جو اللہ کی دی صلاحیتوں کو حق کی تلاش اور فہم میں استعمال کرے گا، وہ ایمان لے آئے گا

11- ''الرجس'' جس کے معنی پلیدی کے گئے ہیں کا مفہوم بہت وسیع ہے اس میں عمل اور عقیدہ کی ناپاکی، گندگی، بدبو، جرائم اور ان کی سزائیں ذہنی شکوک وشبہات سب شامل ہیں یعنی ایسے لوگ ایمان کامل کے مرتبہ تک پہنچ ہی نہیں سکتے اور فلاح سے دور ہو جاتے ہیں

102- فَهَلْ يَنْتَظِرُوْنَ اِلَّا مِثْلَ اَيَّامِ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ قُلْ فَانْتَظِرُوْٓا اِنِّيْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ ﴿١٠٢﴾

102- تو کیا پھر وہ لوگ ہیں منتظر کسی اور چیز کے
سوائے ویسے ہی دنوں کے
جو ان سے پہلے والے لوگ دیکھ چکے ہیں؟[12]
کہہ دیجیے "تو پھر تم انتظار کرو
میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرتا ہوں"

ع ١١ ١٥

103- ثُمَّ نُنَجِّيْ رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كَذٰلِكَ ۚ حَقًّا عَلَيْنَا نُنْجِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿١٠٣﴾

103- سو ہم نجات دے دیا کرتے ہیں
اپنے رسولوں کو
اور ان لوگوں کو جو ایمان لائے ہوں
اسی طرح سے
مومنوں کو بچا لینا ہم پر لازم ہے

11

104- قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنْ كُنْتُمْ فِيْ شَكٍّ مِّنْ دِيْنِيْ فَلَآ اَعْبُدُ الَّذِيْنَ تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ اَعْبُدُ اللّٰهَ الَّذِيْ يَتَوَفّٰىكُمْ ۖ وَاُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿١٠٤﴾

104- کہہ دیں "اے انسانوں اگر تمہیں میرے
دین کے بارے میں کوئی شبہ ہے[1]
تو جان لو کہ میں نہیں بندگی کرتا ان کی
جن کی تم بندگی کرتے ہو
اللہ کے سوا[2]
بلکہ میں تو اس اللہ کی عبادت کرتا ہوں
جو تمہیں موت دے دیتا ہے[3]

12- کیسے دن؟ عذاب کے وہ دن جو ان لوگوں پر آئے تھے جن کا ذکر کیا گیا ہے یعنی کیا سب نشانیاں آجانے کے باوجود یہ لوگ ایمان نہیں لا رہے تو کیا یہ ویسا ہی عذاب مانگ رہے ہیں

1- لوگوں کو صاف صاف بتا دیں کہ آپ انہیں کس دین کی دعوت دیتے ہیں تا کہ اس کے بارے میں کسی کے دل میں کوئی شبہ تک نہ رہے

2- یعنی اس دین میں اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہیں کی جاتی

3- جس کے قبضہ میں موت ہے جن افراد کی تم عبادت کرتے ہو، ان کو بھی وہی مار دیتا ہے اگر وہ افراد عبادت کے لائق ہوتے تو اپنی موت کا معاملہ ان کے اپنے ہاتھ میں ہوتا جب ایسا نہیں ہے تو عبادت کے لائق بھی وہی ہے جو روحیں قبض کر لیتا ہے

اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ
میں مومنوں میں سے ہوں"

105- وَاَنْ اَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا ۚ وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿١٠٥﴾

105- اور یہ کہ اپنا چہرا مضبوطی سے قائم رکھ
اِس دین پر یکسو ہو کر[4]
اور تو ہرگز شرک کرنے والوں میں سے نہ ہو جانا

106- وَلَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ ۚ فَاِنْ فَعَلْتَ فَاِنَّكَ اِذًا مِّنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿١٠٦﴾

106- اور ہرگز نہ پکارنا سوائے اللہ کے
کسی بھی چیز کو کہ
وہ تجھے کوئی بھی فائدہ نہیں پہنچا سکتی
اور نہ کوئی نقصان پہنچا سکتی ہے
سو اگر تو نے ایسا کیا
تو یقیناً تو ظالموں میں سے ہو جائے گا

107- وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗۤ اِلَّا هُوَ ۚ وَاِنْ يُّرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِهٖ ؕ يُصِيْبُ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ؕ وَهُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ﴿١٠٧﴾

107- اور اگر اللہ تمہیں کوئی دکھ پہنچائے
تو نہیں ہے کوئی بھی اس کو دور کر دینے والا
مگر وہی
اور اگر وہ ارادہ کر لے تیرے لیے کسی بھلائی کا
تو نہیں ہے کوئی اس کے فضل کو
روک دینے والا
وہ پہنچا دیتا ہے اس فضل کو
جس کسی تک چاہے

4- چہرہ انسان کی شخصیت اور فہم و کردار کی علامت ہوتا ہے اور حنیف کا مطلب ہے ہر طرح کا دینی تعلق صرف اور صرف اللہ تعالیٰ سے قائم کر لینے والا یعنی مجھے اللہ نے حکم دیا ہوا ہے کہ میں اس دین پر مضبوطی سے قائم ہو جاؤں اور صرف اسی سے تعلق رکھوں اس دین پر ایمان لانے والوں کو بھی ایسے ہی ہونا پڑتا ہے

اپنے بندوں میں سے
اور وہی ہے
بخشنے والا اور کرم کرنے والا

108- قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ ۚ فَمَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا يَهْتَدِيْ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ۚ وَمَآ اَنَا عَلَيْكُمْ بِوَكِيْلٍ ﴿١٠٨﴾

108- کہہ دیجیے "اے لوگو تمہارے رب کی طرف سے
حق تمہارے پاس آ گیا ہے[5]
تو جو کوئی ہدایت کی راہ اختیار کرتا ہے
تو نہیں سوائے اس کے کہ
وہ اپنی ہی بھلائی کے لیے ہدایت پر چلتا ہے
اور جو کوئی گمراہی اپناتا ہے
تو سوائے اس کے نہیں کہ
اس کی گمراہی کا وبال اسی پر ہے
اور میں تم پر کوئی نگران نہیں ہوں"[6]

109- وَّاتَّبِعْ مَا يُوْحٰٓى اِلَيْكَ وَاصْبِرْ حَتّٰى يَحْكُمَ اللّٰهُ ۚ وَهُوَ خَيْرُ الْحٰكِمِيْنَ ﴿١٠٩﴾ ع ١١ ١٦

109- اور پیروی کر اس کی
جو تیری طرف وحی کی جاتی ہے
اور صبر کر
اس وقت تک کہ اللہ فیصلہ کر دے
اور وہی ہے سب سے اچھا فیصلہ کرنے والا

5- حق یعنی قرآن

6- یعنی تم اپنے لیے کون سی راہ کا انتخاب کرتے ہو اس کا میں ذمہ دار نہیں میرے ذمے دینِ حق تم تک پہنچا دینا ہے فیصلہ تم نے خود کرنا ہے میرے ذمہ یہ نہیں کہ تم سب کو ہر صورت راہ ہدایت پر قائم کر دوں

سُوْرَةُ هُــوْد

یہ سورت مکہ میں نازل ہوئی تھی اس کی 123 آیات اور 10 رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام کے ساتھ جو شفقت کرنے والا رحم کرنے والا ہے

1- الٓرٰ ۚ كِتٰبٌ اُحْكِمَتْ اٰيٰتُهٗ ثُمَّ فُصِّلَتْ مِنْ لَّدُنْ حَكِيْمٍ خَبِيْرٍ ۙ①	1- الٓرٰ یہ کتاب جس کی آیات محکم ہیں[1] اور تفصیل سے بیان کی ہوئی ہیں بڑے صاحبِ حکمت باخبر کی طرف سے ہے[2]
2- اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ ۭ اِنَّنِيْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِيْرٌ وَّبَشِيْرٌ ۙ②	2- کہ تم ہرگز نہ بندگی کرو مگر اللہ کی ہی[3] میں تو اس کی طرف سے تمہیں ڈرانے والا اور بشارت دینے والا ہوں[4]

1- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اس کتاب یعنی قرآن کریم میں جو آیات ہیں وہ بہت محکم اور مضبوط ہیں آیات سے یہاں احکامِ الٰہی مراد ہیں وہ احکام محکم اور مضبوط ہیں اور ان کے بارے میں کسی شک وشبہ کی کوئی گنجائش نہیں اور وہ احکام کھول کر تفصیل سے بیان کر دیئے گئے ہیں ایسا نہیں کہ کوئی کہے کہ مجھے تو سمجھ نہیں آئے تھے، اس لیے میں ان پر عمل نہیں کر سکا تھا

2- یہ آیات یعنی احکام اس کی طرف سے بھیجے گئے ہیں جو صاحبِ حکمت ہے اور سب کچھ جانتا ہے اس نے انسانوں کی فلاح کے لیے یہ احکام ان کی فطرت اور حالات کے مطابق مرتب کیے ہیں،

3- ان میں سے اولین حکم یہ ہے کہ اللہ کے سوا کسی اور کی ہرگز عبادت نہ کرو

4- اللہ تعالیٰ نے یہ کتاب اور احکام کس کے ذریعے انسانوں کی رہنمائی کے لیے بھیجے ہیں؟ اپنے رسول کے ذریعے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ احکام ہمارے ہیں اور ہمارا رسول ان حکام پر عمل نہ کرنے والوں کو اللہ کے عذاب سے ڈرانے اور ان پر عمل کرنے والوں کو اس کے انعامات کی بشارت دینے کا فرض ادا کر رہا ہے

3- وَّ اَنِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ يُمَتِّعْكُمْ مَّتَاعًا حَسَنًا اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى وَّيُؤْتِ كُلَّ ذِيْ فَضْلٍ فَضْلَهٗ ؕ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ كَبِيْرٍ ۝٣

3- اور یہ کہ تم اپنے رب سے بخشش مانگو
اور اس کی طرف پلٹ آؤ[5]
تو وہ تمہیں اچھی متاع زندگی دے گا
وقت مقررہ تک[6]
اور ہر صاحبِ فضیلت کو اس کی فضیلت دے گا[7]
اور اگر تم منہ پھیر لیتے ہو
تو بے شک میں ڈرتا ہوں
تم پر روزِ قیامت کے عذاب سے[8]

4- اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝٤

4- پاس اللہ ہی کے ہے تمہاری واپسی
اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے

5- اَلَآ اِنَّهُمْ يَثْنُوْنَ صُدُوْرَهُمْ لِيَسْتَخْفُوْا مِنْهُ ؕ اَلَا حِيْنَ يَسْتَغْشُوْنَ ثِيَابَهُمْ ۙ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ۚ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝٥

5- دیکھو تو! وہ لوگ تو اپنے سینوں کو دوہرا کر لیتے ہیں
تا کہ وہ اللہ سے چھپ سکیں[9]
یاد رکھو کہ جب وہ اپنے اوپر کپڑے لپیٹ لیتے ہیں

5- یہ سورت مکہ میں نازل ہوئی تھی سامنے وہ لوگ ہیں جو اللہ کے علاوہ دوسروں کی بھی عبادت کرتے تھے یا اب کرتے ہوں ان کے لیے بشارت ہے کہ اگر وہ اپنے اس عمل کو گناہ مان کر اللہ سے بخشش مانگ لیں اور توبہ تائب ہو جائیں تو اللہ ان کی توبہ قبول کر کے انہیں بخش دے گا۔ ایسوں کے لیے بشارت کیا ہے؟ اس کا آگے ذکر ہے

6- بشارت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں اچھا فائدہ یا متاع حسین عطا کریں گے یعنی باعزت زندگی گزارنے کے اچھے وسائل فراہم کر دیں گے، کب تک؟ اس دنیا میں ان کے رہنے کے وقت معین تک

7- کیسی فضیلت والے کو؟ اللہ کے احکام کی پابندی اور نیک کاموں میں دوسروں سے آگے نکل جانے کی بڑائی میں جو بھی کوئی ایسا ہوگا اسے اس کی اس بڑائی کا صلہ دیا جائے گا۔ کہاں؟ دنیا میں بھی اور وقت مقررہ کے بعد کی زندگی میں بھی

8- یعنی تم اللہ کے احکام پر عمل نہیں کرو گے تو روزِ قیامت تم پر عذاب میں مجھے کوئی شک نہیں مگر انداز پھر بھی ہمدردانہ ہے کہ "میں ڈرتا ہوں"

9- سینوں کو دوہرا کر لیتے ہیں یعنی ان کے سینوں میں قرآن کے بارے میں جو خیالات ہیں انہیں ظاہر نہیں کرتے اگر خیالات اچھے ہوں تو ہر کوئی خوشی خوشی انہیں ظاہر کر دیتا ہے مطلب یہ کہ وہ لوگ اپنے سینوں میں دین حق سے عداوت رکھتے ہیں

تو اللہ جانتا ہوتا ہے
جو کچھ وہ چھپاتے ہوتے ہیں
اور جو کچھ وہ ظاہر کرتے ہوتے ہیں
وہ تو جانتا ہے
سینوں کے اندر کی باتیں بھی[10]

وَمَامِنْ دَآبَّةٍ ۱۲

6- وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا وَيَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَمُسْتَوْدَعَهَا ؕ كُلٌّ فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ۝٦

6- اور نہیں ہے زمین میں چلنے پھرنے والی
کوئی بھی چیز[11]
مگر اللہ ہی کے ذمے ہے
اس کا رزق[12]
اور وہ جانتا ہے
اس کے قیام کا عرصہ[13]
اور اس کی قبر کی جگہ
ہر چیز روشن کتاب میں درج ہے[14]

10- اپنے آپ کو کپڑوں میں چھپا لیتے ہیں کہ کوئی ان کے تاثرات نہ دیکھ لے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ہم تو سینوں میں چھپی باتیں بھی جانتے ہیں وہ اپنی اس عداوت اور تکبر کو ہم سے کیسے چھپا سکتے ہیں ہم تو ان کے بارے میں سب کچھ جانتے ہیں

11- دَآبَّةٍ جس کا ترجمہ چلنے پھرنے والی چیز کیا گیا ہے سے مراد ہر وہ جاندار چیز ہے جو حرکت کرتی ہے، زمین کے اندر یا اوپر چلنے، رینگنے والا ہر جاندار

12- یعنی اس کی نشوونما اور زندہ رہنے کے لیے جس بھی قسم کی خوراک کی اسے ضرورت ہوتی ہے، وہ ضرورت اللہ ہی پوری کرتا ہے

13- قیام کا عرصہ سے مراد ہے اس کے زمین میں زندہ رہنے کی مدت یہ ترجمہ کیا گیا ہے مُسْتَقَرَّ کا جس سے قیام کی جگہ بھی مراد لی گئی ہے اگر مراد لی جائے قیام کرنے کی مدت یعنی زندگی تو مطلب ہوگا کہ اللہ جانتا ہے کہ کس زندہ چیز کو کب تک رزق دینا ہے اور اگر مراد اس کے قیام کی جگہ لی جائے تو مطلب ہوگا کہ اللہ کو معلوم ہے کہ اسے کس جگہ رزق دینا ہے یعنی جو کوئی جاندار جہاں بھی ہو اللہ اسے رزق پہنچاتا رہتا ہے

14- اس کی قبر کی جگہ یعنی اللہ کو علم ہے کہ کس جاندار نے کب کہاں مرنا ہے اس عرصہ کے دوران وہ جہاں بھی ہو وہ اسے رزق دیتا رہتا ہے اور یہ سب کچھ کتابِ روشن یعنی تخلیقِ کائنات کے اس منصوبے میں جس کے تحت خالق اس کائنات کو چلا رہا ہے لکھا ہوا ہے

7- وَهُوَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ وَّكَانَ عَرْشُهٗ عَلَى الْمَآءِ لِیَبْلُوَكُمْ اَیُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ؕ وَلَىِٕنْ قُلْتَ اِنَّكُمْ مَّبْعُوْثُوْنَ مِنْۢ بَعْدِ الْمَوْتِ لَیَقُوْلَنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْۤا اِنْ هٰذَاۤ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِیْنٌ ۝۷

7- اور وہ اللہ ہی ہے
جس نے پیدا کیے
آسمان اور زمین چھ دن میں[15]
اور عرش اس کا پانی پر ہوتا تھا[16]
تا کہ وہ تمہیں آزمائے
کہ تم میں سے عمل میں کون بہتر ہے
اور اگر تو کہے
"تم تو موت کے بعد اٹھائے جانے والے ہو"
تو کافر لوگ ضرور کہیں گے
"نہیں ہے یہ کچھ بھی مگر دل لبھانے والا جادو ہی"[17]

8- وَلَىِٕنْ اَخَّرْنَا عَنْهُمُ الْعَذَابَ اِلٰۤى اُمَّةٍ مَّعْدُوْدَةٍ لَّیَقُوْلُنَّ مَا یَحْبِسُهٗ ؕ اَلَا یَوْمَ یَاْتِیْهِمْ لَیْسَ مَصْرُوْفًا عَنْهُمْ وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ یَسْتَهْزِءُوْنَ ۝۸ ع ۱

8- اور اگر ہم مؤخر کر دیں
ان پر سے عذاب کو
ایک مقررہ مدت تک
تو وہ ضرور کہیں گے "اس کو کس چیز نے روک رکھا ہے؟"[18]
سن لو

15- دیکھیں سورۂ الاعراف آیت 54 حاشیہ 3

16- ذکر ہو رہا ہے زمین میں رہنے والی مخلوقات کو اللہ کی طرف سے ان کی زندگی اور نشوونما کے لوازمات فراہم کرنے کا اس کے درمیان میں اللہ تعالیٰ نے واضح کر دیا کہ زمین اور آسمانوں کی تخلیق سے پہلے ہمارا عرش پانی پر ہوتا تھا وہ پانی کس حالت میں تھا؟ کہاں تھا؟ اس کے بارے میں بحث کی ضرورت نہیں

17- جادوگر کیا کرتے ہیں؟ دیکھنے والوں کو خوش کرنے کے لیے جادو کے دھوکہ سے چیزوں کی شکل وصورت تبدیل کر دیتے ہیں اللہ تعالیٰ اپنے نبی سے فرماتے ہیں کہ جو لوگ اس کتاب پر ایمان نہیں لا رہے اگر تو انہیں کہے کہ تم جو کچھ اس دنیا میں نیک اعمال کرو گے، روزِ قیامت تمہیں اس کا انعام ملے گا تو وہ کہیں گے یہ بھی ویسا ہی دھوکہ دیا جا رہا ہے جیسا جادوگر دیتے ہیں یعنی دنیا میں جس نوعیت کی زندگی ہم گزار رہے ہیں، اس کو بہت پرکشش بنا کر پیش کیا جا رہا ہے تا کہ ہم خوش ہو جائیں اور اس کتاب پر ایمان لے آئیں

18- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اس کتاب کے احکام نہ ماننے والوں کے لیے ہم نے جس عذاب کا ذکر کیا ہے، وہ ایسا نہیں کہ ہر فرد پر ہر خلاف ورزی پر نازل ہو جائے، اس کے آنے کا ہم نے ایک معیار مقرر کیا ہوا ہے اس وقت تک ہم اس عذاب کو جو مؤخر کر رہے ہیں تو کافر کہتے ◄◄

جس دن وہ ان پر آئے گا
تو وہ ان پر سے ہٹا دیا جانے والا نہیں ہوگا[19]
اور انہیں وہی گھیر لے گا
جس کا وہ مذاق اڑاتے ہوتے تھے

2

9- وَلَئِنْ اَذَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنَّا رَحْمَةً ثُمَّ نَزَعْنٰهَا مِنْهُ ۚ اِنَّهٗ لَيَـُٔوْسٌ كَفُوْرٌ ⑨

9- اور اگر ہم چکھائیں انسان کو
اپنی طرف سے کسی رحمت کی لذت
پھر ہم اس سے وہ ہٹا لیں
تو وہ فوراً مایوس، ناامید اور ناشکر گزار ہو جاتا ہے

10- وَلَئِنْ اَذَقْنٰهُ نَعْمَآءَ بَعْدَ ضَرَّآءَ مَسَّتْهُ لَيَقُوْلَنَّ ذَهَبَ السَّيِّاٰتُ عَنِّىْ ۭ اِنَّهٗ لَفَرِحٌ فَخُوْرٌ ⑩ۙ

10- اور اگر ہم چکھائیں اس کو آسائش
کسی سختی کے بعد
جو اس کو پہنچتی ہو
تو وہ ضرور کہتا ہے "میری خرابیاں دور ہو گئی ہیں"
وہ تو ہے ہی اترانے والا شیخی بگھارنے والا[1]

11- اِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۭ اُولٰۗىِٕكَ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ كَبِيْرٌ ⑪

11- مگر ہاں ایسے لوگ جو صبر کرتے ہیں
اور نیک کام کرتے ہیں
وہی لوگ ہیں جن کے لیے ہے
مغفرت اور اجرِ عظیم[2]

◄◄ ہیں کہ اگر ایمان نہ لانے والوں پر عذاب آنا ہے تو آ کیوں نہیں رہا کونسی چیز نے اسے آنے سے روکا ہوا ہے؟

19- یعنی جب ہم ایسوں کو عذاب دینے کا فیصلہ کر لیں گے تو ان پر وہ عذاب آ کر رہے گا کسی صورت ٹلے گا نہیں

1- انسان کم حوصلہ اور شیخی خور ہے فوراً مایوس ہو جاتا ہے اور فوراً ہی ڈینگیں مارنے لگتا ہے کہ اب کیا فکر میں نے تو حالات پر قابو پا لیا ہے

2- یہ ان لوگوں کا بیان ہے جن کا اللہ پر ایمان کامل ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اگر ان پر کوئی سختی آ جائے تو وہ نا امید اور مایوس نہیں ہو جاتے، وہ صبر کرتے ہیں اور اللہ سے کرم کی امید رکھتے ہیں اور اللہ کے احکام کی پابندی کرتے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہماری طرف سے اجر عظیم اور مغفرت ایسے ہی لوگوں کے لیے ہے ان کے لیے جن کا ایمان کامل ہو اور اعمال اچھے ہوں یعنی وہ اللہ کے احکام کی پابندی کرنے والے ہوں

12- فَلَعَلَّكَ تَارِكٌۢ بَعْضَ مَا يُوْحٰٓى اِلَيْكَ وَضَآئِقٌۢ بِهٖ صَدْرُكَ اَنْ يَّقُوْلُوْا لَوْ لَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ كَنْزٌ اَوْ جَآءَ مَعَهٗ مَلَكٌ ؕ اِنَّمَآ اَنْتَ نَذِيْرٌ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ وَّكِيْلٌ ﴿۱۲﴾

12- تو کیا پھر یہ ہو سکتا ہے کہ
تو اس میں سے کچھ چھوڑ دے
جو تیری طرف وحی کیا جا رہا ہے[3]
کہ ان لوگوں کے یہ کہنے پر
تیرا سینہ تنگ پڑنے لگتا ہے
"کیوں نہیں بھیجا گیا اس پر کوئی خزانہ؟"
یا "کیوں نہیں آیا اس کے ساتھ کوئی فرشتہ؟"
مگر تو تو ہے صرف ڈرانے والا ہی
جبکہ اللہ ہر چیز پر نگہبان ہے

13- اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ؕ قُلْ فَاْتُوْا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِّثْلِهٖ مُفْتَرَيٰتٍ وَّادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۱۳﴾

13- کیا وہ یہ کہتے ہیں کہ
"اس نے یہ خود گھڑ لیا ہے؟"[4]
کہیے "تو پھر تم بھی اس جیسی دس سورتیں گھڑ لاؤ
اور بلا لو جس کسی کو بلا سکتے ہو
اللہ کے سوا
اگر تم سچے ہو"[5]

3- اللہ تعالیٰ اپنے نبی سے فرماتے ہیں کہ تیرے بارے میں تو ایسا سوچا بھی نہیں جا سکتا کہ تو اللہ کے دین کے دشمنوں کی چالوں اور ان کی طرف سے ایسے مطالبات پر کہ تو ہمارے معبودوں کو برا نہ کہے تو ہم مفاہمت کرنے کو تیار ہیں یا ان کے اس پراپیگنڈہ کی وجہ سے کہ اس کے اللہ نے اسے کوئی خزانہ کیوں نہیں دیا یا اس کے ساتھ کوئی فرشتہ کیوں نہیں بھیجا جو اس کے نبی ہونے کی گواہی دیتا اس وحی میں سے کچھ لوگوں تک نہیں پہنچائے گا تو تو ہرگز ہرگز وحی میں سے کچھ لوگوں تک پہنچانے سے روک لینے والا نہیں اللہ تعالیٰ مخاطب تو اپنے نبی سے ہیں اور بتا دین کہ دشمنوں کو رہے ہیں کہ ہمارے نبی کا سینہ تو تمہاری ایسی باتوں سے تنگ پڑ سکتا ہے مگر وہ ہمارے احکام میں سے کچھ تم تک نہ پہنچائے ایسا ممکن ہی نہیں وہ احکام تم تک پہنچاتا رہے گا اس کا مشن تو صرف صبر و استقلال سے ہمارا پیغام تم تک پہنچا دینا ہے مگر تمہارے ساتھ سلوک کیا کرنا ہے یہ ہمارا کام ہے اور ہم ہی ہر معاملے کے نگران ہیں

4- یہ مشرکوں کے ایک اور اعتراض کا ذکر ہے وہ قرآن کریم کو اللہ کی طرف سے بھیجا ماننے کی بجائے کہتے تھے کہ یہ تو محمد ﷺ خود بنا لایا ہے

5- اللہ تعالیٰ اپنے نبی سے فرماتے ہیں کہ جو مشرک ایسا کہتے ہیں ان سے کہو کہ پھر تم بھی اس جیسی دس سورتیں بنا لاؤ اور اللہ کے سوا جن جن ◄◄

14- فَاِلَّمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَكُمْ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَآ اُنْزِلَ بِعِلْمِ اللّٰهِ وَاَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ⑭

14- پھر اگر وہ تمہاری مدد کو نہ آسکیں
تو جان لو کہ
یہ اللہ کے علم کے ساتھ اتارا گیا ہے[6]
اور یہ کہ نہیں ہے کوئی بھی معبود مگر وہی[7]
تو کیا پھر تم سرِ تسلیم خم کرتے ہو؟"[8]

15- مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا نُوَفِّ اِلَيْهِمْ اَعْمَالَهُمْ فِيْهَا وَهُمْ فِيْهَا لَا يُبْخَسُوْنَ ⑮

15- جو کوئی طالب ہیں
دنیا کی زندگی اور اس کی زینت کے
تو ایسے لوگوں کو
ہم دنیا میں ہی ان کے اعمال کا
پورا بدلہ دے دیتے ہیں
اور ان کے لیے اس میں کوئی کمی نہیں کی جاتی

16- اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا النَّارُ ۖ وَحَبِطَ مَا صَنَعُوْا فِيْهَا وَبٰطِلٌ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ⑯

16- ایسے ہی لوگ ہیں کہ
نہیں ہے جن کے لیے آخرت میں
مگر آگ ہی
اور ملیا میٹ ہو گیا وہ سب

◄◄ کی تم پوجا کرتے ہو، ان سے بھی کہو کہ وہ تمہاری مدد کو آئیں

6- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وہ تمہارے جھوٹے معبود بھی ایسی سورتیں بنانے میں تمہاری کوئی مدد نہیں کر سکیں گے اور نہ تم سب خود بنا سکو گے اور یہ قرآن کے اللہ کی طرف سے ہونے کا ثبوت ہے اور "اللہ کے علم کے ساتھ اتارا گیا ہے" یعنی اس میں انسانوں کی انفرادی اور اجتماعی زندگی اور فلاں کے بارے میں اور معاشرتی نظم سے متعلق جو احکام ہیں ان کی بنیاد کائنات کے اور تمہارے خالق اللہ کا علم ہے جو جانتا ہے کہ تمہاری فلاح کا راستہ کون سا ہے

7- اور یہ اس بات کا بھی ثبوت ہے کہ اس کے سوا کوئی اور معبود نہیں کیونکہ اگر ہوتا تو وہ تمہاری مدد نہ کرتا ایسی سورتیں بنانے میں؟

8- اللہ تعالیٰ فرماتے ہے کہ تمہارا دعویٰ تو جھوٹا ثابت ہو گیا ہے تو پھر کیا اب بھی تم قرآن کریم کو اللہ کی طرف سے بھیجی کتاب نہیں مانو گے؟ دین حق کے سامنے سرِ تسلیم خم نہیں کرو گے؟

جوانہوں نے دنیا میں بنایا تھا
اور جو کچھ وہ کیا کرتے تھے
وہ مٹ جانے والا ہی تھا

17- اَفَمَنْ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ وَيَتْلُوْهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ وَمِنْ قَبْلِهٖ كِتٰبُ مُوْسٰٓى اِمَامًا وَّرَحْمَةً ؕ اُولٰٓئِكَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ؕ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِهٖ مِنَ الْاَحْزَابِ فَالنَّارُ مَوْعِدُهٗ ۚ فَلَا تَكُ فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْهُ ۫ اِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُوْنَ ⑰

17- کیا پھر وہ شخص
جو اپنے رب کی طرف سے روشن دلیل رکھتا تھا
اور اس کے بعد اللہ کی طرف سے اس کا گواہ آ گیا
اور اس سے پہلے موسیٰ پر نازل ہوئی کتاب بھی تھی
ایک گائیڈ اور رحمت
(وہ شخص اس کا انکار کرے گا؟)
ایسے لوگ تو اس پر ایمان لائیں گے [9]
اور جو کوئی اس کا انکار کرے
مختلف گروہوں میں سے
تو اس کے لیے آگ کا وعدہ ہے
سو اے انسان تو ہرگز کسی شبہ میں نہ پڑ جانا
اس کے بارے میں
یہی تو حق ہے
تیرے رب کی طرف سے
مگر اکثر لوگ مانتے نہیں

9- جو شخص اپنے وجود اور کائنات کی اس گواہی کو مانتا تھا کہ اس کا اور کائنات کا ضرور کوئی خالق و مالک ہے اب قرآن نے اس کی گواہی دے دی ہے قرآن سے پہلے موسیٰ کی طرف جو کتاب بھیجی گئی تھی وہ بھی اس کی ہی گواہ تھی تو کیا وہ شخص ان دنیا پرستوں جیسا ہو سکتا ہے اور قرآن پر ایمان لانے سے انکار کر سکتا ہے؟ نہیں ایسا نہیں ہو سکتا ایسے لوگ تو اس پر ایمان لائیں گے

18- وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا ؕ اُولٰٓئِكَ يُعْرَضُوْنَ عَلٰى رَبِّهِمْ وَيَقُوْلُ الْاَشْهَادُ هٰٓؤُلَآءِ الَّذِيْنَ كَذَبُوْا عَلٰى رَبِّهِمْ ۚ اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ ۙ﴿۱۸﴾

18- اور کون بڑا ظالم ہے اس شخص سے
جو اللہ کے بارے میں جھوٹ گھڑے؟[10]
ایسے لوگ اپنے رب کے حضور پیش کیے جائیں گے
اور گواہی دینے والے گواہی دیں گے
"یہی ہیں وہ جو جھوٹ گھڑتے تھے
اپنے رب کے خلاف"[11]
خبردار رہو "ظالموں پر اللہ کی لعنت ہے"

19- الَّذِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَيَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ؕ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿۱۹﴾

19- ان پر جو دوسروں کو اللہ کی راہ سے روکتے ہیں
اور اس راہ کو ٹیڑھا کرنا چاہتے ہیں
اور وہ آخرت کے بھی منکر ہیں

20- اُولٰٓئِكَ لَمْ يَكُوْنُوْا مُعْجِزِيْنَ فِى الْاَرْضِ وَمَا كَانَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ اَوْلِيَآءَ ؕ يُضٰعَفُ لَهُمُ الْعَذَابُ ؕ مَا كَانُوْا يَسْتَطِيْعُوْنَ السَّمْعَ وَمَا كَانُوْا يُبْصِرُوْنَ ﴿۲۰﴾

20- یہ لوگ زمین میں اللہ سے بچے رہنے والے نہیں
اور نہیں ہے اللہ کے سوا ان کا کوئی کارساز
ان کے لیے عذاب دوچند کر دیا جائے گا
وہ نہ تو کسی کی سن سکتے تھے
اور نہ ہی وہ بصیرت سے کام لیا کرتے تھے

21- اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۲۱﴾

21- یہی ہیں وہ لوگ
جنہوں نے اپنی جانوں کو نقصان پہنچایا
اور گم ہو گیا جن سے جو کچھ بھی وہ گھڑا کرتے تھے[12]

وقف لازم

10- وہ ظالم ہے کون؟ وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ قرآن اللہ کی طرف سے بھیجی کتاب نہیں بلکہ محمد ﷺ کی اپنی بنائی ہوئی ہے اور وہ اپنے اس دعوے میں جھوٹے ثابت ہو جانے کے باوجود سرِ تسلیم خم نہیں کر رہے وہ اللہ کے بارے میں جھوٹ گھڑتے ہیں یعنی اپنے جھوٹے عقائد کو اللہ کی طرف سے بتاتے ہیں ایک ظلم اور بے انصافی حق سے انکار کی اور دوسرا ظلم اپنی گھڑی جھوٹی باتیں اللہ کی طرف سے بتانے کا

11- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جب ایسے جھوٹ گھڑنے والے ہمارے سامنے پیش ہوں گے تو وہاں انہیں ذلت اور رسوائی کا سامنا کرنا پڑے گا۔ ان کے خلاف گواہ کون ہوں گے؟ ان کے اعمال کا ریکارڈ مرتب کرنے والے فرشتے اور ان کے اپنے اعضائے جسم

12- یعنی اس عذاب کے وہ خود ذمہ دار ہوں گے اور جو جھوٹے معبود اور نظریات وہ گھڑا کرتے تھے وہ انہیں کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکیں گے

22- لَا جَرَمَ اَنَّهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ هُمُ الْاَخْسَرُوْنَ ﴿۲۲﴾

22- نہیں ہے اس میں کوئی بھی شبہ کہ
یہی لوگ ہیں
جو آخرت میں خسارہ پانے والے ہیں

23- اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاَخْبَتُوْٓا اِلٰى رَبِّهِمْ ۙ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۲۳﴾

23- بلاشبہ جو لوگ ایمان لائیں اور اچھے عمل کریں
اور اپنے رب کے ہی ہو کر رہیں
وہی ہیں اصحابِ جنت
وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے

24- مَثَلُ الْفَرِيْقَيْنِ كَالْاَعْمٰى وَالْاَصَمِّ وَالْبَصِيْرِ وَالسَّمِيْعِ ۭ هَلْ يَسْتَوِيٰنِ مَثَلًا ۭ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۲۴﴾ ع ۲ ۱۶ ۲

24- مثال دونوں گروہوں کی ایسی ہے
جیسے ایک شخص اندھا اور بہرا ہو
اور دوسرا دیکھنے والا سننے والا ہو
کیا وہ دونوں ایک ہی جیسے ہو سکتے ہیں؟
تو کیا تم پھر بھی نصیحت حاصل نہیں کرتے؟

3

25- وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖٓ ۡ اِنِّىْ لَكُمْ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۲۵﴾ ۙ

25- اور ہم نے نوح کو اس کی قوم کی طرف بھیجا تھا[1]
"دیکھو میں تمہیں کھل کر ڈرانے آیا ہوں[2]

1- یہ آیت شروع ہوئی ہے "اور" سے اور بتایا جا رہا ہے حضرت نوح کا واقعہ جب اللہ تعالیٰ نے انہیں بھی وہی پیغام دے کر بھیجا تھا جو قرآن کا پیغام ہے کہ اللہ کے سوا کسی اور کی عبادت نہ کرو اس کے جواب میں حضرت نوح کی قوم کا رویہ کیسا تھا اس حوالے سے حضرت نوح کا قصہ یہاں اس صورتحال کی وضاحت کے لیے بیان کیا جا رہا ہے جو محمد بن عبداللہ ﷺ کی دعوت کے وقت انہیں پیش آئی تھی خاص طور پر مکہ میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ دین حق کا انکار کرنے والوں کا ایسا رویہ کوئی نیا نہیں اللہ کے علاوہ دوسروں کی عبادت کرنے والوں کا رویہ ہمیشہ سے ایسا ہی رہا ہے اس سورت کی آیت نمبر ایک اور دو ذہن میں رکھ کر حضرت نوح کے قصہ کو پڑھا جائے اور آیت کے شروع میں "اور" کو دیکھا جائے تو موضوع کا تسلسل صاف دکھائی دیتا ہے

2- یہ ہے وہ پیغام جو حضرت نوح نے اپنی قوم کو دیا تھا کہ میں تمہیں کھل کر بتا دینے کے لیے بھیجا گیا ہوں۔ کیا بتا دینے کے لیے؟ کہ "ہرگز نہ بندگی کرو تم مگر اللہ کی ہی" یہ وہی پیغام ہے جو آیت نمبر 2 میں ہے اور قرآن کے ذریعے محمد بن عبداللہ ﷺ پہنچا رہے تھے

26- اَنْ لَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ ؕ اِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ اَلِيْمٍ ﴿۲۶﴾

26- کہ تم ہرگز نہ بندگی کرو
مگر اللہ ہی کی
واقعی میں ڈرتا ہوں
تم پر ایک دردناک دن کے عذاب سے"[3]

27- فَقَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ مَا نَرٰىكَ اِلَّا بَشَرًا مِّثْلَنَا وَمَا نَرٰىكَ اتَّبَعَكَ اِلَّا الَّذِيْنَ هُمْ اَرَاذِلُنَا بَادِيَ الرَّاْيِ ۚ وَمَا نَرٰى لَكُمْ عَلَيْنَا مِنْ فَضْلٍۭ بَلْ نَظُنُّكُمْ كٰذِبِيْنَ ﴿۲۷﴾

27- تو اس کی قوم کے کافر سرداروں نے کہا تھا
"نہیں دیکھتے ہم تمہیں مگر اپنے جیسا بشر ہی
اور نہیں دیکھتے ہم کہ تیری پیروی کی ہو
مگر ان لوگوں نے ہی
بلا سوچے سمجھے
جو ہم میں سے کمترین درجہ کے ہیں۔
اور نہیں پاتے ہم تم میں اپنے پر کوئی بڑائی
بلکہ ہم تو تمہیں جھوٹے سمجھتے ہیں"[4]

28- قَالَ يٰقَوْمِ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ وَاٰتٰىنِيْ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِهٖ فَعُمِّيَتْ عَلَيْكُمْ ؕ اَنُلْزِمُكُمُوْهَا وَاَنْتُمْ لَهَا كٰرِهُوْنَ ﴿۲۸﴾

28- اس نے کہا "اے میری قوم یہ تو خیال کرو کہ
اگر میرے پاس میرے رب کی طرف سے
روشن دلیل ہو

3- یعنی اگر تم نے ایسا نہ کیا اور اللہ کے علاوہ دوسروں کی عبادت کرتے رہے تو مجھے ڈر ہے کہ کسی وقت تم دردناک عذاب میں مبتلا ہو جاؤ گے "میں ڈرتا ہوں" کا مطلب یہ نہیں کہ عذاب نہیں بھی آسکتا ندرت بیان کے علاوہ یہ اظہار خیر خواہی بھی ہے یہ کہ باز آجاؤ تو بچ جاؤ گے ورنہ نہیں، یہ وہی انداز ہے جو آیت نمبر 3 میں ہے

4- غیر اللہ کی عبادت کرنے والی قوم نوح کے سرداروں نے کیا جواب دیا تھا؟ (1) تم تو ہماری طرح کے ہی ایک انسان ہو (2) جو لوگ تمہاری پیروی کرنے لگے ہیں یعنی تمہاری دعوت قبول کرنے والے تو ہمارے معاشرے کے کوئی باعزت لوگ نہیں (3) ایسے لوگ تو بلا سوچے سمجھے تمہارے ساتھ مل گئے ہیں، ہم تو جو کوئی فیصلہ کرتے ہیں خوب سوچ سمجھ کر کیا کرتے ہیں کہ ہم کوئی گئے گزرے لوگ تو نہیں (4) ہمیں تو آپ میں کوئی ایسی چیز دکھائی نہیں دے رہی کہ ہم آپ کو اپنے سے بڑا سمجھ کر آپ کے پیچھے چل پڑیں (5) ہم تو سوچ بچار کے بعد یہ خیال کرتے ہیں کہ تم جھوٹے ہو اس "تم" یعنی جمع کے صیغہ میں حضرت نوح اور ان کے سارے پیروکار شامل کر دیئے گئے ہیں

اور اس نے مجھے اپنے پاس سے رحمت عطا کی ہوئی ہو[5]
جو تمہیں دکھائی نہیں دیتی
تو کیا ہم اسے تم پر زبردستی مسلط کر سکتے ہیں
جبکہ تم اس کو ناپسند کرتے ہو؟[6]

29- وَيٰقَوْمِ لَآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مَالًا ؕ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ وَمَآ اَنَا بِطَارِدِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ؕ اِنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ وَلٰكِنِّيْٓ اَرٰىكُمْ قَوْمًا تَجْهَلُوْنَ ﴿۲۹﴾

29- اور اے میری قوم نہیں مانگتا میں تم سے
اس کے لیے کوئی مال
نہیں ہے میرا کوئی اجر
مگر اللہ کے ذمے ہی
اور جو لوگ ایمان لائے ہیں
میں انہیں اپنے سے دور کر دینے والا نہیں ہوں
بلاشبہ وہ اپنے رب سے ملاقات کریں گے[7]
اور تمہیں تو میں جاہل قوم دیکھ رہا ہوں[8]

30- وَيٰقَوْمِ مَنْ يَّنْصُرُنِيْ مِنَ اللّٰهِ اِنْ طَرَدْتُّهُمْ ؕ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۳۰﴾

30- اور اے میری قوم کون بچائے گا مجھے اللہ سے
اگر میں انہیں اپنے سے دور کر دوں[9]
کیا تم یہ بھی خیال نہیں کرتے؟

5- اس کے جواب میں حضرت نوح فرماتے ہیں کہ میں جس چیز کی طرف تمہیں دعوت دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کسی اور کی عبادت نہ کرو میرے پاس تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے دی ہوئی اس کی دلیل بھی ہے اور مجھے اللہ تعالیٰ نے اپنا پیغام بندوں تک پہنچانے کی ذمہ داری اور اس کے لیے رہنمائی بھی عطا کی ہوئی ہے تو اس دلیل پر اور دعوت پر غور کر کے سوچو کہ جو کچھ تم کہہ رہے ہو وہ درست ہو سکتا ہے؟

6- یعنی اگر تم اس دعوت کی اصلیت کو سمجھ ہی نہیں سکتے اور نہ اس کو پسند کرتے ہو تو ہم یعنی میں اور میرے ساتھی اہلِ ایمان تو تم پر زبردستی نہیں کر سکتے کہ طاقت سے تم سے منوائیں۔

7- سردار کہتے تھے جو لوگ ایمان لائے ہیں وہ تو نچلے درجے کے لوگ ہیں جنہیں کوئی عقل و شعور ہی نہیں حضرت نوح انہیں بتاتے ہیں کہ ان کے دعوتِ حق قبول کر لینے کی وجہ سے تو روزِ قیامت اللہ تعالیٰ ان سے ملاقات کریں گے تو کیا میں ایسے لوگوں کو اپنے سے دور کر دوں جن کی فضیلت اللہ تعالیٰ کے ہاں بھی ہے اور اس دنیا میں بھی وہ تم ناسمجھوں سے بلند تر ہیں تو میں انہیں تمہاری وجہ سے اپنے سے دور نہیں کر سکتا

8- جاہل یعنی وہ جو حق اور باطل میں تمیز کرنے کے قابل نہ ہوں

9- یعنی وہ ایسے صاحبِ فضیلت ہیں کہ انہیں اگر میں اپنے سے دور رہنے کو کہوں تو میری تو اللہ کے ہاں پکڑ ہو جائے گی

31- وَلَآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِىْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَآ اَقُوْلُ اِنِّىْ مَلَكٌ وَّلَآ اَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ تَزْدَرِىْٓ اَعْيُنُكُمْ لَنْ يُّؤْتِيَهُمُ اللّٰهُ خَيْرًا ؕ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا فِىْٓ اَنْفُسِهِمْ ۖ اِنِّىْٓ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۳۱﴾

31- اور نہیں کہتا میں تم سے کہ
میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں
اور نہ یہ کہ میں غیب جانتا ہوں
اور میں نہیں کہتا کہ میں تو فرشتہ ہوں[10]
اور نہیں کہتا میں ان لوگوں کے بارے میں
جنھیں تمہاری آنکھیں حقیر دیکھتی ہیں کہ
اللہ انہیں کوئی خیر نہیں دے گا
اللہ خوب جانتا ہے اس کے بارے میں
جو کچھ ان کے دلوں میں ہے
ایسا کہنے سے تو میں ظالموں میں سے ہو جاؤں گا"

32- قَالُوْا يٰنُوْحُ قَدْ جٰدَلْتَنَا فَاَكْثَرْتَ جِدَالَنَا فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۳۲﴾

32- انہوں نے کہا "اے نوح تم نے ہمارے ساتھ جھگڑا کیا ہے
اور تو نے ہم سے خوب جھگڑ لیا ہے
پس تو لے آ ہم پر وہ عذاب
جس سے تو ہمیں ڈراتا ہے
اگر تو سچ کہتا ہے"[11]

10- سرداروں نے کہا تھا کہ ہم تو تمہیں اپنے جیسا ہی دیکھتے ہیں حضرت نوح نے فرمایا کہ میں نے کب کہا ہے کہ میں انسانوں میں سے نہیں بلکہ کوئی فرشتہ ہوں اور میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور میں غیب کے بھید جانتا ہوں میرا تو ایسا کوئی بھی دعویٰ نہیں آیت نمبر 12 میں کفارِ مکہ کے حوالے سے بیان کیا گیا ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ اگر واقعی قرآن اللہ کی طرف سے ہے محمد ﷺ جس کے احکام کی پابندی کی دعوت دیتے ہیں تو پھر آسمان سے کوئی فرشتہ کیوں نہیں آ گیا جو اس کی تصدیق کرتا اور اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو اپنے پاس سے خزانے کیوں نہیں دے دیئے حضرت نوح کے حوالے سے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہماری طرف سے بھیجے گئے رسول انسانوں میں سے ہی ہوتے ہیں وہ غیب کے بھید جاننے والے نہیں ہوتے بلکہ وہ ہمارا بتایا ہی لوگوں تک پہنچا رہے ہوتے ہیں قومِ نوح کے سرداروں کا بڑائی کا معیار بھی دنیاوی مال و دولت ہی تھا جیسا کہ ہر معاشرے خاص طور پر دنیا دار معاشروں میں ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کے حکم سے حضرت نوح کا جواب ہے کہ میں تو کسی ایسی بڑائی کا بھی دعویدار نہیں

11- آیت نمبر 26 میں ہے کہ حضرت نوح نے اپنی قوم سے کہا ہے کہ اللہ کے سوا کسی اور کی عبادت نہ کرو ورنہ تم دردناک عذاب میں مبتلا ہو جاؤ گے اسی پیغام کے جواب میں ان کی قوم کے سردار کہتے ہیں کہ تم ایک ہی اللہ کی عبادت کے بارے میں ہم سے بہت جھگڑا کر چکے ہو، ہم تو نہیں مانتے تمہاری بات، اگر تم سچ کہتے ہو کہ اللہ کے سوا دوسروں کی عبادت کرنے والوں پر عذاب آئے گا تو پھر لے آؤ تم وہ عذاب

33- قَالَ اِنَّمَا يَاْتِيْكُمْ بِهِ اللّٰهُ اِنْ شَآءَ وَمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ﴿۳۳﴾

33- اس نے کہا "وہ تو تم پر اللہ ہی لا سکتا ہے اگر وہ چاہے اور تم اس کو بے بس نہیں کر سکتے [12]

34- وَلَا يَنْفَعُكُمْ نُصْحِيْٓ اِنْ اَرَدْتُّ اَنْ اَنْصَحَ لَكُمْ اِنْ كَانَ اللّٰهُ يُرِيْدُ اَنْ يُّغْوِيَكُمْ ؕ هُوَ رَبُّكُمْ ۫ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۳۴﴾ ؕ

34- اور نہیں فائدہ دے گی تمہیں میری نصیحت اگر میں چاہوں بھی کہ تم کو نصیحت کروں جبکہ اللہ تمہیں گمراہ رکھنا چاہتا ہو وہی ہے تمہارا رب اور تم اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے"

35- اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ؕ قُلْ اِنِ افْتَرَيْتُهٗ فَعَلَيَّ اِجْرَامِيْ وَاَنَا بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تُجْرِمُوْنَ ﴿۳۵﴾ ع ۳ ۱۱ ۳

35- کیا وہ لوگ یہ کہتے ہیں کہ "اس نے یہ قصہ خود گھڑ لیا ہے؟" کہہ دیجیے "اگر یہ میں نے خود بنایا ہے تو میرا جرم مجھ پر ہی ہے اور میں بری الذمہ ہوں ان جرائم سے جو تم کرتے ہو"

4

36- وَاُوْحِيَ اِلٰى نُوْحٍ اَنَّهٗ لَنْ يُّؤْمِنَ مِنْ قَوْمِكَ اِلَّا مَنْ قَدْ اٰمَنَ فَلَا تَبْتَئِسْ بِمَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ﴿۳۶﴾ ع

36- اور نوح کی طرف وحی بھیج دی گئی "ہرگز ایمان نہیں لائے گا کوئی بھی تیری قوم میں سے سوائے اس کے جو کوئی ایمان لا چکا ہے سو جو کچھ وہ کافر کرتے ہیں تو اس کا غم نہ کر

37- وَاصْنَعِ الْفُلْكَ بِاَعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا وَلَا تُخَاطِبْنِيْ فِي الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ۚ اِنَّهُمْ مُّغْرَقُوْنَ ﴿۳۷﴾

37- اور تو ایک کشتی بنا ہماری نظروں کے سامنے

12- یعنی جب وہ فیصلہ کرے گا تو ایسا نہیں ہوگا کہ تم اسے مجبور کر دو گے اور وہ تم پر عذاب نہیں لا سکے گا

اور ہماری وحی کے مطابق[1]
اور نہ کرنا مجھ سے کوئی بات
ان ظالم لوگوں کے بارے میں
وہ تو ڈبو دیئے جائیں گے"[2]

38- وَيَصْنَعُ الْفُلْكَ ۖ وَكُلَّمَا مَرَّ عَلَيْهِ مَلَأٌ مِّن قَوْمِهِ سَخِرُوا مِنْهُ ۚ قَالَ إِن تَسْخَرُوا مِنَّا فَإِنَّا نَسْخَرُ مِنكُمْ كَمَا تَسْخَرُونَ ﴿٣٨﴾

38- اور وہ کشتی بنانے لگا
اور جب بھی گزر ہوتا اس کے پاس سے
اس کی قوم کے سرداروں کا
وہ اس کا مذاق اڑاتے تھے[3]
وہ کہتا "اگر تم ہمارا مذاق اڑاتے ہو
تو یقیناً ہم تمہارا مذاق اڑا رہے ہیں
جیسا کہ تم مذاق اڑاتے ہو

39- فَسَوْفَ تَعْلَمُونَ ۙ مَن يَأْتِيهِ عَذَابٌ يُخْزِيهِ وَيَحِلُّ عَلَيْهِ عَذَابٌ مُّقِيمٌ ﴿٣٩﴾

39- سو عنقریب تم جان جاؤ گے
کہ کس پر عذاب آتا ہے
جو اس کو رسوا کر دے گا
اور کس کو دائمی عذاب آن لے گا"

1- قومِ نوح کو طوفانِ آب میں غرق کر دینے کا فیصلہ کر لیا گیا تو اس طوفان سے حضرت نوح اور ان کے ساتھی اہلِ ایمان کو بچانے کے لیے ایک کشتی کی ضرورت تھی حضرت نوح اور ان کے ساتھی کوئی کشتیاں بنانے والے تو نہیں تھے، پھر انہیں یہ بھی معلوم نہیں تھا کہ جو طوفان آنے والا ہے، اس کے لیے کتنی بڑی اور کیسی مضبوط کشتی کی ضرورت ہے اس لیے فرمایا کہ تو یعنی تو اور تیرے ساتھی ہماری ہدایات کے مطابق کشتی بناؤ ہم دیکھتے اور ہدایات بھیجتے رہیں گے

2- ڈبو دیئے جائیں گے یعنی ہم نے حضرت نوح سے کہہ دیا تھا کہ اب ان پر رحم یا ان کے لیے ہدایت کی ہم سے درخواست نہ کرنا، وہ مرحلہ گزر چکا ہے

3- وہ حضرت نوح اور ان کے ساتھیوں کو کشتی بناتے دیکھ کر ان کا مذاق اڑاتے تھے اس سے آگے کے بیان اور آیت 39 سے ظاہر ہے کہ حضرت نوح نے انہیں طوفان کے عذاب کے بارے میں بتا دیا ہوا تھا اور وہ ان کا مذاق اسی طوفان کے بارے میں ہوگا کہ کہاں سے آجائے گا اتنا پانی جس میں ہم ڈوب جائیں گے اور تمہاری کشتی اس پر تیرنے لگے گی

40- حَتّٰٓى اِذَا جَآءَ اَمْرُنَا وَفَارَ التَّنُّوْرُ ۙ قُلْنَا احْمِلْ فِيْهَا مِنْ كُلٍّ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ وَاَهْلَكَ اِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ وَمَنْ اٰمَنَ ؕ وَمَآ اٰمَنَ مَعَهٗٓ اِلَّا قَلِيْلٌ ﴿۴۰﴾

40- حتّٰی کہ جب ہمارا حکم آ گیا
اور تندور ابلنے لگا[4]
تو ہم نے کہا "سوار کر لے اس پر ہر جنس کا ایک جوڑا
نر اور مادہ دونوں
اور اپنے گھر والے
سوائے ان کے
جن کے بارے میں پہلے ہی حکم ہو چکا ہے
اور انہیں جو ایمان لا چکے ہیں"[5]
اور نہیں تھے اس کے ساتھ اہلِ ایمان
مگر تھوڑے سے ہی

41- وَقَالَ ارْكَبُوْا فِيْهَا بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖىهَا وَمُرْسٰىهَا ؕ اِنَّ رَبِّيْ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۴۱﴾

41- اور اس نے کہا "سوار ہو جاؤ اس میں
اللہ ہی کے نام سے ہے
اس کا چلنا اور اس کا رُک جانا
یقیناً میرا رب تو
معاف کر دینے والا اور رحم کرنے والا ہے"

42- وَهِيَ تَجْرِيْ بِهِمْ فِيْ مَوْجٍ كَالْجِبَالِ ۫ وَنَادٰى نُوْحُ ِۨابْنَهٗ وَكَانَ فِيْ مَعْزِلٍ يّٰبُنَيَّ ارْكَبْ مَّعَنَا وَلَا تَكُنْ مَّعَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۴۲﴾

42- اور وہ انہیں لے کر چل پڑی
ایسی موجوں میں جو پہاڑوں کی مانند تھیں[6]
اور نوح نے اپنے بیٹے کو آواز دی

4- عربی لغت کے حوالے سے "اَلتَّنُّوْرُ" کے معنی سطحِ زمین پر ایسی نشیبی جگہ کے ہیں جہاں پانی جمع ہو جاتا ہو یا جہاں سے زمین کے اندر سے پانی نکلتا ہو جیسے پانی کا چشمہ آیت 44 میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم نے زمین سے کہا کہ جذب کر لے پانی اپنا یعنی جو پانی تو نے اپنے اندر سے باہر نکالا ہوا ہے، اسے پھر سے اپنے اندر جذب کر لے سورہ قمر میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں "اور ہم نے جاری کر دیئے زمین سے چشمے" اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ پہلے کوئی قریبی چشمہ ابلنے لگا تھا۔

5- ہم نے حضرت نوح سے کہا کہ وہ اس کشتی میں سوار ہو جائیں اور اپنے ساتھ ان چیزوں کو سوار کر لیں (1) اپنے گھر والوں کو ان کے علاوہ جن کے بارے میں پہلے بتایا جا چکا ہے کہ وہ اہلِ ایمان میں سے نہیں (2) ان لوگوں کو جو ایمان لا چکے ہیں (3) اور وہاں پائے جانے والے جانوروں کی نر اور مادہ کی ایک ایک جوڑی

اور وہ ان سے الگ تھلگ تھا

"اے میرے بیٹے آ ہمارے ساتھ سوار ہو جا
اور کافروں کے ساتھ نہ رہ"[7]

43- قَالَ سَاٰوِیْۤ اِلٰی جَبَلٍ یَّعْصِمُنِیْ مِنَ الْمَآءِ ؕ
قَالَ لَا عَاصِمَ الْیَوْمَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ ۚ
وَحَالَ بَیْنَهُمَا الْمَوْجُ فَكَانَ مِنَ الْمُغْرَقِیْنَ ﴿۴۳﴾

43- اس نے کہا "میں تو پہاڑ پر پناہ لینے جا رہا ہوں
وہ مجھے اس پانی سے بچا لے گا"[8]
کہا "آج کوئی بھی چیز اللہ کے حکم سے بچا نہیں سکتی
سوائے اس کے کہ جس کسی پر وہ رحم فرمائے"
اور ان کے درمیان موج حائل ہو گئی
پس وہ ہو گیا غرق شدگان میں سے

44- وَقِیْلَ یٰۤاَرْضُ ابْلَعِیْ مَآءَكِ وَیٰسَمَآءُ اَقْلِعِیْ
وَغِیْضَ الْمَآءُ وَقُضِیَ الْاَمْرُ وَاسْتَوَتْ عَلَی
الْجُوْدِیِّ وَقِیْلَ بُعْدًا لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ﴿۴۴﴾

44- اور کہہ دیا گیا "اے زمین جذب کر لے اپنا پانی
اور اے آسمان بس کر دے"
اور پانی اتر گیا
اور فیصلہ چکا دیا گیا[9]
اور وہ کشتی جودی پر رُک گئی[10]

6- یہ اس طوفان کا بیان ہے کہ اس کی موجیں پہاڑوں کی مانند بلند تھیں مگر وہ کشتی ان موجوں کے درمیان چلی جا رہی تھی

7- حضرت نوح نے اپنے اس بیٹے کو بھی آواز دی جو اہلِ ایمان سے الگ تھا اور ان کے ساتھ کشتی میں سوار نہیں ہوا تھا کہ کفار کا ساتھ نہ دے، اور ہمارے ساتھ آ جا

8- یہ اس کا جواب ہے کہ میں پہاڑی کی طرف جا کر وہاں پناہ لے لوں گا اور طوفان سے بچ جاؤں گا گویا وہ طوفان کو سامنے دیکھ کر بھی ایمان نہیں لایا تھا

9- کونسا فیصلہ چکا دیا گیا؟ کفار کو ان کی نافرمانی کی وجہ سے طوفان میں غرق کر دینے کا فیصلہ وہ کام پورا ہو گیا تو طوفان کی ضرورت ہی نہ رہی

10- جودی یا جبل الجوادی سلسلہ کوہ ارارات کا ایک پہاڑ ہے اور کردستان میں واقع ہے اسی خطہ میں جہاں حضرت نوح کی قوم آباد تھی جس نے نافرمانی کی تھی، طوفان بھی تو اسے غرض کرنے کے لیے ہی آیا تھا اور اسی خطہ میں آیا تھا، ایسا نہیں کہ سارے کرہ ارض پر وہ طوفان آیا تھا جیسا کہ غلط طور پر کہا جاتا ہے، ایسا ہوتا تو کشتی کہیں دور نہ چلی جاتی اس سے یہ نظریہ بھی غلط ثابت ہو جاتا ہے کہ دنیا کی ساری آبادی انہی لوگوں کی اولاد ہے جو اس طوفان سے بچ گئے تھے وہ طوفان ایک قوم اور اس کے علاقہ تک محدود تھا اور حضرت نوح اور ان کے ساتھیوں کی کشتی اس پہاڑ سے جا لگی تھی

اور کہا گیا "ظالموں کی قوم کے لیے دوری ہے"[11]

45- وَنَادٰى نُوْحٌ رَّبَّهٗ فَقَالَ رَبِّ اِنَّ ابْنِيْ مِنْ اَهْلِيْ وَاِنَّ وَعْدَكَ الْحَقُّ وَاَنْتَ اَحْكَمُ الْحٰكِمِيْنَ ﴿۴۵﴾

45- اور نوح نے اپنے رب کو پکارا تھا
اور کہا تھا "اے میرے رب
میرا بیٹا بھی تو میرے اہل میں سے ہے
اور وعدہ تیرا تو سچا ہوتا ہے
اور تو سب فیصلہ کرنے والوں سے
بہتر فیصلہ کرنے والا ہے"[12]

46- قَالَ يٰنُوْحُ اِنَّهٗ لَيْسَ مِنْ اَهْلِكَ ۚ اِنَّهٗ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ ۫ فَلَا تَسْـَٔلْنِ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ؕ اِنِّيْٓ اَعِظُكَ اَنْ تَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ ﴿۴۶﴾

46- کہا "اے نوح وہ تو تیرے اہل میں سے نہیں ہے
اس کا عمل تو غیر صالح ہے[13]
پس تو نہ سوال کر مجھ سے
ایسی چیز کا جس کا تجھے علم نہیں
میں تجھے نصیحت کرتا ہوں
کہ جاہلوں میں سے نہ ہو جا"

47- قَالَ رَبِّ اِنِّيْٓ اَعُوْذُ بِكَ اَنْ اَسْـَٔلَكَ مَا لَيْسَ لِيْ بِهٖ عِلْمٌ ؕ وَاِلَّا تَغْفِرْ لِيْ وَتَرْحَمْنِيْٓ اَكُنْ مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۴۷﴾

47- اس نے کہا "اے میرے رب میں تیری پناہ مانگتا ہوں
اس سے کہ میں سوال کروں تجھ سے
اس چیز کا جس کا مجھے کوئی علم نہ ہو

11- یہ اعلامیہ کب جاری کیا گیا کہ "ظالموں کے لیے دوری ہے" ظالموں کو ڈبو دینے اور اہلِ ایمان کو اپنے کرم سے بچا لینے کے بعد فرمایا کہ جو بھی ظالم یعنی بے انصاف ہوگا، ہمارے ساتھ دوسروں کی عبادت کرے گا، وہ اسی طرح ہم سے دور رہے گا ظالم وہ ہے جو کسی کا حق کسی دوسرے کو دے اللہ تعالیٰ خالق و مالک ہیں عبادت اسی کا حق ہے جو کوئی یہ حق کسی اور کو دے وہ بے انصافی کرتا ہے ایسے ظالموں کو سزا دینے کے عمل کی تکمیل کے بعد اعلامیہ جاری فرما دیا کہ ایسے ظالم کبھی ہماری رحمت کے حقدار نہیں ہوں گے

12- ظالموں کے لیے تو اللہ کی رحمت سے دوری ہے اپنے فرزند کو ڈوبتے دیکھ کر حضرت نوح نے اللہ تعالیٰ سے اس کے لیے درخواست کی کہ اسے بچا لے کیونکہ وہ میرے اہل میں سے ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس درخواست کا جواب اس دوری کی وضاحت ہے

13- اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وہ کیسے تمہارے اہل یعنی تیرے گھر والوں میں سے ہو سکتا ہے؟ اس کا عمل تو اس کی گواہی نہیں دیتا گویا اس کے لیے دوری ہے، ہماری رحمت سے قربت نہیں

اور اگر تو نہ بخشے مجھ کو
اور نہ کرے مجھ پر رحم
تو میں نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو جاؤں گا"

48- قِيْلَ يٰنُوْحُ اهْبِطْ بِسَلٰمٍ مِّنَّا وَبَرَكٰتٍ عَلَيْكَ وَعَلٰٓى اُمَمٍ مِّمَّنْ مَّعَكَ ؕ وَاُمَمٌ سَنُمَتِّعُهُمْ ثُمَّ يَمَسُّهُمْ مِّنَّا عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۴۸﴾

48- کہا گیا "اے نوح اتر جا
ہماری طرف سے سلامتی کے ساتھ
اور ہماری برکتیں ہیں
تجھ پر اور اُن امتوں پر
جو تیرے ساتھ ہیں[14]
اور کچھ اُمتیں ہیں جن کو ہم
زندگی کے فوائد پہنچائیں گے
پھر ان پر ہماری طرف سے دردناک عذاب آئے گا"[15]

49- تِلْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهَآ اِلَيْكَ ۚ مَا كُنْتَ تَعْلَمُهَآ اَنْتَ وَلَا قَوْمُكَ مِنْ قَبْلِ هٰذَا ۛؕ فَاصْبِرْ ؕ اِنَّ الْعَاقِبَةَ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿۴۹﴾ ع

49- یہ ہیں کچھ غائب کی خبریں
جو ہم تیری طرف وحی کر رہے ہیں
نہیں جانتا تھا تو ان کے بارے میں کچھ
اور نہ ہی تیری قوم
اس سے پہلے[16]

10-اس اصول کے اعلان کے بعد کہ ظالموں کے لیے دوری ہے فرمایا کہ ہماری رحمت اور برکت آپ کے اور آپ کے ساتھیوں کے ساتھ ہوں گی یعنی ان کے ساتھ ہوں گی جو ظالم نہیں ہوں گے

15-یعنی ان میں سے جو بھی کوئی ظلم کرنا شروع کر دیں گے انہیں بھی ہم ایسا ہی دردناک عذاب چکھائیں گے

16-یہاں اللہ تعالیٰ ایک بار پھر اپنے رسول محمد بن عبداللہ ﷺ سے مخاطب ہیں اور فرماتے ہیں کہ پہلے وقتوں میں رسولوں کو کیسی مخالفت سے گزرنا پڑا تھا اور ان کی دعوت کی مخالفت کرنے والوں کا کیا انجام ہوتا رہا ہے، یہ اس سلسلے کی خبروں میں سے کچھ ہیں جو ہم آپ کو اور آپ کی قوم کو بتا رہے ہیں جن کا اس سے پہلے آپ کو علم نہیں تھا اور نہ ہی آپ کے ساتھی ان کے بارے میں جانتے تھے

سوصبر کرو
اچھا انجام تو
متقیوں ہی کے لیے ہے [17]

5

50- وَاِلٰى عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا ؕ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا مُفْتَرُوْنَ ۝۵۰

50- اور عاد کی طرف بھیجا گیا تھا اُن کے بھائی ہود کو [1]
اس نے کہا "اے میری قوم والو اللہ کی عبادت کرو نہیں ہے تمہارے لیے کوئی بھی معبود اس کے سوا
تم تو صرف جھوٹ گھڑنے والے ہی ہو

51- يٰقَوْمِ لَاۤ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا ؕ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَى الَّذِيْ فَطَرَنِيْ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝۵۱

51- اے میری قوم میں تم سے اس کا کوئی معاوضہ نہیں مانگتا
نہیں ہے میرا اجر مگر اس کے ذمے ہی جس نے مجھے پیدا کیا
تو کیا پھر تم عقل نہیں استعمال کرو گے؟ [2]

52- وَيٰقَوْمِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْۤا اِلَيْهِ يُرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا وَّيَزِدْكُمْ قُوَّةً اِلٰى قُوَّتِكُمْ وَلَا تَتَوَلَّوْا مُجْرِمِيْنَ ۝۵۲

52- اور اے میری قوم اپنے رب سے معافی طلب کرو پھر اس کی طرف رجوع کرلو
وہ بھیج دے گا تم پر

17- ہم یہ کیوں بتا رہے ہیں؟ تاکہ تو اور اہلِ ایمان ان مشرکوں اور ان کے سرداروں کی مخالفت کا صبر واستقلال سے مقابلہ جاری رکھیں اور جان لیں کہ پہلے بھی ایسے ہی ہوتا رہا ہے پھر فرمایا عاقبت یعنی اچھا انجام اور کامیابی متقیوں ہی کے لیے ہے جیسے پہلے دین حق کے دشمن ناکام ہوتے رہے ہیں، آپ کے دشمنوں کا حشر بھی ویسا ہی ہوگا ان کو بھی جان لینا چاہیے

1- قوم عاد کے مسکن یمن اور حضر موت کے درمیان احقاف کے علاقہ میں تھے عاد عرب کی ایک طاقتور قدیم قوم تھے

2- یعنی سوچو کہ میں کسی ذاتی فائدے کے لیے نہیں بلکہ صرف تمہاری بھلائی کے لیے تمہیں فلاح کی راہ دکھا رہا ہوں اور تم ہو کہ اس پر ◄◄

خوب برسنے والے بادل[3]
اور اضافہ کر دے گا
تمہاری قوت میں
اور روگردانی کا جرم نہ کرو"

53- قَالُوْا يٰهُوْدُ مَا جِئْتَنَا بِبَيِّنَةٍ وَّمَا نَحْنُ بِتَارِكِيْٓ اٰلِهَتِنَا عَنْ قَوْلِكَ وَمَا نَحْنُ لَكَ بِمُؤْمِنِيْنَ ﴿۵۳﴾

53- انہوں نے کہا "اے ہود نہیں لایا تو ہمارے پاس
کوئی واضح نشانی
اور نہیں ہیں ہم اپنے معبودوں کو چھوڑ دینے والے
تیرے کہنے پر
اور نہ ہی ہم تم پر ایمان لائیں گے

54- اِنْ نَّقُوْلُ اِلَّا اعْتَرٰىكَ بَعْضُ اٰلِهَتِنَا بِسُوْٓءٍ ؕ قَالَ اِنِّيْٓ اُشْهِدُ اللّٰهَ وَاشْهَدُوْٓا اَنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ﴿۵۴﴾

54- ہم تو یہی کہتے ہیں کہ
تمہیں ہمارے کسی معبود نے
کسی دماغی خرابی میں مبتلا کر دیا ہے"[4]
اس نے کہا "میں اللہ کو گواہ ٹھہراتا ہوں
اور تم بھی گواہ رہو
میں تو بیزار ہوں اس سے
جو تم دوسروں کو خدائی میں شریک ٹھہراتے ہو

◀◀ دھیان ہی نہیں دے رہے غور تو کرو کہ میں دعوت کیا دیتا ہوں

3- عاد صحرائی علاقوں کے باسی تھے جہاں پانی کی شدید کمی ہوتی ہے خاص طور پر فصلوں کے لیے یہ بھی خیال کیا جاتا ہے کہ قوم عاد کو اس زمانے میں خشک سالی کا سامنا تھا حضرت ہود نے فرمایا کہ اللہ تم پر خوب برسنے والے بادل بھیج دے گا یعنی اپنے بنائے ہوئے جھوٹے معبودوں سے دعائیں اور درخواستیں کر کے تو تم دیکھ ہی چکے ہو، اگر ان میں کوئی ایسی صلاحیت ہوتی جو تم نے ان سے جھوٹ وابستہ کر رکھی ہیں تو وہ برسا نہ دیتے تم پر بارش؟ اب اپنے خالق و مالک کی طرف رجوع کر کے بھی دیکھ لو

4- یعنی ہمارا عقیدہ تو یہ ہے کہ تو اللہ کی طرف سے بھیجا ہوا رسول تو ہے نہیں اور ہمارے معبودوں کے خلاف تو جو کچھ کہتا ہے، اس کی وجہ سے ان میں سے کسی نے تمہیں پاگل پن میں مبتلا کر دیا ہے تمہارا ایسی باتیں کرنا ہمارے ان معبودوں کی قوت کا ثبوت ہے

55- مِنْ دُوْنِهٖ فَكِيْدُوْنِيْ جَمِيْعًا ثُمَّ لَا تُنْظِرُوْنِ ۝۵۵

55- اللہ کے علاوہ[5]
پس تم میرے خلاف سکیم تیار کرلو
سب مل کر
اور میرے ساتھ کوئی نرمی نہ کرو[6]

56- اِنِّيْ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ رَبِّيْ وَرَبِّكُمْ ؕ مَامِنْ دَآبَّةٍ اِلَّا هُوَ اٰخِذٌۢ بِنَاصِيَتِهَا ؕ اِنَّ رَبِّيْ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝۵۶

56- میں تو اللہ پر ہی بھروسہ رکھتا ہوں
جو میرا رب ہے
اور تمہارا رب ہے
نہیں ہے کوئی بھی زمین پر چلنے والا جاندار
مگر وہ اس کو پکڑے ہوئے ہے
پیشانی کے بالوں سے[7]
بلاشبہ میرے رب کی راہ ہی
راہِ راست ہے[8]

57- فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ مَّآ اُرْسِلْتُ بِهٖٓ اِلَيْكُمْ ؕ وَيَسْتَخْلِفُ رَبِّيْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ۚ وَلَا تَضُرُّوْنَهٗ شَيْـًٔا ؕ اِنَّ رَبِّيْ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ حَفِيْظٌ ۝۵۷

57- پھر اگر تم روگردانی کرو
تو میں نے تو تم تک وہ چیز پہنچا دی ہے
جس کے ساتھ مجھے تمہاری طرف بھیجا گیا ہے

5- یہ جواب ہے ان کو جو کہتے تھے کہ ہمارے معبودوں میں کسی نے تمہیں پاگل پن میں مبتلا کر دیا ہے، یہ کہ میرا اللہ گواہ ہے اور تم بھی سن لو کہ اللہ کے ساتھ کسی اور کو شریک ٹھہرانے سے میرا کوئی تعلق نہیں، میں اس برائی سے دور ہوں

6- یعنی تم یہ کہتے ہو کہ تمہارے کسی معبود میں ایسی کوئی طاقت ہے؟ میرا چیلنج ہے کہ تم سب مل کر میرے خلاف کوئی سکیم تیار کرلو اور میرے ساتھ کوئی نرمی نہ کرو تم اور تمہارے معبود مل کر کوشش کرو تو بھی تم مجھے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے

7- زمین پر چلنے والے ہر جاندار پر اللہ کا مکمل کنٹرول ہے ہر جاندار اس کا محتاج ہے وہی ہے جو جسے چاہے رسوا کر سکتا ہے کوئی اور ایسی طاقت نہیں رکھتا تم سب مل کر بھی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتے

8- نظم کائنات سچائی اور انصاف کے متعین اصولوں کے مطابق چلانے والے نے جس راہ کی طرف دعوت دینے کے لیے مجھے بھیجا ہوا ہے راہِ راست وہی ہے میں اپنے اللہ کی راہِ راست پر ہوں تمہارے باطل معبود میرا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتے

اور میرا رب لے آئے گا
تمہاری جگہ کسی اور قوم کو
اور تم اس کو کچھ بھی نقصان نہیں پہنچا سکو گے
بلاشبہ میرا رب تو
ہر چیز کی دیکھ بھال کرنے والا ہے"[9]

58- وَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا نَجَّيْنَا هُوْدًا وَّالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا ۚ وَنَجَّيْنٰهُمْ مِّنْ عَذَابٍ غَلِيْظٍ ﴿۵۸﴾

58- اور جب ہمارا حکم آن پہنچا
تو ہم نے نجات دے دی تھی ہود کو
اور اس کے ساتھی اہلِ ایمان کو
اپنی رحمت سے
اور ہم نے ان کو بچا لیا تھا
سخت عذاب سے[10]

59- وَتِلْكَ عَادٌ ۫ جَحَدُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ وَعَصَوْا رُسُلَهٗ وَاتَّبَعُوْٓا اَمْرَ كُلِّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ ﴿۵۹﴾

59- اور یہ رہے وہ عاد
انہوں نے اپنے رب کی آیات کا انکار کیا تھا
اور اس کے رسولوں کی نافرمانی کی تھی
اور انہوں نے پیروی کی تھی
ہر سرکش دشمنِ حق کے حکم کی

60- وَاُتْبِعُوْا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا لَعْنَةً وَّيَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ اَلَآ اِنَّ عَادًا كَفَرُوْا رَبَّهُمْ ۭ اَلَا بُعْدًا لِّعَادٍ قَوْمِ هُوْدٍ ﴿۶۰﴾ ع ۵ ۱۱ ۱۵

60- اور ان کے پیچھے لعنت لگا دی گئی تھی
اس دنیا میں اور قیامت کے دن بھی
یاد رکھو کہ عاد نے اپنے رب کے ساتھ کفر کیا تھا
سن لو کہ عاد کے لیے دوری ہے
ہود کی قوم کے لیے

9- تم سب مل کر کیوں اللہ کے دین کی راہ نہیں روک سکو گے؟ کیونکہ ہر چیز پر نگہبان تو وہ ہے تمہارے ان معبودوں کے اختیار میں تو کچھ ہے ہی نہیں
10- کیسا عذاب تھا وہ؟ دیکھیں سورہ قمر کی آیت 19 اور 20 سورہ حاقہ کی آیات 6 اور 7 میں بھی اس کا حال بیان کیا گیا ہے

وقف لازم

6

61- وَاِلٰى ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا ؕ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ هُوَ اَنْشَاَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ وَاسْتَعْمَرَكُمْ فِيْهَا فَاسْتَغْفِرُوْهُ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ ؕ اِنَّ رَبِّيْ قَرِيْبٌ مُّجِيْبٌ ﴿۶۱﴾

61- اور ثمود کی طرف
ان کے بھائی صالح کو بھیجا گیا[1]
اس نے کہا "اے میری قوم اللہ کی عبادت کرو
نہیں ہے تمہارے لیے کوئی بھی معبود
سوائے اس کے
وہی ہے جس نے تم کو زمین سے پیدا کیا
اور تم کو اس میں بسا دیا
پس تم لوگ اس سے معافی طلب کرو
اور اس کی طرف پلٹ آؤ
یقیناً میرا رب قریب ہے
اور وہ دعاؤں کا جواب دینے والا ہے"[2]

62- قَالُوْا يٰصٰلِحُ قَدْ كُنْتَ فِيْنَا مَرْجُوًّا قَبْلَ هٰذَآ اَتَنْهٰىنَآ اَنْ نَّعْبُدَ مَا يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا وَاِنَّنَا لَفِيْ شَكٍّ مِّمَّا تَدْعُوْنَآ اِلَيْهِ مُرِيْبٍ ﴿۶۲﴾

62- انہوں نے کہا "اے صالح اب تک
تو ہمارے درمیان اُمیدوں کا مرکز رہا ہے[3]
کیا اب تو ہمیں اس سے روکتا ہے کہ
ہم ان کی پرستش کریں

1- موضوع وہی ہے اللہ کے رسول کی طرف سے دعوتِ حق پیش کرنے پر مشرک قوم کے سرداروں کا ردعمل اور ان کا انجام اسی کی وضاحت کے لیے قوم عاد کے بعد قوم ثمود کی مثال بیان فرمائی جا رہی ہے عاد کے بعد آنے والی قوم ثمود کے مسکن الحجر کے علاقہ میں تھے جزیرہ نمائے عرب کے شمال مغربی حصہ میں ان کے مرکز مدائن صالح میں تھے قوم ثمود کا بیان سورۃ اعراف میں بھی آیا ہے آیت 73 سے 79 تک میں

2- یعنی اپنے شرک کو ترک کر کے توبہ کر لو جس کی عبادت کی میں تمہیں دعوت دے رہا ہوں وہ جھوٹے معبودوں کی مانند اپنے بندوں سے دور نہیں، وہ ان کی بات سنتا ہے اور اس کا جواب دیتا ہے اگر تم خلوصِ دل سے توبہ کرو گے تو وہ قبول کر لے گے

3- جواب کیا تھا ان کا؟ یہ کہ اے صالح ہم تو تمہیں بڑا سمجھدار سمجھتے تھے مگر تو تو ہماری توقع کے خلاف چلنے لگا ہے ہمیں اپنے اجداد کے معبودوں کی پرستش سے روک رہا ہے

جن کی ہمارے باپ دادا
پرستش کرتے تھے؟
اور ہمیں تو اس کے بارے میں ایسا شبہ ہے
جس کی طرف تو ہمیں بلاتا ہے
کہ دل مانتا ہی نہیں"[4]

63- قَالَ يٰقَوْمِ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ وَاٰتٰنِيْ مِنْهُ رَحْمَةً فَمَنْ يَّنْصُرُنِيْ مِنَ اللّٰهِ اِنْ عَصَيْتُهٗ ۫ فَمَا تَزِيْدُوْنَنِيْ غَيْرَ تَخْسِيْرٍ ﴿۶۳﴾

63- اس نے کہا "اے میری قوم کے لوگو یہ تو بتاؤ کہ
اگر میرے پاس میرے رب کی طرف سے
روشن دلیل ہو
اور اس نے اپنی طرف سے مجھے رحمت دی ہو
تو کون چھڑائے گا مجھے اللہ سے
اگر میں اس کی نافرمانی کروں؟
سو نہیں بڑھاتے تم میرے حق میں
مگر خسارہ ہی"[5]

64- وَيٰقَوْمِ هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ اٰيَةً فَذَرُوْهَا تَاْكُلْ فِيْٓ اَرْضِ اللّٰهِ وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ فَيَاْخُذَكُمْ عَذَابٌ قَرِيْبٌ ﴿۶۴﴾

64- "اور اے میری قوم یہ اونٹنی اللہ کی ہے
جو تمہارے لیے ایک نشانی ہے[6]
سو اس کو آزاد پھرنے دو

4- پہلے کہا کہ ہم تو تمہیں بڑا دانا سمجھتے تھے مگر تو ہمیں اپنے اجداد کے معبودوں کو چھوڑ دینے کو کہتا ہے، پھر کہا کہ تو جو ایک ہی رب کی عبادت کرنے کو کہتا ہے، ہمارا تو دل نہیں مانتا کہ ایک ہی اللہ کی ہی عبادت لازم ہے مطلب یہ کہ ایسی بات نہ کر جو ہمارے دل مان نہیں رہے، ہمارے ان معبودوں کو بالکل ہی جھوٹا قرار نہ دے

5- یعنی میری تعریف کر کے اور مجھے اللہ کی طرف سے سونپی ذمہ داری پوری کرنے سے روک کر تم میرے مقام و مرتبہ میں نہیں بلکہ نقصان میں اضافہ کر رہے ہو

6- اس کے ساتھ تمہارا اچھا سلوک اس بات کا ثبوت ہوگا کہ تم نے اسے اللہ کی طرف سے سمجھ لیا ہے اور اللہ کے حکم پر عمل کیا ہے اگر تم ایسا نہیں کرو گے تو وہ اس کا ثبوت ہوگا کہ تم اللہ کی بھیجی نشانی کو بھی نہیں مانتے

چرتی پھرے اللہ کی زمین میں
اور اس پر ہرگز ہاتھ نہ اٹھانا
اس کو تکلیف پہنچانے کے لیے
کہ آن پکڑے گا تمہیں فوراً ہی عذاب"[7]

65- فَعَقَرُوْهَا فَقَالَ تَمَتَّعُوْا فِيْ دَارِكُمْ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ ؕ ذٰلِكَ وَعْدٌ غَيْرُ مَكْذُوْبٍ ﴿۶۵﴾

65- مگر انہوں نے اس کی کونچیں کاٹ دیں[8]
تو اس نے کہا "تم اپنے گھروں میں تین دن تک رہ لو
یہ وہ وعدہ ہے جو جھٹلایا نہیں جا سکتا"[9]

66- فَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا نَجَّيْنَا صٰلِحًا وَّالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَمِنْ خِزْيِ يَوْمِئِذٍ ؕ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيْزُ ﴿۶۶﴾

66- پھر جب ہمارا حکم آن پہنچا
تو ہم نے نجات دے دی تھی
صالح کو اور ان کے ساتھی اہلِ ایمان کو
اپنی رحمت سے
اور انہیں اس دن کی رسوائی سے بچا لیا تھا
تیرا رب ہی تو ہے
جو بہت طاقت والا اور غلبہ والا ہے

67- وَاَخَذَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دِيَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ﴿۶۷﴾

67- اور آن پکڑا تھا ان ظالم لوگوں کو
ایک خوفناک کڑک نے[10]

7- اگر تم نے ایسا نہ کیا تو اس کا مطلب ہوگا کہ تم بدلے نہیں تم نے اللہ کے حکم کی جان بوجھ کر خلاف ورزی کی ہے ایسی خلاف ورزی پر اللہ تعالیٰ تمہیں مزید ڈھیل نہیں دیں گے یہ تمہارا آخری ٹیسٹ ہے جس میں ناکامی پر تمہیں فوراً عذاب میں مبتلا کر دیا جائے گا

8- انہیں اچھی طرح خبردار کر دیا گیا تھا لیکن انہوں نے اس اونٹنی کی کونچیں کاٹ دیں اونٹ یا اونٹنی کے پاؤں کے اوپر سے اس کی ٹانگوں کی نالیاں کاٹ دیتے تھے جس سے وہ چلنے پھرنے کے قابل نہیں رہتا تھا اور نڈھال ہو کر گر پڑتا تھا اس کے بعد وہ اسے ذبح کر لیتے تھے یا ہلاک کر دیتے تھے اس طریقہ سے ہلاک کر دینے کو کونچیں کاٹ دینا کہا گیا ہے

9- یعنی تمہیں جو خبردار کر دیا گیا تھا کہ تم نے اس اونٹنی کو کوئی تکلیف پہنچائی تو تم پر اللہ کی طرف سے عذاب نازل ہوگا، اب تم اس عذاب سے کسی صورت بچ نہیں سکتے

10- زلزلہ کی کڑک یعنی ایسا زبردست زلزلہ جس کی آواز بادلوں کی کڑک کی مانند تھی

سو انہوں نے صبح کی تھی

68- كَاَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيْهَا ؕ اَلَاۤ اِنَّ ثَمُوْدَا كَفَرُوْا رَبَّهُمْ ؕ اَلَا بُعْدًا لِّثَمُوْدَ ﴿۶۸﴾ ع

اپنے گھروں میں اوندھے منہ گرے پڑے ہوئے

68- گویا کہ وہ ان میں رہتے ہی نہیں ہوتے تھے[11]

یاد رکھو کہ بے شک ثمود نے

اپنے رب سے کفر کیا تھا

سن لو! ثمود کے لیے دوری ہے

7

69- وَلَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُنَاۤ اِبْرٰهِيْمَ بِالْبُشْرٰى قَالُوْا سَلٰمًا ؕ قَالَ سَلٰمٌ فَمَا لَبِثَ اَنْ جَآءَ بِعِجْلٍ حَنِيْذٍ ﴿۶۹﴾

69- اور دیکھو

ہمارے قاصد ابراہیم کے پاس بشارت لے کر آئے

تو انہوں نے کہا "تم پر سلامتی ہو"

اس نے جواب میں کہا "تم پر سلامتی ہو"

پھر اس نے دیر نہ کی

اور ایک بھونا ہوا بچھڑا لے آیا[1]

70- فَلَمَّا رَاۤ اَيْدِيَهُمْ لَا تَصِلُ اِلَيْهِ نَكِرَهُمْ وَاَوْجَسَ مِنْهُمْ خِيْفَةً ؕ قَالُوْا لَا تَخَفْ اِنَّاۤ اُرْسِلْنَاۤ اِلٰى قَوْمِ لُوْطٍ ﴿۷۰﴾

70- اور جب اس نے دیکھا کہ

ان کے ہاتھ اس کی طرف بڑھ نہیں رہے

تو اس نے انہیں بیگانہ سمجھا

اور ان سے خوف محسوس کرنے لگا[2]

11- عذاب کے بعد یہ اس قوم کی حالت کا بیان ہے کہ وہ اپنے گھروں میں اوندھے منہ مردہ بکھرے ہوئے تھے اور ان کے گھروں میں ایسی کوئی علامت تک باقی نہیں چھوڑی گئی تھی جس سے اندازہ ہو سکے کہ وہاں وہ آباد ہوتے تھے

1- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم نے ابراہیم کو خوشخبری دینے کے لیے اپنی طرف سے قاصد بھیجے تھے انہوں نے ابراہیم کو سلام کہا جواب میں ابراہیم نے انہیں سلام کہا اور ان کی مہمان نوازی کے لیے بھنا ہوا بچھڑا لے آیا وہ قاصد انسانی شکلوں میں تھے اور ابراہیم نے انہیں کوئی اجنبی مہمان جانا تھا جب کوئی اجنبی سلامتی اور فلاح کی دعا کرتا تو وہ ہمدرد اور خیر خواہ سمجھا جاتا تھا

2- ہوا کیا؟ وہ قاصد اس بھنے ہوئے بچھڑے سے کچھ لے کر اپنے منہ میں ڈال ہی نہیں رہے تھے حضرت ابراہیم نے انہیں بیگانے سمجھا۔ کیوں؟ وقت کی روایت تھی کہ جو مہمان میزبان کی پیش کردہ خوراک کو ہاتھ نہ لگائے وہ میزبان کا ہمدرد نہیں ہوتا تھا اور اس کے پاس اچھی نیت سے نہیں آیا ہوتا تھا

71- وَامْرَاَتُهٗ قَآئِمَةٌ فَضَحِكَتْ فَبَشَّرْنٰهَا بِاِسْحٰقَ ۙ وَمِنْ وَّرَآءِ اِسْحٰقَ يَعْقُوْبَ ﴿۷۱﴾

انہوں نے کہا "نہ ڈر
ہمیں تو لوط کی قوم کے لیے بھیجا گیا ہے"[3]

71- اور بیوی اس کی پاس کھڑی تھی
وہ ہنس پڑی[4]
اور ہم نے اسے بشارت دی تھی
اسحاق کی اور اسحاق کے بعد یعقوب کی[5]

72- قَالَتْ يٰوَيْلَتٰٓى ءَاَلِدُ وَاَنَا عَجُوْزٌ وَّهٰذَا بَعْلِىْ شَيْخًا ۭ اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ عَجِيْبٌ ﴿۷۲﴾

72- اس نے کہا "ہائے تعجب! کیا میرے ہاں بچہ ہوگا
اور میں تو بوڑھی ہو چکی ہوں
اور میرا خاوند بزرگ ہے
یہ تو بڑی عجیب بات ہے"

73- قَالُوْٓا اَتَعْجَبِيْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ ۭ رَحْمَتُ اللّٰهِ وَبَرَكٰتُهٗ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ ۭ اِنَّهٗ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ﴿۷۳﴾

73- انہوں نے کہا "کیا تو اللہ کے حکم کے بارے میں تعجب
کرتی ہے؟
اے اس گھر والوں
تم پر اللہ کی رحمت اور برکتیں ہیں
وہ تو بہت ہی قابلِ تعریف
اور بڑی شان والا ہے"

3- انہوں نے یعنی فرشتوں نے حضرت ابراہیم کا خدشہ دور کرنے کے لیے فوراً کہا کہ ڈریں نہیں ہم تمہاری طرف بُری نیت سے نہیں آئے، ہم تو حضرت لوط کی طرف جا رہے ہیں

4- حضرت ابراہیم کی بیوی نے سنا کہ فرشتے ان کے ہاں کوئی بُری نیت سے نہیں آئے بلکہ حضرت لوط کی طرف جانے والے ہیں تو وہ خوش ہو گئی اس پر نہیں کہ حضرت لوط کی قوم کو تباہ کرنے جا رہے ہیں بلکہ اس پر کہ شکر ہے ہم بچ گئے اللہ ہم سے تو ناراض نہیں

5- یہ ہے وہ بشارت یا خوشخبری جو دینے کے لیے فرشتے حضرت ابراہیم کے پاس آئے تھے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ایک فرزند عطا کرے گا اور اس فرزند اسحاق کو یعقوب عطا کرے گا

74- فَلَمَّا ذَهَبَ عَنْ اِبْرٰهِيْمَ الرَّوْعُ وَجَآءَتْهُ الْبُشْرٰى يُجَادِلُنَا فِيْ قَوْمِ لُوْطٍ ﴿۷۴﴾

74- سو جب ابراہیم کا خوف دور ہو گیا اور اس تک بشارت پہنچ چکی تو وہ ہم سے لوط کی قوم کے بارے میں جھگڑنے لگا[6]

75- اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ لَحَلِيْمٌ اَوَّاهٌ مُّنِيْبٌ ﴿۷۵﴾

75- ابراہیم تو بڑا ہی حلیم اور نرم دل تھا اور ہر حال میں ہم سے رجوع کیا کرتا تھا

76- يٰٓاِبْرٰهِيْمُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا ۚ اِنَّهٗ قَدْ جَآءَ اَمْرُ رَبِّكَ ۚ وَاِنَّهُمْ اٰتِيْهِمْ عَذَابٌ غَيْرُ مَرْدُوْدٍ ﴿۷۶﴾

76- کہہ دیا گیا "اے ابراہیم اس جھگڑے کو جانے دے[7] تیرے رب کا حکم تو ہو چکا ہے اور وہ لوگ تو ایسے ہیں کہ ان پر جو عذاب آئے گا وہ روکا نہیں جا سکتا"

77- وَلَمَّا جَآءَتْ رُسُلُنَا لُوْطًا سِيْٓءَ بِهِمْ وَضَاقَ بِهِمْ ذَرْعًا وَّقَالَ هٰذَا يَوْمٌ عَصِيْبٌ ﴿۷۷﴾

77- اور جب ہمارے بھیجے ہوئے لوط کے پاس پہنچے تو وہ ان کے آنے سے غمگین ہو گیا اور ان کی وجہ سے اپنے دل میں ناتوانی محسوس کرنے لگا[8] اور کہا "یہ بہت بڑی مصیبت کا دن ہے"

6- جھگڑنے کب لگا؟ جب خوف دور ہو گیا کہ فرشتے میرے پاس برائی کے لیے نہیں آئے اور اللہ نے مجھ پر رحمت کا فیصلہ کر لیا ہے اس اطمینان اور خوشی کے باوجود وہ اپنے بھتیجے حضرت لوط کی قوم کے لیے عذاب سے پریشان تھا کیوں پریشان تھا؟ اس کا سبب اللہ تعالیٰ نے آیت 75 میں بیان فرمایا ہے کہ (1) وہ حلیم تھا (2) وہ بڑا دردمند تھا یعنی دوسروں کی تکالیف برداشت نہیں کر سکتا تھا (3) وہ رجوع کرنے والا تھا یعنی اللہ سے معافی کے لیے بار بار رجوع کرنے والا تھا اور اللہ سے حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کے ساتھ نرمی اور درگزر کی درخواستیں کرنے لگا تھا ان سے ہمدردی میں خود عاجزی کر رہا تھا

7- ان فرشتوں نے حضرت ابراہیم سے کہا بس کر رہنے دے اس معاملے کو۔ کیوں؟ وجہ آگے بیان کر دی گئی ہے

8- وہ فرشتے جب حضرت لوط کے پاس پہنچے تو وہ غمگین ہو گیا اللہ کے بھیجے ہوئے فرشتے حضرت لوط کے ہاں خوبصورت لڑکوں کی شکل میں آئے تھے جن کی ابھی داڑھی مونچھ بھی نہیں پھوٹی تھی جس قوم کی طرف اللہ تعالیٰ نے حضرت لوط کو دین حق کی دعوت دینے کے لیے بھیجا تھا وہ ہم جنس پرستی کے مرض میں مبتلا تھی حضرت لوط ان مہمانوں کے آنے سے غمگین ہو گئے کہ ایسا نہ ہو کہ اس قوم والے ان کے مہمانوں سے زیادتی کرنے آجائیں اور وہ انہیں بچا نہ سکیں اس خیال سے ان کا دل کانپنے لگا

78- وَجَآءَهٗ قَوْمُهٗ يُهْرَعُوْنَ اِلَيْهِ ؕ وَمِنْ قَبْلُ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ ؕ قَالَ يٰقَوْمِ هٰٓؤُلَآءِ بَنَاتِيْ هُنَّ اَطْهَرُ لَكُمْ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَلَا تُخْزُوْنِ فِيْ ضَيْفِيْ ؕ اَلَيْسَ مِنْكُمْ رَجُلٌ رَّشِيْدٌ ﴿۷۸﴾

78- اور آ گئے اس کے پاس
اس کی قوم والے
اس کے گھر کی طرف دوڑتے ہوئے
اور وہ پہلے ہی بُرے کاموں کے عادی تھے[9]
اس نے کہا "اے میری قوم والو!
یہ میری بیٹیاں موجود ہیں
جو تمہارے لیے بہت پاکیزہ ہیں[10]
سو اللہ سے ڈرو
اور مہمانوں کے معاملے میں
مجھے رسوا نہ کرو
کیا تم میں کوئی بھی شائستہ آدمی نہیں ہے؟"

79- قَالُوْا لَقَدْ عَلِمْتَ مَا لَنَا فِيْ بَنٰتِكَ مِنْ حَقٍّ ۚ وَاِنَّكَ لَتَعْلَمُ مَا نُرِيْدُ ﴿۷۹﴾

79- انہوں نے کہا "تمہیں تو معلوم ہے کہ
ہمیں تیری بیٹیوں سے کوئی واسطہ نہیں[11]
اور تو خوب جانتا ہے کہ ہم کیا چاہتے ہیں"[12]

80- قَالَ لَوْ اَنَّ لِيْ بِكُمْ قُوَّةً اَوْ اٰوِيْٓ اِلٰى رُكْنٍ شَدِيْدٍ ﴿۸۰﴾

80- اس نے کہا "اے کاش میرے پاس تمہیں سیدھا
کر دینے کی طاقت ہوتی

9- وہی ہوا جس کا ڈر تھا اس قوم کے لوگ دوڑتے ہوئے اس کے گھر تک پہنچ گئے

10- میری بیٹیاں سے مراد حضرت لوط کی اپنی بیٹیاں تھیں یا اس کی قوم کی بیٹیاں؟ جو بھی مراد ہو، مطلب یہ تھا کہ جنسی خواہش کی تسکین کا پاکیزہ طریقہ اپناؤ اور لڑکیوں سے باقاعدہ شادی کر کے فطری اصولوں پر عمل کرو ایسے پاکیزہ عمل کے لیے پاکیزہ لڑکیوں کی کمی نہیں، ان سے شادیاں کر کے پاکیزہ زندگی گزارو اور ایسے گناہ سے باز آ جاؤ وہ لوگ تو کافی تھے حضرت لوط کی اپنی تو اتنی بیٹیاں نہیں تھیں

11- ہمارے درمیان رہتے ہوئے تم خوب جان چکے ہو کہ لڑکیوں سے شادی کر کے شہوت کی تسکین سے ہمیں کوئی سروکار نہیں، ہم سے یہ بات نہ کہو

12- یعنی تمہیں اچھی طرح معلوم ہے کہ ہم کیوں آئے ہیں

یا میں کسی مضبوط سہارے کی پناہ لے سکتا"[13]

81- قَالُوْا يٰلُوْطُ اِنَّا رُسُلُ رَبِّكَ لَنْ يَّصِلُوْٓا اِلَيْكَ فَاَسْرِ بِاَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِّنَ الَّيْلِ وَلَا يَلْتَفِتْ مِنْكُمْ اَحَدٌ اِلَّا امْرَاَتَكَ ؕ اِنَّهٗ مُصِيْبُهَا مَآ اَصَابَهُمْ ؕ اِنَّ مَوْعِدَهُمُ الصُّبْحُ ؕ اَلَيْسَ الصُّبْحُ بِقَرِيْبٍ ﴿۸۱﴾

81- انہوں نے کہا "اے لوط ہم تو
تیرے رب کے بھیجے ہوئے ہیں[14]
یہ لوگ ہرگز تجھ تک نہیں پہنچ سکیں گے
پس تو نکل پڑ اپنے گھر والوں کے ہمراہ
رات کے آخری حصہ میں
اور نہ پیچھے مڑ کر دیکھے تم میں سے کوئی ایک بھی[15]
مگر تیری بیوی
اسے تو وہی پیش آنے والا ہے
جو ان لوگوں کو پیش آئے گا[16]
ان کے لیے صبح کا وقت مقرر ہو چکا ہے
تو کیا صبح قریب نہیں؟"[17]

13- یہ اس قوم کے مقابلے میں حضرت لوط کی بے بسی کی تصویر ہے "میں کسی مضبوط سہارے کی پناہ لے سکتا" سے مراد ہے کہ اس حالت میں جب میرے اپنے پاس تمہارا مقابلہ کرنے کی طاقت نہیں کوئی ایسا ہوتا جسے میں مدد کے لیے بلا لیتا اس سے مراد اپنا قبیلہ بھی ہو سکتا ہے کہ حضرت لوط اس قوم سے نہیں تھے اسے حضرت لوط کی طرف سے اللہ سے مدد کی التجا بھی مراد لی جا سکتی ہے

14- حضرت لوط کو اب تک علم نہیں تھا کہ وہ خوبرو لڑکے اللہ کر طرف سے بھیجے فرشتے ہیں اسی لیے وہ غمگین تھے اور اپنے آپ کو بے بس محسوس کر رہے تھے ان کی حالت دیکھ کر فرشتوں نے انہیں بتا دیا کہ وہ اللہ کے حکم سے اس کے پاس آئے ہیں، وہ کوئی فکر نہ کریں

15- یہ وہ پیغام ہے جو فرشتوں نے اللہ کی طرف سے حضرت لوط کو پہنچایا تھا کہ تم اپنے اہلِ خانہ کو لے کر رات کے پچھلے پہر اس بستی سے نکل جاؤ اور تم میں سے کوئی پیچھے مڑ کر اس کی طرف دیکھے تک نہ۔ کیوں نہ دیکھے؟ یعنی ان پر ایسا سخت عذاب آنے والا ہے کہ وہ دیکھا تک نہیں جا سکے گا

16- یعنی اپنی بیوی کو ساتھ نہ لے جانا اللہ نے اسے بھی ویسا ہی عذاب پہنچانے کا فیصلہ کیا ہوا ہے جیسا اس کی قوم کو پہنچنے والا ہے حضرت لوط کی بیوی کے بارے میں بتایا جاتا ہے کہ اس کا تعلق اسی قوم سے تھا اور یہ تو اس حکم سے کہ اسے نہ لے جانا ثابت ہے کہ وہ بھی حضرت لوط کے ذریعے بھیجے اللہ کے احکام پر ایمان نہیں رکھتی تھی

17- یہ کہ ان پر صبح کے وقت عذاب آئے گا اور صبح قریب ہے مطلب یہ کہ عذاب اب آنے ہی والا ہے جلدی کرو

82- فَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا جَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَ اَمْطَرْنَا عَلَيْهَا حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيْلٍ ۙ مَّنْضُوْدٍ ﴿۸۲﴾

82- پس جب ہمارا حکم آن پہنچا
تو ہم نے کر دیا تھا
اُس بستی کے اوپر والے حصہ کو
اس کا نیچے والا حصہ
اور ہم نے اس پر کھنگر کے پتھر برسا دیئے تھے
18 تہ در تہ

83- مُّسَوَّمَةً عِنْدَ رَبِّكَ ؕ وَمَا هِيَ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ بِبَعِيْدٍ ﴿۸۳﴾ ع ۸

83- تیرے رب کے پاس سے نشان زدہ
اور وہ پتھر ظالموں سے دُور نہیں ہیں 19

8

84- وَاِلٰى مَدْيَنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا ؕ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ وَلَا تَنْقُصُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيْزَانَ اِنِّيْٓ اَرٰىكُمْ بِخَيْرٍ وَّاِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ مُّحِيْطٍ ﴿۸۴﴾

84- اور اہلِ مدین کی طرف اُن کا بھائی شعیب بھیجا گیا تھا
اس نے کہا "اے میری قوم اللہ کی عبادت کرو
نہیں ہے تمہارے لیے کوئی معبود
سوائے اس کے
اور نہ نقص ڈالو
ناپنے اور تولنے میں
میں تو تمہیں خوشحال دیکھتا ہوں 1
اور واقعی میں ڈرتا ہوں
تم پر گھیر لینے والے دن کے عذاب سے

18- اس بستی کے اوپر والے حصے کو اس کا نیچے والا حصہ کر دیا۔ کیسے؟ بستی کے نیچے سے آتش فشاں کی مانند لاوا پھوٹ کر فضا میں بلند ہوا اور بستی پر بارش کی مانند برستا رہا کھنگر کے پتھر سے مراد ایسے پتھر ہیں جو گرمی سے مٹی کے پگھل جانے سے بن جاتے ہیں یعنی اس بستی کے نیچے کی مٹی کھنگر بن کر اس کے اوپر برستی رہی تہ در تہ یعنی ایک تہ کے اوپر دوسری اور دوسری کے اوپر تیسری پتھروں کی تہیں جمتی گئیں اور اس کے نیچے والا حصہ اس کے اوپر والا بن گیا اور بستی نابود ہو گئی اور ہر پتھر پر نشان تھا کہ وہ کسے لگے گا

19- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جو بھی کوئی اللہ کی نافرمانی کرے اس سے وہ پتھر یعنی اس جیسا عذاب اس سے دور نہیں

1- یعنی اللہ نے تمہیں خوشحالی عطا کی ہے اس کے باوجود تم اس کے حق کی بھی خلاف ورزی کرتے ہو اور لوگوں کے ساتھ بھی ناانصافی کرتے ہو

85- وَيٰقَوْمِ اَوْفُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيْزَانَ بِالْقِسْطِ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَآءَهُمْ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ﴿۸۵﴾

85- اور اے میری قوم والو
درست رکھو پیمائش کو اور تول کو
انصاف کے مطابق
اور لوگوں کو ان کی چیزیں کم نہ دو
اور زمین میں تباہی نہ کرو
فسادی بن کر[2]

86- بَقِيَّتُ اللّٰهِ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۚ وَمَآ اَنَا عَلَيْكُمْ بِحَفِيْظٍ ﴿۸۶﴾

86- جو نفع اللہ نے حلال قرار دیا ہے
وہ تمہارے لیے بہتر ہے[3]
اگر تم اللہ سے ڈرنے والے ہو
اور میں تم پر نگران نہیں ہوں"

87- قَالُوْا يٰشُعَيْبُ اَصَلٰوتُكَ تَاْمُرُكَ اَنْ نَّتْرُكَ مَا يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَآ اَوْ اَنْ نَّفْعَلَ فِيْٓ اَمْوَالِنَا مَا نَشٰٓؤُا ۭ اِنَّكَ لَاَنْتَ الْحَلِيْمُ الرَّشِيْدُ ﴿۸۷﴾

87- انہوں نے کہا "اے شعیب کیا تیری نماز
تمہیں یہ حکم دیتی ہے
کہ ہم چھوڑ دیں ان کو
جن کی ہمارے اجداد عبادت کرتے تھے؟
یا یہ کہ ہم نہ کریں اپنے اموال میں جو چاہیں؟
پھر تو تُو ہی سیدھی راہ پر چلنے والا سمجھ دار رہ گیا ہے"[4]

2- کونسا فساد؟ بے انصافی اور حقوق مارنے کا فساد یعنی زمین میں بربادی اور تباہی کا سبب حقوق مارنا ہے جو بھی ایسا کرتا ہے، وہ فساد پھیلاتا ہے

3- بَقِيَّتُ اللّٰهِ جس کو اللہ نے باقی رکھا ہے یعنی وہ منافع جو دھوکہ دیئے بغیر حاصل ہو وہ تمہارے لیے حلال اور بہتر ہے اسی پر اکتفا کرو۔

4- پہلے کہا کہ کیا تمہاری نماز نے تمہیں یہ حکم دیا ہے؟ اب کہا جا رہا ہے کہ اگر نمازیں پڑھنے کی وجہ سے تم ہمیں اس حکم کا پابند کرنا چاہتے ہو تو پھر تو صرف تم ہی سمجھدار ہو اور سیدھی راہ بھی وہی ہے جس پر تو چل رہا ہے ہم اور ہمارے اجداد تو سب بے عقل اور گمراہ ہوئے یعنی تیرے صرف نمازیں پڑھنے کی وجہ سے ہم کیسے تمہیں ہی سب سے عقلمند مان لیں اور تیری پیروی کرنے لگیں ہم تو ایسا نہیں کر سکتے

88- قَالَ يٰقَوْمِ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ وَ رَزَقَنِيْ مِنْهُ رِزْقًا حَسَنًا ؕ وَمَآ اُرِيْدُ اَنْ اُخَالِفَكُمْ اِلٰى مَآ اَنْهٰىكُمْ عَنْهُ ؕ اِنْ اُرِيْدُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ ؕ وَمَا تَوْفِيْقِيْٓ اِلَّا بِاللّٰهِ ؕ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَ اِلَيْهِ اُنِيْبُ ﴿۸۸﴾

88- اس نے کہا "اے میری قوم کے لوگو!
تم نے اس پر غور کیا ہے کہ میں تو
اپنے رب کی طرف سے روشن دلیل پر ہوں
اور اس نے مجھے اپنے پاس سے اچھا رزق دیا ہوا ہے؟[5]
اور میں کوئی ارادہ نہیں رکھتا
کہ تمہاری مخالفت کروں
اور خود وہی کام کروں
جن سے میں تم کو روکتا ہوں[6]
میں تو صرف اصلاح کرنا چاہتا ہوں
جتنی بھی کر سکوں
اور نہیں ہے مجھے اس کی توفیق
مگر اتنی ہی جتنی اللہ دے
میں اسی پر توکل رکھتا ہوں
اور اُسی کی طرف رجوع کیا کرتا ہوں

89- وَيٰقَوْمِ لَا يَجْرِمَنَّكُمْ شِقَاقِيْٓ اَنْ يُّصِيْبَكُمْ مِّثْلُ مَآ اَصَابَ قَوْمَ نُوْحٍ اَوْ قَوْمَ هُوْدٍ اَوْ قَوْمَ صٰلِحٍ ؕ وَمَا قَوْمُ لُوْطٍ مِّنْكُمْ بِبَعِيْدٍ ﴿۸۹﴾

89- اور اے میری قوم ہرگز نہ ورغلا دے تمہیں
مجھ سے عداوت اس حد تک[7]
کہ آن لے تمہیں وہی جس نے آن لیا تھا

5- یعنی میں تو اللہ کے حکم پر عمل کر رہا ہوں اللہ کی طرف سے مجھے روشن ہدایت ملی ہوئی ہے اس نے مجھے عمدہ وسائل رزق دیئے ہوئے ہیں تم اس پر کیوں غور نہیں کر رہے؟

6- ایسا کبھی نہیں ہوگا کہ میں تمہارے جس کام کی مخالفت کروں اور کہوں کہ ایسا نہ کرو میں خود وہ کام کرنے لگوں میں جو کچھ تمہیں کرنے کو کہتا ہوں، خود بھی وہی کرتا ہوں اور کرتا رہوں گا

7- مجھ سے عداوت سے مراد حضرت شعیب کی ذات سے عداوت نہیں، ان احکامِ الٰہی کی مخالفت مراد ہے جن پر عمل کی حضرت شعیب دعوت دیتے تھے مطلب یہ ہے کہ اگر تم اس مخالفت پر ڈٹے رہے تو اللہ تعالیٰ تمہیں عذاب دینے کا فیصلہ کر لیں گے ویسے ہی جیسے تم سے ◄◄

قومِ نوح کو یا قومِ ہود کو یا قومِ صالح کو
اور لوط کی قوم تم سے کچھ زیادہ دور بھی نہیں [8]

90- وَاسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ ۭ اِنَّ رَبِّيْ رَحِيْمٌ وَّدُوْدٌ ۝۹۰

90- اور اپنے رب سے مغفرت طلب کرو
اور اس کی طرف پلٹ آؤ
میرا رب تو بڑا ہی
رحم کرنے والا، محبت کرنے والا ہے"

91- قَالُوْا يٰشُعَيْبُ مَا نَفْقَهُ كَثِيْرًا مِّمَّا تَقُوْلُ وَاِنَّا لَنَرٰىكَ فِيْنَا ضَعِيْفًا ۚ وَلَوْلَا رَهْطُكَ لَرَجَمْنٰكَ ۡ وَمَآ اَنْتَ عَلَيْنَا بِعَزِيْزٍ ۝۹۱

91- انہوں نے کہا "اے شعیب جو کچھ تو کہتا ہے
اس میں سے بہت سا تو ہم سمجھ ہی نہیں سکتے [9]
اور بلاشبہ ہم تو تمہیں اپنے درمیان
بہت کمزور پاتے ہیں [10]
اور اگر نہ ہوتا تیرا قبیلہ تو ہم تمہیں سنگسار کر دیتے
اور تو ہم پر کوئی غلبہ نہیں رکھتا" [11]

◄◄ پہلے نوح، ہود اور صالح کی قوموں کے دینِ حق کی مخالفت پر ڈٹے رہنے کی وجہ سے اللہ نے ان پر عذاب بھیج دیا تھا

8- قوم لوط کی بستیاں اور ان پر عذاب کا زمانہ تم سے دور نہیں وہ بستیاں بھی تمہارے قریب ہی ہیں اور ان پر آئے عذاب کو بھی زیادہ عرصہ نہیں گزرا انہیں یاد کرو اور باز آجاؤ

9- حضرت شعیب ان سے کیا کہتے تھے؟ یہی کہ اللہ کے سوا کسی اور کی عبادت نہ کرو اور ناپ تول میں گڑبڑ نہ کرو لوگوں کا حق نہ مارو یہ کوئی ایسی باتیں نہیں تھیں جو انہیں سمجھ نہیں آتی تھیں ان کے پاس جو کچھ وہ کرتے تھے اس کا کوئی جواب اور جواز نہیں تھا اور وہ ان جرائم کو چھوڑنا نہیں چاہتے تھے تو کہا کہ چھوڑ ان باتوں کو ہمیں نہیں سمجھ آتیں تمہاری یہ باتیں کہ اللہ کے سوا کسی اور کی عبادت نہ کرو اور اپنے اموال اپنی مرضی سے نہ بیچو آخر ہم کیوں نہ کریں ایسا؟ ہم تو وہی کرتے رہیں گے جیسا کرتے آئے ہیں

10- تمہارے ساتھ دعوت پر ایمان لانے والوں کی بھی کوئی بڑی تعداد نہیں

11- افرادی قوت کے حوالے سے تو اتنا کمزور ہے کہ ہم تمہیں سنگسار بھی کر دیتے تو کوئی ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتا تھا، ہم جو تمہیں برداشت کر رہے ہیں تو اس کی وجہ تم سے کوئی ڈر خوف نہیں بلکہ ہم تیرے قبیلے والوں کا لحاظ کر رہے ہیں ورنہ ہم پر تمہیں کوئی غلبہ حاصل نہیں، تمہارے پاس کوئی قوت نہیں

92- قَالَ يٰقَوْمِ اَرَهْطِيْٓ اَعَزُّ عَلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَاتَّخَذْتُمُوْهُ وَرَآءَكُمْ ظِهْرِيًّا ؕ اِنَّ رَبِّيْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ ﴿۹۲﴾

92- اس نے کہا "اے میری قوم والو کیا میرا قبیلہ
تمہارے لیے اللہ سے زیادہ محترم ہے
کہ تم نے اسے پسِ پشت ڈال دیا ہے؟[12]
میرا رب تو جو کچھ بھی تم کرتے ہو
اس کا احاطہ کیے ہوئے ہے[13]

93- وَيٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ اِنِّيْ عَامِلٌ ؕ سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۙ مَنْ يَّاْتِيْهِ عَذَابٌ يُّخْزِيْهِ وَمَنْ هُوَ كَاذِبٌ ؕ وَارْتَقِبُوْٓا اِنِّيْ مَعَكُمْ رَقِيْبٌ ﴿۹۳﴾

93- اور اے میری قوم والو
کرلو جو کچھ بھی تم کر سکتے ہو
میں بھی جو کرتا ہوں، کرتا رہوں گا
تم جلد جان لو گے کہ
کون ہے وہ جس پر رسوا کر دینے والا عذاب آتا ہے
اور کون ہے جو جھوٹا ہے
سو تم انتظار کرو
بے شک میں بھی تمہارے ساتھ منتظر ہوں"

94- وَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا نَجَّيْنَا شُعَيْبًا وَّالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَاَخَذَتِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دِيَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ﴿۹۴﴾ ۙ

94- اور جب ہمارا حکم آ گیا تو ہم نے
نجات دے دی تھی
شعیب کو اور اس کے ساتھی اہلِ ایمان کو
اپنی خاص رحمت سے
اور پکڑ لیا تھا ان ظالم لوگوں کو خوفناک کڑک نے[14]

12- تمہیں اللہ کی تو کوئی پرواہ ہی نہیں اور میرے قبیلے کے احترام میں مجھے سنگسار نہیں کرتے تو اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ تم اللہ کی نسبت میرے قبیلے کو زیادہ قابل احترام سمجھتے ہو

13- یعنی جس اللہ کے بارے میں تمہارا یہ عقیدہ ہے، تم اس سے بچ کر کہیں جا ہی نہیں سکتے

14- زبردست کڑک سے مراد زلزلہ سے پہلے والی گونج کی کڑک ہے جس کے بعد زلزلہ نے انہیں آن لیا تھا جیسا کہ سورۂ اعراف آیت 91 میں اور سورۂ عنکبوت آیت 37 میں بیان کیا گیا ہے

اور انہوں نے صبح کی تھی

95- كَاَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيْهَا ؕ اَلَا بُعْدًا لِّمَدْيَنَ كَمَا بَعِدَتْ ثَمُوْدُ ﴿۹۵﴾

اپنے گھروں میں اوندھے منہ گرے پڑے ہوئے

95- جیسے کہ وہ ان میں کبھی رہتے ہی نہیں ہوتے تھے

جان لو! اہلِ مدین کے لیے دُوری ہے

جیسے ثمود دور ہو گئے تھے

9

96- وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَا وَسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ﴿۹۶﴾

96- اور ہم نے بھیجا تھا موسیٰ کو

اپنی نشانیوں اور روشن دلیل کے ساتھ

97- اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ فَاتَّبَعُوْۤا اَمْرَ فِرْعَوْنَ ۚ وَمَاۤ اَمْرُ فِرْعَوْنَ بِرَشِيْدٍ ﴿۹۷﴾

97- فرعون اور اس کے سرداروں کی طرف[1]

مگر انہوں نے فرعون کے حکم کی پیروی کی تھی

اور فرعون کا حکم بھلائی کا حکم نہیں تھا[2]

98- يَقْدُمُ قَوْمَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَاَوْرَدَهُمُ النَّارَ ؕ وَبِئْسَ الْوِرْدُ الْمَوْرُوْدُ ﴿۹۸﴾

98- وہ اپنی قوم کی پیشوائی کرے گا

قیامت کے دن

اور انہیں آگ کی گھاٹ پر لے جائے گا[3]

اور بہت ہی بُری ہے وہ گھاٹ

لا کھڑا کرنے کے لیے

1- اللہ تعالیٰ نے فرعون کے ساتھ اس کے سرداروں کا ذکر کیا ہے مراد اس قوم کے سردار ہیں جو فرعون کے دین پر تھے سرداروں کا حوالہ اس لیے ہے کہ ایسی قومیں اپنے اشراف کے پیچھے چلتی ہوتی ہیں

2- یعنی فرعون کی قوم نے اللہ کے احکام پر عمل کرنے کی بجائے فرعون کے احکام پر عمل کیا حالانکہ فرعون انہیں جس راہ پر قائم رہنے کو کہتا تھا وہ نجات اور فلاح کی راہ نہیں تھی انہوں نے فہم و شعور سے کام لینے کی بجائے اس کی اندھی پیروی کی

3- ''فَاَوْرَدَ'' کا مصدر ''اِیرادٌ'' ہے جس کے معنی ہیں چرواہوں کا اپنی بھیڑ بکریوں کو پانی پلانے کے لیے گھاٹ پر لے جانا بھیڑ بکریوں کا ریوڑ آگے ہوتا ہے اور چرواہا اس کے پیچھے ہوتا ہے لیکن بھیڑ بکریوں کی مانند بلا سوچے سمجھے اندھی تقلید کرنے والے پیروکار پیچھے ہوتے ہیں اور ان کا لیڈر آگے ہوتا ہے اس لیے فرمایا کہ قیامت کے دن فرعون ان کے آگے چلتا ہوا انہیں آگ کی گھاٹ پر یعنی دوزخ میں لے جائے گا دریائے نیل میں غرقابی کے گھاٹ پر لے جاتے وقت بھی فرعون ہی آگے تھا اور اس کے سردار اس کے پیچھے تھے

99- وَ اُتْبِعُوْا فِيْ هٰذِهٖ لَعْنَةً وَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ
بِئْسَ الرِّفْدُ الْمَرْفُوْدُ ﴿۹۹﴾

99- اور مسلط کردی گئی تھی ان پر لعنت
اس دنیا میں
اور قیامت کے دن[4]
کیا ہی بُرا صلہ ہے
جو انہیں دیا جائے گا

100- ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْقُرٰى نَقُصُّهٗ عَلَيْكَ مِنْهَا
قَآئِمٌ وَّ حَصِيْدٌ ﴿۱۰۰﴾

100- یہ ہیں ان بستیوں کی کچھ خبریں
جو ہم تیرے لیے بیان کرتے ہیں[5]
جن بستیوں میں سے بعض کھڑی ہیں
اور بعض کی فصل کاٹ دی گئی ہے[6]

101- وَ مَا ظَلَمْنٰهُمْ وَ لٰكِنْ ظَلَمُوْۤا اَنْفُسَهُمْ فَمَاۤ
اَغْنَتْ عَنْهُمْ اٰلِهَتُهُمُ الَّتِيْ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ
اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ لَّمَّا جَآءَ اَمْرُ رَبِّكَ ؕ وَ مَا
زَادُوْهُمْ غَيْرَ تَتْبِيْبٍ ﴿۱۰۱﴾

101- اور ان پر ہم نے ظلم نہیں کیا تھا
بلکہ انہوں نے خود اپنی جانوں پر ظلم کیا تھا
اور ان کے کچھ بھی کام نہیں آئے تھے
ان کے وہ معبود
جنہیں وہ سوائے اللہ کے پکارتے تھے
جب تیرے رب کا حکم آ گیا تھا
اور نہیں بڑھایا تھا انہوں نے
ان کے لیے کچھ
سوائے ہلاکت اور بربادی کے

4- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہمارے احکام پر عمل کرنے کی بجائے بھیڑ بکریوں کی طرح فرعون کی پیروی کرنے والوں کے پیچھے اس دنیا میں بھی ہماری لعنت لگی رہی تھی اور قیامت کے روز بھی وہ ہماری رحمت سے محروم رہیں گے

5- اللہ تعالیٰ اپنے نبی سے فرماتے ہیں کہ جن بستیوں کے باسیوں نے ہمارے احکام پر عمل کرنے کی بجائے اپنے سرداروں کی پیروی کی تھی اور ان کا انجام کیا ہوا تھا اس کے بارے میں ہم کچھ کا حال آپ کو بتا رہے ہیں اور آپ کے ذریعے لوگوں کو بتا رہے ہیں کہ اللہ کے دین اور رسول کی مخالفت کرنے والوں کا انجام کیا ہوتا رہا ہے اور ہم انہیں کس طرح برباد کرتے رہے ہیں

6- یعنی ان بستیوں میں سے جن پر ہمارا عذاب آیا تھا، بعض کے آثار باقی ہیں اور بعض کا کوئی آثار بھی باقی نہیں چھوڑا گیا تھا

102- وَكَذٰلِكَ اَخْذُ رَبِّكَ اِذَآ اَخَذَ الْقُرٰى وَهِىَ ظَالِمَةٌ ؕ اِنَّ اَخْذَهٗٓ اَلِيْمٌ شَدِيْدٌ ﴿۱۰۲﴾

102- اور تیرے رب کی پکڑ ایسی ہی ہوتی ہے
جب وہ پکڑتا ہے
ظالم بستیوں کو
اس کی پکڑ تو
دردناک اور بہت سخت ہوتی ہے

103- اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّمَنْ خَافَ عَذَابَ الْاٰخِرَةِ ؕ ذٰلِكَ يَوْمٌ مَّجْمُوْعٌ ۙ لَّهُ النَّاسُ وَذٰلِكَ يَوْمٌ مَّشْهُوْدٌ ﴿۱۰۳﴾

103- یقیناً اس میں نشانی ہے
ہر اس شخص کے لیے جو ڈرتا ہے
آخرت کے عذاب سے
یہ وہ دن ہے
جس میں سب لوگ اکٹھے کیے جائیں گے
اور یہ وہ یومِ شہادت ہے جو سب دیکھیں گے

104- وَمَا نُؤَخِّرُهٗٓ اِلَّا لِاَجَلٍ مَّعْدُوْدٍ ﴿۱۰۴﴾ ؕ

104- اور نہیں مؤخر کر رہے ہم اس دن کو
مگر ایک مقرر کیے ہوئے وقت تک ہی

105- يَوْمَ يَاْتِ لَا تَكَلَّمُ نَفْسٌ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ۚ فَمِنْهُمْ شَقِىٌّ وَّسَعِيْدٌ ﴿۱۰۵﴾

105- جب وہ دن آئے گا
تو نہیں بات کر سکے گا کوئی بھی
مگر ہاں! اللہ کی اجازت سے ہی [7]
اور لوگوں میں بعض بدبخت ہوں گے
اور بعض نیک بخت ہوں گے [8]

7- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اس روز وہی کوئی بات کر سکے گا جسے ہم بات کرنے کی اجازت دیں گے یعنی جن باطل معبودوں کی یہ لوگ ہمارے علاوہ عبادت کرتے ہیں، انہیں تو اس روز ہم سے بات تک کرنے کی بھی جرأت اور اجازت نہیں ہوگی

8- بدبخت اور نیک بخت ہوں گے اپنے اعمال وعقائد حوالے سے

106- فَاَمَّا الَّذِيْنَ شَقُوْا فَفِى النَّارِ لَهُمْ فِيْهَا زَفِيْرٌ وَّشَهِيْقٌ ﴿۱۰۶﴾

106- سو جو لوگ بد بخت ہوئے
وہ تو ہوں گے آگ میں
ان کے لیے ہے
اس آگ میں چلانا اور دھاڑنا[9]

107- خٰلِدِيْنَ فِيْهَا مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّكَ ؕ اِنَّ رَبَّكَ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ ﴿۱۰۷﴾

107- وہ ہمیشہ اسی میں رہیں گے
جب تک قائم ہیں آسمان اور زمین[10]
مگر وہ جو تیرا رب چاہے
تیرا رب تو کر دیتا ہے
جس چیز کا بھی ارادہ کر لے

108- وَاَمَّا الَّذِيْنَ سُعِدُوْا فَفِى الْجَنَّةِ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّكَ ؕ عَطَآءً غَيْرَ مَجْذُوْذٍ ﴿۱۰۸﴾

108- اور وہ لوگ جو نیک بخت ہوئے
وہ جنت میں ہوں گے
وہ ہمیشہ اس میں رہیں گے
جب تک قائم ہیں آسمان اور زمین
مگر وہ جو تیرا رب چاہے
اس کی وہ بخشش کبھی منقطع ہونے والی نہیں

109- فَلَا تَكُ فِىْ مِرْيَةٍ مِّمَّا يَعْبُدُ هٰٓؤُلَآءِ ؕ مَا يَعْبُدُوْنَ اِلَّا كَمَا يَعْبُدُ اٰبَآؤُهُمْ مِّنْ قَبْلُ ؕ وَاِنَّا لَمُوَفُّوْهُمْ نَصِيْبَهُمْ غَيْرَ مَنْقُوْصٍ ﴿۱۰۹﴾ ع ۹/۱۴/۹

109- سو تو ہرگز کسی شبہ میں نہ رہ
ان کے بارے میں جن کو یہ لوگ پوجتے ہیں[11]
نہیں پوج رہے یہ لوگ

9- عربی الفاظ کا اصل مطلب ہے گدھے کی مانند آواز نکالنا

10- جب تک آسمان اور زمین قائم ہیں عربی محاورہ ہے جس کا مطلب ہے ہمیشہ جو آسمان اور زمین اب ہیں یہ تو قائم رہنے والے نہیں پھر قیامت کا دن آئے گا تو یہ تو ختم کیے جا چکے ہوں گے

11- قرآن کریم کا یہ خاص اندازِ بیان ہے یہاں بھی اللہ تعالیٰ مخاطب تو ہیں اپنے نبی سے مگر پیغام ہے نبی کے ذریعے سب لوگوں کے لیے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ مشرک اور کفار ہمارے سوا جن کی پوجا کرتے ہیں تم ان کی اس دلیل کے بارے میں کہ ”ہمارے آباؤ اجداد بھی تو ان کی پوجا کیا کرتے تھے، اگر ایسا کرنا جائز نہیں تو وہ ان کی پوجا کیوں کرتے ہم تو ان کی راہ کو نہیں چھوڑ سکتے“ کبھی بھی یہ خیال تک نہ کرنا ◄◄

مگر ویسے ہی جیسے ان کے آباء پوجتے ہوتے تھے
ان سے پہلے
اور ہم ضرور ان کو ان کا پورا پورا حصہ دیں گے
بغیر کسی کمی کے

10

110- وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ فَاخْتُلِفَ فِيْهِ ؕ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ ؕ وَاِنَّهُمْ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيْبٍ ﴿۱۱۰﴾

110- اور ہم نے موسیٰ کو بھی کتاب دی تھی
اور اس میں بھی اختلاف کیا گیا تھا[1]
اور اگر نہ ہوتی وہ بات
جو پہلے سے طے کی ہوئی ہے
تیرے رب کی طرف سے
تو ان کے درمیان ضرور فیصلہ کر دیا گیا ہوتا[2]
اور وہ تو اس کے بارے میں ایسے شک میں ہیں
جو انہیں بے چین رکھتا ہے[3]

111- وَاِنَّ كُلًّا لَّمَّا لَيُوَفِّيَنَّهُمْ رَبُّكَ اَعْمَالَهُمْ ؕ اِنَّهٗ بِمَا يَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿۱۱۱﴾

111- اور واقعی تیرا رب ان سب کو
ان کے اعمال کا ضرور پورا پورا بدلہ دے گا
اور وہ تو جو کچھ بھی وہ لوگ کرتے ہیں
اس سے اچھی طرح باخبر ہے

◄◄ کہ ہو سکتا ہے وہ ٹھیک ہی کہتے ہوں

1- کیا اختلاف کیا گیا تھا؟ یہ کہ کیا وہ اللہ کی طرف سے بھیجی ہوئی ہے بھی یا نہیں بعض نے اسے مانا بعض نے ماننے اس سے انکار کر دیا

2- یعنی اگر اللہ تعالیٰ نے پہلے سے ایک اصول طے نہ کر دیا ہوتا کہ کسی منکر قوم کی گرفت کس وقت کرنا ہے تو کتاب موسیٰ کے بارے میں اختلاف کرنے والوں کے لیے اسی وقت عذاب کا فیصلہ کر دیا گیا ہوتا

3- کتابِ موسیٰ کے بارے میں شک بے چین رکھتا ہے کہ وہ اصل ہے یا نہیں حضرت موسیٰ کے ماننے والوں میں سے بھی بعض کو یہ شبہ تھا اور ہے۔ ان کے پاس اب جو تورات ہے وہ تو یہودیوں کی بخت نصر کی قید کے دوران سن سنا کر مرتب کی گئی تھی اصل تورات تو اس وقت نابود تھی

112- فَاسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ وَمَنْ تَابَ مَعَكَ وَلَا تَطْغَوْا ؕ اِنَّهٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۱۱۲﴾

112-پس ثابت قدم رہ
جیسا کہ تمہیں حکم دیا گیا ہے
اور وہ لوگ بھی جو توبہ کر کے تیرے ساتھ ہیں
اور تم لوگ حد سے نہ بڑھو[4]
وہ تو جو کچھ بھی تم لوگ کرتے ہو
اسے اچھی طرح دیکھ رہا ہے

113- وَلَا تَرْكَنُوْٓا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ ۙ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ اَوْلِيَآءَ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ ﴿۱۱۳﴾

113-اور تم لوگ ہرگز نہ جھکاؤ رکھنا
ان ظالم لوگوں کی طرف[5]
ایسا کیا تو تم سے آگ آن لپٹے گی[6]
اور نہیں ہو گا اللہ کے سوا
تمہارا کوئی بھی کارساز
پھر نہیں مل سکے گی تمہیں کوئی بھی مدد

114- وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ ؕ اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ ؕ ذٰلِكَ ذِكْرٰى لِلذّٰكِرِيْنَ ﴿۱۱۴﴾ ج

114-اور قائم کرو نماز
دن کے دونوں سروں پر
اور رات کی چند ساعتوں میں[7]

4- یعنی انتہا پسندی نہ کرو بلکہ جیسا حکم دیا گیا ہے ویسا ہی کرو اس سے آگے نہ بڑھو کسی سے زیادتی نہ کرو

5- وہ لوگ جو دین حق کو قبول کرنے کے لیے کسی صورت تیار نہیں ان کی طرف جھکاؤ نہ رکھنا یعنی ان کے عقائد اور باتوں کو مکمل طور پر مسترد کر دو تمہارے دل میں کبھی ایسا گمان تک نہ گزرے کہ چلو ان سے کوئی مفاہمت کر لیں ان کے عقائد کے بارے میں پہلے فرمایا کہ جو راہ تمہیں بتا دی گئی ہے اس پر سختی سے قائم رہو پھر اس کی وضاحت کر دی کہ نہ تو اپنے عقائد کے بارے میں انتہا پسندی سے کام لو اور نہ ہی دین حق کے دشمنوں سے عقائد کے بارے میں کبھی کوئی مفاہمت کرنا

6- کامیابی اور فلاح صرف اور صرف اللہ کی بتائی راہ پر ثابت قدم رہنے میں ہے درپیش مشکلات یا کامیابی کی راہ پر تیزی سے آگے بڑھنے کے وہم و گمان میں پڑ کر کافروں کی طرف جھک نہ جانا اور نہ کسی سے زیادتی کرنا

7- نمازوں کی تعداد اور اوقات کا تعین نہیں کیا جا رہا اس کی رہنمائی اللہ کے رسول کی سنت میں ہے کہ آپ ﷺ نے اللہ کے اس حکم پر کیسے عمل کیا تھا یہاں یہ حکم دیا جا رہا ہے کہ صبح اور شام اور رات کے وقت نماز ادا کیا کرو

بلاشبہ نیکیاں برائیوں کو دور کر دیتی ہیں
یہ ایک نصیحت ہے
ان لوگوں کے لیے ہے جو نصیحت پر چلتے ہیں

115- وَاصْبِرْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۱۵﴾

115- اور صبر کرو
بے شک اللہ نیکوکاروں کا اجر کبھی ضائع نہیں کرتا

116- فَلَوْ لَا كَانَ مِنَ الْقُرُوْنِ مِنْ قَبْلِكُمْ اُولُوْا بَقِيَّةٍ يَّنْهَوْنَ عَنِ الْفَسَادِ فِي الْاَرْضِ اِلَّا قَلِيْلًا مِّمَّنْ اَنْجَيْنَا مِنْهُمْ ۚ وَاتَّبَعَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مَآ اُتْرِفُوْا فِيْهِ وَكَانُوْا مُجْرِمِيْنَ ﴿۱۱۶﴾

116- تو پھر کیوں نہیں ہوتے تھے[8]
ان قوموں میں جو تم سے پہلے گزری ہیں
ایسے اہلِ شعور
جو انہیں زمین میں فساد پھیلانے سے روکتے؟
مگر وہی تھوڑے سے
جن کو ہم نے ان میں سے بچا لیا تھا
اور ظالم لوگ تو انہی مزوں کے پیچھے پڑے رہے تھے
جن میں وہ تھے
اور وہ مجرم ہی بنے رہے تھے

117- وَمَا كَانَ رَبُّكَ لِيُهْلِكَ الْقُرٰى بِظُلْمٍ وَّاَهْلُهَا مُصْلِحُوْنَ ﴿۱۱۷﴾

117- اور تیرا رب ایسا نہیں کہ
بستیوں کو ناحق ہلاک کر دے
جبکہ ان کے باسی اصلاح کرنے والے ہوں

118- وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ لَجَعَلَ النَّاسَ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلَا يَزَالُوْنَ مُخْتَلِفِيْنَ ﴿۱۱۸﴾

118- اور اگر تیرا رب چاہتا
تو وہ سب انسانوں کو ایک ہی امت بنا دیتا

8- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جن قوموں کا حال ہم نے بیان کیا ہے ہمارے رسول انہیں راہِ راست کی طرف بلاتے رہے تھے مگر ان میں سے بہت تھوڑوں نے ان کی دعوت کو قبول کیا تھا جنہیں ہم نے عذاب سے بچا لیا تھا باقی عیش و عشرت میں ہی پڑے رہے تھے اور جرائم سے باز نہیں آئے تھے جس وجہ سے انہیں برباد کر دیا گیا تھا ان میں سے ایسے اہلِ شعور جو حق اور باطل میں تمیز کر کے دوسروں کو ان جرائم سے منع کرتے اور انہیں زمین میں فساد پھیلانے سے روک لیتے، زیادہ کیوں نہیں ہوتے تھے؟ اس سوال کا جواب آگے آیت نمبر 118 میں اللہ تعالیٰ نے خود دیا ہے

لیکن وہ ہمیشہ اختلاف کرنے والے ہی رہیں گے [9]

119- اِلَّا مَنْ رَّحِمَ رَبُّكَ ؕ وَلِذٰلِكَ خَلَقَهُمْ ؕ وَتَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ لَاَمْلَـَٔنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ﴿۱۱۹﴾

119- سوائے ان کے جن پر
تیرے رب نے رحم کر دیا [10]
اور اس نے ان کو
اسی لیے پیدا کیا تھا
اور تیرے رب کی وہ بات پوری ہو گئی
کہ "میں ضرور بھر دوں گا دوزخ کو
جنوں اور انسانوں سے
سب سے" [11]

120- وَكُلًّا نَّقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الرُّسُلِ مَا نُثَبِّتُ بِهٖ فُؤَادَكَ ۚ وَجَآءَكَ فِيْ هٰذِهِ الْحَقُّ وَمَوْعِظَةٌ وَّذِكْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۲۰﴾

120- اور ہم رسولوں کی خبروں میں سے ہر وہ چیز
تجھ سے بیان کر رہے ہیں [12]
جس چیز سے ہم تیرے دل کو مضبوط کرتے ہیں

9- یہ اس سوال کا جواب اور اللہ کے اصول ہدایت کی وضاحت ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اگر ہم چاہتے تو کوئی بھی انسان ہماری کسی کتاب میں اختلاف نہ کرتا، کوئی بھی بندہ دعوتِ حق کی مخالفت نہ کرتا سارے ایک ہی جماعت بن جاتے اور راہِ ہدایت پر قائم ہو جاتے لیکن ہم نے انسانوں کو دعوتِ حق قبول کرنے یا نہ کرنے کا خود فیصلہ کرنے کی آزادی دی ہوئی ہے ہم ان کو راہِ ہدایت کی طرف بلانے کے لیے ان میں اپنے رسول بھیج دیتے ہیں جو انہیں حق اور باطل بتا اور سمجھا دیتے ہیں اس کے بعد اپنے فہم و شعور سے کام لے کر راہِ حق پر قائم ہو جانے یا مجرم بنے رہنے کا فیصلہ انہیں خود کرنا ہوتا ہے ہماری طرف سے دی گئی فیصلہ کرنے کی اس آزادی کی وجہ سے ہماری کتابوں کے بارے اختلاف کرنے والے جس طرح پہلے موجود رہے ہیں، اب بھی رہیں گے اللہ تعالیٰ اپنے رسول کے ذریعے اہلِ ایمان کو پیغام دے رہے ہیں کہ اس اختلاف میں حیرانی والی کوئی بات نہیں یہ رہا ہے اور رہے گا

10- یعنی دینِ حق پر ایمان لانے اور راہِ راست پر قائم ہو جانے والے ہی اس اختلاف سے محفوظ رہتے ہیں اور یہ ان پر ہمارا کرم ہوتا ہے

11- رب کی کون سی بات پوری ہو گئی؟ یہ بات کہ ہم دوزخ کو جنوں اور انسانوں سے بھر دیں گے۔ کیسے پوری ہو گئی؟ جن لوگوں نے دعوتِ حق کو قبول نہ کرنے کا فیصلہ کیا انہوں نے اپنے لیے دوزخ میں ٹھکانا بنا لیا انہوں نے وہ بات پوری کر دی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ایسے لوگ تو پیدا ہی دوزخ کے لیے ہوتے ہیں اگر وہ نہ ہوتے تو جنوں کے ساتھ انسانوں کو دوزخ میں اکٹھے کر دینے کی ہماری بات کیسے پوری ہوتی مطلب وہی کہ انہوں نے اپنے فہم و شعور کو کام میں لا کر حق اور باطل کو سمجھنے کی کوشش نہ کی اور دوزخ میں اپنی جگہ بنا لی

12- قرآن کریم کے مخصوص اندازِ بیان کے حوالے سے اللہ تعالیٰ اپنے نبی ﷺ کے ذریعے سب اہلِ ایمان سے مخاطب ہیں اور فرماتے ◀◀

121- وَقُلْ لِّلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ ۫ اِنَّا عٰمِلُوْنَ ﴿۱۲۱﴾

اور آ گیا ہے ان چیزوں میں تیرے پاس حق
اور مومنوں کے لئے نصیحت اور یاد دہانی
121- اور کہہ دیں ان لوگوں سے جو ایمان نہیں لاتے
"کرتے رہو جو کچھ بھی تم کر سکتے ہو
ہم تو جو کرتے ہیں

122- وَانْتَظِرُوْا ۚ اِنَّا مُنْتَظِرُوْنَ ﴿۱۲۲﴾

وہی کرتے رہیں گے [13]
122- اور انتظار کرو
ہم بھی تو منتظر ہیں"

123- وَلِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاِلَيْهِ يُرْجَعُ الْاَمْرُ كُلُّهٗ فَاعْبُدْهُ وَتَوَكَّلْ عَلَيْهِ ۭ وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۲۳﴾ ع ۱۰ ۱۲ ۱۰

123- اور اللہ ہی کے لئے ہے
غیب آسمان کا اور زمین کا
اور سب معاملات اسی کی طرف لوٹ جاتے ہیں
پس اسی کی عبادت کرو
اور اسی پر بھروسہ رکھو
اور نہیں ہے تیرا رب غافل
اس سے جو کچھ بھی تم لوگ کرتے ہو

◄◄ ہیں کہ پہلے رسولوں کو پیش آنے والے جو واقعات ہم نے بیان کیے ہیں، ان کا مقصد یہ بتانا ہے کہ ایسے ہوتا آیا ہے، آپ گھبرائیں نہیں ان احوال کے بیان سے تم تک یہ حقیقت پہنچ گئی ہے کہ ہمارا ضابطہ انصاف وعذاب کیا ہے اور ان احوال کے بیان میں اہلِ ایمان کے لیے یاد دہانی ہے کہ راہِ راست کو چھوڑ دینے والوں کا انجام کیا ہوا کرتا ہے

13- اللہ تعالیٰ اپنے نبی ﷺ سے فرماتے ہیں کہ ان لوگوں سے جو دعوتِ حق کے دشمن ہیں، کہہ دیں کہ ٹھیک ہے تم جو کچھ کر سکتے ہو کر دیکھو ہم تو اپنے اللہ کی راہ پر قائم رہیں گے قیامت کے روز فیصلہ ہو جائے گا کہ باطل پر کون ہے یعنی ہمیں اس فیصلے کا کوئی خوف نہیں

سُوْرَةُ يُوْسُف

یہ سورت مکہ میں نازل ہوئی تھی اس کی 111 آیات اور 12 رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام کے ساتھ جو شفقت کرنے والا رحم کرنے والا ہے

1- الٓرٰ ۚ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ۝١	1- الٓرٰ یہ کتابِ روشن کی آیات ہیں[1]
2- اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ قُرْءٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝٢	2- ہم اسے نازل کرتے ہیں[2] عربی زبان میں قرآن کی صورت میں تاکہ تم اس کو سمجھ سکو[3]
3- نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ اَحْسَنَ الْقَصَصِ بِمَآ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ هٰذَا الْقُرْاٰنَ ۖ وَاِنْ كُنْتَ مِنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ الْغٰفِلِيْنَ ۝٣	3- ہم بیان کرتے ہیں تیرے لیے وہ سب کچھ جو ہم اس قرآن میں تیری طرف وحی کرتے ہیں بہت ہی احسن انداز میں

1- کتابِ روشن سے مراد قرآن کریم ہے روشن کتاب یعنی ایسی کتاب جو چیزوں کو اس طرح کھول کر بیان کرتی ہے کہ کسی کو سمجھنے میں دشواری پیش نہیں آتی اور ان چیزوں کے بارے میں کوئی شبہ نہیں رہتا اس طرح یہ کتاب فلاح کی راہ دکھاتی ہے

2- قرآن کے معنی ہیں وہ چیز جو پڑھنے کے لیے ہو لوگوں کی رہنمائی اور آگاہی کا اعلامیہ ہو اس حوالے سے قرآن کسی آیت، سورت یا پورے قرآن کے لیے بھی استعمال ہوسکتا ہے قرآنِ عربی کا مطلب ہے انسانوں کی رہنمائی کا وہ اعلامیہ جو عربی زبان میں ہے

3- یہ اس کی وضاحت ہے کہ قرآن عربی زبان میں کیوں بھیجا جارہا ہے اس لیے کہ لوگ اس کو سمجھ سکیں اور اس کی آیات اور احکامات کو سمجھنے میں دشواری محسوس نہ کریں اور احکام پر عمل کرنے میں کوئی غلطی نہ کریں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو انسانیت کی فلاح کا جو مشن سونپا تھا، اس کا آغاز جزیرۃ العرب کے شہر مکہ سے ہوا تھا انہی لوگوں میں سے ایمان لانے والوں نے آگے دوسرے ممالک اور زمانوں کے لوگوں تک قرآن کا پیغام پہنچانا تھا اس لیے کہ اس کے پہلے مخاطب وہ تھے ان کا اس کو اچھی طرح سمجھ کر اس کے احکامات پر عمل کرنا اور کرانا اولین ضرورت تھی اسی ضرورت کو پورا کرنے کے لیے قرآن ان کی زبان میں نازل کیا گیا اس کا مطلب ہرگز یہ نہیں کہ قرآن کریم صرف ان لوگوں کے لیے ہے جو عربی زبان بولتے ہیں جو بھی کوئی دین سب انسانوں اور زمانوں کے لیے ہو اس کی نہ کوئی ایسی زبان ہوتی ہے جسے دین کی زبان قرار دیا جائے نہ اس کا کوئی ایسا لباس اور مخصوص طرزِ حیات ہوسکتا ہے جو کسی علاقہ، قوم یا زمانے سے مخصوص ہو دین نام ہے اللہ تعالیٰ کے احکام کا نہ کہ کسی زبان اور لباس کا ہاں یہ لازم ہے کہ اس دین کے ماننے والوں کا لباس اور طرزِ زندگی دین کے احکام اور روح سے متصادم نہ ہو

اور اس سے پہلے تو

اس میں بیان کی جانے والی چیزوں سے ناواقف ہوتا تھا[4]

4- اِذْ قَالَ يُوْسُفُ لِاَبِيْهِ يٰٓاَبَتِ اِنِّيْ رَاَيْتُ اَحَدَ عَشَرَ كَوْكَبًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ رَاَيْتُهُمْ لِيْ سٰجِدِيْنَ ۝۴

4- دیکھو! یوسف نے اپنے باپ سے کہا تھا
"اے باپ میں نے دیکھا تھا
گیارہ ستاروں کو اور سورج کو اور چاند کو
میں نے انہیں دیکھا تھا
مجھے سجدہ کرتے ہوئے"[5]

5- قَالَ يٰبُنَيَّ لَا تَقْصُصْ رُءْيَاكَ عَلٰٓى اِخْوَتِكَ فَيَكِيْدُوْا لَكَ كَيْدًا ۭ اِنَّ الشَّيْطٰنَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۝۵

5- اس نے کہا "اے میرے پیارے بیٹے
ہرگز نہ بیان کرنا اپنا یہ خواب اپنے بھائیوں سے
کہ وہ تیرے خلاف
کوئی فریب کی تدبیر کریں
شیطان تو انسان کا کھلا کھلا دشمن ہے[6]

6- وَكَذٰلِكَ يَجْتَبِيْكَ رَبُّكَ وَيُعَلِّمُكَ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ وَيُتِمُّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ وَعَلٰٓى اٰلِ يَعْقُوْبَ كَمَآ اَتَمَّهَا عَلٰٓى اَبَوَيْكَ مِنْ قَبْلُ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْحٰقَ ۭ اِنَّ رَبَّكَ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝۶ ع ۱۱

6- اور ایسے ہی ہوگا
تیرا رب تجھے چن لے گا
اور سکھلا دے گا تجھے
باتوں کی تعبیر کا علم

4- اللہ تعالیٰ اپنے نبی کے ذریعے سب پڑھنے سننے والوں سے مخاطب ہیں اور فرماتے ہیں کہ ہم اس روشن کتاب قرآن میں اپنے نبی کی طرف جو کچھ بھی نہایت احسن انداز میں نازل کرتے ہیں ہمارا نبی وحی سے پہلے ان حقائق و واقعات سے ناواقف ہوتا تھا

5- گیارہ ستاروں، سورج اور چاند کا مفہوم حضرت یوسف علیہ السلام کے گیارہ بھائی، والد اور والدہ لیا گیا تھا

6- حضرت یعقوب علیہ السلام اپنے بیٹے کے اس خواب کی حقیقت کو سمجھ گئے اور ہدایت کی کہ اپنے بھائیوں کو اس بارے میں کچھ نہ بتانا تاکہ حسد میں آکر وہ تجھے نقصان پہنچانے کا کوئی منصوبہ نہ بنالیں۔ حسد کس چیز کا؟ اس کا کہ ہماری بجائے اسے نبوت مل رہی ہے اس کے ساتھ ہی کہا کہ شیطان کی انسان سے دشمنی کوئی پوشیدہ نہیں وہ انہیں تیرے خلاف ورغلا سکتا ہے

اور پوری کردے گا اپنی نعمت کو
تجھ پر اور آلِ یعقوب پر
جیسے کہ اس نے اس کو پورا کیا تھا
تیرے دو بزرگوں پر
اس سے پہلے
ابراہیم پر اور اسحاق پر
تیرا رب تو صاحبِ علم وحکمت ہے"

2

7- لَقَدْ كَانَ فِيْ يُوْسُفَ وَاِخْوَتِهٖٓ اٰيٰتٌ لِّلسَّآئِلِيْنَ ۝

7- یقیناً یوسف اور اس کے بھائیوں کے واقعہ میں
پوچھنے والوں کے لیے نشانیاں ہیں[1]

8- اِذْ قَالُوْا لَيُوْسُفُ وَاَخُوْهُ اَحَبُّ اِلٰٓى اَبِيْنَا مِنَّا وَنَحْنُ عُصْبَةٌ ۭ اِنَّ اَبَانَا لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنِ ۝ۚ

8- یاد کرو انہوں نے کہا تھا "یوسف اور اس کا بھائی تو
ہمارے باپ کو ہم سے زیادہ پیارے ہیں
حالانکہ ہم ایک جماعت ہیں
ہمارا باپ تو واضح غلطی پر ہے[2]

9- اقْتُلُوْا يُوْسُفَ اَوِ اطْرَحُوْهُ اَرْضًا يَّخْلُ لَكُمْ وَجْهُ اَبِيْكُمْ وَتَكُوْنُوْا مِنْۢ بَعْدِهٖ قَوْمًا صٰلِحِيْنَ ۝

9- یوسف کو قتل کردو
یا اسے کسی انجانی زمین پر پھینک دو

7- اس طرح اللہ تعالیٰ تم پر اپنی نعمت پوری کردیں گے یعنی تمہیں نبوت عطا کردیں گے

1- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جو لوگ یوسف علیہ السلام کے واقعہ کے بارے میں پوچھتے ہیں ان کے لیے یوسف علیہ السلام اور اس کے بھائیوں کا جو واقعہ ہم بیان کر رہے ہیں اس میں رہنمائی ہے انہیں اصل قصہ کا بھی پتہ چل جائے گا اور ہماری قدرت کاملہ کا بھی

2- حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے اس کے ساتھ وہ سلوک کیوں کیا تھا جس کا آگے ذکر آرہا ہے؟ یہ ان کی اپنی زبان سے اس کی وجہ بتائی گئی ہے مگر کیا واقعی حضرت یعقوب علیہ السلام اپنے بڑے بیٹوں سے پیار نہیں کرتے تھے؟ یہ اس کا ثبوت نہیں بلکہ ان کے بڑے بیٹوں نے اپنا خیال بیان کیا ہے

تاکہ تمہارے باپ کی توجہ[3]
تمہارے لئے خالص ہوجائے
اور اس کے بعد تم صالحین کا گروہ بن جانا"[4]

10- قَالَ قَآئِلٌ مِّنْهُمْ لَا تَقْتُلُوْا يُوْسُفَ وَ اَلْقُوْهُ فِيْ غَيٰبَتِ الْجُبِّ يَلْتَقِطْهُ بَعْضُ السَّيَّارَةِ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ ⑩

10- ان میں سے ایک کہنے والے نے کہا
"یوسف کو قتل نہ کرو
اور اسے کسی ویران کنویں کی تہہ میں پھینک دو
کہ اسے کوئی قافلہ نکال لے جائے
اگر تم کچھ کرنا ہی چاہتے ہو تو"[5]

11- قَالُوْا يٰۤاَبَانَا مَا لَكَ لَا تَاْمَنَّا عَلٰى يُوْسُفَ وَ اِنَّا لَهٗ لَنٰصِحُوْنَ ⑪

11- انہوں نے کہا "اے ہمارے باپ تجھے کیا ہو گیا ہے
کہ تو یوسف کے معاملے میں ہم پر اعتماد ہی نہیں کرتا
حالانکہ ہم تو اسکے خیر خواہ ہیں[6]

12- اَرْسِلْهُ مَعَنَا غَدًا يَّرْتَعْ وَ يَلْعَبْ وَ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ⑫

12- کل اسے ہمارے ساتھ جانے دے
تاکہ وہ کھائے پیئے اور کھیلے کودے

3- یعنی باپ کی ساری توجہ کے لیے ہم ہی رہ جائیں گے

4- اپنا رویہ ایسا کر لینا کہ باپ کو اور کسی اور کو کسی شکایت کا موقع ہی نہ ملے

5- ان میں سے ایک نے کہا کہ اگر تم نے ایسا کچھ کرنا ہی ہے تو یوسف کو قتل نہ کرو بلکہ اسے کسی ویران کنویں کی تہہ میں پھینک دو اس کے ساتھ ہی وہ کہتا ہے کہ کوئی قافلہ اسے کنویں سے نکال لے جائے اس سے ظاہر ہے کہ اس نے جنگلوں اور ویرانوں میں سے گزرنے والے کسی تجارتی راستہ پر واقعہ کسی کنویں میں پھینکنے کی تجویز پیش کی تھی ایسے راستوں پر قافلوں کے پڑاؤ کے مقامات پر جو کنویں ہوتے تھے، ان کی کوئی دیکھ بھال تو کرتا نہیں ہوتا تھا کہ پانی سے بھرے رہیں ان کنوؤں کی تہہ ایسی بھی ہموار نہیں ہوتی ہوگی کہ اس پر پانی ہی ہو اونچی نیچی تہہ کا کوئی حصہ پانی سے خالی بھی ہوتا ہوگا جو اس سے بھی ثابت ہو جاتا ہے کہ "قافلہ والے اسے لے جائیں" ورنہ انہیں کیسے یقین ہو سکتا تھا کہ وہ کنویں میں ڈوب نہیں جائے گا ویران کنویں میں اس لیے کہ اس میں اتنا پانی نہ ہو کہ وہ ڈوب جائے اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ انہوں نے طے شدہ منصوبے کے تحت اس کنویں کا انتخاب کیا تھا

6- یعنی ہم کوئی یوسف علیہ السلام کے دشمن ہیں جو تو اسے ہمارے ساتھ جنگل میں نہیں بھیجتا اور ہم پر اعتماد نہیں کرتا

اور ہم ضرور اس کی
اچھی طرح حفاظت کریں گے"

13- قَالَ اِنِّیْ لَیَحْزُنُنِیْٓ اَنْ تَذْهَبُوْا بِهٖ وَاَخَافُ اَنْ یَّاْكُلَهُ الذِّئْبُ وَاَنْتُمْ عَنْهُ غٰفِلُوْنَ ﴿۱۳﴾

13- اس نے کہا "مجھے تو یہی خیال فکر مند کر دیتا ہے
کہ تم اس کو اپنے ساتھ لے جاؤ
اور میں اس سے ڈرتا ہوں کہ
اسے کوئی بھیڑیا کھا لے
جبکہ تم اس سے غافل ہو"[7]

14- قَالُوْا لَىِٕنْ اَكَلَهُ الذِّئْبُ وَنَحْنُ عُصْبَةٌ اِنَّآ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ ﴿۱۴﴾

14- انہوں نے کہا "اگر اس کو کوئی بھیڑیا کھا جائے
ہمارے ایک جماعت کے ہوتے ہوئے بھی
تو پھر تو ہم واقعی بہت ہی گھٹیا ہوں گے"[8]

15- فَلَمَّا ذَهَبُوْا بِهٖ وَاَجْمَعُوْٓا اَنْ یَّجْعَلُوْهُ فِیْ غَیٰبَتِ الْجُبِّ وَاَوْحَیْنَآ اِلَیْهِ لَتُنَبِّئَنَّهُمْ بِاَمْرِهِمْ هٰذَا وَهُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ ﴿۱۵﴾

15- پھر جب وہ اس کو اپنے ساتھ لے گئے
اور انہوں نے طے کر لیا کہ
اسے اندھے کنویں کی تہہ میں پھینک دیں
تو ہم نے اس کو وحی بھیج دی کہ[9]
"تو ضرور انہیں
ان کے اس کام کے بارے میں خبر دے گا[10]
جبکہ وہ سمجھ ہی نہیں پائیں گے"

16- وَجَآءُوْٓ اَبَاهُمْ عِشَآءً یَّبْكُوْنَ ﴿۱۶﴾

16- اور وہ آئے اپنے باپ کے پاس
عشاء کے وقت روتے ہوئے

7- باپ نے خدشہ ظاہر کیا کہ ایسا نہ ہو کہ تم اپنے کاموں میں لگے رہو اور یوسف علیہ السلام کو کوئی جنگلی بھیڑیا کھا جائے

8- یعنی ہم ایک مضبوط جماعت ہیں ہمارے ہوتے ہوئے یوسف کو بھیڑیا کھا جائے ہمارے لیے تو یہ شرم سے مر جانے والی بات ہوگی مطلب یہ کہ ہمارے ہوتے ہوئے ایسا ہو ہی نہیں سکتا

9- اس وحی کی صورت کیا تھی؟ جو بھی ہو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم نے یوسف علیہ السلام کو بتا دیا کہ یہ جو کچھ کر رہے ہیں، اس سے تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچے گا ہم نے اس کو حوصلہ دیا

10- یعنی تو خود انہیں اس واقعہ کے بارے میں بتائے گا

17- قَالُوْا يٰۤاَبَانَاۤ اِنَّا ذَهَبْنَا نَسْتَبِقُ وَتَرَكْنَا يُوْسُفَ عِنْدَ مَتَاعِنَا فَاَكَلَهُ الذِّئْبُ ۚ وَمَاۤ اَنْتَ بِمُؤْمِنٍ لَّنَا وَلَوْ كُنَّا صٰدِقِيْنَ ﴿۱۷﴾

17- انہوں نے کہا "اے ہمارے باپ
بلاشبہ ہم نے مقابلے کی دوڑ شروع کر دی تھی
اور یوسف کو ہم نے
اپنے سامان کے پاس چھوڑ دیا تھا
سو اس کو بھیڑیا کھا گیا
تو تو ہم پر یقین نہیں کرے گا
اگرچہ ہم سچے ہی ہوں"

18- وَجَآءُوْ عَلٰى قَمِيْصِهٖ بِدَمٍ كَذِبٍ ؕ قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ اَنْفُسُكُمْ اَمْرًا ؕ فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ ؕ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ ﴿۱۸﴾

18- اور وہ اس کی قمیص پر
جھوٹا خون لگا لائے تھے[11]
اس نے کہا "نہیں بلکہ تمہارے لیے آسان کر دیا ہے
تمہارے نفسوں نے
اس معاملے کو[12]
سو صبر ہی بہتر ہے
اور اللہ ہی ہے جس سے مدد مانگی جائے[13]
اسکے بارے میں جو تم کہتے ہو"

19- وَجَآءَتْ سَيَّارَةٌ فَاَرْسَلُوْا وَارِدَهُمْ فَاَدْلٰى دَلْوَهٗ ؕ قَالَ يٰبُشْرٰى هٰذَا غُلٰمٌ ؕ وَاَسَرُّوْهُ بِضَاعَةً ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۹﴾

19- اور ایک قافلہ آ گیا
سو انہوں نے اپنے پانی لانے والے کو بھیجا
اور اس نے اپنا ڈول لٹکا دیا

11- ایسا لہو جو یوسف علیہ السلام کا نہیں تھا، کسی اور چیز کا لہو لگا لائے

12- یعنی تم جو کچھ کہہ رہے ہو، ایسا نہیں ہوا ہوگا یہ جو کچھ تم کہہ رہے ہو یہ تمہارے اپنے نفسوں کی بنائی بات ہے اور تم سمجھ رہے ہو کہ میں اس پر یقین کر لوں گا میرے لیے اس پر یقین کرنا اتنا آسان نہیں جتنا آسان تمہارے لیے یہ یقین کر لینا ہے کہ یہ بات چل جائے گی

13- جو کچھ تم کہہ رہے ہو وہ میں نہیں مانتا تم نے ہی یوسف علیہ السلام کے ساتھ کوئی برائی کی ہے مگر یہ جانتے ہوئے بھی میں تمہارے خلاف کوئی کارروائی نہیں کروں گا بلکہ میرے لیے صبر کرنا ہی بہتر ہے ایسے حالات میں کہ میرے ساتھ جو کچھ کیا ہے تم میرے اپنے بیٹوں نے ہی تو کیا ہے میں اللہ سے ہی مدد مانگوں گا

وہ چلایا "واہ! واہ! بشارت ہو! یہ تو لڑکا ہے"[14]

اور انہوں نے اسے چھپا لیا

تجارت کے مال کے طور پر[15]

اور اللہ خوب جانتا تھا

اس کے بارے میں

جو کچھ وہ کر رہے تھے[16]

20- وَشَرَوْهُ بِثَمَنٍۭ بَخْسٍ دَرَاهِمَ مَعْدُوْدَةٍ ۚ وَكَانُوْا فِيْهِ مِنَ الزّٰهِدِيْنَ ﴿۲۰﴾

20- اور انہوں نے اسے بیچ دیا تھا[17]

معمولی سی قیمت پر

چند گنے چنے درہموں میں

اور انہیں تو اس میں کوئی دلچسپی ہی نہیں تھی

3

21- وَقَالَ الَّذِي اشْتَرٰىهُ مِنْ مِّصْرَ لِامْرَاَتِهٖٓ اَكْرِمِيْ مَثْوٰىهُ عَسٰٓى اَنْ يَّنْفَعَنَآ اَوْ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا ۭ وَكَذٰلِكَ مَكَّنَّا لِيُوْسُفَ فِي الْاَرْضِ ۤ وَلِنُعَلِّمَهٗ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ ۭ وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰٓى اَمْرِهٖ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۲۱﴾

21- اور اس شخص نے جس نے

مصر میں اسے خریدا تھا

اپنی بیوی سے کہا "اس کو اچھی طرح رکھ

ہو سکتا ہے یہ ہمیں فائدہ دے

یا ہم اسے اپنا بیٹا بنا لیں"[1]

اور اس طرح ہم نے یوسف کو

14- پانی کے لیے ڈول ڈالا، باہر کھینچا تو اس کے ساتھ یوسف بھی تھے جو اس کنویں کی تہہ میں تھے پانی میں نہیں تھے انہیں دیکھ کر اس نے اپنے ساتھیوں کو خوشخبری دی کہ یہ تو ایک لڑکا مل گیا ہے

15- مالِ تجارت کیا ہوتا ہے؟ وہ مال جسے بیچ کر مال بنایا جائے انہوں نے یوسف علیہ السلام کو بیچ کر مال بنانے کے لیے چھپا لیا کہ ایسا نہ ہو، اس کا کوئی وارث آجائے اور اسے لے جائے اور اسے بیچ کر مال بنانے کا موقع ضائع ہو جائے

16- یعنی وہ اللہ تعالیٰ کے منصوبے سے بے خبر تھے اور اپنے مال بنانے کے بارے میں ہی کر رہے تھے جو کچھ بھی کر رہے تھے

17- کہاں بیچ دیا؟ اس کا ذکر اگلی آیت میں ہے کہ ان قافلے والوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو مصر لے جا کر بیچ دیا

1- وہ کون تھا جس نے یوسف کو خریدا تھا؟ آگے آیت نمبر 30 میں اسے "اَلْعَزِيْز" یعنی طاقتور یا بڑے مرتبہ والا بتایا گیا ہے جس سے ظاہر ہے کہ وہ جو کوئی بھی تھا مصر کے سرداروں میں سے تھا اس نے اپنی بیوی سے کہا کہ "اس کو اچھی طرح رکھ" یعنی اس کے قیام طعام کا اچھی طرح خیال رکھنا

اس زمین میں آباد کر دیا تھا
اور اس لیے کہ ہم سکھائیں اس کو
معاملات کو سمجھنے کا علم
اور اللہ تو جو کرنا چاہتا ہے کر لیتا ہے[2]
مگر اکثر لوگوں کو معلوم نہیں

22- وَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗٓ اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا وَّعِلْمًا ؕ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۲۲﴾

22- اور جب وہ پوری طرح بالغ ہو گیا
تو ہم نے اس کو فیصلہ کرنے کی صلاحیت
اور دانائی عطا کر دیئے
اور ہم اسی طرح نیکوکاروں کو جزا دیا کرتے ہیں[3]

23- وَرَاوَدَتْهُ الَّتِيْ هُوَ فِيْ بَيْتِهَا عَنْ نَّفْسِهٖ وَغَلَّقَتِ الْاَبْوَابَ وَقَالَتْ هَيْتَ لَكَ ؕ قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ اِنَّهٗ رَبِّيْٓ اَحْسَنَ مَثْوَايَ ؕ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۲۳﴾

23- اور اس کو اس عورت نے بہلایا
وہ جس کے گھر میں ہوتا تھا
پھنسانے کے لیے
اور اس عورت نے دروازے بند کر دیئے
اور کہا "میں کہتی ہوں آ جاؤ"[4]
اس نے کہا "اللہ کی پناہ
میرا رب تو وہ ہے
جس نے مجھے اچھا ٹھکانا دیا ہے
ظالم تو کبھی فلاح نہیں پاتے"[5]

2- یعنی ہم ایسا ہی کرنا چاہتے تھے یہ یوسف علیہ السلام کے بارے میں ہمارے پروگرام کا حصہ تھا
3- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یوسف علیہ السلام اس ماحول اور معاشرے میں بالغ ہوا تھا اور ہم نے اسے دانائی اور معاملات کو سمجھ کر ان کا فیصلہ کرنے کی صلاحیت اور اس بارے میں علم و آگہی دے دیئے تھے اس وقت تک وہ عملی زندگی کے معاملات چلانے کے قابل ہو چکا تھا
4- یہ ہے وہ صورت احوال جو یوسف علیہ السلام کو پیش آئی تھی اس مصری سردار کی بیوی نے اسے باتوں سے بہلا کر گناہ کی دعوت دی
5- یہ ہے اظہار اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ معاملہ فہمی اور اس کے مطابق فیصلہ کرنے کی قوت کا کہا کہ میں اس اللہ کی پناہ مانگتا ہوں جس نے مجھے اندھے کنویں سے اس باعزت مقام تک پہنچایا ہوا ہے یعنی اگر میں تمہارے گھر میں رہتا ہوں تو یہ مت سمجھو کہ میں تمہیں اپنا ولی مانتا ہوں اور تمہارے ہر حکم پر عمل کروں گا، ایسا کبھی نہ ہوگا

24- وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ ۚ وَهَمَّ بِهَا لَوْلَآ اَنْ رَّاٰ بُرْهَانَ رَبِّهٖ ؕ كَذٰلِكَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوْٓءَ وَالْفَحْشَآءَ ؕ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِيْنَ ﴿۲۴﴾

24- اور اس عورت نے تو اس کے لیے
پکا ارادہ کر لیا تھا
اور وہ بھی اس کے لیے ارادہ کر لیتا
اگر اس نے نہ دیکھی ہوتی
اپنے رب کی دلیلِ روشن[6]
اس طرح ہوا
تاکہ ہم دور کریں اس سے برائی اور فحاشی
وہ تو ہمارے مخلص بندوں میں سے تھا

25- وَاسْتَبَقَا الْبَابَ وَقَدَّتْ قَمِيْصَهٗ مِنْ دُبُرٍ وَّاَلْفَيَا سَيِّدَهَا لَدَا الْبَابِ ؕ قَالَتْ مَا جَزَآءُ مَنْ اَرَادَ بِاَهْلِكَ سُوْٓءًا اِلَّآ اَنْ يُّسْجَنَ اَوْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۲۵﴾

25- اور وہ دونوں دروازے کی طرف دوڑے
اور اس عورت نے
پیچھے سے اس کی قمیص پھاڑ دی
اور انہوں نے اس کے خاوند کو
دروازے کے پاس پایا
اس عورت نے کہا "کیا سزا ہے اس کی
جو تیری بیوی کے ساتھ برائی کرنا چاہے؟
یہی کہ اسے قید میں ڈال دیا جائے یا اسے دردناک
عذاب دیا جائے"[7]

6- کون سی رروشن دلیل تھی وہ جو اس نے دیکھی ہوئی تھی؟ واقعہ کا آغاز ہوتا ہے اس خواب سے جس میں یوسف علیہ السلام نے سورج، چاند اور ستاروں کو اپنے سامنے سجدہ کرتے محسوس کیا تھا اور جب انہوں نے اپنے باپ کو اس کے بارے میں بتایا تو اس نے اسے خوشخبری دی تھی کہ اللہ اسے بلند مرتبہ عطا کرے گا اور اس پر اپنی نعمت پوری کر دے گا بھائیوں نے اسے اندھے کنویں میں پھینک دیا قافلہ والوں نے مصر لا کر بیچ دیا اللہ نے اس ساری آزمائش کو فہم و شعور کی اور دنیاوی ترقی کا سبب بنا دیا کنویں کی تہہ پر جو تسلی دی تھی، وہ پوری کر دی یہ اللہ کی طرف سے یوسف نے ایک روشن دلیل خود دیکھ لی ہوئی تھی

7- یعنی آگے پیچھے دوڑتے ہوئے بند کمرے کا دروازہ کھول کر باہر آئے تو اس عورت کے خاوند کو وہاں پایا تو اس عورت نے اپنا گناہ کا عزم و ارادہ چھپانے کے لیے الٹا یوسف علیہ السلام پر الزام لگا دیا اور اس کے لیے سزا بھی تجویز کر دی کہ اسے جیل میں ڈال دیں یا کوئی اور سخت سزا دیں

26- قَالَ هِيَ رَاوَدَتْنِيْ عَنْ نَّفْسِيْ وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ اَهْلِهَا ۚ اِنْ كَانَ قَمِيْصُهٗ قُدَّ مِنْ قُبُلٍ فَصَدَقَتْ وَهُوَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿۲۶﴾

26- اس نے کہا "اس عورت نے ہی مجھے بہلانے کی کوشش کی تھی پھسانے کے لیے"
اور اس عورت کے اپنے گھر والوں میں سے
ایک گواہ نے کہا[8]
"اگر تو اس کی قمیص آگے سے پھٹی ہوئی ہے
تو یہ عورت سچ کہتی ہے
اور وہ جھوٹا ہے

27- وَاِنْ كَانَ قَمِيْصُهٗ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ فَكَذَبَتْ وَهُوَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۲۷﴾

27- اور اگر اس کی قمیص پیچھے سے پھٹی ہوئی ہے
تو یہ عورت جھوٹی ہے
اور وہ سچا ہے"

28- فَلَمَّا رَاٰ قَمِيْصَهٗ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ قَالَ اِنَّهٗ مِنْ كَيْدِكُنَّ ؕ اِنَّ كَيْدَكُنَّ عَظِيْمٌ ﴿۲۸﴾

28- سو جب اس نے اس کی قمیص پیچھے سے
پھٹی ہوئی دیکھی
تو کہا "یہ تو تمہاری مکاریوں میں سے
ایک مکاری ہے
تمہاری مکاریاں تو بہت بڑی ہوتی ہیں[9]

8- یہاں گواہ سے مراد عینی شاہد نہیں مراد کوئی ایسا شخص ہے جس نے معاملے سے آگاہ ہو کر کہا تھا کہ دیکھو یوسف علیہ السلام کی قمیص کہاں سے پھٹی ہوئی ہے آگے سے یا پیچھے سے اگر تو قمیص آگے سے پھٹی ہوئی ہے تو یوسف علیہ السلام عورت کی طرف بڑھا ہوگا اور اس عورت نے بچنے کی کوشش میں اس کی قمیص آگے سے پھاڑ دی ہوگی اور اگر قمیص پیچھے سے پھٹی ہے تو یوسف علیہ السلام کے پیچھے بھاگتی عورت نے اس کو پکڑنے کی کوشش میں اس کی قمیص پھاڑی ہوگی

9- عورت کے خاوند نے دیکھا تو یوسف کی قمیص پیچھے سے پھٹی ہوئی تھی اس پر اس نے اپنی بیوی سے کہا کہ یہ تم ہی فریب کر رہی ہو تمہاری مکاریاں بہت بڑی ہوتی ہیں سے مراد یہ نہیں کہ سب عورتیں ہی مکار ہوتی ہیں مراد یہ ہے کہ تم میں جو مکر و فریب کرنا جانتی ہو، وہ آخری حد تک جا سکتی ہے

ع ۲ ۹ ۱۳

29- يُوْسُفُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا ۫ وَاسْتَغْفِرِيْ لِذَنْۢبِكِ ۚ اِنَّكِ كُنْتِ مِنَ الْخٰطِـِٕيْنَ ﴿۲۹﴾ ع

29- اے یوسف اس ماجرے سے درگزر کر[10]
اور اے عورت اس سے معافی مانگ
اپنے اس گناہ کے لیے
واقعی تو ہی خطار کار ہے"[11]

4

30- وَقَالَ نِسْوَةٌ فِي الْمَدِيْنَةِ امْرَاَتُ الْعَزِيْزِ تُرَاوِدُ فَتٰىهَا عَنْ نَّفْسِهٖ ۚ قَدْ شَغَفَهَا حُبًّا ؕ اِنَّا لَنَرٰىهَا فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۳۰﴾

30- اور شہر میں عورتوں نے کہا
"عزیز کی بیوی تو اپنے خادم کو
ورغلانے کی کوشش کر رہی ہے
تاکہ اسے اس کے نفس کی حفاظت سے غافل کر دے
اس خادم سے محبت نے تو اس عورت کا
دل ہی پھاڑ دیا ہے
ہم تو اسے کھلی گمراہی میں دیکھتی ہیں"[1]

31- فَلَمَّا سَمِعَتْ بِمَكْرِهِنَّ اَرْسَلَتْ اِلَيْهِنَّ وَاَعْتَدَتْ لَهُنَّ مُتَّكَاً وَّاٰتَتْ كُلَّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُنَّ سِكِّيْنًا وَّقَالَتِ اخْرُجْ عَلَيْهِنَّ ۚ فَلَمَّا رَاَيْنَهٗۤ اَكْبَرْنَهٗ وَقَطَّعْنَ اَيْدِيَهُنَّ وَقُلْنَ حَاشَ

31- سو جب اس عورت نے
ان کی غیبت اور بدگوئی کے بارے میں سنا
تو اس نے ان عورتوں کو پیغام بھیج دیئے
اور ان کے لیے فرشی دعوت تیار کی[2]

10- یعنی جو کچھ ہوا ہے، اسے بھول جاؤ اور جانے دو Forgive and forget

11- یہ اس واقعہ کے بارے میں مصر کے اس سردار کا فیصلہ بھی ہے اور اس کا ردعمل بھی اس نے اپنی بیوی کو ڈانٹا تک نہیں بس اتنا کہا کہ معافی مانگ، اس سردار کے ردعمل سے اس معاشرے کی اخلاقی گراوٹ کا بھی اندازہ کیا جا سکتا ہے

1- عزیز مصر کی بیوی کی نوجوان یوسف علیہ السلام کو ورغلانے اور پھنسانے کی فریب کاری کا سارے شہر میں چرچا ہو گیا اور عورتیں اپنی محفلوں میں اس کی غیبت اور ملامت کرنے لگیں

2- فرشی دعوت یعنی ایسی دعوت جس میں مہمانوں کے لیے فرش پر قالین وغیرہ بچھا کر تکیے لگا دیئے جاتے ہیں اور سامنے کھانا رکھ دیا جاتا ہے ایسی فرشی نشست گاہیں آج بھی عرب ممالک میں عام ہیں اور میز کرسی کی بجائے زیادہ آرام دہ ہوتی ہیں

لِلّٰهِ مَا هٰذَا بَشَرًا ؕ اِنْ هٰذَآ اِلَّا مَلَكٌ كَرِيْمٌ ﴿۳۱﴾

اوران میں سے ہر ایک کو ایک چھری دی[3]
اور یوسف سے کہا "ان کے سامنے آجاؤ"[4]
سو جب ان عورتوں نے اس کو دیکھا
تو وہ دنگ رہ گئیں
اور اپنے ہاتھ کاٹ لیے[5]
اور چلائیں "سبحان اللہ
یہ انسان تو نہیں
یہ تو ایک معزز فرشتہ ہے"[6]

32- قَالَتْ فَذٰلِكُنَّ الَّذِيْ لُمْتُنَّنِيْ فِيْهِ ؕ وَلَقَدْ رَاوَدْتُّهٗ عَنْ نَّفْسِهٖ فَاسْتَعْصَمَ ؕ وَلَئِنْ لَّمْ يَفْعَلْ مَآ اٰمُرُهٗ لَيُسْجَنَنَّ وَلَيَكُوْنًا مِّنَ الصّٰغِرِيْنَ ﴿۳۲﴾

32- اس نے کہا "یہی تو ہے وہ
جس کے بارے میں تم مجھے ملامت کرتی رہی ہو[7]
اور واقعی میں نے اس کو ورغلانے کی کوشش کی تھی
مگر اس نے اپنے آپ کو بچائے رکھا[8]
اور اگر اس نے وہ نہ کیا
جو میں اس کو کہتی ہوں

3- اس زمانے میں بھی مصر کے شرفاء کے ہاں کھانے میں چھری کانٹے کے استعمال کا رواج تھا عزیز مصر کی بیوی نے کھانا چُن کر سب خواتین کو چھری کانٹے بھی فراہم کر دیئے

4- جب وہ کھانے میں مصروف تھیں تو اچانک یوسف کو وہاں بلا لیا

5- یعنی یوسف علیہ السلام کی جوانی اور حسن وشان کو دیکھ کر ان عورتوں کا بھی اپنے حواس پر قابو نہ رہا اور جن چھریوں سے وہ کھانے کی چیزیں کاٹ رہی تھیں ان سے اپنے اپنے ہاتھ زخمی کر لیے

6- یہ ان عورتوں کی زبان سے یوسف علیہ السلام کے حسن و جمال کا بیان ہے جس کے زیر اثر انہوں نے اپنے ہاتھ کاٹ لیے تھے

7- عزیز مصر کی بیوی نے ان سے پوچھا کہ اب بتاؤ؟ یہ ہے وہ جوان جس کے بارے میں تم مجھے ملامت کرتی رہی ہو، اسے دیکھ کر جب تم اپنے حواس کھو بیٹھی ہو تو اس کی محبت میرے دل میں شگاف کیوں نہ ڈالتی جس کے یہ گھر میں رہتا ہے؟

8- عزیز مصر کی بیوی کی طرف سے یہ اپنے جرم کا اعلانیہ اعتراف بھی ہے اور یوسف علیہ السلام کے اس بیان کی تصدیق بھی کہ "اس عورت نے ◄◄

تو اسے ضرور جیل میں ڈال دیا جائے گا[9]
اور یہ خوار لوگوں میں سے ہو جائے گا"[10]

33- قَالَ رَبِّ السِّجْنُ اَحَبُّ اِلَیَّ مِمَّا یَدْعُوْنَنِیْٓ اِلَیْهِ ۚ وَ اِلَّا تَصْرِفْ عَنِّیْ كَیْدَهُنَّ اَصْبُ اِلَیْهِنَّ وَ اَكُنْ مِّنَ الْجٰهِلِیْنَ ﴿۳۳﴾

33- یوسف نے کہا "اے میرے رب میں قید خانہ کو زیادہ پسند کرتا ہوں
اس سے جس کی یہ مجھے دعوت دیتی ہیں
اور اگر تو نے ان عورتوں کا فریب
مجھ سے دور نہ کیا
تو میں ان کی طرف مائل ہو جاؤں گا
اور میں جاہلوں میں سے ہو جاؤں گا"[11]

34- فَاسْتَجَابَ لَهٗ رَبُّهٗ فَصَرَفَ عَنْهُ كَیْدَهُنَّ ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ﴿۳۴﴾

34- پس اس کے رب نے اس کی دعا قبول کر لی
اور اس سے ان عورتوں کا فریب دور کر دیا
وہ تو سب کچھ سنتا اور جانتا ہے

◄◄ مجھے بہلانا چاہا تھا پھنسانے کے لیے"

9- یہ اعلان وہ یوسف علیہ السلام کی موجودگی میں ان سب عورتوں کے سامنے کرتی ہے اس سے اس معاشرے کی اخلاقی گراوٹ کا بھی اندازہ کیا جا سکتا ہے اور اپنے خاوند پر اس عورت کی حکمرانی کا بھی اس کی پہلی کوشش کی ناکامی کے بعد بھی یوسف علیہ السلام اس کے گھر میں ہی رہا تھا اس کے جرم اور یوسف علیہ السلام کی معصومیت سے اچھی طرح آگاہ ہونے کے باوجود اس کا خاوند اسے کوئی سزا نہیں دے سکا تھا اور نہ ہی یوسف علیہ السلام کو کہیں اور بھیج سکا تھا نوجوان یوسف علیہ السلام کے لیے یہ پیغام تھا کہ ہوگا وہی جو میں چاہوں گی، اگر میری بات مان لو گے تو اس گھر میں اسی عزت آرام سے رہو گے نہیں مانو گے تو جیل جانا پڑے گا

10- یعنی میرے گھر میں عزت اور آرام کی بجائے جیل کی زندگی بھی گزارنا پڑے گی اور میرے لگائے الزام کی بدنامی بھی ہوگی

11- یوسف علیہ السلام کی دعا میں ہے کہ مجھے ان عورتوں کے فریب سے بچا لے جس نے دھمکی دی تھی وہ تو ایک عورت تھی پھر عورتیں کیوں؟ اس لیے کہ ان سب عورتوں نے عزیز کی بیوی کے فریب کے حق کی تائید کر دی تھی جس سے نوجوان یوسف علیہ السلام کو اندازہ ہو گیا تھا کہ اس شہر اور معاشرے سے اسے کوئی اخلاقی تائید و حمایت بھی نہیں مل سکتی اور اس عورت کے فریب کو ان سب عورتوں کی تائید اور حمایت حاصل ہو گئی ہے اس لیے اپنی بشری صلاحیتوں کے کمزور پڑ جانے کے خوف سے انہوں نے اللہ تعالیٰ سے مدد کی دعا کی اور کہا کہ "ورنہ میں جاہلوں میں سے ہو جاؤں گا" یعنی ان میں سے جنہیں راہِ راست کا علم نہیں ہوتا اور وہ راستی پر نہیں ہوتے

ع ۴ ۶ ۱۴

35- ثُمَّ بَدَا لَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا رَاَوُا الْاٰيٰتِ لَيَسْجُنُنَّهٗ حَتّٰى حِيْنٍ ﴿۳۵﴾ ع

35- پھر ان لوگوں کو یہی سوجھا
اس کے بعد بھی کہ انہوں نے نشانیاں دیکھ لی ہوئی تھیں کہ
کچھ عرصہ کے لیے اسے قید میں ڈال دیں[12]

5

36- وَدَخَلَ مَعَهُ السِّجْنَ فَتَيٰنِ ؕ قَالَ اَحَدُهُمَآ اِنِّيْٓ اَرٰىنِيْٓ اَعْصِرُ خَمْرًا ۚ وَقَالَ الْاٰخَرُ اِنِّيْٓ اَرٰىنِيْٓ اَحْمِلُ فَوْقَ رَاْسِيْ خُبْزًا تَاْكُلُ الطَّيْرُ مِنْهُ ؕ نَبِّئْنَا بِتَاْوِيْلِهٖ ۚ اِنَّا نَرٰىكَ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۳۶﴾

36- اور اس کے ساتھ
دو نوجوان بھی جیل میں داخل ہوئے تھے
ان میں سے ایک نے کہا "میں اپنے آپ کو دیکھتا ہوں
کہ میں شراب نچوڑ رہا ہوں"
اور دوسرے نے کہا "میں دیکھتا ہوں کہ
میں اپنے سر پر روٹیاں اٹھائے ہوئے ہوں
اور پرندے ان میں سے کھا رہے ہیں"
تو ہمیں اس کی تعبیر بتا
ہم دیکھتے ہیں کہ تو تو احسان کرنے والوں میں سے ہے"[1]

37- قَالَ لَا يَاْتِيْكُمَا طَعَامٌ تُرْزَقٰنِهٖٓ اِلَّا نَبَّاْتُكُمَا بِتَاْوِيْلِهٖ قَبْلَ اَنْ يَّاْتِيَكُمَا ؕ ذٰلِكُمَا مِمَّا عَلَّمَنِيْ

37- اس نے کہا "تمہیں جو کھانا کھانے کو دیا جاتا ہے
تم میں کسی کو وہ کھانا ملنے سے پہلے پہلے[2]

12- نوجوان یوسف علیہ السلام نے دعا کی اللہ تعالیٰ نے قبول فرمائی انہیں زنان مصر کے فریب سے بچانے کا فیصلہ کر لیا اور اس عورت کے خاوند اور گھر والوں کے ذریعے اس پر عمل کرا دیا ان کے ذریعے جنہوں نے یوسف علیہ السلام کی معصومیت کی سب نشانیاں دیکھ لی ہوئی تھیں اور جانتے تھے کہ مجرم کون ہے، اس کے باوجود انہوں نے یوسف علیہ السلام کو جیل میں بند کر دینا اس لیے مناسب جانا تا کہ کہا جا سکے کہ اس عورت نے جو الزام لگایا تھا، وہ درست ثابت ہو گیا ہے اس طرح انہوں نے اس کی بدنامی کا داغ دھونے کے لیے یہ راستہ اختیار کرنا مناسب جانا

1- حضرت یوسف علیہ السلام کے ساتھ جیل میں بند دو قیدی نوجوانوں نے ان سے اپنے اپنے خواب کی تعبیر پوچھی ان سے اور ان ہی سے انہوں نے اپنے اپنے خواب کی تعبیر کیوں پوچھی؟ وہ حضرت یوسف علیہ السلام کا عمل و کردار اور جیل کے ساتھیوں کے ساتھ بھلائی کا رویہ دیکھ چکے تھے اور ان پر اعتماد کرتے تھے ان کے علم کے بارے میں جان چکے تھے

2- یعنی مجھے اس کے لیے نجومیوں اور کاہنوں کی مانند کوئی دم دارو نہیں کرنا، میں قیدیوں کے لیے کھانا آنے سے بھی پہلے تمہیں بتا دوں گا

رَبِّيْ ۭ اِنِّىْ تَرَكْتُ مِلَّةَ قَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿۳۷﴾

میں تم دونوں کو اس کی تعبیر بتا دوں گا
اس سے پہلے ہی کہ یہ تمہیں پیش آجائے[3]
یہ ان چیزوں میں ہے[4]
جو میرے رب نے مجھے سکھائی ہیں
بے شک میں نے تو
ان لوگوں کا دین چھوڑ دیا ہے
جو اللہ پر ایمان نہیں لاتے
اور وہ آخرت پر یقین نہیں رکھتے

38- وَاتَّبَعْتُ مِلَّةَ اٰبَاۗءِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ ۭ مَا كَانَ لَنَآ اَنْ نُّشْرِكَ بِاللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ۭ ذٰلِكَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ عَلَيْنَا وَعَلَي النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُوْنَ ﴿۳۸﴾

38- اور میں پیروی کرتا ہوں اپنے آباء
ابراہیم کے اور اسحاق کے اور یعقوب کے دین کی
نہیں ہے ہمارے لیے یہ روا
کہ ہم کسی بھی چیز کو اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرائیں
یہ وہ دین ہے جو ہم پر اور تمام انسانوں پر
اللہ کا فضل ہے
مگر اکثر لوگ شکر ادا نہیں کرتے

39- يٰصَاحِبَيِ السِّجْنِ ءَاَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ خَيْرٌ اَمِ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ﴿۳۹﴾

39- اے میرے جیل کے ساتھیو
کیا ایک دوسرے سے مختلف
قسم قسم کے معبود بہتر ہیں

3- تم نے جو جو خواب دیکھا ہے اس کے نتیجے میں جو کچھ تم کو پیش آنے والا ہے، اس کے پیش آنے سے بھی پہلے ہی بتا دوں گا کہ تمہارے ساتھ کیا ہونے والا ہے

4- یہ اس کی وضاحت ہے کہ میں نجومیوں اور کاہنوں کی مانند کوئی چلہ یا دم دارو کیے بغیر کیسے اور کیوں بتا دوں گا؟ اس لیے کہ یہ مجھے میرے رب نے سکھایا ہوا ہے اور میں اللہ اور یومِ آخرت پر ایمان نہ رکھنے والے جادوگروں، نجومیوں اور کاہنوں میں سے نہیں ہوں میں اپنے آباء کے دین کی پیروی کرتا ہوں جس میں ہم اللہ کے ساتھ کسی اور کو شریک نہیں ٹھہراتے اس حوالے سے حضرت یوسف علیہ السلام ان جوانوں کو دین حق کی برتری سے آگاہ کرتے ہیں اور جس دین پر جادوگر، کاہن اور ان کے ماننے والے یقین رکھتے تھے اس کی بنیادوں کی کمزوری سے انہیں آگاہ کرتے ہیں

یا اللہ واحد

جو ہر چیز پر غالب ہے؟[5]

40-مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِلَّآ اَسْمَآءً سَمَّيْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ؕ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ؕ اَمَرَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ ؕ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۴۰﴾

40- نہیں عبادت کرتے تم لوگ
اُس کے سوا
مگر صرف ناموں ہی کی
وہ نام جو تم نے خود ہی رکھے ہوئے ہیں
تم نے اور تمہارے اجداد نے[6]
اللہ نے تو ان کے حق میں
کوئی بھی سند نازل نہیں کی[7]
نہیں ہے حکم مگر صرف اللہ کے لیے ہی[8]
اس نے حکم دیا کہ
تم لوگ نہ عبادت کرو کسی کی
مگر صرف اس کی ہی
یہی ہے دین قیم
مگر اکثر لوگ جانتے نہیں

41- يٰصَاحِبَيِ السِّجْنِ اَمَّآ اَحَدُكُمَا فَيَسْقِيْ رَبَّهٗ خَمْرًا ۚ وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَيُصْلَبُ فَتَاْكُلُ الطَّيْرُ مِنْ رَّاْسِهٖ ؕ قُضِيَ الْاَمْرُ الَّذِيْ فِيْهِ تَسْتَفْتِيٰنِ ﴿۴۱﴾

41- اے میرے جیل میں ساتھیو
بہر حال تم دونوں میں سے ایک تو
اپنے مالک کو شراب پلائے گا

5- یعنی کیا یہ بہتر ہے کہ ایک ہی اللہ کی عبادت کی جائے جو سب امور پر غالب ہے یا مختلف حاجتوں کے لیے قسم قسم کے معبودوں سے مانگا جائے؟

6- تم نے جو بارش کا دیوتا، بیماری سے نجات کا دیوتا، اولاد دینے والا دیوتا جیسے الگ الگ نام اپنے دیوتاؤں کو دے رکھے ہیں، یہ صرف نام ہی ہیں جو تم نے اور تمہارے اجداد نے خود ان کے رکھے ہوئے ہیں

7- ان ناموں کے حوالے سے تم نے ان سے جو خصوصیات وابستہ کر رکھی ہیں، اللہ تعالیٰ نے اُن کی کوئی سند نازل نہیں کی ہوئی

8- یعنی کسی کام کے ہونے کا حکم صرف اللہ ہی دیتا ہے اس کے علاوہ کوئی اور ایسا حکم دینے والا نہیں

اور وہ دوسرا تو سولی پر چڑھایا جائے گا
اور پرندے اسکے سر میں سے نوچ نوچ کر کھائیں گے
اس معاملے کا فیصلہ کر دیا گیا ہے[9]
جس کے بارے میں
تم دونوں پوچھتے ہو"

42- وَقَالَ لِلَّذِیْ ظَنَّ اَنَّهٗ نَاجٍ مِّنْهُمَا اذْكُرْنِیْ عِنْدَ رَبِّكَ ۫ فَاَنْسٰىهُ الشَّیْطٰنُ ذِكْرَ رَبِّهٖ فَلَبِثَ فِی السِّجْنِ بِضْعَ سِنِیْنَ ﴿۴۲﴾

42- اور اس نے اس سے کہا
جس کے بارے میں اس کا خیال تھا
کہ وہ ان دونوں میں سے نجات پانے ولا ہے
"اپنے مالک سے میرا ذکر کرنا"[10]
مگر شیطان نے اس کو بھلا دیا تھا
اپنے مالک سے اس کا ذکر کرنا
سو وہ کئی سال جیل میں رہا[11]

ع ۵ ۷ ۱۵

6

43- وَقَالَ الْمَلِكُ اِنِّیْۤ اَرٰی سَبْعَ بَقَرٰتٍ سِمَانٍ یَّاْكُلُهُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ وَّسَبْعَ سُنْۢبُلٰتٍ خُضْرٍ وَّاُخَرَ یٰبِسٰتٍ ؕ یٰۤاَیُّهَا الْمَلَاُ اَفْتُوْنِیْ فِیْ رُءْیَایَ اِنْ كُنْتُمْ لِلرُّءْیَا تَعْبُرُوْنَ ﴿۴۳﴾

43- اور بادشاہ نے کہا "میں تو دیکھتا ہوں
سات موٹی تازی گائیں
ان کو سات دبلی پتلی گائیں کھا رہی ہیں
اور سات خوشے سرسبز
اور دوسرے سوکھے ہوئے خوشے

9- اپنے دین کی وضاحت کے بعد حضرت یوسف علیہ السلام انہیں ان کے خوابوں کی تعبیر بتاتے ہیں کہ ایک تو تم میں سے رہا ہو جائے گا اور بادشاہ کو شراب پلانے کی ڈیوٹی دے گا اور دوسرے کو پھانسی پر چڑھا دیا جائے گا اللہ کے ہاں یہ فیصلہ ہو چکا ہے

10- یعنی بادشاہ کو بتانا کہ اس کی حکمرانی میں کس طرح مجھے بغیر کسی جرم اور گناہ کے جیل میں بند کیا ہوا ہے اسے ساری حقیقت حال سے آگاہ کرنا

11- وہ نوجوان رہا تو ہو گیا تھا اور ڈیوٹی بھی وہی دے رہا تھا جو اس کو اس کے خواب کی تعبیر بتائی گئی تھی مگر کئی سال تک اس نے بادشاہ کو بتایا ہی نہیں تھا اور یوسف جیل میں ہی بند رہا تھا

اے درباریوں مجھے میرے خواب کی تعبیر بتاؤ
اگر تم خواب کی تعبیر کر سکتے ہو"[1]

44- قَالُوْٓا اَضْغَاثُ اَحْلَامٍ ۚ وَمَا نَحْنُ بِتَاْوِيْلِ الْاَحْلَامِ بِعٰلِمِيْنَ ﴿۴۴﴾

44- انہوں نے کہا "یہ تو مبہم خواب ہیں
اور ہم مبہم خوابوں کی تعبیر نہیں جانتے"[2]

45- وَقَالَ الَّذِيْ نَجَا مِنْهُمَا وَادَّكَرَ بَعْدَ اُمَّةٍ اَنَا اُنَبِّئُكُمْ بِتَاْوِيْلِهٖ فَاَرْسِلُوْنِ ﴿۴۵﴾

45- اور وہ جس نے ان دونوں قیدیوں میں سے
نجات پائی تھی
اور اسے مدت کے بعد یاد آیا تھا[3]
اس نے کہا "میں تمہیں اس کی تعبیر بتادوں گا
پس تم مجھے بھیج دو"[4]

46- يُوْسُفُ اَيُّهَا الصِّدِّيْقُ اَفْتِنَا فِيْ سَبْعِ بَقَرٰتٍ سِمَانٍ يَّاْكُلُهُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ وَّسَبْعِ سُنْۢبُلٰتٍ خُضْرٍ وَّاُخَرَ يٰبِسٰتٍ ۙ لَّعَلِّيْٓ اَرْجِعُ اِلَى النَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿۴۶﴾

46- اس نے کہا "اے یوسف، اے بہت ہی سچ بتانے والے[5]
ہمیں تعبیر بتا
سات موٹی گائیوں کے بارے میں
جنہیں سات دبلی پتلی کھا رہی ہیں
اور سات خوشے سرسبز
اور سات دوسرے سوکھے ہوئے

1- بادشاہ نے اپنے درباریوں کو اپنے خواب بتائے جن میں نجومی اور کاہن بھی ہوں گے کہ معاملہ بادشاہ کے خوابوں کا تھا اس نے بتایا کہ سات موٹی تازی گائیں تھیں جنہیں سات دبلی پتلی گائیں کھا رہی تھیں گندم کے سات دانوں سے بھرے خوشے تھے اور سات سوکھے خوشے تھے

2- ان کا جواب تھا کہ ہمیں تو ایسے مبہم خوابوں کا کوئی واضح مطلب سمجھ نہیں آ رہا

3- بادشاہ کا ساقی بھی موجود تھا اسے یوسف علیہ السلام اور ان کے خواب کا مطلب بتانے اور وہ خواب پورا ہو جانے کا واقعہ یاد آ گیا

4- یہ وہ بادشاہ سے ہی نہیں بھرے دربار میں کہتا ہے کہ مجھے بھیج دو، میں ان خوابوں کا مطلب پوچھ کر آتا ہوں جس انداز میں پورے یقین کے ساتھ وہ بھرے دربار میں کہتا ہے کہ میں ان خوابوں کا درست مطلب معلوم کر آؤں گا، اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ اس نے بادشاہ اور اس کے درباریوں کو یوسف علیہ السلام اور اپنے خوابوں کے بارے میں اور ان کی بتائی تعبیر کے بارے میں بھی بتایا ہوگا تب ہی تو انہوں نے اسے یوسف کے پاس بھیج دیا تھا

5- اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ اس کی اور جیل کے دوسرے لوگوں کی یوسف علیہ السلام کے بارے میں رائے کیا تھی "الصِّدِّيْقُ" یعنی بہت ہی سچ بتانے والے اور یہ بھی مطلب ہے کہ خوابوں کی بالکل درست تعبیر بتا دینے والے

47- قَالَ تَزْرَعُوْنَ سَبْعَ سِنِيْنَ دَاَبًا ۚ فَمَا حَصَدْتُّمْ فَذَرُوْهُ فِيْ سُنْۢبُلِهٖٓ اِلَّا قَلِيْلًا مِّمَّا تَاْكُلُوْنَ ﴿۴۷﴾

کہ میں ان لوگوں کی طرف واپس جاؤں
تا کہ وہ جان جائیں"[6]

47- یوسف نے کہا "تم سات سال مسلسل حسبِ معمول
کاشت کرو گے
سو تم جو کچھ کاٹو
اسے اس کے خوشوں میں ہی رہنے دو
اس تھوڑے سے کے سوا
جو تم اس میں سے کھاتے ہو[7]

48- ثُمَّ يَاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ سَبْعٌ شِدَادٌ يَّاْكُلْنَ مَا قَدَّمْتُمْ لَهُنَّ اِلَّا قَلِيْلًا مِّمَّا تُحْصِنُوْنَ ﴿۴۸﴾

48- پھر آویں گے اس کے بعد
سات سخت سال
وہ سال وہ سب کچھ کھا جائیں گے
جو بھی تم نے ان کے لیے پہلے سے رکھا ہوگا
مگر وہ تھوڑا سا ہی
جو تم اس میں سے بچا کر رکھ لو[8]

49- ثُمَّ يَاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ عَامٌ فِيْهِ يُغَاثُ النَّاسُ وَفِيْهِ يَعْصِرُوْنَ ﴿۴۹﴾ ع ۶ ۱۶

49- پھر اس کے بعد ایک ایسا سال آئے گا
جس میں لوگوں کے لیے مینہ برسایا جائے گا
اور اس سال وہ رس نچوڑیں گے"[9]

6- کون جان لیں؟ بادشاہ اور اس کے درباری

7- یوسف علیہ السلام اسے بادشاہ کے خوابوں کا مطلب ہی نہیں بتاتے بلکہ ان کے اثرات سے بچنے کا طریقہ بھی بتا دیتے ہیں یعنی سات سال حسبِ معمول فصلیں ہوں گی اس کے بعد سات سال ایسے آئیں گے جب موسمی حالات اچھے نہیں ہوں گے اور فصلیں نہ ہونے کے برابر ہوں گی یہ تو تھا خواب کا مفہوم، اس طویل خشک سالی کے اثرات سے کیسے بچا جائے؟ ان سات سالوں میں جو پیداوار ہو، اس میں سے خوشوں سے صرف اتنے دانے نکالنا جو کھانے کی ضروریات پوری کر سکیں باقی اسی طرح محفوظ کر لینا، دانے نہ نکالنا تا کہ انہیں کوئی بیماری اور کیڑے وغیرہ نہ لگ جائیں اس طرح تمہارا بچایا اناج ان خشک سالوں میں تمہارے کام آئے گا

8- یعنی نکالے ہوئے دانوں میں سے تم نئی فصلیں کاشت کرنے کے لیے بیج کی ضروریات پوری کرنے کے لیے کچھ بچا رکھو

9- ان خشک سالوں کے بعد آنے والے سال میں بارشیں خوب ہوں گی اس سے فصلوں کو وافر پانی ملے گا، اس سال پھر فصل اچھی ہوگی ◄◄

7

50- وَقَالَ الْمَلِكُ ائْتُوْنِيْ بِهٖ ۚ فَلَمَّا جَآءَهُ الرَّسُوْلُ قَالَ ارْجِعْ اِلٰى رَبِّكَ فَسْـَٔلْهُ مَا بَالُ النِّسْوَةِ الّٰتِيْ قَطَّعْنَ اَيْدِيَهُنَّ ؕ اِنَّ رَبِّيْ بِكَيْدِهِنَّ عَلِيْمٌ ۝۵۰

50- اور بادشاہ نے کہا ''اسے میرے پاس لے آؤ''[1]
سو جب قاصد اس کے پاس پہنچا
تو اس نے کہا ''اپنے مالک کے پاس واپس جا
اور اس سے پوچھ کہ ان عورتوں کا اصل معاملہ کیا تھا
جنہوں نے اپنے ہاتھ کاٹ لیے تھے
میرا رب تو ان کے مکر سے آگاہ ہے''[2]

51- قَالَ مَا خَطْبُكُنَّ اِذْ رَاوَدْتُّنَّ يُوْسُفَ عَنْ نَّفْسِهٖ ؕ قُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ مَا عَلِمْنَا عَلَيْهِ مِنْ سُوْٓءٍ ؕ قَالَتِ امْرَاَتُ الْعَزِيْزِ الْـٰٔنَ حَصْحَصَ الْحَقُّ ۫ اَنَا رَاوَدْتُّهٗ عَنْ نَّفْسِهٖ وَاِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝۵۱

51- بادشاہ نے پوچھا ''تمہارا مقصد کیا تھا
جب تم نے
یوسف کو رجھانے کی کوشش کی تھی؟''[3]
عورتوں نے کہا ''پاک ہے اللہ کی ذات
نہیں پائی تھی ہم نے اس کی کوئی برائی''[4]
عزیز کی بیوی نے کہا ''حق تو اب ظاہر ہو گیا ہے

◄◄ اور لوگ پھلوں اور ان بیجوں جن سے شیرہ نکالا جاتا ہے، خوب رس نکالیں گے یعنی سب فصلیں بہت اچھی ہوں گی

1- بادشاہ کو نہ صرف اپنے خوابوں کا مطلب اور مفہوم معلوم ہو گیا تھا بلکہ اسے تو اس کے ملک میں جو قحط پڑنے والا تھا، اس سے نجات کا طریقہ بھی بتا دیا گیا تھا وہ یوسف علیہ السلام کے علم و فراست سے بہت متاثر ہوا اور حکم دیا کہ اسے دربار میں لایا جائے

2- بادشاہ کا قاصد حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس پہنچا تو انہوں نے کہا کہ تم اپنے بادشاہ کے پاس واپس جاؤ اور اس سے کہو کہ وہ اس الزام کے بارے میں ان عورتوں سے پوچھے جس کی وجہ سے مجھے جیل میں بند رکھا گیا ہے میرا رب تو اس سے واقف ہے کہ ان عورتوں نے کیا مکر کیا تھا مگر تمہارے بادشاہ اور اس کے درباریوں کو بھی اصل حالات کا علم ہونا چاہیے اگر میں ایسے ہی تمہارے ساتھ چل پڑا تو اس الزام کا جھوٹ تو قائم رہے گا پہلے فیصلہ ہو جائے کہ سچا کون ہے اور جھوٹا کون ہے اس لیے پہلے بادشاہ خود اس کے بارے میں تحقیق کرے

3- بادشاہ کی طرف سے تحقیق و تفتیش کے دوران یہ ان عورتوں سے پوچھا جا رہا ہے

4- یہ ان عورتوں کا جواب ہے کہ ہم نے یوسف علیہ السلام میں کوئی برائی نہیں پائی تھی

بلاشبہ میں نے ہی اس کو پھسلانے کی کوشش کی تھی
پھانسنے کے لیے
اور واقعی وہ تو سچا ہے"[5]

52- ذٰلِكَ لِيَعْلَمَ اَنِّيْ لَمْ اَخُنْهُ بِالْغَيْبِ وَ اَنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ كَيْدَ الْخَآئِنِيْنَ ﴿۵۲﴾

52- "یہ سب اس لیے ہے
تاکہ وہ جان لے
کہ میں نے اس کی غیر حاضری میں
ہرگز اس کی خیانت نہیں کی تھی[6]
اور یہ کہ اللہ دغا بازوں کی فریب کاری کو
کبھی کامیاب نہیں ہونے دیتا

وَمَآ اُبَرِّئُ ۱۳

53- وَمَآ اُبَرِّئُ نَفْسِيْ ۚ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌۢ بِالسُّوْٓءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّيْ ۭ اِنَّ رَبِّيْ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۵۳﴾

53- اور میں اپنے نفس کو پاک نہیں ٹھہراتا[7]
بلاشبہ انسانی نفس تو
اسے برائی کے لیے ابھارتا ہے
مگر ہاں جس پر میرا رب کرم کر دے
میرا رب تو بہت ہی رحم کرنے والا
بخش دینے والا ہے"

54- وَقَالَ الْمَلِكُ ائْتُوْنِيْ بِهٖٓ اَسْتَخْلِصْهُ لِنَفْسِيْ ۚ

54- اور بادشاہ نے کہا "لاؤ اس کو میرے پاس

5- عزیز کی بیوی نے بھی تسلیم کر لیا کہ یوسف علیہ السلام سچا ہے اور میں نے ہی اسے پھنسانے کی کوشش کی تھی۔
6- تحقیق سے سب پر حضرت یوسف علیہ السلام کا سچا ہونا ثابت ہو گیا تو حضرت یوسف نے کہا کہ میں نے تحقیق کرانے کو اس لیے بھی کہا تھا کہ جس عزیز نے مجھے گھر میں رکھا ہوا تھا اسے اور باقی سب کو معلوم ہو جائے کہ میں نے اس کی غیر حاضری میں بھی اس کے حقوق کی حفاظت کی تھی اور اس کی بیوی کی طرف سے ورغلانے اور جیل میں بند کروا دینے کی دھمکی کے باوجود کوئی خیانت نہیں کی تھی
7- یعنی میں بھی باقی انسانوں کی مانند ہی ہوں اور ہر انسان کا نفس اسے برائی کے لیے ابھارتا ہے میں جو برائی کرنے سے بچ گیا تھا تو یہ اللہ کے کرم کی وجہ سے ہے

فَلَمَّا كَلَّمَهٗ قَالَ اِنَّكَ الْيَوْمَ لَدَيْنَا مَكِيْنٌ اَمِيْنٌ ﴿۵۴﴾

تا کہ میں اس کو اپنے لیے مخصوص کرلوں"[8]
سو جب اس نے اس سے بات چیت کی
تو کہا "بے شک آج تو ہمارے پاس محترم اور امین ہے"[9]

55- قَالَ اجْعَلْنِيْ عَلٰى خَزَآئِنِ الْاَرْضِ ۚ اِنِّيْ حَفِيْظٌ عَلِيْمٌ ﴿۵۵﴾

55- اس نے کہا "مجھے زمینی پیداوار کے گوداموں کا نگران بنا دے
میں تو باعلم نگران ہوں"[10]

56- وَكَذٰلِكَ مَكَّنَّا لِيُوْسُفَ فِي الْاَرْضِ ۚ يَتَبَوَّاُ مِنْهَا حَيْثُ يَشَآءُ ۭ نُصِيْبُ بِرَحْمَتِنَا مَنْ نَّشَآءُ وَلَا نُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۵۶﴾

56- اور اس طرح سے ہم نے
یوسف کو اس زمین میں بااختیار بنا دیا تھا
تا کہ وہ اس میں جہاں چاہے رہ سکے[11]
ہم جس کو چاہیں اپنی رحمت سے نواز دیتے ہیں
اور ہم اچھائی کرنے والوں کا اجر
ہرگز ضائع نہیں کیا کرتے[12]

57- وَلَاَجْرُ الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ﴿۵۷﴾ ع ۸

57- اور جو لوگ ایمان لائیں اور اللہ سے ڈرتے رہیں[13]
ان کے لیے آخرت کا اجر بہت ہی بہتر ہوتا ہے

8- اس تحقیق سے بادشاہ پر حضرت یوسف علیہ السلام کی فراست اور علم کے بعد امانت کی ہر صورت حفاظت کرنے کی بلند کرداری بھی ثابت ہوگئی تو اس نے حکم دیا کی یوسف کو جیل سے نکال لاؤ میں اسے اپنا خصوصی مشیر بنانا چاہتا ہوں

9- یوسف علیہ السلام کو لایا گیا بادشاہ نے اس سے بات چیت کی ظاہر ہے اس میں اہم موضوع وہی رہا ہوگا کہ قحط کے سات سالوں سے کیسے نپٹا جائے اس بارے میں حضرت یوسف کی گفتگو اور معاملات کے بارے میں ان کی فراست سے متاثر ہو کر بادشاہ نے فوری طور پر اعلان کر دیا کہ آج سے آپ میرے باوقار منصب دار ہیں اور آپ کے حوالے اہم معاملات یعنی امانت کی جا رہی ہے

10- بادشاہ نے منصب دینے کا اعلان کر دیا تو یوسف علیہ السلام نے کہا کہ غلہ کے گوداموں کی نگرانی اور انتظام میرے حوالے کر دو میں آنے والے حالات کا مقابلہ کرنے کے لیے ان کی نگرانی اور دیکھ بھال کروں گا میں ایسا کر سکتا ہوں

11- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اس طرح ہم نے یوسف علیہ السلام کو اس ملک میں بااختیار بنا دیا تھا اسی ملک میں جہاں اسے فروخت کیا گیا تھا اور اتنے سال جیل میں بند رکھا گیا تھا ہم نے اسے آزادی دلائی اور بااختیار بنا دیا اور وہ پورے ملک میں جہاں چاہے جا سکتا تھا یعنی اس کے اختیارات کا دائرہ پورے ملک تک وسیع تھا، وہ بہت ہی بااختیار تھا اس پر کوئی پابندی نہیں رہی تھی

12- ہم نیکی اور اچھائی کرنے والوں کو اپنے فضل اور کرم سے اسی طرح نوازتے ہیں جس طرح ہم نے یوسف علیہ السلام کو اس کی نیکیوں کا اتنا بڑا اجر دیا تھا

13- آخرت میں ہم ان کو بہت بڑا درجہ دیں گے۔ کن کو؟ ان کو جو ایمان لائیں اور اللہ سے ڈرتے رہیں یعنی اللہ کے احکام کی پابندی کریں

8

58- وَجَآءَ اِخْوَةُ يُوْسُفَ فَدَخَلُوْا عَلَيْهِ فَعَرَفَهُمْ وَهُمْ لَهٗ مُنْكِرُوْنَ ﴿۵۸﴾

58- اور یوسف کے بھائی آئے[1]
اور اس کے سامنے حاضر ہو گئے
سو اس نے انہیں پہچان لیا
مگر وہ اسے نہیں پہچانتے تھے[2]

59- وَلَمَّا جَهَّزَهُمْ بِجَهَازِهِمْ قَالَ ائْتُوْنِيْ بِاَخٍ لَّكُمْ مِّنْ اَبِيْكُمْ ۚ اَلَا تَرَوْنَ اَنِّيْٓ اُوْفِي الْكَيْلَ وَاَنَا خَيْرُ الْمُنْزِلِيْنَ ﴿۵۹﴾

59- اور جب اس نے ان کا سامان تیار کر دیا
تو کہا "اپنے پدری بھائی کو ساتھ لے کر میرے پاس آنا
کیا تم دیکھتے نہیں کہ میں پورا ماپ دیتا ہوں
اور میں بہترین مہمان نوازی کرنے والا ہوں[3]

60- فَاِنْ لَّمْ تَاْتُوْنِيْ بِهٖ فَلَا كَيْلَ لَكُمْ عِنْدِيْ وَلَا تَقْرَبُوْنِ ﴿۶۰﴾

60- سو اگر تم اس کو میرے پاس نہ لائے
تو میرے پاس تمہارے لیے کوئی غلہ نہیں ہوگا
اور نہ ہی تم میرے قریب آسکو گے"[4]

61- قَالُوْا سَنُرَاوِدُ عَنْهُ اَبَاهُ وَاِنَّا لَفٰعِلُوْنَ ﴿۶۱﴾

61- انہوں نے کہا "ہم لازماً اس کے باپ سے
اسے مانگیں گے
اور ہم ضرور ایسا کریں گے"[5]

1- حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی اناج لینے مصر آئے قحط کے سات سال شروع ہو چکے تھے اور اس قحط کی سختی سے مصر کے گرد و نواح کے جو ممالک متاثر ہوئے تھے کنعان بھی ان میں شامل تھا

2- بیرونی ممالک سے آنے والوں کو اپنی اناج کی ضروریات کے سلسلے میں حضرت یوسف علیہ السلام کے سامنے پیش ہونا پڑتا ہوگا اپنے حالات اور ضروریات بتاتے وقت حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی انہیں پہچان نہیں سکے تھے

3- جب ان کے لیے اناج اور سامان تیار ہو گیا تو حضرت یوسف نے ان سے کہا کہ آئندہ آؤ تو اپنے باپ کی طرف بھائی کو بھی لے کر آنا جسے تم پیچھے چھوڑ آئے ہو یعنی بنیامین کو اور کہا کہ دیکھ لو یہاں تمہارے ساتھ کیسا اچھا سلوک کیا گیا ہے تمہیں تمہاری پونجی کے حساب سے پورا پورا اناج دیا گیا ہے ماپ سے مراد اناج کی پیمائش ہے اس زمانے میں ترازوں سے تولنے کی بجائے اناج ایک خاص پیمائش کے برتن سے ناپا جاتا تھا ہمارے ہاں بھی آج سے پچاس ساٹھ سال پہلے اناج ایسے ہی ماپا جاتا تھا اور ماپنے کے پیالہ نما برتن کو دھڑو پا کہا جاتا تھا

4- یعنی اگر تم اسے نہ لائے تو تمہیں اناج نہیں ملے گا

5- یہ ان کے بھائیوں کا جواب تھا کہ ہم اپنے باپ کو قائل کرنے کی پوری کوشش کریں گے کہ وہ بنیامین کو ہمارے ساتھ بھیج دے اور ہمیں امید ہے کہ ہم اس میں کامیاب ہو جائیں گے

62- وَقَالَ لِفِتْيٰنِهِ اجْعَلُوْا بِضَاعَتَهُمْ فِيْ رِحَالِهِمْ لَعَلَّهُمْ يَعْرِفُوْنَهَآ اِذَا انْقَلَبُوْٓا اِلٰٓى اَهْلِهِمْ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿۶۲﴾

62- اور اس نے اپنے خدام سے کہا ''ان کا سرمایہ ان کی
بوریوں میں رکھ دو
کہ وہ اسے وہاں پالیں
جب وہ اپنے گھر والوں کے پاس پہنچیں
تاکہ وہ پھر آویں''[6]

63- فَلَمَّا رَجَعُوْٓا اِلٰٓى اَبِيْهِمْ قَالُوْا يٰٓاَبَانَا مُنِعَ مِنَّا الْكَيْلُ فَاَرْسِلْ مَعَنَآ اَخَانَا نَكْتَلْ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ﴿۶۳﴾

63- سو جب وہ لوٹ کر اپنے باپ کے پاس آئے
تو کہا ''اے ہمارے باپ ہمارے لیے
اناج روک دیا گیا ہے[7]
پس بھیج دے ہمارے بھائی کو ہمارے ساتھ
کہ ہم اناج لا سکیں
اور ہم ضرور اس کی حفاظت کریں گے''

64- قَالَ هَلْ اٰمَنُكُمْ عَلَيْهِ اِلَّا كَمَآ اَمِنْتُكُمْ عَلٰٓى اَخِيْهِ مِنْ قَبْلُ ؕ فَاللّٰهُ خَيْرٌ حٰفِظًا ۪ وَّهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿۶۴﴾

64- اس نے کہا
''کیا میں اس کے معاملے میں
تم پر ویسے ہی اعتماد کر لوں
جیسے اس سے پہلے
اس کے بھائی کے معاملے میں

6- حضرت یوسف علیہ السلام نے سامان تیار کرنے والے اپنے خدام کو ہدایت کی کہ ان کی پونجی اور جو کچھ بھی انہوں نے اناج کے بدلہ میں دیا ہے، سب کچھ ان کی اناج کی بوریوں میں رکھ دو اس طرح کہ انہیں پتہ ہی نہ چل سکے اور جب اپنے گھر پہنچ کر وہ سامان کھولیں تو انہیں معلوم ہو کہ وہ سب سرمایہ تو انہیں واپس کر دیا گیا ہے حضرت یوسف علیہ السلام نے ایسا کیوں کرایا تھا؟ ان کے اپنے الفاظ میں ''تاکہ وہ پھر آویں'' ان کی اچھی طرح مہمان نوازی کی گئی ان کا سامان اچھی طرح تیار کروایا گیا اور پھر ان کا سرمایہ بھی انہیں واپس کر دیا گیا تاکہ ان کے پاس سرمائے کی بھی کمی نہ ہو اور حسنِ سلوک کے اس بے مثل انداز سے متاثر کو کر وہ پھر اناج لینے آئیں اور کوئی مشکل محسوس نہ کریں اور بنیامین سے ملنے کی صورت پیدا ہو جائے جس کی پہلے ہی شرط لگا دی گئی تھی

7- یعنی ہمیں کہہ دیا گیا ہے کہ اپنے بھائی کو نہیں لاؤ گے تو اناج نہیں ملے گا اب اناج ملنے کی واحد صورت یہ ہے کہ آپ اسے ہمارے ساتھ بھیج دیں

میں نے تم پر اعتماد کیا تھا؟
اور اللہ ہی بہتر حفاظت کرنے والا ہے
اور وہ سب سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے"[8]

65- وَلَمَّا فَتَحُوْا مَتَاعَهُمْ وَجَدُوْا بِضَاعَتَهُمْ رُدَّتْ اِلَيْهِمْ ؕ قَالُوْا يٰۤاَبَانَا مَا نَبْغِيْ ؕ هٰذِهٖ بِضَاعَتُنَا رُدَّتْ اِلَيْنَا ۚ وَنَمِيْرُ اَهْلَنَا وَنَحْفَظُ اَخَانَا وَنَزْدَادُ كَيْلَ بَعِيْرٍ ؕ ذٰلِكَ كَيْلٌ يَّسِيْرٌ ﴿۶۵﴾

65- اور جب انہوں نے اپنا سامان کھولا
اور دیکھا کہ ان کا سرمایہ ان کو واپس کر دیا گیا ہے
تو انہوں نے کہا "اے ہمارے باپ ہم اس سے
زیادہ اور کیا چاہتے ہیں؟
یہ لیں ہمارا سرمایہ تو واپس کر دیا گیا ہے
اور ہم اپنے گھر والوں کے لیے اناج لائیں گے
اور اپنے بھائی کی حفاظت کریں گے
اور ایک اونٹ کا بوجھ اناج زیادہ پائیں گے
یہ غلہ تو قلیل ہے"[9]

66- قَالَ لَنْ اُرْسِلَهٗ مَعَكُمْ حَتّٰى تُؤْتُوْنِ مَوْثِقًا مِّنَ اللّٰهِ لَتَاْتُنَّنِيْ بِهٖۤ اِلَّاۤ اَنْ يُّحَاطَ بِكُمْ ۚ فَلَمَّاۤ اٰتَوْهُ مَوْثِقَهُمْ قَالَ اللّٰهُ عَلٰى مَا نَقُوْلُ وَكِيْلٌ ﴿۶۶﴾

66- اس نے کہا "میں تو اسکو ہرگز تمہارے ساتھ نہیں بھیجوں گا
اس وقت تک کہ تم مجھے
اللہ کے نام پر پختہ عہد دو
کہ تم ضرور اس کو میرے پاس واپس لے آؤ گے

8- قحط تھا، اناج کی ضرورت تھی اور اس کے ملنے کی ایک ہی صورت تھی کہ بنیامین کو بھی حضرت یعقوب علیہ السلام اپنے بیٹوں کے ساتھ بھیج دیں انہوں نے پہلے تو اپنے بیٹوں کو بتا دیا کہ میں تم پر اعتبار نہیں کر سکتا پہلے میں نے تم پر یوسف علیہ السلام کے معاملے میں بھی تو اعتبار کیا تھا اب کیسے کر لوں؟

9- معلوم ہوتا ہے کہ فی فرد ایک اونٹ کے بوجھ کے برابر اناج دیا جاتا تھا اس لیے وہ اپنے باپ سے درخواست کرتے ہیں کہ جو اناج ہم لائے ہیں، یہ ہماری ضرورت کے لیے کافی نہیں بنیامین ہمارے ساتھ جائے گا تو ایک اونٹ کا بوجھ اناج مزید مل جائے گا اور ساتھ ہی وہ اپنی درخواست میں وزن پیدا کرنے کے لیے وہ پونجی دکھا کر کہتے ہیں کہ ہمیں اناج بھی دے دیا گیا ہے اور ہماری پونجی بھی واپس کر دی گئی ہے اس سے اچھا سلوک اور کیا ہو سکتا ہے؟

مگر یہ کہ تم کہیں گھیر لیے جاؤ"[10]

پس جب انہوں نے اس کو اپنا پختہ عہد دے دیا

تو اس نے کہا "اللہ اس سب پر گواہ ہے

جو کچھ ہم کہتے ہیں"[11]

67- وَقَالَ يٰبَنِيَّ لَا تَدْخُلُوْا مِنْۢ بَابٍ وَّاحِدٍ وَّادْخُلُوْا مِنْ اَبْوَابٍ مُّتَفَرِّقَةٍ ؕ وَمَآ اُغْنِيْ عَنْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ؕ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ؕ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ ۚ وَعَلَيْهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ﴿۶۷﴾

67- اور اس نے کہا "اے میرے بیٹو تم سب

ایک ہی دروازے سے داخل نہ ہونا

شہر میں مختلف دروازوں سے داخل ہونا

جبکہ میں اللہ کی طرف سے آئی کوئی بھی چیز

تم سے دور نہیں کر سکتا

حکم تو اللہ ہی کے لیے ہے[12]

میں اسی پر بھروسہ کرتا ہوں

اور بھروسہ کرنیوالوں کو اسی پر بھروسہ کرنا چاہیے"[13]

68- وَلَمَّا دَخَلُوْا مِنْ حَيْثُ اَمَرَهُمْ اَبُوْهُمْ ؕ مَا كَانَ يُغْنِيْ عَنْهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ اِلَّا حَاجَةً فِيْ نَفْسِ يَعْقُوْبَ قَضٰىهَا ؕ وَاِنَّهٗ لَذُوْ عِلْمٍ لِّمَا عَلَّمْنٰهُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۶۸﴾ ع ۸ ۱۱ ۲

68- اور جب وہ اسی طریقے سے داخل ہوئے

جیسے ان کے باپ نے حکم دیا تھا

تو اس طریقہ نے اللہ کی طرف سے آئی

کوئی بھی چیز ان پر سے دور تو نہیں کی تھی

10- یعنی اگر کہیں تم سب کسی جگہ روک لیے جاؤ تو وہ الگ بات ہے

11- ہم جو ایک دوسرے سے عہد و پیمان کر رہے ہیں یاد رکھو اس کو اللہ تعالیٰ دیکھ اور سن رہے ہیں

12- الگ الگ دروازوں سے شہر میں داخل ہونے کی ہدایت کے بعد حضرت یعقوب کہتے ہیں کہ اللہ کی طرف سے اگر کوئی مصیبت آئے تو میں اسے تم پر سے روک نہیں سکوں گا یہ جو کچھ کہہ رہا ہوں احتیاط کے لیے کہہ رہا ہوں ورنہ جو کچھ ہونا ہوتا ہے، اس کا فیصلہ تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اسے کوئی نہیں بدل سکتا

13- یعنی اللہ کے سوا کسی بھی اور پر بھروسہ نہیں کیا جا سکتا

مگر اس سے یعقوب کی دلی تمنا پوری ہو گئی تھی[14]
اور وہ تو صاحبِ علم تھا
اس کے سبب جو ہم نے اسے پڑھایا ہوا تھا
اور لیکن اکثر لوگ جانتے نہیں[15]

9

69- وَلَمَّا دَخَلُوْا عَلٰى يُوْسُفَ اٰوٰٓى اِلَيْهِ اَخَاهُ قَالَ اِنِّيْٓ اَنَا اَخُوْكَ فَلَا تَبْتَئِسْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۶۹﴾

69- اور جب وہ یوسف کے پاس پہنچے
تو اس نے اپنے بھائی کو اپنے پاس بلا لیا[1]
کہا "میں تو تیرا بھائی ہوں
سو جو کچھ وہ کرتے رہے ہیں اس کا افسوس نہ کر"[2]

70- فَلَمَّا جَهَّزَهُمْ بِجَهَازِهِمْ جَعَلَ السِّقَايَةَ فِيْ رَحْلِ اَخِيْهِ ثُمَّ اَذَّنَ مُؤَذِّنٌ اَيَّتُهَا الْعِيْرُ اِنَّكُمْ لَسٰرِقُوْنَ ﴿۷۰﴾

70- اور جب ان کا سامان تیار کر دیا گیا
تو اس نے اپنے بھائی کے سامان میں
اپنا پیالہ رکھ دیا[3]
پھر ایک پکارنے والے نے پیچھے سے آواز دی
"او قافلے والو تم تو چور ہو"[4]

14- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ حضرت یعقوب علیہ السلام کے دل کی خواہش تھی جس پر ان کے بیٹوں نے عمل کیا ورنہ اگر ہم ان کے بیٹوں کے بارے میں کوئی فیصلہ کر لیتے تو ان کے باپ کی ہدایت اور خواہش اس فیصلے پر عمل درآمد میں رکاوٹ نہیں بن سکتی تھی وہ سب سلامتی کے ساتھ جو وہاں پہنچ گئے تھے، وہ ہمارا اپنا فیصلہ تھا ہم نے انہیں وہاں بخیریت پہنچا دیا تھا

15- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یعقوب کو اس کا علم تھا کہ ہمارے فیصلے کو کوئی بدل نہیں سکتا اور یہ ہم نے ہی انہیں سکھایا ہوا تھا اور اسی وجہ سے انہوں نے اپنے بیٹوں کو پہلے ہی بتا دیا تھا کہ میں اللہ کے فیصلے کو تم سے ٹال نہیں سکوں گا یعنی وہ اس پر کامل ایمان رکھتے تھے مگر اکثر لوگوں کو اس بات کا علم نہیں کہ ہمارے فیصلے کو کوئی بھی ٹال نہیں سکتا اور اسی بے علمی کی وجہ سے وہ ہمارے علاوہ دوسروں کو بھی حاجت روا سمجھتے ہیں

1- یعنی جب وہ پھر سے اناج لینے آئے تو حضرت یوسف علیہ السلام کی فرمائش کے مطابق بنیامین سمیت اس کے پاس پہنچ گئے

2- مہمان نوازی کی نشست میں حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائی کو اپنے پاس بلا لیا اور بتا دیا کہ میں تمہارا بھائی یوسف ہوں اور اس سے کہا کہ ہمارے یہ بھائی جو کچھ کرتے رہے ہیں، اُس کا بُرا نہ مان

3- جب سامان تیار ہو گیا تو حضرت یوسف نے چپکے سے اپنے بھائی کے سامان میں اپنی طرف سے تحفہ کے طور پر اپنا پانی پینے کا قیمتی پیالہ رکھ ◄◄

71- قَالُوْا وَ اَقْبَلُوْا عَلَيْهِمْ مَّاذَا تَفْقِدُوْنَ ﴿۷۱﴾

71- انہوں نے پکارنے والوں سے پوچھا "تمہاری کون سی چیز گم ہوگئی ہے؟"

72- قَالُوْا نَفْقِدُ صُوَاعَ الْمَلِكِ وَلِمَنْ جَآءَ بِهٖ حِمْلُ بَعِيْرٍ وَّ اَنَا بِهٖ زَعِيْمٌ ﴿۷۲﴾

72- انہوں نے کہا
"ہمارے آقا کا پانی پینے کا پیالہ گم ہوگیا ہے
اور جو شخص وہ پیالہ لا دے
اس کے لیے ایک اونٹ کا بوجھ اناج ہے
اور میں اس کا ضامن ہوں"[5]

73- قَالُوْا تَاللّٰهِ لَقَدْ عَلِمْتُمْ مَّا جِئْنَا لِنُفْسِدَ فِي الْاَرْضِ وَمَا كُنَّا سٰرِقِيْنَ ﴿۷۳﴾

73- انہوں نے کہا "اللہ کی قسم تم تو جانتے ہو
کہ ہم اس ملک میں فساد پھیلانے نہیں آئے
اور ہم ہرگز چوری کرنے والے نہیں ہیں"[6]

74- قَالُوْا فَمَا جَزَآؤُهٗٓ اِنْ كُنْتُمْ كٰذِبِيْنَ ﴿۷۴﴾

74- انہوں نے پوچھا "تو پھر کیا سزا ہے چوری کرنے والے کی
اگر تم جھوٹے نکلے؟"[7]

◀◀ دیا تا کہ باپ دیکھ کر خوش ہوجائے حضرت یوسف نے بنیامین کو بتا کر اس کے سامان میں وہ قیمتی تحفہ خود رکھا تھا تا کہ کسی اور کو پتہ نہ چل جائے

4- وہ سامان کے ساتھ روانہ ہوگئے تو خدام نے دیکھا کہ پانی پینے کا قیمتی پیالہ نہیں مل رہا انہیں شبہ ہوا کہ وہی نہ لے گئے ہوں وہ ان کے پیچھے گئے اور کہا کہ تم پیالہ چوری کر کے لائے ہو

5- حضرت یوسف کے خدام کو تو یہ فکر تھی کہ پیالہ نہ ملا تو ان سے ہی پوچھا جائے گا کہ کہاں گیا اتنا قیمتی پیالہ ان کے سربراہ نے حضرت یوسف کے بھائیوں سے کہا کہ اپنا سامان دیکھو جو کوئی ڈھونڈ کر پیالہ واپس کر دے گا، ہم اسے ایک اونٹ کے بوجھ کے برابر انعام دیں گے میں اس کا ضامن ہوں کہ انعام دیا جائے گا، کوئی سزا نہیں دی جائے گی

6- برادرانِ یوسف نے جواب دیا کہ تم تو ہمیں جانتے ہو، ہم پہلے بھی آئے تھے اور اسی طرح تمہارے آقا کے مہمان رہے تھے ہم تو ایسے نہیں کہ اس ملک میں کوئی ایسا کام کریں جس سے کوئی خرابی پیدا ہوجائے اور ہم ایسے بھی نہیں کہ کوئی چیز چرا لیں

7- پیالہ گم ہوگیا تھا برادرانِ یوسف کہتے تھے کہ ہمارے پاس تو ہے نہیں اگر ایسا ہے تو پیالہ گیا کہاں؟ خدام کو شبہ تھا کہ انہوں نے چرایا ہے اور جھوٹ بول رہے ہیں، اس لیے انہوں نے کہا کہ ہم تمہارے سامان کی تلاشی لیں گے یہ بتاؤ کہ اگر تمہارے سامان میں سے پیالہ مل گیا اور تم جھوٹے ثابت ہوگئے تو تمہاری کیا سزا ہونی چاہیے؟

75- قَالُوْا جَزَآؤُهٗ مَنْ وُّجِدَ فِيْ رَحْلِهٖ فَهُوَ جَزَآؤُهٗ ؕ كَذٰلِكَ نَجْزِي الظّٰلِمِيْنَ ﴿۷۵﴾

75- انہوں نے کہا "اس کی سزا وہ شخص خود ہے
جس کے سامان میں پیالہ پایا جائے
اس کا بدلہ وہی ہے
ہم ظالموں کو اسی طریقے سے سزا دیتے ہیں"[8]

76- فَبَدَاَ بِاَوْعِيَتِهِمْ قَبْلَ وِعَآءِ اَخِيْهِ ثُمَّ اسْتَخْرَجَهَا مِنْ وِّعَآءِ اَخِيْهِ ؕ كَذٰلِكَ كِدْنَا لِيُوْسُفَ ؕ مَا كَانَ لِيَاْخُذَ اَخَاهُ فِيْ دِيْنِ الْمَلِكِ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ ؕ نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَآءُ ؕ وَفَوْقَ كُلِّ ذِيْ عِلْمٍ عَلِيْمٌ ﴿۷۶﴾

76- سو اس نے دوسروں کے سامان سے
تلاشی شروع کر دی
اپنے بھائی کے سامان سے پہلے
پھر نکال لیا وہ پیالہ اپنے بھائی کے سامان سے[9]
ہم نے اس طرح سے یوسف کے لیے تدبیر کی تھی[10]
بادشاہ کے قانون کے تحت تو
وہ اپنے بھائی کو روک نہیں سکتا تھا

8- برادرانِ یوسف نے کہا کہ ہمارے ہاں کے قانون کے مطابق ذمہ دار وہ ہوتا ہے جس نے چوری کی ہو تم ہمارے سامان کی تلاشی لینا چاہتے ہو تو لے لو جس کے سامان سے پیالہ مل جائے وہی سزاوار ہوگا اسے روک لینا

9- وہ ایک باہر کے ملک سے تعلق رکھتے تھے خدام جانتے تھے کہ حضرت یوسف ان کے ساتھ کیسا اچھا سلوک کرتے رہے تھے اور ان کی کیسی میزبانی کی جاتی رہی تھی وہ انہیں واپس حضرت یوسف کے پاس لے گئے اور بتایا کہ قیمتی پیالہ گم ہو گیا ہے اور ہمیں شبہ ہے کہ انہوں نے ہی چرایا ہے قیمتی پیالہ چوری ہو گیا تھا خدام کو یقین کی حد تک شبہ تھا کہ انہوں نے ہی چرایا ہے حضرت یوسف کی پوزیشن ایسی ہو گئی تھی کہ وہ انہیں نہیں کہہ سکتے تھے کہ جانے دو، انہوں نے پیالہ نہیں چرایا سوال پیدا ہو جاتا کہ اگر انہوں نے پیالہ نہیں چرایا تو پھر وہ پیالہ گیا کہاں؟ انہوں نے اپنے سامنے اپنے بھائیوں کے سامان کی تلاشی لینے کی اجازت دے دی، خدام نے سامان کھول کھول کر دیکھنا شروع کر دیا لیکن ہوا ایسے کہ بنیامین سے پہلے دوسروں کا سامان کھولا گیا "سو اس نے دوسروں کے سامان سے کی تلاشی شروع کر دی" اس کا مطلب یہ نہیں کہ حضرت یوسف خود سامان کھول کھول کر تلاشی لے رہے تھے مطلب یہ ہے کہ تلاشی لینے والے نے ان کے بھائیوں کے سامان سے تلاشی شروع کر دی اور اسے بنیامین کے سامان میں وہ پیالہ مل گیا

10- اللہ تعالیٰ نے کیا تدبیر کی تھی؟ ان کے بھائی کے ان کے پاس رہ جانے کی صورت پیدا کر دی تھی وہ اپنے بھائی کو اپنے پاس رکھنا چاہتا تھا مگر کیسے رکھ لے؟ مصر کے بادشاہ کے قانون کے تحت تو اسے بلا وجہ روکا نہیں جا سکتا تھا دورانِ بحث حضرت یوسف کے بھائیوں نے خود ہی کہہ دیا کہ اگر ہم میں سے کسی کے سامان میں سے تمہارا پیالہ مل گیا تو تم اسے اپنے پاس رکھ لینا یہ سزا انہوں نے خود تجویز کی تھی اور اس حوالے سے بنیامین کو روک لینے کی صورت پیدا ہو گئی تھی کہ یوسف اسے غلام بنا کر اپنے پاس رکھ لے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ سب کچھ ہماری اپنی تدبیر سے ہوا تھا کیونکہ "ہوتا وہی ہے جو اللہ چاہے"

مگر ہوتا وہی ہے جو اللہ چاہے
وہ بلند کر دیتا ہے درجات
جس کسی کے چاہے
اور وہ ایسا علم رکھنے والا ہے
جو ہر صاحبِ علم سے بالاتر ہے[11]

77- قَالُوْٓا اِنْ يَّسْرِقْ فَقَدْ سَرَقَ اَخٌ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ ۚ فَاَسَرَّهَا يُوْسُفُ فِيْ نَفْسِهٖ وَلَمْ يُبْدِهَا لَهُمْ ۚ قَالَ اَنْتُمْ شَرٌّ مَّكَانًا ۚ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا تَصِفُوْنَ ﴿۷۷﴾

77- انہوں نے کہا "اگر اس نے چوری کی ہے
تو اس کے بھائی نے بھی چوری کی تھی
اس سے پہلے"[12]
مگر یوسف نے اس بات کو اپنے دل میں چھپا لیا
اور اسے ان پر ظاہر نہ ہونے دیا[13]
اور زیرِ لب کہا
"تمہارا مقام تو بہت ہی بُرا ہے
اور اللہ خوب جانتا ہے
اس کے بارے میں جو تم کہتے ہو"

78- قَالُوْا يٰٓاَيُّهَا الْعَزِيْزُ اِنَّ لَهٗٓ اَبًا شَيْخًا كَبِيْرًا فَخُذْ اَحَدَنَا مَكَانَهٗ ۚ اِنَّا نَرٰىكَ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۷۸﴾

78- انہوں نے کہا "اے عزیز اس کا باپ تو
بہت ہی بوڑھا ہے
پس آپ اس کی جگہ ہم میں سے کسی کو رکھ لیں

11- یعنی ہم کیا کرنا چاہتے ہیں، اس کا کسی کو علم نہیں ہوتا ہر صاحبِ علم سے ہمارا علم بلند و برتر ہے اور ہمارے منصوبوں سے کوئی واقف نہیں ہوتا حضرت یوسف کو بھی علم نہیں تھا کہ ایسا ہو جائے گا مگر ہم نے ایسا کر دیا تھا اور بنیامین کو روک لینے کے اسباب فراہم کر دیئے تھے، یہ ہماری اپنی تدبیر تھی

12- یہ الزام سے زیادہ درگزر کرنے کی درخواست کے حوالے سے ہے کہ اسے سردار، اس کے بھائی نے بھی چوری کی تھی یہ ان کی عادت ہے، جانے دیں

13- یعنی حضرت یوسف نے ان کی کسی بات کی تردید کی نہ ردِعمل ظاہر کیا بلکہ اس پر خاموشی اختیار کی کہ بھید نہ کھل جائے اور انہیں نہیں بتایا کہ بنیامین نے چوری نہیں کی بلکہ میں نے خود ان کے سامان میں پیالہ رکھ دیا تھا

ع ۱۱ ۹ ۳

79- قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ اَنْ نَّاْخُذَ اِلَّا مَنْ وَّجَدْنَا مَتَاعَنَا عِنْدَهٗٓ ۙ اِنَّآ اِذًا لَّظٰلِمُوْنَ ﴿۷۹﴾

79- اس نے کہا "اللہ کی پناہ!
اس سے کہ ہم رکھ لیں
سوائے اس شخص کے
جس کے پاس ہم نے اپنی چیز پائی ہے
ایسا کرنے سے تو ہم بے انصافوں میں سے ہو جائیں گے"[15]

10

80- فَلَمَّا اسْتَيْـَٔسُوْا مِنْهُ خَلَصُوْا نَجِيًّا ؕ قَالَ كَبِيْرُهُمْ اَلَمْ تَعْلَمُوْٓا اَنَّ اَبَاكُمْ قَدْ اَخَذَ عَلَيْكُمْ مَّوْثِقًا مِّنَ اللّٰهِ وَمِنْ قَبْلُ مَا فَرَّطْتُّمْ فِيْ يُوْسُفَ ۚ فَلَنْ اَبْرَحَ الْاَرْضَ حَتّٰى يَاْذَنَ لِيْٓ اَبِيْٓ اَوْ يَحْكُمَ اللّٰهُ لِيْ ۚ وَهُوَ خَيْرُ الْحٰكِمِيْنَ ﴿۸۰﴾

80- سو جب وہ اس سے مایوس ہو گئے[1]
تو الگ بیٹھ کر مشورہ کرنے لگے
ان میں سے سب سے بڑے نے کہا
"کیا تمہیں یاد نہیں کہ
تمہارے باپ نے تم سے
اللہ کے نام پر پختہ عہد لیا ہوا ہے
اور اس سے پہلے تم نے
یوسف کے معاملے میں زیادتی کی تھی

14- مقدمہ ہارنے کے بعد انہوں نے درخواست کی کہ جیسے ہم پر پہلے احسان کیا جاتا رہا ہے ایک اور احسان کریں اور بنیامین کو نہ روکیں کیونکہ اس کا بوڑھا باپ دکھ برداشت نہیں کر سکے گا حضرت یوسف کو انہوں نے "اے عزیز" کہا تھا جو بہت بااختیار شاہی عہدیدار اور سردار کا ٹائٹل ہوگا جیسا کہ اس سردار کو بھی عزیز کہا گیا ہے جس نے حضرت یوسف کو اپنے لیے خریدا تھا

15- یعنی ہم بے انصافی نہیں کر سکتے

1- جب ان کی کوئی بھی دلیل اور درخواست حضرت یوسف نے قبول نہ کی

سو میں تو ہرگز یہاں سے واپس نہیں جاؤں گا[2]
اس وقت تک کہ میرا باپ مجھے اجازت دیدے
یا اللہ میرے حق میں کوئی فیصلہ کردے[3]
اور وہ سب سے اچھا فیصلہ کرنے والا ہے

81- اِرْجِعُوْٓا اِلٰٓى اَبِيْكُمْ فَقُوْلُوْا يٰٓاَبَانَآ اِنَّ ابْنَكَ سَرَقَ ۚ وَمَا شَهِدْنَآ اِلَّا بِمَا عَلِمْنَا وَمَا كُنَّا لِلْغَيْبِ حٰفِظِيْنَ ﴿۸۱﴾

81- تم اپنے باپ کی طرف واپس جاؤ
اور کہو "اے ہمارے باپ تیرے بیٹے نے واقعی چوری کی ہے
اور ہم نے اسے چوری کرتے خود نہیں دیکھا
صرف وہی کہہ رہے ہیں جو ہمیں معلوم ہوا ہے[4]
اور ہم غیبی امور میں
اس کی حفاظت نہیں کرسکتے تھے[5]

82- وَسْـَٔلِ الْقَرْيَةَ الَّتِيْ كُنَّا فِيْهَا وَالْعِيْرَ الَّتِيْٓ اَقْبَلْنَا فِيْهَا ۭ وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ﴿۸۲﴾

82- اور پوچھ لے
اس بستی والوں سے جس میں ہم تھے

2- سب سے بڑے بھائی نے دوسروں کو ان کا عہد یاد دلایا اور یہ بھی کہ اس سے پہلے یوسف علیہ السلام کے معاملے میں بھی ہم نے عہد پورا نہیں کیا تھا، اس لیے میں تو بنیامین کو چھوڑ کر یہاں سے واپس نہیں جاؤں گا

3- یعنی یا تو میرا باپ ہماری بے گناہی پر یقین کر کے مجھے خود بلا لے یا پھر اللہ تعالیٰ بنیامین کی رہائی کی کوئی صورت پیدا کر دیں اور میں اسے اپنے ساتھ لے جاسکوں

4- بڑا بھائی دوسروں سے کہتا ہے کہ اپنے باپ کو اصل صورتحال بتا دینا کہ تیرے بیٹے کے سامان سے پیالہ برآمد ہوا تھا، ہم اتنا ہی جانتے ہیں جو ہم نے دیکھا تھا اس سے زیادہ کا ہمیں کوئی علم نہیں کہ اصل معاملہ کیا ہے

5- ہم بنیامین کو حسبِ وعدہ جو واپس نہیں لا سکے، اس میں ہمارا کوئی قصور نہیں، ہمیں نہیں علم تھا کہ ایسی صورت پیدا ہوجائے گی جس میں ہم اسے واپس نہیں لاسکیں گے وہ غیب سے آجانے والی مصیبت تھی اور ہم ایسی غیبی مصیبت میں اس کی حفاظت کرنے کے قابل نہیں تھے اس میں ہماری طرف سے کوئی کوتاہی شامل نہیں

اور اس قافلہ والوں سے جس میں ہم واپس آئے ہیں
اور واقعی ہم سچ کہہ رہے ہیں"[6]

83- قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ اَنْفُسُكُمْ اَمْرًا ؕ فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ ؕ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّاْتِيَنِيْ بِهِمْ جَمِيْعًا ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ﴿۸۳﴾

83- ان کے باپ نے کہا "نہیں بلکہ تمہارے نفس نے
ایک بڑے معاملے کو
تمہارے لیے آسان بنا دیا ہے
سو میرے لیے صبر ہی بہتر ہے[7]
امید ہے اللہ ان سب کو اکٹھے
میرے پاس پہنچا دے گا
وہ تو سب کچھ جاننے والا
صاحبِ حکمت ہے"[8]

84- وَتَوَلّٰى عَنْهُمْ وَقَالَ يٰۤاَسَفٰى عَلٰى يُوْسُفَ وَابْيَضَّتْ عَيْنٰهُ مِنَ الْحُزْنِ فَهُوَ كَظِيْمٌ ﴿۸۴﴾

84- اور اس نے ان کی طرف سے رخ موڑ لیا
اور کہا "ہائے یوسف کا دکھ!"[9]
اور اس کی آنکھیں غم سے سفید ہو گئیں
سو اس کا سینہ غم سے بھر گیا

85- قَالُوْا تَاللّٰهِ تَفْتَؤُا تَذْكُرُ يُوْسُفَ حَتّٰى تَكُوْنَ حَرَضًا اَوْ تَكُوْنَ مِنَ الْهٰلِكِيْنَ ﴿۸۵﴾

85- انہوں نے کہا "اللہ کی قسم تو تو ہر وقت
یوسف کو ہی یاد کرتا رہتا ہے
حتّٰی کہ تو ٹوٹ پھوٹ جائے گا
یا تو اپنے آپ کو ہلاک کر لے گا"

6- یعنی جس جگہ یہ واقعہ پیش آیا تھا وہاں سے تحقیق کر والیں یا جس قافلہ کے ساتھ ہم آئے ہیں، ان قافلہ والوں سے پوچھ لیں اصل صورت احوال وہی ہے جو ہم بیان کر رہے ہیں

7- دیکھیں آیت 18 حاشیہ 15-14

8- حقیقت کیا ہے اس کا اللہ ہی کو علم ہے وہ سب کچھ جانتا ہے اور صاحبِ حکمت بھی ہے مجھے امید ہے کہ وہ میرے تینوں بیٹوں کو میرے پاس پہنچا دینے کی خود ہی کوئی صورت پیدا کر دے گا

9- اس غم نے یوسف علیہ السلام کے گم ہو جانے کا دُکھ شدید کر دیا

86- قَالَ اِنَّمَآ اَشْكُوْا بَثِّيْ وَحُزْنِيْٓ اِلَى اللّٰهِ وَاَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۸۶﴾

86- اس نے کہا "میں تو اپنی پریشانی کی اور اپنے غم کی شکایت
صرف اللہ سے کرتا ہوں
اور میں اللہ کی طرف سے وہ کچھ جانتا ہوں
جو تم نہیں جانتے[10]

87- يٰبَنِيَّ اذْهَبُوْا فَتَحَسَّسُوْا مِنْ يُّوْسُفَ وَاَخِيْهِ وَلَا تَايْـَٔسُوْا مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ ۭ اِنَّهٗ لَا يَايْـَٔسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۸۷﴾

87- اے میرے بیٹو جاؤ
یوسف کو اور اس کے بھائی کو ڈھونڈو
اور اللہ کی رحمت سے کبھی نا اُمید نہ ہونا
ہرگز نہیں ناامید ہوا کرتے
اللہ کی رحمت سے
مگر وہی لوگ جو کافر ہوں"

88- فَلَمَّا دَخَلُوْا عَلَيْهِ قَالُوْا يٰٓاَيُّهَا الْعَزِيْزُ مَسَّنَا وَاَهْلَنَا الضُّرُّ وَجِئْنَا بِبِضَاعَةٍ مُّزْجٰىةٍ فَاَوْفِ لَنَا الْكَيْلَ وَتَصَدَّقْ عَلَيْنَا ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَجْزِي الْمُتَصَدِّقِيْنَ ﴿۸۸﴾

88- پھر جب وہ اس کے پاس پہنچے
تو کہا "اے عزیز
ہمیں اور ہمارے اہل کو سختی نے آلیا ہے
اور ہم بہت تھوڑا سا سرمایہ لائے ہیں
مگر تو ہمیں پورا اناج دے[11]
اور ہمیں خیرات دے
یقیناً اللہ خیرات کرنے والوں کو
اچھا بدلہ دیتا ہے"

10- وہ کیا چیز تھی جس کا حضرت یعقوب علیہ السلام کو تو علم تھا مگر ان کے بیٹوں کو علم نہیں تھا؟ وہ تھا حضرت یوسف علیہ السلام کا خواب انہیں علم اور یقین تھا کہ اللہ تعالیٰ یوسف علیہ السلام کو اپنے بھائیوں پر فضیلت دیں گے اسی وجہ سے انہیں یوسف کے زندہ ہونے کا بھی یقین تھا اور انہوں نے کہا تھا کہ "امید ہے اللہ ان سب کو اکٹھے میرے پاس پہنچا دے گا" (آیت 83) اور پھر انہوں نے اپنے بیٹوں سے کہا کہ جاؤ انہیں ڈھونڈو اور اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو (آیت 87)

11- یعنی سختی اور تنگ دستی کی وجہ سے ہمارے پاس اتنا سرمایہ نہیں جتنے اونٹوں کا بوجھ اناج ہم لینے آئے ہیں

89- قَالَ هَلْ عَلِمْتُمْ مَّا فَعَلْتُمْ بِيُوْسُفَ وَاَخِيْهِ اِذْ اَنْتُمْ جٰهِلُوْنَ ﴿۸۹﴾

89- اس نے کہا "کیا تم جانتے ہو کہ
تم نے کیا سلوک کیا تھا
یوسف کے ساتھ اور اس کے بھائی کے ساتھ
اس وقت جب تم نادان تھے؟"[12]

90- قَالُوْٓا ءَاِنَّكَ لَاَنْتَ يُوْسُفُ ؕ قَالَ اَنَا يُوْسُفُ وَهٰذَآ اَخِيْ ۫ قَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا ؕ اِنَّهٗ مَنْ يَّتَّقِ وَيَصْبِرْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۹۰﴾

90- انہوں نے کہا "ہائیں! کیا تو یوسف ہی ہے؟"
اس نے جواب دیا "ہاں میں یوسف ہوں
اور یہ میرا بھائی ہے
اللہ نے تو ہم پر احسان کیا ہے
یقیناً جو کوئی اللہ سے ڈرتا ہے
اور صبر کرتا ہے
تو اللہ کبھی بھی
نیکی کرنے والوں کا اجر
ضائع نہیں کرتا"

91- قَالُوْا تَاللّٰهِ لَقَدْ اٰثَرَكَ اللّٰهُ عَلَيْنَا وَاِنْ كُنَّا لَخٰطِـِٕيْنَ ﴿۹۱﴾

91- انہوں نے کہا "اللہ کی قسم یقیناً اللہ نے
تمہیں ہم پر فضیلت دی ہے
اور واقعی ہم خطا کار تھے"

12- حضرت یوسف علیہ السلام کو بنیامین نے باپ کے دکھ اور غم میں گھل جانے کے بارے میں تو بتا دیا تھا حضرت یوسف علیہ السلام خود باپ کے پاس جا نہیں سکتے تھے اور انہیں اپنے پاس بلانا چاہتے تھے بھائیوں کا اور ان کے تمام اہل و عیال کا آنا بھی لازم تھا، تنگدستی بھی تھی اور باپ بھی ان کے ساتھ آنے سے اور بھی خوش ہو جاتا ان سارے پہلوؤں کو سامنے رکھتے ہوئے حضرت یوسف علیہ السلام نے انہیں بتا دیا کہ وہ کیا کرتے رہے ہیں ان کا رویہ کیسا رہا ہے اور ساتھ ہی یہ بھی کہا ایسا تم نے اپنی نادانی یعنی بے علمی کی وجہ سے کیا تھا کوئی بات نہیں تا کہ وہ باپ کو لے کر بخوشی اس کے پاس آجائیں اور ان کے اپنے باپ کو اپنے پاس بلانے اور رکھنے میں کوئی رکاوٹ نہ رہے اس کے ساتھ آیت 92 کو سامنے رکھیں تو ان کی خواہش مزید واضح ہو جاتی ہے کہ تم نے بے سمجھی میں جو کچھ کیا تھا، میں اس کے بارے میں ملامت کا ایک لفظ تک نہیں کہہ رہا، اگر تمہیں اپنی غلطی کا احساس ہو گیا ہے تو اللہ سے معافی مانگ لو وہ معاف کر دینے والا ہے اور بلا کسی اندیشہ کے جاؤ اور اپنے باپ اور اہل و عیال سب کو میرے پاس لے آؤ

92- قَالَ لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ ؕ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ ۫ وَهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿۹۲﴾

92- اس نے کہا "آج تمہاری کوئی ملامت نہیں کی جائے گی
اللہ تمہیں معاف کردے
اور وہ سب رحم کرنے والوں سے
بڑھ کر رحم کرنے والا ہے

93- اِذْهَبُوْا بِقَمِيْصِيْ هٰذَا فَاَلْقُوْهُ عَلٰى وَجْهِ اَبِيْ يَاْتِ بَصِيْرًا ۚ وَاْتُوْنِيْ بِاَهْلِكُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۹۳﴾ ع ۱۰ ۱۴ ۴

93- جاؤ میری یہ قمیص لے جاؤ
اور اسے ڈال دو
میرے باپ کے چہرے پر
وہ پھر سے دیکھنے لگے گا[13]
اور لے آؤ میرے پاس
اپنے تمام اہل وعیال کو"

11

94- وَلَمَّا فَصَلَتِ الْعِيْرُ قَالَ اَبُوْهُمْ اِنِّيْ لَاَجِدُ رِيْحَ يُوْسُفَ لَوْلَآ اَنْ تُفَنِّدُوْنِ ﴿۹۴﴾

94- اور جب قافلہ چل پڑا
تو ان کے باپ نے کہا
"مجھے تو یوسف کی خوشبو آنے لگی ہے
تم مجھے سٹھیایا ہوا نہ سمجھ لینا"[1]

13- جب یوسف علیہ السلام کے بھائی انہیں گہرے کنویں میں پھینک کر باپ کے پاس گئے تھے تو ان کی کیا نشانی لے کر گئے تھے؟ ان کی قمیص جس پر انہوں نے جھوٹا خون لگایا ہوا تھا اور کہا تھا کہ دیکھ لو پھٹی ہوئی خون آلود قمیص خود بتا رہی ہے کہ یوسف علیہ السلام کو بھیڑیا کھا گیا ہے اب بھی یوسف اپنے جسم سے چھوئی اپنی قمیص ہی نشانی کے طور پر بھیجتے ہیں اور کہتے ہیں کہ میرا باپ اسے پہچان کر میرے پاس مصر آنے پر راضی ہو جائے گا اسے اس کے چہرے پر ڈال دو گے تو وہ پھر سے دیکھنے لگے گا یعنی شدت دکھ کی حالت کے خاتمہ، میرے مقام و مرتبہ اور ملاپ کی خوشی سے ان کے مضمحل جسم و جاں کو جو نئی زندگی ملے گی، اس سے ان کی بینائی کی کمزوری بھی جاتی رہے گی مطلب یہ بھی ہے کہ جو کچھ ان پر اور مجھ پر گزری ہے، وہ اس کے روشن پہلو دیکھ لیں گے اور سارے دکھ غم اور گلے شکوے ان سے الگ ہو جائیں گے

1- یعنی قافلہ ابھی مصر سے روانہ ہی ہوا تھا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے کنعان میں اپنے اہل کو بتا دیا کہ مجھے یوسف علیہ السلام کی خوشبو آنے لگی ہے تم یہ نہ سمجھنا کہ میں سٹھیا گیا ہوں اس وجہ سے ایسی بہکی بہکی باتیں کر رہا ہوں بلکہ یہ حقیقت ہے

95- قَالُوْا تَاللّٰهِ اِنَّكَ لَفِيْ ضَلٰلِكَ الْقَدِيْمِ ﴿۹۵﴾

95- انہوں نے کہا "اللہ کی قسم
تو تو واقعی اپنے پرانے وہم میں ہی مبتلا ہے"

96- فَلَمَّآ اَنْ جَآءَ الْبَشِيْرُ اَلْقٰىهُ عَلٰى وَجْهِهٖ فَارْتَدَّ بَصِيْرًا ۚ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ ۚ اِنِّيْٓ اَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۹۶﴾

96- پھر جب خوشخبری دینے والا پہنچ گیا
اور اس نے قمیص اس کے چہرے پر ڈال دی
تو وہ دیکھنے لگا
کہا "کیا میں نے تم سے کہا نہیں کرتا تھا کہ
میں اپنے رب کی طرف سے
وہ کچھ جانتا ہوں
جو تم نہیں جانتے"[2]

97- قَالُوْا يٰٓاَبَانَا اسْتَغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَآ اِنَّا كُنَّا خٰطِـِٕيْنَ ﴿۹۷﴾

97- انہوں نے آکر کہا "اے ہمارے باپ
ہمارے لیے
ہمارے گناہوں کی بخشش طلب کر
بلاشبہ ہم ہی خطا کار تھے"

98- قَالَ سَوْفَ اَسْتَغْفِرُ لَكُمْ رَبِّيْ ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ﴿۹۸﴾

98- اس نے کہا "میں ضرور اپنے رب سے تمہارے لیے
بخشش مانگوں گا
وہ تو بخش دینے والا مہربان ہے"[3]

99- فَلَمَّا دَخَلُوْا عَلٰي يُوْسُفَ اٰوٰٓى اِلَيْهِ اَبَوَيْهِ وَقَالَ ادْخُلُوْا مِصْرَ اِنْ شَاۗءَ اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ ﴿۹۹﴾

99- پھر جب وہ یوسف کے پاس پہنچے
تو اس نے اپنے ماں باپ کو
اپنے پاس جگہ دی[4]

2- وہی بات دہرائی جو آیت 86 میں کہی تھی (دیکھیں آیت 86 حاشیہ 12)

3- بیٹوں نے اپنی خطاؤں کا اعتراف کر کے عرض کیا کہ ہمیں معاف کر دیں اور اللہ سے بھی دعا کریں کہ وہ بھی ہمیں معاف کر دے تو کہا، میں تمہارے لیے ضرور بخشش کی دعا کروں گا اللہ بخشنے والا مہربان ہے وہ بھی تمہیں معاف کر دے گا یعنی انہوں نے کسی غصہ اور شدید ردِ عمل کا اظہار نہیں کیا تھا اور اصلاح معاملات کی تدبیر اپنائی تھی

4- جو لوگ آئے تھے ان سب کو قیام کے لیے الگ الگ جگہ دی مگر اپنے ماں باپ کو اپنے پاس گھر دے دیا

اور کہا "داخل ہو جاؤ مصر میں
اللہ نے چاہا تو تم محفوظ رہو گے"

100- وَرَفَعَ اَبَوَيْهِ عَلَى الْعَرْشِ وَخَرُّوْا لَهٗ سُجَّدًا ۚ وَقَالَ يٰٓاَبَتِ هٰذَا تَاْوِيْلُ رُءْيَايَ مِنْ قَبْلُ ۖ قَدْ جَعَلَهَا رَبِّيْ حَقًّا ۭ وَقَدْ اَحْسَنَ بِيْٓ اِذْ اَخْرَجَنِيْ مِنَ السِّجْنِ وَجَاۗءَ بِكُمْ مِّنَ الْبَدْوِ مِنْۢ بَعْدِ اَنْ نَّزَغَ الشَّيْطٰنُ بَيْنِيْ وَبَيْنَ اِخْوَتِيْ ۭ اِنَّ رَبِّيْ لَطِيْفٌ لِّمَا يَشَاۗءُ ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ۝۱۰۰

100- اور اس نے اپنے ماں باپ کو
باعزت مسند پر اونچا بٹھایا[5]
اور وہ سب اس کے سامنے
اللہ کے حضور سجدہ کرتے ہوئے گر گئے[6]
اور اس نے کہا "اے میرے باپ یہ ہے تعبیر
میرے اس پہلے خواب کی
جسے میرے رب نے پورا کر دیا ہے[7]
اور اللہ نے مجھ پر احسان کیا تھا
جب اس نے مجھے جیل سے نکالا

5- حضرت یوسف علیہ السلام مصر کے بادشاہ نہیں تھے ایک بادشاہ نے انہیں اپنا خاص مشیر مقرر کر کے ان کی اپنی تجویز پر اناج کو محفوظ کرنے وغیرہ کے سب معاملات ان کے حوالے دیئے تھے اور قحط کے سالوں میں وہی اناج سے متعلقہ امور کے انچارج تھے اس کے حوالے سے ان کا منصب نہایت اہم بھی تھا اور باوقار بھی خاص طور پر مصر جیسے زرعی ملک میں آگے آیت نمبر 101 میں حضرت یوسف علیہ السلام خود کہتے ہیں کہ "اے میرے رب تو نے مجھے کچھ طاقت دی ہے" یعنی بادشاہ کے اختیارات اور طاقت میں سے مجھے کچھ اختیارات اور طاقت دیئے ہوئے ہیں حضرت یوسف بادشاہ نہیں تھے اس لیے "عرش" کے معنی بادشاہ کے تخت کے نہیں بلکہ مراد ہے اونچی مسند جو خاص تقریب کے موقع پر اہم شخصیات کے لیے تیار کی جاتی ہے حضرت یوسف نے اپنے ماں باپ کے لیے خاص تقریب کا اہتمام کیا اور انہیں خاص طور پر بنائی اونچی مسند پر بٹھایا گیا

6- کیا وہ حضرت یوسف علیہ السلام کو سجدہ کرتے ہوئے زمین پر گر گئے تھے؟ نہیں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ "لَهٗ" سے یہاں مراد یوسف کے سامنے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے سامنے ہے یعنی انہوں نے اس محفل میں حضرت یوسف علیہ السلام کے سامنے اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ شکر ادا کیا تھا "خَرُّوْا" کے معنی سجدہ کے لیے گر جانے کے علاوہ تسبیح کرنا بھی ہیں مگر مفہوم وہی ہے جو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت میں ہے کہ ان سب نے اس تقریب کے سب شرکاء نے حضرت یوسف علیہ السلام کے سامنے اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ کیا

7- یعنی اس خواب کی تعبیر جو میں نے آپ سے بیان کیا تھا کہ میں گیارہ ستاروں کو اور چاند کو اور سورج کو اپنے سامنے سجدہ کرتے ہوئے دیکھتا ہوں (آیت 4)

اور تم سب کو صحرا سے یہاں لے آیا
اس کے بعد کہ شیطان نے اختلاف ڈال دیا تھا
میرے اور میرے بھائیوں کے درمیان
بلاشبہ میرا رب بہترین تدبیر کرنے والا ہے
اس معاملے کی جو وہ کرنا چاہے
وہی تو ہے سب کچھ جاننے والا
صاحبِ حکمت [8]

101- رَبِّ قَدْ اٰتَيْتَنِيْ مِنَ الْمُلْكِ وَعَلَّمْتَنِيْ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ ۚ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۖ اَنْتَ وَلِيّٖ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ تَوَفَّنِيْ مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۰۱﴾

101- اے میرے رب تو نے مجھے
کچھ طاقت دی ہے [9]
اور تو نے مجھے معاملات کی تاویل سکھائی ہے
اے پیدا کرنے والے
آسمانوں کے اور زمین کے
تو ہی ہے میرا کارساز
دنیا میں اور آخرت میں
مجھے مسلمان مارنا
اور مجھے نیکوکاروں میں شامل کر دے"

8- حضرت یوسف علیہ السلام اس سارے معاملے کو اللہ تعالیٰ کی تدبیر اور حکمت کا نتیجہ اور اپنے اوپر اللہ تعالیٰ کا احسان کہتے ہیں وہ جیل میں تھے، ان پر الزام تھا اللہ تعالیٰ نے اس الزام کو دھو ڈالنے کے اسباب پیدا کر دیئے اور باعزت رہائی کے بعد شاہ مصر کا با اعتماد مشیر بنا دیا اس کے نتیجے میں ان کے والدین اور بچھڑا ہوا خاندان ان سے آملا بھائیوں کی دشمنی ان کی مرعوبیت میں بدل گئی اور وہ سب امن کے ساتھ اکٹھے مصر میں خوشحالی کی زندگی بسر کرنے لگے یعنی یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی احسن تدبیر کا نتیجہ ہے اور اللہ تعالیٰ کے اپنے منصوبے کے تحت ہوا کہ وہ اس خواب کو پورا کر کے کر دکھانا چاہتے تھے

9- کچھ طاقت یعنی کچھ اختیار اور اقتدار کچھ اس لیے کہ وہ بادشاہ نہیں تھے، بادشاہ کے با اعتماد اور با اختیار مشیر تھے اس حوالے سے ان کے پاس کچھ طاقت اور اختیار آ گئے تھے

102- ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهِ اِلَيْكَ ۚ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ اَجْمَعُوْٓا اَمْرَهُمْ وَهُمْ يَمْكُرُوْنَ ﴿۱۰۲﴾

102- یہ غیب کی خبروں میں سے ہیں
جو ہم طرف تیری وحی کر رہے ہیں[10]
اور تو تو وہاں ان کے پاس نہیں تھا
جب انہوں نے
اپنے اُس معاملے پر اتفاق کیا تھا
اور وہ خفیہ تدبیر کر رہے تھے

103- وَمَآ اَكْثَرُ النَّاسِ وَلَوْ حَرَصْتَ بِمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۰۳﴾

103- اور اکثر لوگ
خواہ تو کتنی ہی خواہش کرے
ایمان لانے والے نہیں[11]

104- وَمَا تَسْـَٔلُهُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ ۭ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۰۴﴾ ع ۱۱/۵

104- اور تو ان سے
اس کا کوئی معاوضہ نہیں مانگتا
یہ تو ایک نصیحت ہے
سب جہانوں کے لیے

12

105- وَكَاَيِّنْ مِّنْ اٰيَةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يَمُرُّوْنَ عَلَيْهَا وَهُمْ عَنْهَا مُعْرِضُوْنَ ﴿۱۰۵﴾

105- اور کتنی ہی نشانیاں ہیں
آسمانوں میں اور زمین میں

10- اللہ تعالیٰ اپنے آخری نبی ﷺ سے فرماتے ہیں کہ جب یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے اس کے خلاف منصوبہ بنایا تھا تو آپ ﷺ تو وہاں موجود نہیں تھے ان کے منصوبہ بنانے سے لے کر اس کے اختتام تک کے واقعات کا بھی آپ ﷺ کو کوئی علم نہیں تھا یہ سب کچھ تو ہم نے آپ ﷺ کو وحی کے ذریعے بتایا ہے اس لیے اصل واقعہ یہی ہے جو ہم نے بیان کیا ہے

11- اللہ تعالیٰ اپنے نبی ﷺ سے فرماتے ہیں کہ ہم نے آپ ﷺ کو وحی کے ذریعے جو کچھ بتایا ہے اور اس کے حوالے سے اپنی تدبیروں کو کامیاب بنا دینے اور منکرین حق کے منصوبوں کو ناکام بنا دینے کی جو تفصیل بیان کی ہے تم ایسا خیال نہ کر لینا کہ اس کو سن کر سب لوگ ایمان لے آئیں گے نہیں ایسا نہیں ہوگا، خواہ آپ کتنی ہی کوشش اور خواہش کریں یہ لوگ اس سے ہدایت حاصل کرنے والے نہیں

جن کے پاس سے یہ لوگ گزرتے رہتے ہیں
اور ان سے منہ پھیرے ہوئے ہوتے ہیں[1]

106- وَمَا يُؤْمِنُ اَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ اِلَّا وَهُمْ مُّشْرِكُوْنَ ﴿۱۰۶﴾

106- اور ان میں سے اکثر
اللہ پر ایمان کے باوجود
اس کے ساتھ دوسروں کو شریک ٹھہراتے ہیں[2]

107- اَفَاَمِنُوْٓا اَنْ تَاْتِيَهُمْ غَاشِيَةٌ مِّنْ عَذَابِ اللّٰهِ اَوْ تَاْتِيَهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۱۰۷﴾

107- تو کیا پھر انہیں اس کا خوف نہیں رہا
کہ ان پر اللہ کا گھیر لینے والا عذاب آجائے
یا ان پر ناگہاں قیامت آجائے
اور انہیں اس کی آمد کا شعور تک نہ ہو؟

108- قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ ۣ عَلٰي بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ ۭ وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ وَمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱۰۸﴾

108- کہہ دیجئے "میری راہ تو یہ ہے
میں اللہ کی طرف بلاتا ہوں
پورے علم و یقین کے ساتھ
میں اور میرے پیروکار بھی
اور اللہ پاک ہے[3]
اور میں شرک کرنے والوں میں سے نہیں ہوں"

1- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اس واقعہ میں جو نشانیاں ہیں ان کے علاوہ بھی تو آسمانوں اور زمین میں ایسی بہت سی نشانیاں ہیں اس چیز کی نشانیاں کہ ہم ہی ہر چیز کے مالک و مختار ہیں اور ہم ہی کائنات کا نظم چلا رہے ہیں یہ لوگ تو ان نشانیوں پر بھی غور نہیں کرتے اور ان معاملات سے ایسے بے نیاز ہیں جیسے ان کی کوئی اہمیت ہی نہ ہو

2- یعنی بہت سے لوگ ایسے ہیں جو یہ تو مانتے ہیں کہ آسمان و زمین کا خالق و مالک اللہ ہی ہے لیکن اس کے ساتھ ہی وہ باطل معبودوں کو بھی مانتے ہیں انہیں بھی حاجت روا سمجھتے ہیں

3- اللہ تعالیٰ اپنے نبی سے فرماتے ہیں کہ ایسے لوگوں پر واضح کر دیں کہ میں تو اسی راہِ ہدایت پر قائم ہوں میری راہ تو یہی ہے اور میں جس راہِ ہدایت کی طرف دعوت دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اس پر میرا یقین کامل ہے اور جو لوگ ایمان لے آئے ہیں ان کا بھی اللہ اتنا بلند و برتر ہے کہ کسی کے اس کا شریک ہونے کے بارے میں سوچا تک نہیں جا سکتا ہے اور اس کی نشانیاں بہت کھلی کھلی اور عام ہیں

109- وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ مِّنْ اَهْلِ الْقُرٰى ؕ اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ وَلَدَارُ الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ اتَّقَوْا ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۰۹﴾

109- اور ہم نے کبھی نہیں بھیجا تھا
تم سے پہلے
مگر انسانوں ہی کو
ان بستیوں والوں میں سے
جن کی طرف ہم وحی بھیجتے تھے[4]
تو کیا پھر یہ لوگ کبھی نہیں گھومے پھرے زمین میں
کہ یہ دیکھتے کہ کیسا انجام ہوا تھا ان لوگوں کا
جو ان سے پہلے ہوتے تھے؟[5]
اور آخرت کی سرائے تو بہت ہی بہتر ہے
ان لوگوں کے لیے
جو اللہ سے ڈرتے ہیں
تو کیا پھر تم لوگ سمجھو گے نہیں؟

110- حَتّٰٓى اِذَا اسْتَيْـَٔسَ الرُّسُلُ وَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ قَدْ كُذِبُوْا جَآءَهُمْ نَصْرُنَا فَنُجِّيَ مَنْ نَّشَآءُ ؕ وَلَا يُرَدُّ بَاْسُنَا عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۱۱۰﴾

110- یہاں تک کے جب وہ رسول ناامید ہو گئے تھے
اور خیال کرنے لگے تھے کہ انہیں تو جھوٹے قرار دے دیا گیا ہے
تو آ گئی تھی ان کے پاس ہماری مدد
سو ہم نے نجات دے دی تھی جس کو چاہا
اور ہمارا عذاب کبھی نہیں ٹلتا
مجرم قوم پر سے

4- اللہ تعالیٰ فرماتے اپنے نبی سے ہیں اور مخاطب سب انسانوں سے ہیں کہ اس سے پہلے بھی ہم نے جتنے بھی نبی بھیجے تھے جن کو لوگوں کی ہدایت کے لیے ہم وحی بھیجتے رہے ہیں وہ سب انسان ہی ہوتے تھے کسی اور مخلوق سے نہیں ہوتے تھے

5- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ پہلے نبیوں کی مخالفت کرنے والوں کا کیا انجام ہوا تھا اس کے نشانات تو موجود ہیں زمین میں بکھرے پڑے ہیں کیا ان کافر لوگوں نے کبھی نہیں دیکھے وہ نشانات اور یہ لوگ ان نشانات سے دین حق کے مخالفوں کے انجام سے سبق کیوں نہیں سیکھتے؟

111- لَقَدْ كَانَ فِيْ قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِّاُولِي الْاَلْبَابِ ؕ مَا كَانَ حَدِيْثًا يُّفْتَرٰى وَلٰكِنْ تَصْدِيْقَ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيْلَ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۱۱۱﴾

ع ۱۲ ۶

111- بلاشبہ ان لوگوں کی کہانیوں میں عبرت ہے
واسطے اہلِ شعور کے
یہ ایسا بیان نہیں ہے
جو خود بنایا جا سکے
اور یہ تصدیق ہے اس کی جو اس سے پہلے ہے
اور تفصیل ہے ہر چیز کی
اور ہدایت اور رحمت ہے
ان لوگوں کے لیے جو ایمان لاتے ہیں

سُوۡرَةُ الرَّعۡد

یہ سورت مکہ میں نازل ہوئی تھی اس کی 43 آیات اور 6 رکوع ہیں

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شروع اللہ کے نام کے ساتھ جو شفقت کرنے والا رحم کرنے والا ہے

1- الٓمّٓرٰ ۚ تِلۡكَ اٰيٰتُ الۡكِتٰبِ ؕ وَالَّذِىۡۤ اُنۡزِلَ اِلَيۡكَ مِنۡ رَّبِّكَ الۡحَـقُّ وَلٰـكِنَّ اَكۡثَرَ النَّاسِ لَا يُؤۡمِنُوۡنَ ①

1- الٓمّٓرٰ
یہ کتابِ الٰہی کی آیات ہیں
اور تیرے رب کی طرف سے
تجھ پر جو کچھ نازل کیا گیا ہے
وہ عین حق ہے
لیکن اکثر لوگ ایمان نہیں لا رہے

2- اَللّٰهُ الَّذِىۡ رَفَعَ السَّمٰوٰتِ بِغَيۡرِ عَمَدٍ تَرَوۡنَهَا ثُمَّ اسۡتَوٰى عَلَى الۡعَرۡشِ وَسَخَّرَ الشَّمۡسَ وَالۡقَمَرَ ؕ كُلٌّ يَّجۡرِىۡ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ يُدَبِّرُ الۡاَمۡرَ يُفَصِّلُ الۡاٰيٰتِ لَعَلَّكُمۡ بِلِقَآءِ رَبِّكُمۡ تُوۡقِنُوۡنَ ②

2- اللہ ہی ہے
جس نے بلند کیا ہوا ہے آسمانوں کو
بغیر ایسے ستونوں کے
جو تم دیکھ سکتے
اور وہ قائم ہے
اپنی قوت کاملہ کے تخت پر
اور اس نے لگا دیا ہوا ہے
سورج کو اور چاند کو خاص کام پر
ہر ایک گھوم پھر رہا ہے
ایک مقررہ وقت تک[1]

1- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ سورج اور چاند دن رات اور ماہ وسال کی مسافت کی ڈیوٹیاں دے رہے ہیں ان کی مدت بھی ہم نے ہی مقرر کی ہوئی ہے اور وہ اس مدت کے مطابق طلوع اور غروب ہوتے ہیں

سارے امور کو وہی چلاتا ہے[2]

وہ اپنی نشانیاں کھول کھول کر بیان کرتا ہے

تاکہ تم اپنے رب کے ساتھ ملاقات کا یقین کر سکو[3]

3- وَهُوَ الَّذِیْ مَدَّ الْاَرْضَ وَجَعَلَ فِیْهَا رَوَاسِیَ وَاَنْهٰرًا ؕ وَمِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ جَعَلَ فِیْهَا زَوْجَیْنِ اثْنَیْنِ یُغْشِی الَّیْلَ النَّهَارَ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَفَكَّرُوْنَ ۝۳

3- اور وہی ہے

جس نے بچھایا زمین کو

اور بنائے اس میں مضبوط پہاڑ اور دریا

اور پیدا کر دیئے اس میں

ہر قسم کے پھلوں کے

نر اور مادہ کے جوڑے[4]

وہ ڈھانپ دیتا ہے رات سے دن کو

بلاشبہ ان سب میں نشانیاں ہیں

ان لوگوں کے لیے جو غور و فکر کرتے ہیں

4- وَفِی الْاَرْضِ قِطَعٌ مُّتَجٰوِرٰتٌ وَّجَنّٰتٌ مِّنْ اَعْنَابٍ وَّزَرْعٌ وَّنَخِیْلٌ صِنْوَانٌ وَّغَیْرُ صِنْوَانٍ یُّسْقٰى بِمَآءٍ وَّاحِدٍ ۫ وَنُفَضِّلُ بَعْضَهَا عَلٰى بَعْضٍ فِی الْاُكُلِ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ ۝۴

4- اور زمین میں مختلف ٹکڑے ہیں

ایک دوسرے سے ملے ہوئے[5]

اور انگور کے باغ ہیں

اور کھیت ہیں

2- یعنی نظم کائنات کے سب امور اللہ تعالیٰ ہی چلاتے ہیں

3- تاکہ تمہیں کوئی شبہ نہ رہے کہ کائنات کے اس مالک کے حضور پیش ہو کر تمہیں اپنے اعمال کا حساب دینا ہے

4- نر اور مادہ کے جوڑے تاکہ افزائش کا عمل جاری رہ سکے درختوں اور ہر قسم کی نباتات کے بھی نر اور مادہ کے جوڑے ہیں جن سے ان کی افزائش جاری رہتی ہے۔

5- یعنی ہماری بنائی زمین پر زرخیز زمین کے ٹکڑے، بنجر زمین کے ٹکڑے، شور زمین کے ٹکڑے، صحرائی ٹکڑے مختلف قسم کے ٹکڑے ہیں جو ایک دوسرے کے پاس اور ساتھ ہی پائے جاتے ہیں ایسا ہم نے ہی بنایا ہوا ہے

اور کھجور کے درخت ہیں
ایک ہی جڑ سے نکلے ہوئے
اور الگ الگ جڑوں سے نکلے ہوئے
وہ ایک ہی پانی سے سیراب ہوتے ہیں
اور ہم فضیلت دے دیتے ہیں
ان میں سے بعض کو بعض پر[6]
ذائقے میں
یقیناً ان میں نشانیاں ہیں
ان لوگوں کے لیے
جو عقل سے کام لیتے ہیں

5- وَاِنۡ تَعۡجَبۡ فَعَجَبٌ قَوۡلُهُمۡ ءَاِذَا كُنَّا تُرٰبًا ءَاِنَّا لَفِىۡ خَلۡقٍ جَدِيۡدٍ ؕ اُولٰٓئِكَ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا بِرَبِّهِمۡ ۚ وَاُولٰٓئِكَ الۡاَغۡلٰلُ فِىۡۤ اَعۡنَاقِهِمۡ ۚ وَاُولٰٓئِكَ اَصۡحٰبُ النَّارِ ۚ هُمۡ فِيۡهَا خٰلِدُوۡنَ ۝

5- اور اگر تو تعجب کرتا ہے
تو ان کا یہ قول بھی تو عجیب ہے کہ
"کیا جب ہم مٹی ہو جائیں گے
تو کیا واقعی ہم پھر سے پیدا کیے جائیں گے؟"
یہی تو ہیں وہ لوگ جو اپنے رب کا
انکار کرتے ہیں[7]
اور یہی لوگ ہیں جن کی گردنوں میں طوق ہوں گے
اور یہی لوگ آگ کے ساتھی ہیں
جو ہمیشہ اسی میں رہیں گے

6- یعنی وہ پھل دار درخت جو ایک ہی جگہ ہوتے ہیں اور انہیں ہم ایک ہی پانی فراہم کرتے ہیں ان میں بعض کے میووں کا ذائقہ ہم دوسرے درختوں کے میوے سے اچھا بنا دیتے ہیں

7- اللہ تعالیٰ اپنے نبی سے فرماتے ہیں کہ اگر تو اس پر حیران ہے کہ ہماری آسمانوں سے زمین کی وسعتوں میں پھیلی نشانیاں دیکھنے کے باوجود یہ کفار ایمان نہیں لا رہے تو کیا ان کا یہ کہنا کہ جب ہم مر کر مٹی میں مل جائیں گے تو پھر کیسے پیدا کیے جا سکتے ہیں اس سے بھی زیادہ حیران کن نہیں ہے اس انکار کے ذریعے تو وہ ہماری خلاقیت سے ہی انکار کے مرتکب ہو رہے ہیں اور ان کا ایسا عقیدہ تو ہمارے وجود ہی سے انکار ہے

6- وَيَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالسَّيِّئَةِ قَبْلَ الْحَسَنَةِ وَقَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمُ الْمَثُلٰتُ ؕ وَاِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ مَغْفِرَةٍ لِّلنَّاسِ عَلٰى ظُلْمِهِمْ ۚ وَاِنَّ رَبَّكَ لَشَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝۶

6- اور وہ تجھ سے جلد برائی مانگ رہے ہیں[8]
بھلائی سے پہلے ہی[9]
اور ان سے پہلے عبرت ناک مثالیں گزر چکی ہیں[10]
اور تیرا رب تو
لوگوں کو ان کی زیادتیاں بخش دینے والا ہے
اور اس میں کوئی بھی شبہ نہیں کہ
تیرا رب سزا دینے میں بھی سخت ہے

7- وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرٌ وَّلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ ۝۷ ع ۱

7- اور کافر لوگ کہتے ہیں
"کیوں نہیں نازل کی گئی اس پر کوئی نشانی
اس کے رب کی طرف سے؟"
تو تو صرف خبردار کرنے والا ہے
اور سب قوموں کے لیے ہادی ہے[11]

2

8- اَللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ كُلُّ اُنْثٰى وَمَا تَغِيْضُ الْاَرْحَامُ وَمَا تَزْدَادُ ؕ وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهٗ بِمِقْدَارٍ ۝۸

8- اللہ جانتا ہے
کہ کوئی مادہ اپنے شکم میں کیا رکھتی ہے[1]
اور کس رحم نے کتنا سکڑ جانا ہے

8- یہ کافر کہتے ہیں کہ ہم تو نہیں ایمان لاتے کہو اپنے رب سے کہ جو کر سکتا ہے کر لے کیوں دیر کر رہا ہے تیرا رب ہمیں سزا دینے میں

9- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہمارے کرم کی بجائے کفار ہماری طرف سے سزا مانگنے میں جلدی کیوں کر رہے ہیں؟

10- ہماری نشانیوں پر غور کر کے ایمان نہ لانے والوں کو ہم سخت سزا دیا کرتے ہیں جس کی مثالیں موجود ہیں

11- اکثر اہلِ علم نے اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرٌ وَّلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ کا ترجمہ "تو تو صرف ڈرانے والا ہے اور ہر قوم کے لیے ایک ہادی ہے" کیا ہے لیکن لِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ کا مفہوم "تو سب قوموں کے لیے ہادی ہے" کے زیادہ قریب معلوم ہوتا ہے کہ اللہ کے آخری نبی ﷺ تو سب زمانوں کے لئے ہیں

1- یعنی اللہ تعالیٰ کو تو یہ بھی علم ہوتا ہے کہ کسی حاملہ مادہ کے پیٹ میں کیا ہے مادہ سے مراد ہر اس مخلوق کی مادہ ہے جو بچہ جنتی ہے

اور کس رحم نے کتنا بڑھ جانا ہے[2]
اور اس کے پاس ہر چیز کا اندازہ مقرر ہے[3]

9- عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْكَبِيْرُ الْمُتَعَالِ ۝

9- وہ جانتا ہے
سارے پوشیدہ اور ظاہر کو
وہ ہے عظیم تر
اور بہت ہی بلند
ہر اس چیز سے
جو موجود ہے
یا جس کا تصور کیا جا سکتا ہے[4]

10- سَوَآءٌ مِّنْكُمْ مَّنْ اَسَرَّ الْقَوْلَ وَمَنْ جَهَرَ بِهٖ وَمَنْ هُوَ مُسْتَخْفٍۢ بِالَّيْلِ وَسَارِبٌۢ بِالنَّهَارِ ۝

10- اس کے لیے سب یکساں ہیں[5]
تم میں سے
وہ جو اپنی بات چھپاتا ہے

2- رحم کے سکڑنے سے مراد ہے کہ اس رحم میں موجود بچہ مقررہ مدت سے پہلے پیدا ہو جاتا ہے اور رحم کے بڑھنے سے مراد بچے کا مقررہ مدت کے بعد پیدا ہونا ہے یعنی اللہ تعالیٰ کو یہ بھی علم ہوتا ہے کہ کسی مادہ کے رحم میں جو بچہ ہے وہ کب دنیا میں آئے گا اس نے کسی جنس کے بچے کے لیے رحمِ مادر سے باہر آنے کی جو مدت مقرر کی ہوئی ہے، کون سا بچہ اس کے مطابق دنیا میں آئے گا اور کون سا اس سے کتنا پہلے اور کون سا اس کے کتنا بعد میں باہر آئے گا

3- اس نے ہر عمل کے لیے ایک ضابطہ مقرر کیا ہوا ہے اس کی بنائی کائنات میں جو کچھ بھی ہوتا ہے اس کے مقرر کیے ہوئے ضابطہ کے مطابق ہوتا ہے

4- اَلْمُتَعَالِ کا مفہوم بہت ہی وسیع ہے اس سے مراد اللہ کی ایسی عظمت و بلندی ہے جس جیسی نہ کوئی چیز ہے نہ ہو سکتی ہے اور نہ ہی انسان اس کا تصور کر سکتا ہے یعنی انسانی فہم و شعور کی وہاں تک رسائی ممکن ہی نہیں

5- یعنی اللہ کے لیے یہ سب ایک ہی جیسا ہے اسے اس سے کچھ فرق نہیں پڑتا۔ کیا ایک ہی جیسا ہے؟ یہ کہ کوئی بات اپنے دل میں چھپائے رکھے یا زبان سے کہہ دے اللہ کو سب معلوم ہوتا ہے وہ ہر کسی کے خیالات سے واقف ہوتا ہے اس لیے اپنے خیالات چھپا کر تم یہ نہ سوچ لینا کہ اللہ تمہارے ارادوں اور چوری چھپے کی باتوں سے واقف نہیں اگر کوئی رات کے اندھیرے میں کوئی کام کرتا ہے تو اللہ کو اس کا بھی اسی طرح علم ہوتا ہے جیسے وہ کسی کے دن کی روشنی میں کیے عمل سے واقف ہوتا ہے کوئی بھی اپنا قول و فعل اور عزم و ارادہ اس سے چھپا نہیں سکتا

11- لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ مِّنۡۢ بَيۡنِ يَدَيۡهِ وَمِنۡ خَلۡفِهٖ يَحۡفَظُوۡنَهٗ مِنۡ اَمۡرِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوۡمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوۡا مَا بِاَنۡفُسِهِمۡ ؕ وَاِذَآ اَرَادَ اللّٰهُ بِقَوۡمٍ سُوۡٓءًا فَلَا مَرَدَّ لَهٗ ۚ وَمَا لَهُمۡ مِّنۡ دُوۡنِهٖ مِنۡ وَّالٍ ﴿۱۱﴾

اور وہ جو اس کو بلند آواز سے کہتا ہے
اور وہ جو رات کی تاریکی میں چھپا ہوا ہے
اور وہ جو دن کے وقت چلتا پھرتا ہے

11- ہر شخص کے لیے باری باری آنے والے نگران ہیں[6]
اس کے آگے اور اس کے پیچھے
وہ اس کی دیکھ بھال کرتے ہیں
اللہ کے حکم سے
اللہ تو ہرگز نہیں تبدیل کیا کرتا[7]
کسی قوم کی حالت
جب تک وہ لوگ خود نہ بدل لیں
اس کو جو ان کے دلوں میں ہو
اور جب اللہ ارادہ کر لیتا ہے

6- پہلے فرمایا کہ ہم ہر شخص کے ہر عزم و ارادہ اور ہر فعل سے واقف ہوتے ہیں اور یہ بھی کہ ہم ہر شخص کو اس کی بداعمالیوں کی فوری سزا نہیں دے دیا کرتے آیت 6 میں اللہ تعالیٰ اپنے نبی سے فرماتے ہیں کہ وہ تجھ سے بھلائی سے پہلے ہی جلدی سے برائی مانگ رہے ہیں اسی حوالے سے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ان کفار کو جو کہتے ہیں کہ ''ہم تو نہیں مانتے کہہ دو اپنے اللہ سے ہمیں جو سزا دے سکتا ہے دے لے'' بتا دیں کہ ہم سب کچھ جانتے ہوئے بھی ایسے لوگوں کو فوراً سزا نہیں دے دیا کرتے ہم انہیں مہلت دیتے ہیں ان کی نگرانی اور دیکھ بھال کرتے ہیں یعنی انہیں دنیاوی زندگی کے وسائل فراہم کرتے ہیں تاکہ وہ سوچ لیں قریشِ مکہ کے اسی مطالبے کے حوالے سے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ تمہارے پاس جو وسائل ہیں وہ ہم نے ہی دیئے ہوئے ہیں اور یہ تمہاری نگرانی اور دیکھ بھال کے ہمارے منصوبے کا حصہ ہے اکثر اہلِ علم نے اس کا یہ بھی مطلب لیا ہے کہ ''ہمارے فرشتے تمہارے اعمال کو لکھتے رہتے ہیں تم ان باری باری یعنی یکے بعد دیگرے آجانے والے ہمارے فرشتوں کی نگرانی میں ہو'' لیکن جس موقع محل اور کفار کے مطالبے کے سیاق و سباق میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم سے کسی کا کوئی بھی فعل چھپا ہوا نہیں اس کی روشنی میں یہی معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سے فرماتے ہیں کہ تم جو کچھ بھی ہو ہماری عطاء کی وجہ سے ہو مگر اس کا مطلب ہرگز یہ نہیں کہ تم ہمارے احکام کی نافرمانی نہیں کر رہے

7- اوپر کے حاشیہ 6 کے حوالے سے اس آیت کے اس حصہ کو دیکھا جائے تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم کسی قوم کے پاس جو کچھ ہو اس کے گناہوں اور نافرمانیوں کی وجہ سے فوراً ہی اس سے چھین نہیں لیا کرتے، فوراً ہی اسے سزا نہیں دے دیا کرتے ہمارے فیصلے کا دارومدار اس قوم کے اپنے آپ کو اپنے دل سے بدل لینے پر ہوتا ہے زبانوں کی باتوں پر نہیں کیونکہ دل کی تبدیلی کا اظہار اعمال سے ہوتا ہے اور کسی بھی قوم کی حالت بھلائی سے سختی میں اور بدحالی سے ترقی میں بدل دینے کا فیصلہ ہم اس کے اعمال کی بنیاد پر کیا کرتے ہیں

کسی قوم کے ساتھ سختی کا
تو اس سختی کو کوئی بھی ٹال نہیں سکتا
اور نہیں ہے ایسوں کے لیے
اللہ کے سوا
کوئی کارسازی کرنے والا[8]

12- هُوَ الَّذِیۡ یُرِیۡکُمُ الۡبَرۡقَ خَوۡفًا وَّ طَمَعًا وَّ یُنۡشِئُ السَّحَابَ الثِّقَالَ ﴿۱۲﴾ ج

12- وہی ہے جو تمہیں چمکتی بجلیاں دکھاتا ہے[9]
ڈراتے ہوئے اور امید دلاتے ہوئے
اور وہی ہے جو بھاری بادل بنا لاتا ہے[10]

13- وَ یُسَبِّحُ الرَّعۡدُ بِحَمۡدِہٖ وَ الۡمَلٰٓئِکَۃُ مِنۡ خِیۡفَتِہٖ ۚ وَ یُرۡسِلُ الصَّوَاعِقَ فَیُصِیۡبُ بِہَا مَنۡ یَّشَآءُ وَ ہُمۡ یُجَادِلُوۡنَ فِی اللّٰہِ ۚ وَ ہُوَ شَدِیۡدُ الۡمِحَالِ ﴿۱۳﴾ ۙ

13- اور رعد اس کی حمد کی تسبیح پڑھتی ہے
اور فرشتے بھی
اس کے خوف سے
اور وہ بھیجتا ہے کڑکتی ہوئی بجلیاں
پھر وہ گرا دیتا ہے انہیں
جس کسی پر چاہے

8- یعنی جب کوئی قوم بدل جائے اور ہم اسے سزا دینے کا فیصلہ کر لیں تو کوئی ہمارے اس فیصلے کو ٹال نہیں سکتا وہ جن کو کفار ہمارے شریک ٹھہراتے ہیں وہ نہ انہیں اس سزا سے بچا سکتے ہیں اور نہ ہی ان کی کوئی مدد کر سکتے ہیں

9- رَعۡدٌ سے مراد ہے بادلوں میں سے چمکنے والی بجلی کی کڑک جب بجلی چمکتی اور کڑکتی ہے تو اس سے اہلِ زمین خوفزدہ بھی ہو جاتے ہیں کہ وہ ان پر گر کر انہیں بھسم نہ کر دے اور اس کے ساتھ ہی انہیں امید بھی ہوتی ہے کہ وہ بادل بارش برسائیں گے تو ان کی کھیتیاں اور باغات سیراب ہوں گے اس طرح وہ کڑک خوف بھی پیدا کرتی ہے اور امید بھی اس سورۃ کا نام اسی حوالے سے ''رَعۡدٌ'' ہے ایسی سورت جس میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر انعامات اور کفر پر ڈٹے رہنے والوں کے لیے سزا کے اصول بیان کیے گئے ہیں اور بتایا ہے کہ وہی چیز جو خوفزدہ کرنے والی ہوتی ہے، اس میں بھلائی بھی ہوتی ہے اس لیے بندوں کو بھلائی کی دعا کرنا چاہیے اور اسی کی امید رکھنا چاہیے نہ کہ بھلائی کی بجائے سختی کے لیے ضد کرنا چاہیے جیسا کہ آیت نمبر 6 میں ہے کہ مشرکینِ مکہ گزری قوموں کے حالات سے عبرت حاصل کر کے دین حق پر عمل کر کے بھلائی حاصل کرنے کے بجائے کہنے لگے ہیں کہ ''لے آؤ جو عذاب تم اپنے اللہ سے کہہ کر لا سکتے ہو'' ہم تو نہیں مانتے

10- بھاری بادل یعنی پانیوں سے بھرے ہوئے بادل

جبکہ وہ لوگ اللہ کے بارے میں جھگڑ رہے ہوتے ہیں
اور وہ بڑی ہی زبردست تدبیر کرنے والا ہے[11]

14- لَهٗ دَعۡوَةُ الۡحَقِّ ؕ وَالَّذِيۡنَ يَدۡعُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِهٖ لَا يَسۡتَجِيۡبُوۡنَ لَهُمۡ بِشَىۡءٍ اِلَّا كَبَاسِطِ كَفَّيۡهِ اِلَى الۡمَآءِ لِيَبۡلُغَ فَاهُ وَمَا هُوَ بِبَالِغِهٖ ؕ وَمَا دُعَآءُ الۡكٰفِرِيۡنَ اِلَّا فِىۡ ضَلٰلٍ ﴿۱۴﴾

14- اسی کو پکارنا برحق ہے[12]
جبکہ جنہیں وہ لوگ پکارتے ہیں اس کے سوا
وہ تو انہیں کسی بھی چیز کا جواب ہی نہیں دے سکتے[13]
یہ تو ایسے ہی ہے جیسے کوئی
اپنے دونوں ہاتھ پانی کی طرف پھیلا دے
تاکہ وہ اس کے منہ تک آ پہنچے[14]
اور وہ نہیں پہنچ پاتا اس تک
اور نہیں ہے کافروں کی دعا
مگر گمراہی میں بھٹکنا ہی

15- وَلِلّٰهِ يَسۡجُدُ مَنۡ فِى السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ طَوۡعًا وَّكَرۡهًا وَّظِلٰلُهُمۡ بِالۡغُدُوِّ وَالۡاٰصَالِ ﴿۱۵﴾

15- اور اللہ کو سجدہ کرتے ہیں
جو بھی ہیں آسمانوں میں اور زمین میں[15]

السجدۃ ۲

11- ''شَدِيۡدُ الۡمِحَالِ'' قرآن کریم میں صرف اسی آیت میں آیا ہے جس کے معنی ہیں بہت ہی طاقتور تدبیر کرنے والا ایسی تدبیر جس کی حکمت تک انسانی فہم وشعور کی رسائی ممکن ہی نہیں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ مشرکین ہماری تدبیر کی قوت اور حکمت کو جان ہی نہیں سکتے

12- یعنی اس بہت ہی طاقتور تدبیر کرنے والے اور حکمت والے اللہ کے سوا کوئی اور نہ کسی کی دعا سن سکتا ہے نہ پوری کرسکتا ہے دعا سننے اور پوری کرنے کی قوت وحکمت اللہ ہی کے پاس ہے اس لیے اسی سے مانگنا برحق ہے

13- مشرکین اللہ کے سوا جنہیں حاجت روائی کے لئے پکارتے ہیں وہ نہ کچھ سن سکتے ہیں نہ ان کی کوئی مدد کرسکتے ہیں

14- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہمارے سوا کسی بھی اور ہستی سے کچھ مانگنا ایسے ہی ہے جیسے کوئی پیاسا اپنے دونوں ہاتھ پانی کی طرف پھیلا دے اور امید لگالے کہ وہ پانی اس کے ہونٹوں تک پہنچ جائے گا جتنا جاہل اور ناسمجھ وہ پیاسا ہے جو پانی کی طرف ہاتھ پھیلا کر امید کرلیتا ہے کہ پانی اس کے ہونٹوں تک پہنچ جائے گا اور اس کی پانی کی حاجت پوری ہوجائے گی ویسے ہی جاہل اور ناسمجھ وہ لوگ ہیں جو اللہ کے علاوہ کسی اور سے کچھ مانگتے ہیں جس طرح اس پیاسے کی حاجت پوری نہیں ہوسکتی اسی طرح ایسوں کی بھی کوئی حاجت پوری نہیں ہوسکتی

15- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم نے نظم کائنات کے جو اصول متعین کیے ہوئے ہیں، آسمانوں میں اور زمین میں جو بھی کوئی مخلوق ہے ان پر عمل کرتی ہے وہ ہمارے نظم سے باہر جا ہی نہیں سکتی مثلاً اللہ تعالیٰ نے ہر جاندار کے لیے موت رکھی ہے تو ایسا نہیں ہوسکتا کہ کوئی جاندار مرے ◄◄

16- قُلۡ مَنۡ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ ؕ قُلِ اللّٰهُ ؕ
قُلۡ اَفَاتَّخَذۡتُمۡ مِّنۡ دُوۡنِهٖۤ اَوۡلِيَآءَ لَا يَمۡلِكُوۡنَ
لِاَنۡفُسِهِمۡ نَفۡعًا وَّلَا ضَرًّا ؕ قُلۡ هَلۡ يَسۡتَوِى
الۡاَعۡمٰى وَالۡبَصِيۡرُ ۙ اَمۡ هَلۡ تَسۡتَوِى الظُّلُمٰتُ
وَالنُّوۡرُ ۚ اَمۡ جَعَلُوۡا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ خَلَقُوۡا كَخَلۡقِهٖ
فَتَشَابَهَ الۡخَلۡقُ عَلَيۡهِمۡ ؕ قُلِ اللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَىۡءٍ
وَّهُوَ الۡوَاحِدُ الۡقَهَّارُ ﴿۱۶﴾

چاہتے ہوئے اور نہ چاہتے ہوئے
اور ان کے سائے بھی
صبح و شام

16- پوچھیے "کون ہے آسمانوں کا اور زمین کا رب؟"
کہہ دیں "اللہ"
کہیے "کیا پھر بھی تم
اپنا کارساز بنائے ہوئے ہو
اس کے سوا
انہیں جو اپنے لیے بھی
کسی نفع، نقصان کا
اختیار نہیں رکھتے؟"
پوچھیے "کیا برابر ہوتے ہیں اندھا اور دیکھنے والا؟
یا کیا گھپ اندھیرے روشنی کے برابر ہیں؟"
یا ان لوگوں نے اللہ کے جو شریک بنائے ہیں
انہوں نے بھی 16
اللہ کی تخلیق جیسی کوئی چیز پیدا کی ہے
جس کے سبب ان لوگوں کے لیے
تخلیق کا معاملہ متشبہ ہو گیا ہو؟

◀◀ نہ اس طرح چاہتے ہوئے بھی اور نہ چاہتے ہوئے بھی ہر مخلوق ہمیں سجدہ کرتی ہے یعنی ہمارے نظم کے حضور سر بسجود ہو جاتی ہے صبح کے وقت سورج طلوع ہوتا ہے، اس کی وجہ سے اشیاء کے سائے پیدا ہو جاتے ہیں اس طرح وہ ہمارے نظم کے حضور سجدہ کرتے ہیں شام کے وقت سورج غروب ہو جاتا ہے تو سائے غائب ہو جاتے ہیں ہمارے نظم کو مانتے ہوئے اسی طرح ہر چیز ہمارے نظم کی پابند ہے اور یہ پابندی اس کا ہماری عظمت و کبریائی کے حضور سر بسجود ہونا ہے، لہٰذا یہ مشرکین بھی ہماری تدبیر سے باہر نہیں جا سکتے انہیں ہمارے ضابطہ کے سامنے سرنگوں ہونا پڑے گا

16- اس بیان کے بعد کہ کائنات کی ہر چیز کے خالق ہم ہیں ہر چیز ہمارے نظم کی پابند ہے اللہ تعالیٰ اپنے نبی ﷺ کے حوالے سے ان مشرکین سے پوچھتے ہیں کہ کیا جن معبودوں کو تم پوجتے ہو اور ان سے مرادیں مانگتے ہو، انہوں نے بھی کوئی ایسی چیز پیدا کی ہوئی ہے جیسی ہماری پیدا کی ہوئی مخلوق ہے اور ان کی پیدا کی اس چیز کو دیکھ کر تمہیں شبہ ہو گیا ہے کہ پیدا کرنے کا عمل صرف اللہ ہی تک محدود نہیں تمہارے معبود بھی ایسا کر سکتے ہیں

کہیئے "اللہ ہی ہے سب چیزوں کا پیدا کرنے والا
اور وہ ہے واحد
سب پر غالب"

17- اَنۡزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَسَالَتۡ اَوۡدِيَةٌۢ بِقَدَرِهَا فَاحۡتَمَلَ السَّيۡلُ زَبَدًا رَّابِيًا ؕ وَمِمَّا يُوۡقِدُوۡنَ عَلَيۡهِ فِى النَّارِ ابۡتِغَآءَ حِلۡيَةٍ اَوۡ مَتَاعٍ زَبَدٌ مِّثۡلُهٗ ؕ كَذٰلِكَ يَضۡرِبُ اللّٰهُ الۡحَقَّ وَالۡبَاطِلَ ؕ فَاَمَّا الزَّبَدُ فَيَذۡهَبُ جُفَآءً ۚ وَاَمَّا مَا يَنۡفَعُ النَّاسَ فَيَمۡكُثُ فِى الۡاَرۡضِ ؕ كَذٰلِكَ يَضۡرِبُ اللّٰهُ الۡاَمۡثَالَ ؕ ﴿۱۷﴾

17- اس نے اتارا آسمان سے پانی
تو بہنے لگیں اس سے ندیاں
اپنی اپنی گنجائش کے مطابق
پھر پانی کے ریلے پر اُبھرا ہوا جھاگ آ گیا
اور جن چیزوں کو وہ آگ میں پگھلاتے ہیں
زیور یا کوئی سامان بنانے کے لیے
ان سے بھی ایسے ہی جھاگ نکلتا ہے
اللہ اسی طرح
حق اور باطل کو واضح کرتا ہے
سو جو جھاگ ہے وہ ضائع ہو جاتا ہے [17]
اور جو کوئی چیز انسانوں کو فائدہ پہنچانے والی ہو
تو وہ زمین میں ٹھہر جاتی ہے
اللہ اسی طرح مثالیں بیان کرتا ہے

18- لِلَّذِيۡنَ اسۡتَجَابُوۡا لِرَبِّهِمُ الۡحُسۡنٰى ؕ وَالَّذِيۡنَ لَمۡ يَسۡتَجِيۡبُوۡا لَهٗ لَوۡ اَنَّ لَهُمۡ مَّا فِى الۡاَرۡضِ جَمِيۡعًا وَّمِثۡلَهٗ مَعَهٗ لَافۡتَدَوۡا بِهٖ ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمۡ سُوۡٓءُ الۡحِسَابِ ۙ وَمَاۡوٰىهُمۡ جَهَنَّمُ ؕ وَبِئۡسَ الۡمِهَادُ ﴿۱۸﴾

18- ان لوگوں کے لیے
جنہوں نے اپنے رب کا حکم مان لیا
بھلائی ہے
اور جو لوگ اس کا حکم نہیں مانتے
تو ان کے پاس اگر وہ سب کچھ بھی ہو

17- ہم حق اور باطل کو اس طرح بیان کرتے ہیں یعنی باطل اس جھاگ کی مانند ہے جب حق آ گیا تو اسکے نزول سے باطل کی جھاگ صاف دکھائی دینے لگی توانائی بخش پانی میں اور جھاگ میں اور خالص دھات میں اور خام ملاوٹ میں فرق صاف ظاہر ہو گیا

جو کچھ بھی زمین میں ہے
سارے کا سارا[18]
اور اس کے ساتھ اتنا ہی اور بھی ہو
تو اپنے آپ کو چھڑانے کے لیے
وہ ضرور اسے فدیہ دے دیں
یہی وہ لوگ ہیں
جن کے لیے ہے سخت حساب کی
اور ٹھکانہ ان کا ہے جہنم
اور وہ بہت ہی بُرا ٹھکانہ ہے

3

19- اَفَمَنۡ يَّعۡلَمُ اَنَّمَاۤ اُنۡزِلَ اِلَيۡكَ مِنۡ رَّبِّكَ الۡحَـقُّ كَمَنۡ هُوَ اَعۡمٰى ؕ اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُوا الۡاَلۡبَابِ ۙ﴿۱۹﴾

19- تو کیا وہ شخص جو جانتا ہے کہ
تیرے رب نے
تجھ پر جو کچھ نازل کیا ہے
وہ تو عین حق ہے
وہ ہو سکتا ہے مانند اس کی جو اندھا ہے؟
نصیحت تو وہی لوگ حاصل کرتے ہیں
جو اہلِ خرد ہیں[1]

20- الَّذِيۡنَ يُوۡفُوۡنَ بِعَهۡدِ اللّٰهِ وَلَا يَنۡقُضُوۡنَ الۡمِيۡثَاقَ ۙ﴿۲۰﴾

20- وہ لوگ جو اللہ سے کیا عہد وفا کرتے ہیں
اور اسے مضبوط باندھنے کے بعد توڑتے نہیں[2]

21- وَالَّذِيۡنَ يَصِلُوۡنَ مَاۤ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖۤ اَنۡ يُّوۡصَلَ وَيَخۡشَوۡنَ رَبَّهُمۡ وَيَخَافُوۡنَ سُوۡٓءَ الۡحِسَابِ ؕ﴿۲۱﴾

21- اور وہ
اس کو جوڑتے ہیں

18- یعنی روزِ حساب مشرکین کو سخت حساب سے گزرنا پڑے گا اگر کسی کے پاس وہ سارا مال و دولت ہو جو دنیا میں ہے اور اس کے ساتھ اتنا ہی اور ہو تو وہ اس سارے مال کو بھی اپنے آپ کو عذاب سے چھڑانے کے لیے فدیہ میں دینے کے لیے بے چین ہوگا مگر اس کو بدترین ٹھکانے میں جانا ہی ہوگا

1- اہلِ عقل و شعور ہی قرآن کو سمجھتے ہیں اور اللہ کی طرف سے وارننگ پر غور کر کے راہِ راست پر آسکتے ہیں، جاہل نہیں

2- دیکھیں سورۃ البقرہ آیت 27 حاشیہ 11

جسے جوڑنے کا اللہ نے حکم دیا ہوا ہے[3]
اور وہ اپنے رب سے ڈرتے ہیں
اور حساب کی سختی کا خوف رکھتے ہیں[4]

22- وَالَّذِيْنَ صَبَرُوا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً وَّيَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عُقْبَى الدَّارِ ﴿۲۲﴾

22- اور وہ صبر کرتے ہیں
اپنے رب کی رضامندی حاصل کرنے کے لیے[5]
اور نماز قائم کرتے ہیں
اور خرچ کرتے ہیں اس میں سے
جو ہم نے ان کو رزق دیا ہو
خفیہ اور ظاہراً
اور وہ برائی کو بھلائی سے دُور کرتے ہیں[6]
انہی لوگوں کے لیے ہے
آخرت کا گھر

23- جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا وَمَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ وَالْمَلٰٓئِكَةُ يَدْخُلُوْنَ عَلَيْهِمْ مِّنْ كُلِّ بَابٍ ﴿۲۳﴾

23- سدا بہار باغات
جن میں وہ داخل ہوں گے
اور وہ بھی جو کوئی نیکوکار ہو
ان کے آباء میں سے
اور ان کی بیویوں میں سے
اور ان کی اولاد میں سے[7]

3- جو انسانوں کا اور انسانی رشتوں کا احترام کرتے ہیں تمدنی اور معاشرتی رشتوں کے حوالے حقوق و فرائض ادا کرتے ہیں
4- روزِ قیامت کے حساب کی سختی سے ڈرتے ہیں ایسے کاموں سے بچتے ہیں جن کی وجہ سے اس روز پکڑ ہو سکتی ہے
5- مشکلات میں اللہ کی رضامندی اور خوشنودی کی خاطر صبر کا مظاہرہ کرتا ہے
6- برائی کا بدلہ برائی سے نہیں بلکہ احسان سے لیتے ہیں
7- وہاں ان کے نیک بیوی بچے اور والدین بھی ان کے ساتھ ہوں گے

اور آئیں گے ان کے پاس فرشتے

ہر دروازے سے

24- سَلٰمٌ عَلَيۡكُمۡ بِمَا صَبَرۡتُمۡ فَنِعۡمَ عُقۡبَى الدَّارِ ﴿۲۴﴾

24- کہتے ہوئے "تمہارے لئے سلامتی ہے

اس کے سبب جو تم نے صبر کیا"

تو آخرت کا یہ گھر کیا ہی اچھا ہے

25- وَالَّذِيۡنَ يَنۡقُضُوۡنَ عَهۡدَ اللّٰهِ مِنۡۢ بَعۡدِ مِيۡثَاقِهٖ وَيَقۡطَعُوۡنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖۤ اَنۡ يُّوۡصَلَ وَيُفۡسِدُوۡنَ فِى الۡاَرۡضِ ۙ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ اللَّعۡنَةُ وَلَهُمۡ سُوۡٓءُ الدَّارِ ﴿۲۵﴾

25- اور وہ لوگ جو توڑ دیتے ہیں اللہ کے عہد کو

اس کو پختہ باندھنے کے بعد

اور وہ قطع کر دیتے ہیں ان رابطوں کو

اللہ نے حکم دیا ہے

جن کو جوڑنے کا

اور وہ زمین میں فساد پھیلاتے ہیں

یہ لوگ ہیں جن کے لیے لعنت ہے

اور جن کے لیے آخرت میں بہت ہی بُرا ٹھکانا ہے

26- اَللّٰهُ يَبۡسُطُ الرِّزۡقَ لِمَنۡ يَّشَآءُ وَيَقۡدِرُ ۚ وَفَرِحُوۡا بِالۡحَيٰوةِ الدُّنۡيَا ؕ وَمَا الۡحَيٰوةُ الدُّنۡيَا فِى الۡاٰخِرَةِ اِلَّا مَتَاعٌ ﴿۲۶﴾ ع ۳

26- اللہ کشادہ کر دیتا ہے رزق

جس کے لیے چاہے

اور تنگ کر دیتا ہے

جس کے لیے چاہے

اور کافر لوگ خوش ہو رہے ہیں

اس دنیا کی زندگی سے

جبکہ نہیں ہے اس دنیا کی زندگی

آخرت کے مقابلے میں
مگر متاع قلیل ہی [8]

4

27- وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ قُلْ اِنَّ اللّٰهَ يُضِلُّ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ اَنَابَ ۙ﴿۲۷﴾

27- اور کافر کہتے ہیں
"کیوں نہیں اتاری گئی اس پر کوئی نشانی
اس کے رب کی طرف سے؟"[1]
کہہ دیجیے "اللہ تو جسے چاہے گمراہی میں چھوڑ دیتا ہے
اور جو کوئی اس کی طرف رجوع کرلے اس کو
اپنی طرف آنے کی راہ دکھا دیتا ہے[2]

28- اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ ؕ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ ﴿۲۸﴾ؕ

28- ان لوگوں کو جو ایمان لے آئے
اور ان کے دل
اللہ کی یاد سے اطمینان پکڑتے ہیں
آگاہ رہو دلوں کو سکون اللہ کی یاد سے ہی ملتا ہے

29- اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ طُوْبٰى لَهُمْ وَحُسْنُ مَاٰبٍ ﴿۲۹﴾

29- وہ لوگ جو ایمان لے آئے ہیں
اور نیک کام کرتے ہیں

8- یعنی یہ کافر اپنی جن دنیاوی آسائشوں پر خوش ہو رہے ہیں اہلِ ایمان کے لیے آخرت کی زندگی میں جو آسائشیں اور فرحتیں ہیں یہ تو ان کے مقابلہ میں بہت ہی معمولی ہیں اور دنیاوی زندگی کے ساتھ ہی ختم ہو جانے والی ہیں جبکہ آخرت کی زندگی میں نیکوکاروں کے لیے جو آسائشیں اور خوشیاں ہیں وہ ہمیشہ رہنے والی ہیں

1- دیکھیں آیت 7 جہاں اسی سوال کا جواب دوسرے انداز میں دیا گیا ہے

2- اللہ تعالیٰ راستہ کسے دکھا دیتے ہیں، اپنی طرف کسے لے آتے ہیں؟ اس کو جو رجوع کرلے جس کے دل میں خواہش ہو اور اس خواہش کے زیرِ اثر وہ اللہ کی کتاب پر غور کرے تو وہ راہِ ہدایت پر آجاتا ہے قرآن میں ہدایت کی طرف مکمل رہنمائی موجود ہے جو اس پر غور و فکر کرے، اسے رہنمائی مل جاتی ہے اسے اللہ ہدایت دے دیتا ہے مگر جو کوئی رجوع ہی نہ کرے جس کے دل میں خواہش ہی نہ ہو تو وہ گمراہی میں ہی بھٹکتا پھرتا ہے کیونکہ وہ خود ایسا کرتا ہے اللہ کے اصول ہدایت پر عمل نہیں کرتا اس لیے وہ گمراہی میں بھٹکتا رہتا ہے

ان کے لیے ہے راحت[3]
اور اچھا انجام"

30- كَذٰلِكَ اَرۡسَلۡنٰكَ فِيۡۤ اُمَّةٍ قَدۡ خَلَتۡ مِنۡ قَبۡلِهَاۤ اُمَمٌ لِّتَتۡلُوَا۟ عَلَيۡهِمُ الَّذِيۡۤ اَوۡحَيۡنَاۤ اِلَيۡكَ وَهُمۡ يَكۡفُرُوۡنَ بِالرَّحۡمٰنِ ؕ قُلۡ هُوَ رَبِّىۡ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ عَلَيۡهِ تَوَكَّلۡتُ وَاِلَيۡهِ مَتَابِ ﴿۳۰﴾

30- ہم نے تمہیں اسی طرح اس قوم میں بھیجا ہے
جس سے پہلے کئی قومیں گزر چکی ہیں
تاکہ تو ان کو وہ پڑھ کر سنائے
جو ہم نے تیری طرف وحی کیا ہے
اور یہ لوگ الرحمٰن کا انکار کرتے ہیں[4]
کہہ دیجیے "میرا پروردگار تو وہی ہے[6]
نہیں ہے کوئی معبود
مگر وہی
میں اسی پر بھروسہ کرتا ہوں
اور اسی سے رجوع کیا کرتا ہوں"

31- وَلَوۡ اَنَّ قُرۡاٰنًا سُيِّرَتۡ بِهِ الۡجِبَالُ اَوۡ قُطِّعَتۡ بِهِ الۡاَرۡضُ اَوۡ كُلِّمَ بِهِ الۡمَوۡتٰى ؕ بَلۡ لِّلّٰهِ الۡاَمۡرُ

31- اور اگر قرآن ایسا ہوتا کہ
چلنے لگتے اس کے ذریعے سے پہاڑ

3- طوبیٰ قلبی سکون و اطمینان کی ایسی حالت جس کا بیان مشکل ہے، قلبی سکون و راحت والی حالت پیدا ہو جاتی ہے

4- رَحمٰن اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ایک ہے جس کا مفہوم کسی بھی زبان کے کسی بھی لفظ کے ذریعے بیان نہیں کیا جا سکتا اس میں اللہ تعالیٰ کے اپنی مخلوق پر بہت ہی زیادہ رحم کے بہت سے پہلو جن میں کرم، شفقت، بخشش، مہربانی جیسے بہت سے پہلو اور یہ بھی کہ ان سب میں اللہ تعالیٰ کا کوئی ثانی نہیں شامل ہیں اگر مشرکین ان صفات کے ساتھ رحمٰن کو مان لیتے تو ان کی شرک کی تو جڑ ہی کٹ جاتی تھی اس لیے وہ "رحمٰن" کو نہیں مانتے تھے اسی لیے جب رسول ﷺ نے حدیبیہ کا معاہدہ لکھوانا شروع کیا اور سب سے اوپر "بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ" لکھنے کو کہا تو مشرکینِ مکہ کے سفیر سہیل بن عمرو نے فوراً کہا تھا "ہم تو رحمٰن کو نہیں جانتے" اللہ تعالیٰ ان کے اسی مشرکانہ عقیدے کا ذکر فرماتے ہیں

5- اللہ تعالیٰ اپنے نبی ﷺ سے فرماتے ہیں کہ ان پر واضح کر دیں کہ میرا تو رحمٰن ہی پروردگار ہے وہی جو اکیلا ہے میرا اسی پر بھروسہ ہے اور مجھے جب بھی کچھ مانگنا ہوتا ہے میں اسی سے مانگتا ہوں واضح کیوں کر دیں؟ تاکہ ان کے دلوں میں کوئی شبہ تک نہ رہے

جَمِيۡعًا ؕ اَفَلَمۡ يَايۡـَٔسِ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَنۡ لَّوۡ يَشَآءُ اللّٰهُ لَهَدَى النَّاسَ جَمِيۡعًا ؕ وَلَا يَزَالُ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا تُصِيۡبُهُمۡ بِمَا صَنَعُوۡا قَارِعَةٌ اَوۡ تَحُلُّ قَرِيۡبًا مِّنۡ دَارِهِمۡ حَتّٰى يَاۡتِىَ وَعۡدُ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخۡلِفُ الۡمِيۡعَادَ ﴿۳۱﴾

یا اس سے زمین پھٹ جاتی
یا باتیں کرنے لگتے اس کے ذریعے مُردے
تو کیا ہو جاتا؟[6]
ہاں! ایسا سب کچھ کر دینا تو اللہ ہی کے اختیار میں ہے
تو کیا اہلِ ایمان جان نہیں گئے کہ
اگر اللہ چاہتا تو
سب انسانوں کو ہدایت دے دیتا؟[7]
اور جو لوگ کفر کر رہے ہیں
ان پر کوئی نہ کوئی آفت آتی رہے گی
ان کے اعمال کی وجہ سے
یا وہ ان کے گھروں کے قریب ہی آن اترے گی
یہاں تک کے اللہ کا وعدہ پورا ہو جائے
اللہ تو اپنے وعدے کے خلاف نہیں کیا کرتا

5

32- وَلَقَدِ اسۡتُهۡزِئَ بِرُسُلٍ مِّنۡ قَبۡلِكَ فَاَمۡلَيۡتُ

32- اور تجھ سے پہلے بھی[1]

6- آیت 27 میں مشرکوں کے اس مطالبہ کا حوالہ ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ اس کے رب کی طرف سے اس پر کوئی نشانی کیوں نہیں اتاری گئی اسی سلسلے میں فرمایا گیا ہے کہ اگر یہ قرآن ایسا ہوتا کہ اس کے پڑھنے سے پہاڑ چلنے لگتے، زمین پھٹ جاتی، مُردے باتیں کرنے لگتے تو بھی ان کافرون پر کوئی اثر نہ ہوتا۔ اللہ کے اختیار میں کیا نہیں؟ وہ تو جو چاہے کر سکتا ہے لیکن ان کفار کی طرف سے ایسا مطالبہ خلوصِ نیت پر نہیں کہ وہ ہدایت چاہتے ہوں ہدایت تو انہیں ہی مل سکتی ہے جو خلوصِ نیت سے رجوع کرنے والے ہوں یہ تو ضد پر قائم ہیں

7- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جو اہلِ ایمان قرآن پڑھتے اور سنتے ہیں کیا انہیں معلوم نہیں کہ اللہ جو چاہے کر لیا کرتا ہے ہم اگر چاہتے تو سب ہی انسان ایمان لے آتے مگر ہم نے تو قرآن میں بتا دیا ہے کہ ہم ایسا کیوں نہیں کیا کرتے اہلِ ایمان تو جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کافروں کی شرائط اور مطالبوں پر اپنے اصول تبدیل نہیں کیا کرتے اس لیے انہیں کفار کی ایسی باتوں کو اہمیت نہیں دینا چاہیے

1- اللہ تعالیٰ اپنے نبی ﷺ سے فرماتے ہیں کہ دینِ حق کا انکار کرنے والے آپ کی اور دعوتِ حق کی ہنسی اڑاتے ہیں تو یہ کوئی نئی بات نہیں ◄◄

لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثُمَّ اَخَذْتُهُمْ ۫ فَكَيْفَ كَانَ عِقَابِ ﴿۳۲﴾

رسولوں کی ہنسی اڑائی گئی تھی
مگر میں نے منکروں کو ڈھیل دی تھی[2]
پھر میں نے ان کو پکڑ لیا تھا
تو پھر کیسا تھا میرا وہ عذاب؟[3]

33- اَفَمَنْ هُوَ قَآئِمٌ عَلٰى كُلِّ نَفْسٍۭ بِمَا كَسَبَتْ ۚ وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ ۭ قُلْ سَمُّوْهُمْ ۭ اَمْ تُنَبِّـــُٔوْنَهٗ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي الْاَرْضِ اَمْ بِظَاهِرٍ مِّنَ الْقَوْلِ ۭ بَلْ زُيِّنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا مَكْرُهُمْ وَصُدُّوْا عَنِ السَّبِيْلِ ۭ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ﴿۳۳﴾

33- کیا پھر وہ جو نگاہ رکھے ہوئے ہے
ہر نفس کے ہر عمل پر
ہے اس جیسا کوئی اور؟
اور اِن لوگوں نے اس اللہ کے شریک بنا رکھے ہیں
ان سے کہیں "ان شریکوں کے نام تو بتاؤ؟[4]
کیا تم اللہ کو اس چیز کی اطلاع دے رہے ہو
جس کی زمین پر موجودگی کا اسے کوئی علم ہی نہیں ہے؟[5]
یا منہ آئی بات دہراتے جا رہے ہو؟"[6]

◄◄ آپ سے پہلے جو رسول آتے رہے ہیں ان کی دعوت سے انکار کرنے والے بھی ایسے ہی ان کی ہنسی اڑایا کرتے تھے

2- ہم نے انہیں ڈھیل دی کہ وہ سمجھ جائیں مگر جب وہ حد سے گزر گئے تو ہم نے انہیں عذاب میں مبتلا کر دیا تھا ان کی مثال سے اللہ تعالیٰ اپنے اصول عذاب کی وضاحت فرماتے ہوئے اپنے نبی سے کہتے ہیں کہ جو لوگ آپ کا مذاق اڑاتے ہیں، ہم اپنے معینہ اصول کے تحت انہیں ڈھیل دے رہے ہیں اگر یہ نہ سمجھے تو ہم انہیں بھی پکڑ لیں گے

3- یعنی ہمارا وہ عذاب بہت سخت تھا یہ منکرین اس سے اندازہ کر لیں کہ ہماری پکڑ کیسی سخت ہوگی

4- اللہ تعالیٰ تو ہر جاندار اور اس کے ہر عمل پر نگاہ رکھتے ہیں کون کیا کر رہا ہے کون کس حالت سے گزر رہا ہے اللہ کو سب کچھ معلوم ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اپنے نبی ﷺ سے فرماتے ہیں کہ ان مشرکوں سے ذرا یہ تو کہو کہ وہ اپنے بنائے ہوئے ہمارے شریکوں کا کوئی نام تو بتائیں

5- تو کیا پھر تم اس کو جو ہر نفس کے ہر عمل پر نگران ہے یہ بتا رہے ہو کہ اس کی زمین پر اس کے وہ شریک بھی ہیں جن کا اسے کوئی علم ہی نہیں؟

6- تم اپنے بنائے ان شریکوں کے بارے میں جو کچھ کہتے ہو وہ سنی سنائی بے بنیاد باتیں ہی ہیں اور تم اپنی جہالت کے سبب انہیں دہرائے جا رہے ہو

نہیں بلکہ کافروں کیلئے انکی مکاری حسین بنادی گئی ہے
اور وہ راہِ راست سے روک دیے گئے ہیں
اور جس کسی کو اللہ گمراہی میں چھوڑ دے
تو نہیں ہے ایسوں کے لیے کوئی راہ دکھانے والا

34- لَهُمْ عَذَابٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَشَقُّ ۚ وَمَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ وَّاقٍ ﴿۳۴﴾

34- ان کے لیے ہے عذاب
اس دنیا کی زندگی میں
اور آخرت کا عذاب تو بہت ہی سخت ہے
اور نہیں ہے ان کے لیے کوئی بھی
اللہ سے بچا لینے والا

35- مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِيْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ ۭ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۭ اُكُلُهَا دَاۗىِٕمٌ وَّظِلُّهَا ۭ تِلْكَ عُقْبَى الَّذِيْنَ اتَّقَوْا ۠ وَّعُقْبَى الْكٰفِرِيْنَ النَّارُ ﴿۳۵﴾

35- اس باغ کی شان ایسے ہے
جس کا متقیوں سے وعدہ کیا گیا ہے کہ
اس میں نہریں بہتی ہیں
وہاں کے پھل اور چھاؤں دائمی ہیں
یہ ہے اللہ سے ڈرنے والوں کا انجام
اور کافروں کا انجام ہے آگ

36- وَالَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَفْرَحُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمِنَ الْاَحْزَابِ مَنْ يُّنْكِرُ بَعْضَهٗ ۭ قُلْ اِنَّمَآ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ وَلَآ اُشْرِكَ بِهٖ ۭ اِلَيْهِ اَدْعُوْا وَاِلَيْهِ مَاٰبِ ﴿۳۶﴾

36- اور وہ لوگ جنہیں ہم نے کتاب دی ہے
وہ خوش ہیں اس پر
جو کچھ تجھ پر نازل کیا گیا ہے[7]
اور کچھ گروہ ایسے ہیں

7- جو لوگ قرآن پر ایمان رکھتے ہیں وہ خوش ہیں کیونکہ انہیں دنیاوی زندگی میں ایسی رہنمائی مل گئی ہے جو نجات اور باغات کی طرف لے جانے والی ہے

جو اس کتاب کی بعض چیزوں کا انکار کرتے ہیں[8]

کہہ دیجیے "مجھے تو حکم دیا گیا کہ
میں صرف اللہ کی عبادت کروں
اور اس کے ساتھ کسی کو بھی شریک نہ ٹھہراؤں
میں اسی کی طرف دعوت دیتا ہوں
اور اسی کی طرف میری واپسی ہے"

37- وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ حُكْمًا عَرَبِيًّا ؕ وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ بَعْدَ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۙ مَا لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا وَاقٍ ﴿۳۷﴾

37- اور ہم نے اسی طرح
یہ فیصلہ کُن فرمان[9]
عربی زبان میں نازل کیا ہے
اور اگر تم نے ان لوگوں کی خواہشات کو اہمیت دی[10]

ع ۵ ۶ ۱۱

8- مختلف گروہوں میں جن میں سے اہلِ کتاب میں سے بھی کچھ شامل ہیں کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو اپنی خواہشات، خودغرضی اور مفادات کی وجہ سے کہتے ہیں کہ قرآن کے احکامات اور تعلیمات میں اگر فلاں چیز نہ ہوتی تو ہم اس پر ایمان لے آتے

9- دین حق کی روح کی وضاحت کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ قرآن جو ہم نے اپنے نبی پر نازل فرمایا ہے یہ حق اور باطل کے درمیان فیصلہ کر دینے والا ہے یہی وہ اتھارٹی ہے جس کی بنیاد پر فیصلہ ہوگا اور یہ فرمان عربی زبان میں ہے یعنی جن لوگوں کے سامنے یہ پیش کیا جا رہا ہے انہیں اسے سمجھنے میں اور اس کی بنیاد پر حق اور باطل کا فیصلہ کرنے میں کوئی دشواری نہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو جن لوگوں میں مبعوث فرمایا تھا ان کی زبان عربی تھی اور ان کے ذریعے ہی قرآن کا پیغام انسانیت تک پہنچنا تھا اس لیے قرآن عربی زبان میں نازل فرمایا سورۃ ابراہیم میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم جس قوم کی طرف کسی نبی کو بھیجتے ہیں ہمارا پیغام اس قوم کی زبان میں ہوتا ہے تاکہ وہ اچھی طرح سمجھ سکیں قرآن اللہ کی آخری کتاب ہے اور ساری انسانیت کے لیے ہے جیسا کہ سورۂ اعراف آیت 158 میں فرمایا کہہ دیجیے "اے لوگو میں اللہ کا رسول ہوں تم سب کی طرف" مگر چونکہ ساری انسانیت تک حق اور باطل کے درمیان فیصلہ کرنے والی یہ کتاب جن لوگوں کے ذریعے پہنچنا تھی ان کی زبان عربی تھی اس لیے اس کتاب کو بھی اللہ تعالیٰ نے عربی میں نازل فرمایا

10- کن کی خواہشات کو اہمیت دی؟ اُن کی جن کا ذکر آیت 36 میں ہے کہ وہ قرآن کی کچھ چیزوں سے اختلاف کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اگر اس میں فلاں چیز نہ ہوتی تو ہم اس پر ایمان لے آتے اللہ تعالیٰ اپنے نبی ﷺ سے فرماتے ہیں کہ اہل ایمان کے اس خیال سے کہ ایسے لوگ مسلمانوں کی جماعت میں شامل ہو جائیں تو مسلمانوں کی قوت میں اضافہ ہو جائے گا ہرگز اتفاق نہ کر لینا ان کی خواہشات کے مطابق کوئی ◄◄

اس کے بعد جو آ گیا ہے تیرے پاس علم
تو نہیں پائے گا تو کسی کو بھی
اللہ کے مقابلے میں
اپنا حامی و مددگار
اور نہ کوئی بچا لینے والا

6

38- وَلَقَدۡ اَرۡسَلۡنَا رُسُلًا مِّنۡ قَبۡلِكَ وَجَعَلۡنَا لَهُمۡ اَزۡوَاجًا وَّذُرِّيَّةً ؕ وَمَا كَانَ لِرَسُوۡلٍ اَنۡ يَّاۡتِىَ بِاٰيَةٍ اِلَّا بِاِذۡنِ اللّٰهِ ؕ لِكُلِّ اَجَلٍ كِتَابٌ ﴿۳۸﴾

38- اور ہم نے تجھ سے پہلے بھی رسول بھیجے تھے
اور ہم نے انہیں بیویاں اور بچے دیئے تھے[1]
اور کسی بھی رسول کے پاس
کوئی معجزہ دکھانے کا ہرگز کوئی اختیار نہیں تھا[2]
مگر اللہ کے حکم سے ہی[3]
اور ہر معین وعدے کے لیے ایک نوشتہ ہے[4]

◀◀ نرمی نہ کرنا قرآن کے احکام پر عمل کے بارے میں اور اس دین پر عمل میں جس کی روح اسی آیت میں بیان کر دی گئی ہے، اللہ تعالیٰ مخاطب تو اپنے نبی ﷺ سے ہیں مگر بتا سب انسانوں کو رہے ہیں کہ ہم نے اس کتاب میں جس دین کی طرف ہدایت دی ہے، اس سے کسی بھی وجہ سے کسی بھی طرح کا کوئی بھی انحراف کرنے والے سے کوئی نرمی نہیں برتی جائے گی جب قرآن میں ہم نے سب کچھ واضح کر دیا ہے اور وہ علم تم تک پہنچ گیا ہے تو پھر اس کے بعد کسی سمجھوتے کی کوئی صورت باقی نہیں رہی آگے ایسا کرنے والوں کے انجام کا بیان ہے

1- وہ سب رسول بھی انسان تھے اور اپنے بیوی بچوں کے ساتھ ان لوگوں کے درمیان رہتے تھے جن کی طرف انہیں رسول بنا کر بھیجا گیا تھا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہمارے رسول فرشتوں میں سے یا کسی اور مخلوق میں سے نہیں ہوتے وہ ایسے ہی انسان ہوتے ہیں جیسے سب انسان ہیں اور ان کے درمیان رہتے ہوتے ہیں

2- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم نے کسی رسول کو کبھی یہ اختیا نہیں دیا کہ جب بھی کوئی مطالبہ کرے تو وہ جھٹ سے اس کا مطالبہ پورا کرنے کے لیے جیسا اس نے کہا ہو، کوئی معجزہ دکھا دے

3- یعنی ہمارے جن رسولوں نے جو معجزے دکھائے تھے وہ ہمارے حکم سے ہی وقوع پذیر ہوئے تھے ان کے ہو جانے کا حکم ہم ہی نے دیا تھا

4- ہم نے ہر وعدہ پورا کرنے کا وقت مقرر کیا ہوا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ کوئی عمل کب وقوع پذیر ہوگا اور کیسے ہوگا یہ سب لکھا ہوا موجود ہے پہلے وقتوں میں جو کچھ ہوا وہ بھی لکھا ہوا تھا آگے جو کچھ ہوگا وہ بھی اس کے لیے کتاب یعنی نوشتہ میں لکھا ہوا ہے اس کا وقت معین ہے اور وہ اسی وقت پر ہوتا ہے ایسا نہیں کہ جب بھی کوئی قوم ہمارے رسول سے کہے کہ کوئی نشانی لاؤ تو ہم معجزہ دکھا دیتے ہوں اسی طرح کسی قوم کو عذاب کب دینا ہے اس کا بھی وقت معین ہوتا ہے کوئی معجزہ دکھانے کا مرحلہ کونسا ہوتا ہے اور کسی قوم کو عذاب کب دینا ہے اس کا ہم نے اصول اور وقت مقرر کیا ہوا ہے

39- يَمْحُوا اللّٰهُ مَا يَشَآءُ وَيُثْبِتُ ۚ وَعِنْدَهٗٓ اُمُّ الْكِتٰبِ ﴿۳۹﴾

39- اللہ مٹا دیتا ہے
جو کچھ چاہے
اور قائم رکھتا ہے جو کچھ چاہے[5]
اور ام الکتب اسی کے پاس ہے[6]

40- وَاِنْ مَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِيْ نَعِدُهُمْ اَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ وَعَلَيْنَا الْحِسَابُ ﴿۴۰﴾

40- اور اگر ہم دکھا دیں تجھے
اس میں سے کچھ
جس کا ہم نے ان سے وعدہ کر رہے ہیں
یا ہم تجھے وفات دے دیں[7]
تو تیرے ذمے تو صرف پیغام پہنچا دینا ہی ہے[8]
اور حساب لینا ہم پر ہے[9]

41- اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا نَاْتِي الْاَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ اَطْرَافِهَا ۭ وَاللّٰهُ يَحْكُمُ لَا مُعَقِّبَ لِحُكْمِهٖ ۭ وَهُوَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿۴۱﴾

41- کیا نہیں دیکھ رہے وہ لوگ کہ
ہم اس زمین کو اس کی اطراف سے
تنگ کرتے چلے آ رہے ہیں[10]

5- یعنی یہ اللہ ہی کا اختیار ہے کہ جس کسی کو ختم کر دینا چاہے ختم کر دے اور جس کو باقی رکھنا چاہے باقی رکھے پہلے فرمایا کہ کس کو عذاب دینا ہے اور کب دینا ہے، یہ ہمارا ہی اختیار ہے اس کے بعد فرمایا کہ عذاب میں مٹا کس کو دینا ہے اور اس سے بچا کس کو لینا ہے اس کا فیصلہ بھی ہم ہی کرتے ہیں

6- ام الکتب اصول اور قانون کا وہ ضابطہ جس کے مطابق کائنات کا نظم وقائم ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اس ضابطہ کے ہم ہی مالک ہیں اور کائنات میں جو بھی کچھ ہوتا ہے یا آگے ہونے والا ہے وہ ہمارے ہی حکم سے ہمارے اس طے شدہ ضابطہ کے مطابق ہوتا ہے کسی دور کے لیے ہم جو کتاب یعنی ضابطہ رہنمائی بھیجتے ہیں وہ بھی اسی سرچشمہ سے ہوتا ہے اور اس میں جو احکام ہوتے ہیں وہ وقت کی ضروریات کے مطابق ہوتے ہیں

7- یعنی ایسے منکرین کے لئے ہم نے جو سزا رکھی ہوئی ہے اے نبی ﷺ اس میں سے کچھ آپ کی زندگی میں انہیں دے دیں یا آپ کی وفات کے بعد دیں، اس کا فیصلہ ہم نے اس طے شدہ ضابطہ کے مطابق کرنا ہے

8- اس وضاحت کے بعد فرمایا کہ اے نبی ﷺ آپ کے ذمہ لوگوں تک ہمارا پیغام پہنچا دینا ہی ہے اس دعوت کو قبول نہ کرنے والے مشرکوں کے ساتھ اپنے اس طے شدہ ضابطہ کے مطابق ہم نے کیا سلوک کرنا ہے، یہ ہمارا کام ہے آپ کا نہیں

9- یعنی آپ کی دعوت کا انکار کرنے والوں کو ان کے اعمال کا بدلہ دینا ہمارے ذمے ہے

10- جو منکرین آپ سے کہتے ہیں کہ کہو اپنے رب سے کہ وہ ہم پر عذاب لے آئے، کیا وہ دیکھ نہیں رہے کہ ان کے لیے سزا کا عمل تو شروع بھی ہو چکا ہے اور ہم ان پر ہر طرف سے زمین تنگ کرتے چلے آ رہے ہیں ان کے گرد جو گھیرا تنگ ہو رہا ہے، وہ اس سزا کے عمل کا آغاز ہے کیا حالات ان کے خلاف نہیں جا رہے؟ کیا ان کی پسپائی کا عمل شروع نہیں ہو چکا؟

اور حاکم اللہ ہے
نہیں ہے کوئی اس کے حکم کو لوٹا دینے والا
اور وہ تیزی سے حساب لیا کرتا ہے

42- وَقَدۡ مَكَرَ الَّذِيۡنَ مِنۡ قَبۡلِهِمۡ فَلِلّٰهِ الۡمَكۡرُ جَمِيۡعًا ؕ يَعۡلَمُ مَا تَكۡسِبُ كُلُّ نَفۡسٍ ؕ وَسَيَعۡلَمُ الۡكُفّٰرُ لِمَنۡ عُقۡبَى الدَّارِ ﴿۴۲﴾

42- اور ان لوگوں نے بھی چالیں چلی تھیں
جو ان سے پہلے تھے
مگر فیصلہ کُن تدبیر تو مکمل طور پر
اللہ ہی کے اختیار میں ہے[11]
وہ جانتا ہے جو کچھ بھی کوئی نفس کماتا ہے[12]
اور کافر جلد جان لیں گے کہ
آخرت کا گھر کس کے لیے ہے

43- وَيَقُوۡلُ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا لَسۡتَ مُرۡسَلًا ؕ قُلۡ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيۡدًا ۢ بَيۡنِىۡ وَبَيۡنَكُمۡ ۙ وَمَنۡ عِنۡدَهٗ عِلۡمُ الۡكِتٰبِ ﴿۴۳﴾ ع ۶ ۱۲

43- اور انکار کرنے والے کہتے ہیں "نہیں ہے تو رسول"
کہہ دیجیے "میرے اور تمہارے درمیان
اللہ کی گواہی کافی ہے
اور اس شخص کی گواہی
جس کے پاس علمِ کتاب ہے"[13]

11- اللہ تعالیٰ اپنے نبی ﷺ سے فرماتے ہیں کہ یہ منکرین حق مکر و فریب کی جو چالیں چل رہے ہیں یہ کوئی نئی بات نہیں آپ سے پہلے آئے رسولوں کی دعوت کا انکار کرنے والوں نے بھی ایسی ہی چالیں چلی تھیں اور ہم نے ان کی وہ سب چالیں ناکام بنا دی تھیں ان کی تدبیریں بھی ویسے ہی ناکام رہیں گی کیونکہ تدبیر کو ناکام بنا دینا یا کامیاب کر دینا یہ سب اختیار تو ہمارا ہی ہے یہ آپ کے خلاف ایسی تدبیروں میں ناکام رہیں گے

12- یعنی جو بھی کوئی نفس کوئی عمل کرتا ہے اللہ کو اس سب کچھ کا علم ہوتا ہے اور وہ اسے اس کے سب اعمال کا بدلہ دیتا ہے

13- اللہ تعالیٰ اپنے نبی ﷺ سے فرماتے ہیں کہ جو منکرین دینِ حق آپ کی رسالت سے انکار کر رہے ہیں ان سے کہہ دیں کہ مجھے تمہاری طرف سے اپنے اللہ کا رسول ہونے کی کسی گواہی کی ضرورت نہیں میرے لیے اللہ کی گواہی کافی ہے اور جو کوئی آسمانی کتابوں کے بارے میں جانتا ہے وہ بھی میرے رسول اور قرآن کے اللہ کی طرف سے ہونے کا گواہ ہے مجھے تمہاری ایسی باتوں کی کوئی پرواہ نہیں

سُوْرَةُ اِبْرَاهِيْم

یہ سورت مکہ میں نازل ہوئی تھی اس کی 52 آیات اور 7 رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام کے ساتھ جو شفقت کرنے والا رحم کرنے والا ہے

1- الٓرٰ ۟ كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۙ بِاِذْنِ رَبِّهِمْ اِلٰى صِرَاطِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ ۙ﴿۱﴾

1- الٓرٰ
یہ وہ کتاب ہے
جو ہم نے تجھ پر نازل کی ہے
تاکہ تو انسانوں کو
اتھاہ اندھیروں سے
روشنی کی طرف نکال لائے
ان کے رب کے اذن سے
بہت ہی غالب اور سب تعریفوں کے مالک
کی راہ کی طرف

2- اللّٰهِ الَّذِيْ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَوَيْلٌ لِّلْكٰفِرِيْنَ مِنْ عَذَابٍ شَدِيْدِ ۙ﴿۲﴾

2- اس اللہ کی راہ کی طرف
جو مالک ہے ہر اس چیز کا
جو بھی آسمانوں میں ہے اور زمین میں ہے
اور کافروں کے لیے ہلاکت ہے
سخت عذاب سے

3- ۨالَّذِيْنَ يَسْتَحِبُّوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا عَلَى الْاٰخِرَةِ وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَيَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ۭ اُولٰۗىِٕكَ فِيْ ضَلٰلٍۢ بَعِيْدٍ ﴿۳﴾

3- ان کافر لوگوں کے لیے[1]
جو دنیاوی زندگی کو محبوب رکھتے ہیں
آخرت کے مقابلے میں

1- ایسا سخت عذاب ان لوگوں کے لیے کیوں ہے؟ کیونکہ (1) وہ حق کے منکر ہیں اور آخرت کی زندگی میں فلاح اور کامیابی کے مقابلے میں اس دنیا کی زندگی کے ہی پیچھے لگے ہوئے ہیں انہیں آخرت کا کوئی خیال ہی نہیں (2) وہ دوسروں کو دین حق پر ایمان لانے سے روکتے ◀◀

اور جو لوگوں کو اللہ کی راہ سے روکتے ہیں
اور اس میں کجی ڈھونڈتے ہیں
ایسے لوگ گمراہی میں بہت دور نکل گئے ہیں

4- وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ لِيُبَيِّنَ لَهُمْ ؕ فَيُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝۴

4- اور ہم نے نہیں بھیجا کوئی رسول[2]
مگر اپنی قوم کو
اس کی اپنی زبان میں پیغام پہنچانے والا ہی
تاکہ وہ انہیں اچھی طرح بتائے
اور اللہ جسے چاہے گمراہی میں بھٹکتا چھوڑ دیتا ہے
اور جسے چاہے ہدایت دے دیتا ہے
اور وہ غالب اور حکمت والا ہے

5- وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَآ اَنْ اَخْرِجْ قَوْمَكَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۙ وَذَكِّرْهُمْ بِاَيّٰىمِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ۝۵

5- اور ہم نے موسیٰ کو بھیجا تھا[3]
اپنی نشانیوں کے ساتھ
کہ "نکال اپنی قوم کو اتھاہ اندھیروں سے
روشنی کی طرف

◄◄ ہیں (3) دین حق اور کتابِ حق سے لوگوں کو روکنے کے لیے اس کے بارے میں جھوٹی باتیں بناتے ہیں کہ اس میں یہ ہے وہ ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اپنی دنیا پسندی اور دین حق کی ایسی مخالفت کی وجہ سے وہ لوگ بہت زیادہ گمراہی میں پھنسے ہوئے ہیں

2- سورۃ رعد کی آیت 37 میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ حق اور باطل کے درمیان فیصلہ کر دینے والی اتھارٹی قرآن ہم نے عربی زبان میں نازل فرمائی ہے اس حوالے سے فرمایا جا رہا ہے کہ ہم نے جب بھی کسی قوم کی طرف کوئی رسول بھیجا تھا تو اس قوم کی زبان میں ہی اسے احکامِ الٰہی سمجھانے والا بھیجا تھا تاکہ وہ اسے کھول کر اچھی طرح ہمارے احکام بتا اور سمجھا دے یعنی ہم نے اپنے اسی اصول کے مطابق اس کتاب قرآن کو عربی زبان میں نازل کیا ہے دیکھیں سورۃ رعد آیت 37 اور متعلقہ حاشیہ

3- اس وقت کی صورتحال کے حوالے سے جب یہ سورت مکہ میں نازل کی گئی تھی اللہ تعالیٰ، حضرت موسیٰ کو سونپے مشن اور ان کو پیش آنے والی مشکلات بیان فرماتے ہیں آیات جس کے معنی نشانیاں بھی کیے جاتے ہیں اس مشن کے حوالے سے یہاں ان سے مراد احکامِ الٰہی ہیں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم نے انہیں بھی اپنی قوم کو اندھیروں سے نکال کر روشنی میں لانے کا مشن سونپا تو ان کو بھی ان کے زمانے اور حالات کے مطابق روشنی کی طرف لے جانے والا ضابطہ احکام دیا تھا

اور ان کو ایام اللہ یاد دلا[4]
یقیناً اس میں نشانیاں ہیں
ہر صبر اور شُکر کرنے والے کے لیے"[5]

6- وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهِ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ اَنْجٰىكُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ وَيُذَبِّحُوْنَ اَبْنَآءَكُمْ وَيَسْتَحْيُوْنَ نِسَآءَكُمْ ۭ وَفِيْ ذٰلِكُمْ بَلَاۗءٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَظِيْمٌ ۝ ع ۱ ۶ ۱۳

6- اور جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا
"یاد رکھو اللہ کا وہ کرم جو اس نے تم پر کیا ہے
جب اس نے تم کو
فرعون کی قوم سے نجات دی
جو تمہیں سخت عذاب دیتے تھے
اور وہ تمہارے بیٹوں کو ذبح کر دیتے تھے
اور تمہاری عورتوں کو زندہ رکھتے تھے
اور اس میں تمہارے رب کی طرف سے
تمہاری سخت آزمائش تھی"

2

7- وَاِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكُمْ لَىِٕنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ وَلَىِٕنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِيْ لَشَدِيْدٌ ۝

7- اور یاد کرو جب تمہارے رب نے تمہیں آگاہ کر دیا تھا
"اگر تم شکر گزار بنو گے
تو میں تم کو زیادہ دوں گا
اور اگر تم ناشکری کرو گے
تو میری گرفت تو بہت سخت ہوتی ہے"

4- ایام سے مراد کسی قوم کو پیش آئے خوشی اور دکھ کے واقعات ہیں اس حوالے سے اللہ کے ایام سے مراد حضرت موسیٰ کی قوم کو پیش آئے واقعات اور ان پر اللہ کے اکرام ہیں۔

5- جو لوگ اللہ کی راہ میں پیش آنے والی مشکلات کا صبر اور حوصلے سے مقابلہ کرتے ہیں اور اس کے اکرام کے لیے اس کا شکر ادا کرتے ہیں ان کے لیے ان واقعات و حادثات میں نشانیاں یعنی رہنمائی ہے، وہ ان سے عبرت بھی حاصل کر سکتے ہیں اور فلاح کے لیے رہنمائی بھی

8- وَقَالَ مُوْسٰٓى اِنْ تَكْفُرُوْٓا اَنْتُمْ وَمَنْ فِى
الْاَرْضِ جَمِيْعًا ۙ فَاِنَّ اللّٰهَ لَغَنِىٌّ حَمِيْدٌ ۝۸

8- اور موسیٰ نے کہا تھا "اگر تم کفر کرو[1]
تم اور جو کوئی بھی زمین پر رہتا ہے
سب کے سب
تو اللہ تو بے نیاز ہے
صاحبِ حمد ہے"

9- اَلَمْ يَاْتِكُمْ نَبَؤُا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ قَوْمِ نُوْحٍ
وَّعَادٍ وَّثَمُوْدَ ۛ وَالَّذِيْنَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ ۛ لَا
يَعْلَمُهُمْ اِلَّا اللّٰهُ ۭ جَاۗءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ
فَرَدُّوْٓا اَيْدِيَهُمْ فِيْٓ اَفْوَاهِهِمْ وَقَالُوْٓا اِنَّا كَفَرْنَا
بِمَآ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ وَاِنَّا لَفِيْ شَكٍّ مِّمَّا تَدْعُوْنَنَآ
اِلَيْهِ مُرِيْبٍ ۝۹

9- کیا نہیں پہنچی تم تک ان لوگوں کی خبر
وہ جو تم سے پہلے ہوتے تھے
نوح کی قوم کی اور عاد کی اور ثمود کی
اور ان کی جو ان کے بعد آئے تھے
جن کا اللہ کے سوا کسی کو بھی علم نہیں؟
ان کے پاس بھی ان کے لئے رسول آئے تھے
واضح دلائل لے کر
تو انہوں نے ڈال لیے تھے
اپنے ہاتھ اپنے مونہوں میں[2]
اور انہوں نے کہا تھا "ہم تو اس کا انکار کرتے ہیں
جس کے ساتھ تمہیں بھیجا گیا ہے
اور ہم تو
اس کے بارے میں شک میں ہیں

1- حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل پر واضح کر دیا تھا کہ اگر تم اللہ ہی کو سب کچھ دینے والا ماننے سے انکار کرنے لگے تو تمہارے اور زمین پر بسنے والے سب انسانوں کے ایسا کرنے سے بھی اللہ تعالیٰ کی عظمت میں کچھ فرق نہیں آئے گا وہ تمہاری شکر گزاری کا محتاج نہیں اسے اس کی کوئی ضرورت نہیں یہ تمہاری اپنی ضرورت ہے

2- یعنی جب ہمارے رسولوں نے انہیں کہا کہ اللہ کے سوا کسی اور کی عبادت نہ کرو تو انہوں نے حیرانی اور پریشانی سے اپنے ہاتھ اپنے مونہوں میں ڈال لیے کہ ہیں! یہ کیسے ہو سکتا ہے؟۔ انہوں نے ایسا کیوں کیا؟ اس کا ذکر آگے ہے کہ ہمارے باپ دادا تو وہی کچھ کیا کرتے تھے جو ہم کر رہے ہیں اور تم کہتے ہو کہ ایسا نہ کرو، ہم کیسے مان لیں کہ ہمارے باپ دادا جو کچھ کرتے رہے ہیں وہ غلط ہے

جس کی طرف تم ہمیں بلاتے ہو
پریشان کن شبہ میں ہیں"[3]

10- قَالَتْ رُسُلُهُمْ اَفِي اللّٰهِ شَكٌّ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ يَدْعُوْكُمْ لِيَغْفِرَ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ وَيُؤَخِّرَكُمْ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ قَالُوْٓا اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا ؕ تُرِيْدُوْنَ اَنْ تَصُدُّوْنَا عَمَّا كَانَ يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا فَاْتُوْنَا بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ⑩

10- ان کی طرف بھیجے گئے رسولوں نے
کہا "کیا تمہیں آسمانوں اور زمین کے
پیدا کرنے والے اللہ کے بارے شک ہے؟[4]
وہی تو تمہیں بلا رہا ہے
تاکہ وہ تمہیں تمہارے گناہ معاف کر دے
اور ایک مقررہ وقت تک
تمہیں مہلت دیدے"
انہوں نے کہا "تم بھی تو ہم جیسے بشر ہی ہو
تم تو چاہتے ہو کہ ہمیں روک دو ان سے
جن کی ہمارے باپ دادا عبادت کیا کرتے تھے
تو پھر لاؤ ہمارے پاس کوئی واضح سند"[5]

11- قَالَتْ لَهُمْ رُسُلُهُمْ اِنْ نَّحْنُ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَمُنُّ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ؕ وَمَا كَانَ لَنَآ اَنْ نَّاْتِيَكُمْ بِسُلْطٰنٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ⑪

11- ان کے رسولوں نے ان سے کہا تھا
"بے شک نہیں ہیں ہم
مگر تم جیسے بشر ہی
لیکن اللہ احسان کر دیتا ہے
جس کسی پر چاہے

3- انہوں نے جواب دیا کہ جو کچھ تم کہتے ہو کہ اللہ کے سوا کوئی اور عبادت کے لائق نہیں اس پر تو ہمارے دل نہیں جم رہے
4- اللہ تعالیٰ نے ان کی ہدایت کے لیے ان کی طرف جو رسول بھیجے تھے انہوں نے کہا کہ کیا تم اس اللہ تعالیٰ کے بارے میں شبہ میں مبتلا ہو جس نے زمین و آسمان پیدا کیے ہوئے ہیں
5- یعنی کوئی ایسی سند جسے ہم دیکھ اور چھو سکیں تاکہ ہمیں یقین آ جائے کہ تم جو کچھ کہتے ہو اللہ ہی کا پیغام ہے

اپنے بندوں میں سے[6]

اور نہیں ہے ہمارے اختیار میں کہ
ہم لے آئیں تمہارے لیے کوئی سند
مگر اللہ کے حکم سے ہی[7]

اور اہلِ ایمان کو اللہ پر ہی بھروسہ رکھنا چاہیے

12- وَمَا لَنَآ اَلَّا نَتَوَكَّلَ عَلَى اللّٰهِ وَقَدْ هَدٰىنَا سُبُلَنَا ؕ وَلَنَصْبِرَنَّ عَلٰى مَآ اٰذَيْتُمُوْنَا ؕ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ﴿۱۲﴾

12- اور ہم کو کیا ہوا ہے کہ
ہم اللہ پر بھروسہ نہ رکھیں
جبکہ اسی نے تو دکھائی ہیں ہمیں ہماری یہ راہیں؟[8]
اور ہم ضرور صبر کریں گے
اس پر جو تم ہمیں تکلیف دیتے ہو
اور بھروسہ کرنے والوں کو
اللہ پر ہی
بھروسہ رکھنا چاہیے"

ع ۲ ۱۲ ۱۴

3

13- وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِرُسُلِهِمْ لَنُخْرِجَنَّكُمْ مِّنْ اَرْضِنَآ اَوْ لَتَعُوْدُنَّ فِيْ مِلَّتِنَا ؕ فَاَوْحٰٓى اِلَيْهِمْ رَبُّهُمْ لَنُهْلِكَنَّ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۳﴾

13- اور جو انکار کرتے تھے انہوں نے[1]
اپنے لیے رسولوں سے کہا "ہم ضرور تمہیں اپنی زمین سے
نکال دیں گے

6- ان رسولوں نے جواب دیا کہ ہم تو تم جیسے ہی انسان ہیں بیوی بچوں والے اور انسانوں جیسی زندگی گزارنے والے مگر اللہ تعالیٰ نے ہم پر احسان فرمایا ہے اور ہمیں اپنے رسول بنا کر تمہاری طرف بھیجا ہے

7- کوئی ایسی سند لے آنا ہمارے بس میں نہیں ہاں اللہ تعالیٰ چاہیں تو وہ ایسی سند بھی عطا کر سکتے ہیں

8- جن راہوں کی طرف ہم دعوت دیتے ہیں، اللہ ہی نے ہمیں دکھائی ہیں

1- وہ کس چیز کا انکار کرتے تھے؟ اس کا کہ صرف اللہ ہی خالق و مالک ہے اس کے علاوہ کوئی اور نہ عبادت کے قابل ہے اور نہ حاجت روا ہے ان کی طرف اللہ تعالیٰ نے جو رسول بھیجے تھے وہ انہیں دعوت دیتے تھے کہ اللہ کے سوا ایسا کوئی نہیں مگر مشرک اس پر ایمان لانے سے انکار کرتے تھے

یا تمہیں ہمارے دین میں واپس آنا ہوگا"[2]
سو ان کے رب نے ان کی طرف وحی کر دی
"ہم ظالموں کو لازماً ہلاک کر دیں گے

14- وَلَنُسْكِنَنَّكُمُ الْاَرْضَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ ؕ ذٰلِكَ لِمَنْ خَافَ مَقَامِيْ وَخَافَ وَعِيْدِ ﴿۱۴﴾

14- اور ضرور بسا دیں گے تمہیں زمین میں
ان کے بعد[3]
یہ وعدہ ہر اس شخص کے لیے ہے
جو میرے سامنے کھڑا ہونے کا خوف رکھتا ہے
اور میرے وعدے سے ڈرتا ہے"[4]

15- وَاسْتَفْتَحُوْا وَخَابَ كُلُّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ ﴿۱۵﴾

15- اور انہوں نے حق کی فتح مانگی تھی
اور نامُراد رہا تھا
دشمنی رکھنے والا ہر سرکش

16- مِّنْ وَّرَآئِهٖ جَهَنَّمُ وَيُسْقٰى مِنْ مَّآءٍ صَدِيْدٍ ﴿۱۶﴾

16- اس کے لیے آگے دوزخ ہے[5]
اور اس کو وہاں پلایا جائے گا
خون اور پیپ کا پانی

17- يَّتَجَرَّعُهٗ وَلَا يَكَادُ يُسِيْغُهٗ وَيَاْتِيْهِ الْمَوْتُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَّمَا هُوَ بِمَيِّتٍ ؕ وَمِنْ وَّرَآئِهٖ عَذَابٌ غَلِيْظٌ ﴿۱۷﴾

17- وہ اسے گھونٹ گھونٹ کر کے پیئے گا
زبردستی گلے میں اُتارتے ہوئے
اور ہر طرف سے اس کی موت آتی ہوگی

2- "واپس آنا ہوگا" کا یہ مطلب نہیں کہ وہ رسول پہلے ان کے دین پر ہوتے تھے ایسے کسی کو تو اللہ نے کبھی اپنا رسول بنایا ہی نہیں مطلب یہ ہے کہ تم نے ہم سے جو الگ راہ اختیا کر لی ہے اس کو چھوڑ دو اور ہمارے ساتھ آن ملو

3- اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولوں کو دین حق کی اور اس کے ماننے والوں کی کامیابی سے آگاہ فرما دیا

4- اعمال کا بدلہ دینے کے بارے میں جو کچھ میں نے بتایا ہے اس سے ڈرتا ہے

5- جو ڈرتے نہیں ان کا انجام کیا ہوگا؟ یہ اس کی تفصیل بیان کی گئی ہے (1) ان کا ٹھکانہ دوزخ میں ہوگا (2) وہاں انہیں پیاس تو لگے گی ہی مگر انہیں پینے کو جو کچھ دیا جائے گا وہ ان کے زخموں سے رسنے والی پیپ ہوگی یعنی وہ اپنی پیپ سے اپنی پیاس بجھانے کی کوشش کریں گے (3) وہ پیپ اتنی تکلیف دہ ہوگی کہ گلے سے نیچے اتر ہی نہیں سکے گی (4) ہر طرف سے ان پر ایسی سختیاں حملہ کر رہی ہوں گی کہ جن سے آدمی مر جاتا ہے یعنی بہت شدید سختیاں ہوں گی اس کے باوجود وہ مریں گے نہیں اور انہیں اس عذاب کا مسلسل سامنا رہے گا

مگر وہ مرے گا نہیں
اور آگے
اس کے لیے بہت ہی سخت عذاب ہے

18- مَثَلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ اَعْمَالُهُمْ كَرَمَادِ ِۨ اشْتَدَّتْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ يَوْمٍ عَاصِفٍ ۭ لَا يَقْدِرُوْنَ مِمَّا كَسَبُوْا عَلٰي شَيْءٍ ۭ ذٰلِكَ هُوَ الضَّلٰلُ الْبَعِيْدُ ⑱

18- مثال ان لوگوں کی
جو اپنے رب کے ساتھ کفر کرتے ہیں[6]
ایسی ہے کہ
اعمال ان کے ہیں
جیسے کہ راکھ کا ڈھیر ہو
اور اس پر طوفان والے دن شدید ہوا چلے
وہ اس میں سے کچھ بھی بچا نہیں سکتے
جو بھی انہوں نے کمائی کی ہوئی ہے
یہ ہے گمراہی میں بہت دور نکل جانا

19- اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ۭ اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ وَيَاْتِ بِخَلْقٍ جَدِيْدٍ ⑲

19- کیا تو نے دیکھا نہیں
کہ اللہ نے آسمانوں کو اور زمین کو
کیسی درست تدبیر کے ساتھ
پیدا کیا ہوا ہے؟
اگر وہ چاہے تو تمہیں اٹھا لے جائے
اور نئی مخلوق لے آئے

20- وَّمَا ذٰلِكَ عَلَي اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ ⑳

20- اور ایسا کر دینا
اللہ کے لیے کچھ بھی مشکل نہیں

6- اس مثال سے اللہ تعالیٰ دینِ حق کا انکار کرنے والوں کے دنیاوی اعمال کے ان کے کسی بھی کام نہ آنے کا حال بیان فرماتے ہیں کہ جیسے تیز آندھی کے وقت راکھ اڑ جاتی ہے اسی طرح ان کے اعمال بے فائدہ رہیں گے اور وہ ان کے کسی بھی کام نہیں آئیں گے

21- وَبَرَزُوْا لِلّٰهِ جَمِيْعًا فَقَالَ الضُّعَفٰٓؤُا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا فَهَلْ اَنْتُمْ مُّغْنُوْنَ عَنَّا مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ؕ قَالُوْا لَوْ هَدٰىنَا اللّٰهُ لَهَدَيْنٰكُمْ ؕ سَوَآءٌ عَلَيْنَآ اَجَزِعْنَآ اَمْ صَبَرْنَا مَا لَنَا مِنْ مَّحِيْصٍ ﴿۲۱﴾ ع

21- اور وہ سب کے سب
اللہ کے سامنے پیش ہوں گے
تو کمزور لوگ[7]
تکبر کرنے والوں سے کہیں گے[8]
''ہم تو تمہارے تابع ہوتے تھے
تو کیا تم ہم پر سے دور کر سکتے ہو
اللہ کے اس عذاب میں کچھ؟''
وہ کہیں گے ''اگر اللہ نے ہمیں کوئی راہِ نجات دکھائی ہوتی[9]
تو ہم ضرور تمہیں وہ راہ بتا دیتے
ہمارے لیے برابر ہی ہے کہ
ہم واویلا کریں
یا صبر کریں
نہیں ہے ہمارے لیے کوئی بھی راہِ نجات''

7- کون کمزور لوگ؟ وہ جو دنیا میں اپنے سرداروں اور قوم کے بااثر لوگوں کے خوف سے دین حق کی پیروی کرنے کی بجائے اسی دین کی پیروی کرتے رہتے تھے جس پر ان کے سردار اور بااثر لوگ ہوتے تھے

8- وہ جو اپنے دنیاوی مقام و مرتبہ کے حوالے سے کہا کرتے تھے کہ دیکھو تو عقلمند کون ہے؟ ہم یا وہ؟ وہ سردار جو اپنے دنیاوی مقام و مرتبہ کو اپنے عقائد و خیالات کے برتر اور اپنے دانا ہونے کے ثبوت کے طور پر پیش کیا کرتے تھے

9- ان کا جواب ہوگا کہ ''اب کچھ نہیں ہو سکتا ہماری تو اپنی نجات کی کوئی صورت نہیں رہی'' ان کی مثال سے اللہ تعالیٰ ان لوگوں سے مخاطب ہیں جو اپنے سرداروں اور فہم و شعور کے دعویداروں کے پیچھے چل رہے تھے اور ان کی وجہ سے دین حق کے خلاف ہوتے تھے اور فرماتے ہیں کہ یہ تو خود اس روز سزا سے نہیں بچ سکیں گے اگر تم وہاں ان سے کہو گے بھی تو یہ تمہاری کچھ بھی مدد نہیں کر سکیں گے اس لیے آنکھیں بند کر کے ان کے پیچھے چلنے والو سوچ لو کہ تم کس راہ پر چلے جا رہے ہو

4

22- وَقَالَ الشَّيْطٰنُ لَمَّا قُضِيَ الْاَمْرُ اِنَّ اللّٰهَ وَعَدَكُمْ وَعْدَ الْحَقِّ وَوَعَدْتُّكُمْ فَاَخْلَفْتُكُمْ ۫ وَمَا كَانَ لِيَ عَلَيْكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ اِلَّآ اَنْ دَعَوْتُكُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ لِيْ ۚ فَلَا تَلُوْمُوْنِيْ وَلُوْمُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ۫ مَآ اَنَا بِمُصْرِخِكُمْ وَمَآ اَنْتُمْ بِمُصْرِخِيَّ ۫ اِنِّيْ كَفَرْتُ بِمَآ اَشْرَكْتُمُوْنِ مِنْ قَبْلُ ۫ اِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۲۲﴾

22- اور جب معاملے کا فیصلہ ہو چکے گا[1]
تو شیطان کہے گا "اللہ نے تم سے جو وعدہ کیا تھا
وہ تو سچا وعدہ تھا[2]
اور میں نے تم سے وعدہ کیا تھا
مگر میں نے تم سے وعدہ خلافی کی[3]
اور میرا تم پر کوئی غلبہ تو نہیں تھا
مگر یہی کہ میں نے تو تمہیں صرف دعوت ہی دی تھی
اور تم نے میری بات مان لی تھی[4]
سو مجھے ملامت نہ کرو
اور اپنے نفسوں کو ملامت کرو
نہیں ہوں میں اس قابل کہ
تمہاری چیخوں کے جواب میں کچھ کر سکوں

1- کس معاملے کا فیصلہ ہو چکے گا؟ اس کا کہ دنیاوی اعمال کی بنیاد پر جنت میں کس نے جانا ہے اور دوزخ میں کس کو بھیجا جانا ہے یعنی جب لوگ جنت اور دوزخ کے حوالے کر دیئے جائیں گے

2- شیطان اپنے پیروکاروں سے کہے گا کہ اللہ تعالیٰ نے جو وعدہ کیا تھا کہ جو بھی دین حق کی پیروی کرے گا، وہ جنت میں جائے گا اور جو مخالفت کرے گا وہ جہنم میں جائے گا، وہی وعدہ سچا تھا اسی لیے اللہ تعالیٰ کے احکام کی پابندی کرنے والوں کو جنت مل گئی ہے اور تم دوزخ میں ڈال دیئے گئے ہو

3- یعنی میں نے دنیا میں تمہیں جو بھی سبز باغ دکھائے تھے ان میں سے میں تمہیں کچھ بھی دلا نہیں سکا۔ کیوں؟ اس لیے کہ اللہ ہی کا وعدہ سچا تھا میں تو جھوٹے وعدے کرتا ہوتا تھا

4- آیت 21 میں ان لوگوں کی حالت کا ذکر ہے جو اپنے حاکموں اور سرداروں کے خوف سے یا ان کی فراست کو ہی درست مان لینے کی وجہ سے دین حق سے دور رہتے ہیں یہ دین حق سے دور رہنے والے ان لوگوں کی حالت کا ذکر ہے جو شیطانی وسوسوں کی وجہ سے دین حق کی طرف نہیں آتے شیطان ان سے کہتا ہے کہ میرا تو اس گروہ کی مانند تم پر کوئی غلبہ بھی نہیں تھا کہ میں نے تمہیں دبا کر اور ڈرا کر اپنے پیچھے لگا لیا تھا تم نے اپنی آزادانہ مرضی سے میری بات مان لی تھی، اس لیے آج اس انجام کے لیے مجھے برا بھلا نہ کہو بلکہ اپنے آپ کو کہو کہ تم میری باتوں میں کیوں آ گئے تھے

اور نہ تم اس قابل ہو کہ
میری چیخوں کے جواب میں کچھ کر سکو[5]
میں تو اس سے انکار کرتا رہا ہوں
جو تم مجھ کو شریک ٹھہرایا کرتے تھے
اس سے پہلے[6]
ایسے ظالموں کے لیے تو[7]
دردناک عذاب ہے"

23- وَاُدْخِلَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ ؕ تَحِيَّتُهُمْ فِيْهَا سَلٰمٌ ﴿۲۳﴾

23- اور داخل کیے جائیں گے وہ لوگ
جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام کیے
باغوں میں
جن میں نہریں بہتی ہیں
وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے
اپنے رب کے حکم سے
ان کی وہاں دعائے ملاقات ہوگی "سلامتی ہو"[8]

5- آیت 21 میں دنیاوی غلبہ والے اپنے پیروکاروں سے کہتے ہیں کہ ہم آج تم پر عذاب میں کچھ بھی کمی نہیں کر سکتے، ہم تو خود عذاب میں مبتلا ہیں وہی بات شیطان اپنے پیروکاروں سے کہتا ہے کہ تمہاری چیخ و پکار میں نہ میں تمہاری کوئی مدد کر سکتا ہوں اور نہ ہی تم میرے عذاب میں میری کچھ مدد کر سکتے ہو

6- یعنی دنیا میں جو تم مجھے اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرایا کرتے تھے میں نے تو وہاں ایسا کوئی دعویٰ نہیں کیا تھا آج میں اللہ سے تمہیں کیسے چھڑا سکتا ہوں ایسا سمجھنے کے ذمہ دار بھی تم خود ہی ہو

7- ظالم یعنی بے انصافی کرنے والے اللہ کا حق کسی اور کو دینے والے خواہ وہ شیطان ہو یا کوئی اور ہستی ہو ایسے ظالموں کے لیے دردناک عذاب ہی ہے

8- یہ اللہ کے احکام کی پابندی کرنے والوں کے لیے انعامات کا ذکر ہے وہ وہاں ایک دوسرے سے ملیں گے تو باہمی سلامتی کی دعا کریں گے ان کے دل پاک صاف ہوں گے

24- اَلَمْ تَرَ كَيْفَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّ فَرْعُهَا فِي السَّمَآءِ ﴿۲۴﴾

24- کیا تم نے دیکھا نہیں کہ
اللہ پاکیزہ بات کی مثال
کیسے بیان کرتا ہے؟
یہ پاکیزہ درخت کی مانند ہے[9]
جس کی جڑ مضبوط ہے
اور اس کی شاخیں آسمان میں ہوں

25- تُؤْتِيْٓ اُكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍ بِاِذْنِ رَبِّهَا ؕ وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۲۵﴾

25- وہ ہمیشہ ہی اپنا پھل دیتا رہتا ہے
اپنے رب کے حکم سے
اور اللہ لوگوں کے لیے مثالیں بیان کرتا ہے
تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں

26- وَمَثَلُ كَلِمَةٍ خَبِيْثَةٍ كَشَجَرَةٍ خَبِيْثَةِ ِۨ اجْتُثَّتْ مِنْ فَوْقِ الْاَرْضِ مَا لَهَا مِنْ قَرَارٍ ﴿۲۶﴾

26- اور مثال ناپاک بات کی[10]
ناپاک درخت کی مانند ہے
جس کی کٹی پھٹی جڑیں زمین کے اُوپر ہی ہوں[11]
اس کے لیے کوئی پائیداری نہیں

27- يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ۚ وَيُضِلُّ اللّٰهُ الظّٰلِمِيْنَ ۙ۬ وَيَفْعَلُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ ﴿۲۷﴾ ع ۱۶

27- اللہ ان لوگوں کو ثابت قدم رکھتا ہے
جو مضبوط قول کے ذریعے ایمان لائیں[12]
دنیا کی زندگی میں
اور آخرت میں

9- یعنی دینِ حق اس درخت کی مانند ہے جس کی جڑیں مضبوطی سے زمین نے پکڑی ہوئی ہیں، اس کی شاخیں آسمان کو چھو رہی ہیں اور وہ اپنے سایہ میں آجانے والوں کو ہمیشہ پھلوں سے فیض یاب کرتا ہے، وہ خود بھی ہمیشہ قائم ودائم رہنے والا ہے اور اس کی برکات بھی

10- ناپاک بات یعنی کفر وشرک باطل عقائد

11- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ایسے باطل عقائد کی نہ جڑیں مضبوط ہیں اور نہ وہ باقی رہنے والے ہیں۔

12- مضبوط قول یعنی پاکیزہ بات اللہ کی طرف سے متعین کردہ ہدایت

اور اللہ ظالموں کو گمراہی میں بھٹکتا ہوا
چھوڑ دیتا ہے
اور اللہ جو کچھ چاہے کر لیتا ہے

5

28- اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ كُفْرًا وَّ اَحَلُّوْا قَوْمَهُمْ دَارَ الْبَوَارِ ﴿۲۸﴾

28- کیا تو نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا
جنہوں نے
اللہ کی نعمت کو کفر سے بدل لیا[1]
اور اپنی قوم کو
بربادی کی سرائے میں لے جا گرایا

29- جَهَنَّمَ ۚ يَصْلَوْنَهَا ۭ وَبِئْسَ الْقَرَارُ ﴿۲۹﴾

29- جہنم میں
جس میں وہ جھونکے جائیں گے؟[2]
اور وہ بدترین ٹھکانہ ہے

30- وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا لِّيُضِلُّوْا عَنْ سَبِيْلِهٖ ۭ قُلْ تَمَتَّعُوْا فَاِنَّ مَصِيْرَكُمْ اِلَى النَّارِ ﴿۳۰﴾

30- اور انہوں نے اللہ کے شریک بنائے[3]
تاکہ وہ لوگوں کو اس کی راہ سے بھٹکائیں
کہہ دیجیے "کر لو مزے
جانا تو تمہیں آگ میں ہی ہے"[4]

1- اللہ کی نعمت یعنی دین حق جس کی پیروی سے اس دنیا میں اور آخرت میں اللہ تعالیٰ کے اکرام و انعامات ملتے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جن سرداروں اور بااختیار لوگوں نے دین حق کو قبول کر کے اس کے احکام کی پابندی کرنے کی بجائے اس سے انکار کیا، وہ نہ صرف خود بربادی کے گھر میں جا بسے بلکہ اپنے پیروکاروں کو بھی برباد کر دیا جیسا کہ سابقہ قوموں کے انجام اور احوال سے ظاہر ہے

2- یہ ہے وہ سرائے جس میں وہ اپنی قوم کو لے جاتے ہیں

3- انہوں نے کیا کیا جس کی انہیں یہ سزا دی گئی؟ انہوں نے اللہ کے شریک ٹھہرائے تھے اور ان کے بارے میں اپنے عقائد کے ذریعے اپنے پیروکاروں کو بہکایا تھا دین حق کی پیروی کرنے کی بجائے جس میں اللہ کے سوا کسی بھی اور کی عبادت کرنے یا اس سے کچھ مانگنے سے منع کیا گیا ہے وہ اپنے ان باطل معبودوں کے بارے میں اپنے عقائد پر قائم رہے اور اپنے پیروکاروں کو بھی بہکا کر دین حق سے روک لیا

4- اللہ تعالیٰ اپنے نبی سے فرماتے ہیں کہ جو سردار اور بااختیار لوگ ان گزرے ہوؤں کی راہ پر چل رہے ہیں، انہیں بتا دیں کہ یہ دنیا کے مزے چند روزہ ہیں اس کے بعد انہیں دوزخ کی آگ میں ہی جانا ہے

31- قُلْ لِّعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَيُنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيْهِ وَلَا خِلٰلٌ ﴿۳۱﴾

31- کہہ دیجیے "میرے ان بندوں سے
جو ایمان لائے ہیں
کہ وہ
قائم کریں نماز
اور خرچ کریں اس میں سے
جو ہم نے انہیں رزق دیا ہے
خفیہ اور کھلے عام
اس سے پہلے کہ وہ دن آجائے
جس میں نہیں ہوگا لین دین
اور نہ ہی دوست نوازی"

32- اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ ۚ وَسَخَّرَ لَكُمُ الْفُلْكَ لِتَجْرِيَ فِي الْبَحْرِ بِاَمْرِهٖ ۚ وَسَخَّرَ لَكُمُ الْاَنْهٰرَ ﴿۳۲﴾ ج

32- اللہ وہ ہے جس نے پیدا کیے ہیں
آسمان اور زمین
اور جو بھیجتا ہے آسمان سے پانی
پھر پیدا کرتا ہے اس کے ذریعے
تمہارے لیے پھلوں کا رزق
اور اس نے مسخر کر دیا تمہارے لیے کشتیوں کو[5]
تاکہ وہ چلیں سمندر میں
اس کے حکم سے
اور اس نے مسخر کر دیا تمہارے لیے دریاؤں کو

5- مسخر کر دینا سے مراد ہے ایک ضابطہ کار کا پابند بنا دینا ایسا ضابطہ جس کی وہ چیز جسے مسخر کیا گیا ہو کسی صورت بھی خلاف ورزی نہ کر سکے آگے ان میں سے بعض چیزوں کا ذکر ہے جنہیں اللہ تعالیٰ نے انسانوں کے فائدے کے لیے ان کے کام کے ضابطہ کا پابند کیا ہوا ہے اس حوالے سے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ تم جو کشتیوں میں دریاؤں اور سمندروں میں سفر کرتے ہو، مختلف مقاصد کے لیے وہ اسی وجہ سے ممکن ہو سکا کہ ہم نے ایک ضابطہ کار مقرر کیا ہوا ہے دریاؤں اور سمندروں سے تم جو فوائد حاصل کر رہے ہو وہ بھی اسی وجہ سے ہیں کہ ہم نے انہیں ایک ضابطہ کار کا پابند کیا ہوا ہے

33- وَسَخَّرَ لَكُمُ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ دَآئِبَيْنِ ۚ وَسَخَّرَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ ﴿۳۳﴾

33- اور مسخر کر دیا تمہارے لیے
سورج کو اور چاند کو
ہر وقت رواں دواں رہنے والے
اور اس نے مسخر کیا ہوا ہے تمہارے لیے
رات اور دن کو

34- وَاٰتٰىكُمْ مِّنْ كُلِّ مَا سَاَلْتُمُوْهُ ؕ وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا ؕ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ كَفَّارٌ ﴿۳۴﴾ ع

34- اور وہ دے دیتا ہے تمہیں اس میں سے کچھ
جو تم اس سے مانگو[6]
اور اگر تم اللہ کی نعمتوں کو گنو
تو نہ پورا گن سکو ان کو[7]
انسان تو بہت ہی
بے انصاف اور ناشکرا ہے[8]

ع 6 17

6

35- وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا الْبَلَدَ اٰمِنًا وَّاجْنُبْنِيْ وَبَنِيَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ ﴿۳۵﴾

35- اور وہ وقت یاد کرو
جب ابراہیم نے دعا کی تھی[1]
"اے میرے رب اس شہر کو امن کی جگہ بنا دے[2]

6- یعنی وہی ہے جو دینے والا ہے تم اس سے مانگو تو جو چیز تمہاری اس دنیاوی زندگی کے لیے بہتر ہو، وہ تمہیں دے دیتا ہے

7- انسان پر اللہ کے اکرام و انعامات اتنے ہیں کہ کوئی گن ہی نہیں سکتا

8- بے انصاف یا ظالم یعنی وہ جو اللہ تعالیٰ کی ان ناقابلِ شمار نعمتوں سے فیض یاب ہوتے ہوئے بھی اللہ کے حقوق ادا نہیں کرتا اور اس کے ساتھ دوسروں کو شریک ٹھہراتا ہے اللہ تعالیٰ کی ان نعمتوں کے لیے اس کا شکر ادا کرتے ہوئے اس کے احکام کی پابندی کرنے کی بجائے کفر کرتا ہے

1- اللہ تعالیٰ مکہ کے قریش سے فرماتے ہیں کہ ذرا یاد تو کرو کہ جب تمہارے باپ اسماعیل کو اس کے والد حضرت ابراہیم نے اس وادی میں بسایا تھا تو انہوں نے دعا کیا کی تھی اس وقت؟ اس وقت اس وادی کی حالت کیا تھی؟ غور تو کرو کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول فرماتے ہوئے تم پر اور تمہارے اجداد پر کیا کرم کیا ہوا ہے

2- کون سے شہر کو؟ شہرِ مکہ کو

اور مجھے اور میری اولاد کو
بتوں کی پوجا سے بچا لے[3]

36- رَبِّ اِنَّهُنَّ اَضْلَلْنَ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ ۚ فَمَنْ تَبِعَنِيْ فَاِنَّهٗ مِنِّيْ ۚ وَمَنْ عَصَانِيْ فَاِنَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۳۶﴾

36- اے میرے رب
ان بتوں نے تو
بہت سے لوگوں کو گمراہ کر دیا ہے[4]
سو جو کوئی میری پیروی کرے
تو میرا وہی ہے[5]
اور جو کوئی میری نافرمانی کرے
تو تو ہے بخش دینے والا
بڑا رحم کرنے والا

37- رَبَّنَآ اِنِّيْٓ اَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِيْ بِوَادٍ غَيْرِ ذِيْ زَرْعٍ عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ ۙ رَبَّنَا لِيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ فَاجْعَلْ اَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِيْٓ اِلَيْهِمْ وَارْزُقْهُمْ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُوْنَ ﴿۳۷﴾

37- اے ہمارے رب میں نے بسا دیا ہے
اپنی اولاد میں سے بعض کو
ایک بنجر وادی میں
تیرے حرمت والے گھر کے پاس[6]
اے ہمارے رب
تا کہ وہ یہاں نماز قائم کریں

3- اللہ تعالیٰ انہیں یاد دلاتے ہیں کہ تمہارے باپ ابراہیم نے تو اس وقت دعا کی تھی کہ مجھے اور میری اولاد کو بت پرستی سے بچا لے اس کے باوجود تم اپنے باپ کی دعا کے خلاف جا رہے ہو

4- یعنی ان بتوں نے بہت سے لوگوں کو گمراہ کیا ہے

5- اللہ تعالیٰ قریشِ مکہ کو یاد دلاتے ہیں کہ تمہارے باپ نے تو کہا تھا کہ میرا وہی ہے جو میرے دین پر چلے اور تم ان کی آل ہونے کا دعویٰ تو کرتے ہو مگر ان کے دین کی مخالفت کر رہے ہو

6- یعنی مکہ کی وادی میں جہاں زراعت اور پھل فروٹ نہیں ہو سکتے اور جہاں تیرا یہ مقدس گھر ہے

سوتو لوگوں کے دل ان کی طرف مائل کردے
اور انہیں پھلوں کا رزق دے
تاکہ وہ تیرے شکرگزار بن جائیں

38- رَبَّنَآ اِنَّكَ تَعْلَمُ مَا نُخْفِيْ وَمَا نُعْلِنُ ۭ وَمَا يَخْفٰى عَلَى اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاۗءِ ۝۳۸

38- اے ہمارے رب
تو تو جانتا ہے
جو کچھ ہم چھپاتے ہیں
اور جو کچھ ہم ظاہر کرتے ہیں
اور اللہ سے کوئی بھی چیز پوشیدہ نہیں
نہ زمین میں اور نہ آسمان میں

39- اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ وَهَبَ لِيْ عَلَى الْكِبَرِ اِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ ۭ اِنَّ رَبِّيْ لَسَمِيْعُ الدُّعَاۗءِ ۝۳۹

39- تعریف جو بھی ہے اللہ ہی کے لیے ہے
جس نے دیئے ہیں مجھے
اس بڑھاپے میں
اسماعیل اور اسحاق
میرا رب تو ضرور دعائیں سننے والا ہے

40- رَبِّ اجْعَلْنِيْ مُقِيْمَ الصَّلٰوةِ وَمِنْ ذُرِّيَّتِيْ ۣ رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَاۗءِ ۝۴۰

40- اے میرے رب مجھے نماز قائم کرنے والا بنا دے
اور میری آل سے بھی
اے ہمارے رب میری دعا قبول کرلے

41- رَبَّنَا اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَابُ ۝۴۱ ع

41- اے ہمارے رب
بخشش دے مجھے اور میرے ماں باپ کو[7]
اور سب مومنوں کو
اس روز کہ جب حساب قائم ہوگا"

ع ۲ ۶ ۱۸

7- حضرت ابراہیم نے اپنے باپ کے حق میں دعا تو کی تھی مگر پھر بعد میں ان سے بیزار ہو گئے تھے دیکھیں سورۂ توبہ آیت 114

7

42- وَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُ الظّٰلِمُوْنَ ۬ؕ اِنَّمَا يُؤَخِّرُهُمْ لِيَوْمٍ تَشْخَصُ فِيْهِ الْاَبْصَارُ ﴿۴۲﴾

42- اور ہرگز نہ گمان کرنا کہ اللہ اس سے غافل ہے[1] جو کچھ یہ ظالم لوگ کر رہے ہیں وہ تو ان کا معاملہ اس دن کے لیے مؤخر کر رہا ہے جب آنکھیں پھٹی پھٹی ہوں گی[2]

43- مُهْطِعِيْنَ مُقْنِعِيْ رُءُوْسِهِمْ لَا يَرْتَدُّ اِلَيْهِمْ طَرْفُهُمْ ۚ وَاَفْـِٕدَتُهُمْ هَوَآءٌ ﴿۴۳﴾

43- لوگ اندھا دھند دوڑتے پھرتے ہوں گے اپنے سر اوپر کو اٹھائے نہیں مڑیں گی ان کی نگاہیں ان کی طرف اور دل ان کے ہوا ہو جائیں گے

44- وَاَنْذِرِ النَّاسَ يَوْمَ يَاْتِيْهِمُ الْعَذَابُ فَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا رَبَّنَآ اَخِّرْنَآ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيْبٍ ۙ

44- اور ڈرا انسانوں کو اس دن سے[3] کہ آن لے گا ان کو ایسا عذاب

1- اللہ تعالیٰ اپنے نبی سے فرماتے ہیں کہ یہ خیال نہ کرنا کہ ہم ان ظالموں یعنی اللہ تعالیٰ کے ساتھ دوسروں کو معبود ٹھہرانے والوں سے غافل ہیں اور اس لیے ان کی پکڑ نہیں کر رہے ہمیں سب علم ہے کہ یہ کیا کر رہے ہیں اللہ کا یہ فرمان اور اعلان صرف مشرکینِ مکہ کے بارے میں ہی نہیں جس طرح قرآن اور اسلام ساری انسانیت کے لیے ہیں، اسی طرح یہ اعلان بھی ہر زمانے کے سب مشرکوں کے بارے میں ہے

2- جب اللہ تعالیٰ مشرکوں کی گرفت کریں گے یہ اس روز کی ان کی حالت کا بیان ہے (1) گرفت کی شدت کی وجہ سے وہ جو کچھ دیکھیں گے، اس سے ان کی آنکھیں پتھرا جائیں گی اور حرکت تک نہیں کر سکیں گی ان کی اپنی حالت بھی نہیں دیکھ سکیں گی جس کا بیان آگے کیا گیا ہے (2) اس خوف میں وہ بلا مقصد ادھر اُدھر دوڑتے پھر رہے ہوں گے، گردنیں اکڑی ہوئی ہوں گی اور وہ گردن جھکا کر اپنی حالت بھی نہیں دیکھ سکیں گے (3) ان کے دل زمین سے آسمان تک وسیع خلا کی مانند ویران ہوں گے جن میں ان کے لیے نہ کوئی امید کی کرن ہوگی اور نہ ہی وہ اپنی حالت اور گرفت کو سمجھ سکیں گے

3- اللہ تعالیٰ اپنے نبی ﷺ سے فرماتے ہیں کہ ان مشرکوں کو خبردار کر دے کہ اگر تم باز نہ آئے اور دینِ حق پر ایمان نہ لائے تو تم پر ایسا عذاب آ سکتا ہے

نُّجِبْ دَعْوَتَكَ وَنَتَّبِعِ الرُّسُلَ ؕ اَوَلَمْ تَكُوْنُوْٓا اَقْسَمْتُمْ مِّنْ قَبْلُ مَا لَكُمْ مِّنْ زَوَالٍ ﴿۴۴﴾

سو ظالم لوگ کہیں گے[4]
"اے ہمارے رب ٹال دے ہم پر سے یہ
تھوڑی سی مدت کے لیے
کہ ہم تیری دعوت قبول کر لیں
اور ہم پیروی کریں رسولوں کی"
"کیوں.....[5]
کیا تم قسمیں نہیں اٹھایا کرتے تھے اس سے پہلے کہ
نہیں ہے تمہارے لیے کوئی بھی زوال؟"

45- وَسَكَنْتُمْ فِيْ مَسٰكِنِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَتَبَيَّنَ لَكُمْ كَيْفَ فَعَلْنَا بِهِمْ وَضَرَبْنَا لَكُمُ الْاَمْثَالَ ﴿۴۵﴾

45- اور تم ان لوگوں کی بستیوں میں
رہتے ہوتے تھے
جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا تھا[6]
اور تم پر واضح کیا جا چکا تھا کہ
ہم نے ان کے ساتھ کیا سلوک کیا تھا
اور ہم نے بیان کر دی ہوئی تھیں
تمہارے لیے مثالیں

4- یعنی اس روز عذاب میں مبتلا مشرک کہیں گے کہ ہم اللہ کے قرآن پر ایمان لانے کو تیار ہیں ہمیں اس کے لیے تھوڑی سی ہی مہلت دی جائے اور اس عذاب کو روک دیا جائے

5- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اس روز ان کی ایسی منت سماجت بھی نہیں قبول کی جائے گی اور ان سے پوچھا جائے گا کہ تمہیں پہلے خیال کیوں نہ آیا جب تمہیں اس گرفت سے خبردار کیا جاتا تھا، اس وقت تو تم قسمیں اٹھایا کرتے تھے کہ ایسا ہو ہی نہیں سکتا جس سے ہمیں ڈرایا جا رہا ہے

6- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ان سے کہا جائے گا کہ تم جہاں رہتے تھے، وہاں تم سے پہلے کوئی اور رہتا ہوتا تھا تمہیں یہ معلوم تھا، تمہیں یہ بھی بتا دیا گیا تھا کہ ان پہلے والوں کے شرک کی وجہ سے ان پر کیسا عذاب آیا تھا جس کے نتیجے میں وہ نابود ہو گئے تھے تمہیں اللہ کی نافرمان قوموں کے انجام کی مثالیں دے دے کر راہِ راست کی طرف دعوت دی گئی تھی اس کے باوجود تم کفر اور شرک سے باز نہیں آئے تھے اس لیے یہ عذاب تمہارے اپنے اعمال اور فیصلے کی وجہ سے ہے اور اب تمہیں اس سے نجات نہیں مل سکتی

46- وَقَدْ مَكَرُوْا مَكْرَهُمْ وَعِنْدَ اللّٰهِ مَكْرُهُمْ ؕ وَاِنْ كَانَ مَكْرُهُمْ لِتَزُوْلَ مِنْهُ الْجِبَالُ ﴿۴۶﴾

46- اور ان لوگوں نے بڑی بڑی چالیں چلی تھیں
اپنی تیار کی ہوئی چالیں[7]
اور اللہ جانتا تھا ان کی چالیں
اور اگرچہ ان کی چال ایسی ہوتی تھیں کہ
اس سے پہاڑ لرز جائیں

47- فَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ مُخْلِفَ وَعْدِهٖ رُسُلَهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ ﴿۴۷﴾

47- پس ہرگز نہ خیال کرنا کہ
اللہ اپنے رسولوں سے کیے
اپنے وعدے کے خلاف کرے گا[8]
اللہ تو بہت ہی قوت والا
اور انتقام لینے والا ہے

48- يَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَيْرَ الْاَرْضِ وَالسَّمٰوٰتُ وَبَرَزُوْا لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ﴿۴۸﴾

48- اس دن کہ زمین بدل دی جائے گی
اس سے مختلف زمین سے
اور آسمان بھی
اور سب لوگ پیش ہوں گے[9]
اللہ واحد و قہار کے سامنے

49- وَتَرَى الْمُجْرِمِيْنَ يَوْمَئِذٍ مُّقَرَّنِيْنَ فِي الْاَصْفَادِ ﴿۴۹﴾ ج

49- اور تو دیکھے گا مجرموں کو
اس روز
زنجیروں میں جکڑے ہوئے

7- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ان پہلے والوں نے بھی دینِ حق کی دعوت دینے والوں کے خلاف بڑے بڑے منصوبے بنائے تھے ان کے ایسے سب منصوبے اللہ کے علم میں تھے اور اس نے وہ سب ناکام بنا دیئے تھے اللہ کی تدبیر کے سامنے دین حق کے کسی بھی دشمن کی چال کمزور ہوتی ہے خواہ وہ تدبیر پہاڑوں پر لرزہ طاری کر دینے والی ہی ہو

8- اللہ تعالیٰ اپنے نبی ﷺ اور ان کے حوالے سے اہلِ ایمان سے فرماتے ہیں کہ ہم دین حق کی کامیابی کے وعدے پورے کریں گے اور حق کے دشمنوں سے ہم انتقام لیں گے، ہماری قوت سے کوئی بچ نہیں سکتا

9- یعنی سب انسان اپنے دنیاوی اعمال کے بدلے کے لئے اللہ تعالیٰ کے حضور پیش ہوں گے

50- سَرَابِيْلُهُمْ مِّنْ قَطِرَانٍ وَّتَغْشٰى وُجُوْهَهُمُ النَّارُ ﴿۵۰﴾

50- ان کے لباس ہوں گے تارکول کے[10] اور ان کے چہروں کو آگ ڈھانکے ہوئے ہوگی

51- لِيَجْزِيَ اللّٰهُ كُلَّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿۵۱﴾

51- تاکہ اللہ ہر کسی کو اس کے کمائے ہوئے کا بدلہ دے اللہ تو حساب لینے میں دیر نہیں کیا کرتا

52- هٰذَا بَلٰغٌ لِّلنَّاسِ وَلِيُنْذَرُوْا بِهٖ وَلِيَعْلَمُوْٓا اَنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَّلِيَذَّكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ ﴿۵۲﴾ ع ۱۱/۱۹

52- یہ وہ پیغام ہے جو انسانوں کے لیے ہے[11] اور اس لیے ہے کہ ان کو خبردار کر دیا جائے اس کے ذریعے سے اور اس لیے کہ وہ جان لیں کہ صرف وہی ہے معبود واحد اور اس لیے کہ اہلِ خرد نصیحت حاصل کر لیں

10- سَرَابِیل ایسا لباس جو جسم کے اہم حصوں چھاتی وغیرہ کو ڈھانپ لیتا ہے ایسا جس طرح کا کرتا ہوتا ہے اور تارکول سے مراد ایسی چیز ہے جو فوراً آگ پکڑ لیتی ہو

11- قرآن کریم کے ذریعے ساری انسانیت کو پیغام دیا جا رہا ہے کہ اللہ ایک ہی ہے اور اس کے دین پر نہ چلنے والوں کا جو انجام ہوگا، وہ بھی قرآن کے ذریعے بتایا جا رہا ہے سب کو خبردار کیا جا رہا ہے تاکہ وہ جان لیں کہ اللہ کے سوا کوئی اور معبود نہیں اور اگر کسی اور کو شریک ٹھہرائیں گے تو کیا انجام ہوگا دنیا اور آخرت میں انہیں کیا کیا پیش آئے گا اس کی تفصیل بھی قرآن کے ذریعے بتا دی گئی ہے

سُوْرَةُ الْحِجْر

یہ سورت مکہ میں نازل ہوئی تھی اس کی 99 آیات اور 6 رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام کے ساتھ جو شفقت کرنے والا رحم کرنے والا ہے

1- الٓرٰ ۚ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ وَقُرْاٰنٍ مُّبِيْنٍ ①

رُبَمَا ۱۴

2- رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ كَانُوْا مُسْلِمِيْنَ ②

3- ذَرْهُمْ يَاْكُلُوْا وَيَتَمَتَّعُوْا وَيُلْهِهِمُ الْاَمَلُ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ③

1- الٓرٰ

یہ الْکِتٰب اور قُرْاٰنٍ مُّبِیْن کی آیات ہیں[1]

رُبَمَا ۱۴

2- وقت آئے گا کہ خواہش کریں گے وہ لوگ[2]

جو کفر پر جمے ہوئے ہیں کہ

کاش انہوں نے سرِ تسلیم خم کر دیا ہوتا

3- انہیں چھوڑیں[3]

وہ کھائیں اور مزے کرتے رہیں[4]

اور ان کی اُمید انہیں غافل رکھے[5]

عنقریب وہ جان جائیں گے

1- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ آیات ہماری نازل کی ہوئی بلند مرتبہ کتاب قرآن کی ہیں جو واضح اور روشن ہے "مبین" بلند مرتبہ قرآن کی صفت کے طور پر استعمال کیا گیا ہے یعنی صاف صاف بیان کر دینے والا قرآن

2- ایسا وقت ضرور آئے گا جب دنیا میں گرفت کے وقت اور روزِ حساب وہ اپنی غلطی پر پچھتایا کریں گے

3- اللہ تعالیٰ اپنے نبی ﷺ سے فرماتے ہیں کہ ایسے لوگوں کی پرواہ نہ کریں، انہیں ان کے حال پر چھوڑ دیں

4- کھانے سے مراد صرف کھانے کی اشیاء کھانا ہی نہیں، اس میں کھانے پینے کے علاوہ دیگر جسمانی لذتیں اور دنیاوی زندگی میں ماحول و معاشرے میں مقام و مرتبہ کی آسائشیں بھی شامل ہیں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ دینِ حق کا انکار کرنے والے اپنی ایسی لذتوں اور آسائشوں کو ہی مقصدِ حیات سمجھ رہے ہیں تو انہیں چھوڑ دیں ان کا خیال نہ کریں

5- کونسی اُمید؟ یہ امید کی کہ یہ لذتیں ہمیشہ رہیں گی اور انہیں کوئی ایسی سزا نہیں دی جائے گی جس سے قرآن کے ذریعے خبردار کیا گیا ہے آگے فرمایا کہ وہ جلد ہی جان لیں گے کہ اس کا نتیجہ کیا ہوگا اب تو وہ نہیں مانتے، مگر جب ہم گرفت کریں گے تو انہیں معلوم ہو جائے گا کہ وہ حق کی مخالفت کرتے رہے ہیں آپ فکر نہ کریں، یہ خود اپنے اعمال کا نتیجہ دیکھ لیں گے

4- وَمَآ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ اِلَّا وَلَهَا كِتَابٌ مَّعْلُوْمٌ ۝۴

4- اور ہم نے کبھی کوئی بستی ہلاک نہیں کی تھی[6] مگر تب ہی کہ اس کے لیے نوشتہ اسے معلوم ہو چکا تھا

5- مَا تَسْبِقُ مِنْ اُمَّةٍ اَجَلَهَا وَمَا يَسْتَاْخِرُوْنَ ۝۵

5- کوئی بھی امت اپنے لیے مقررہ وقت سے پہلے نہیں جا سکتی اور نہ ہی وہ لوگ اس وقت کو مؤخر کر سکتے ہیں[7]

6- وَقَالُوْا يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْ نُزِّلَ عَلَيْهِ الذِّكْرُ اِنَّكَ لَمَجْنُوْنٌ ۝۶

6- اور وہ کہتے ہیں "اے وہ جس پر قرآن نازل کیا گیا ہے تُو تو مجنوں ہے[8]

7- لَوْ مَا تَاْتِيْنَا بِالْمَلٰٓئِكَةِ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝۷

7- تُو فرشتوں کو ہمارے سامنے کیوں نہیں لے آتا اگر تُو سچا ہے؟"[9]

6- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ پہلے بھی ہم نے جن قوموں کی گرفت کی تھی، ان سب کے لئے نوشتہ یعنی ضابطہ عمل ان کی طرف بھیجا جا چکا تھا انہیں بتا دیا گیا تھا کہ حق کیا ہے اور باطل کیا ہے اور ان کے حق پر ایمان لانے سے انکار کا نتیجہ کیا ہوگا

7- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم نے کسی قوم کی گرفت کب کرنا ہے؟ اس کا ایک معیار و ضابطہ معین ہے جب تک ایسا وقت نہ آجائے، ہم کسی کی گرفت نہیں کیا کرتے کسی بھی قوم کو ایسا وقت آجانے سے پہلے ہم عذاب میں مبتلا نہیں کرتے اور جب ایسا وقت آجائے تو اس قوم والوں کے بس میں نہیں ہوتا کہ وہ اسے مؤخر کر دیں دنیاوی مزے لوٹنے والے جو کہتے ہیں کہ اگر ہم غلطی پر ہیں تو ہماری گرفت کیوں نہیں ہو رہی؟ انہیں بتا دیں کہ اگر تم باز نہ آئے تو گرفت تو ہوگی

8- مجنون سے مراد ایسا شخص ہے جو لوگوں کے فہم و شعور سے بلند تر باتیں کرتا ہو عربوں کا خیال ہوتا تھا کہ ایسی باتیں کرنے والے کو جنوں نے قابو کیا ہوتا ہے اور جو کچھ جن کہتے ہیں، وہی وہ آگے لوگوں سے کہہ دیتا ہے قرآن کریم میں خالق و مالک کائنات کی حکمت و عظمت کے بارے میں اور ایمان والوں کے لیے انعامات اور منکرین کے لیے سخت عذاب کے بارے میں جو کچھ بتایا گیا ہے وہ ان کفار کے فہم و شعور سے بلند تر تھا، اس لیے وہ کہتے تھے یہ شخص جو آیات پڑھ کر دعوت دیتا ہے اور ڈراتا ہے، یہ اللہ کی طرف سے نازل کردہ نہیں بلکہ یہ جنوں کے زیر اثر ہونے کی وجہ سے ایسی باتیں کرتا ہے جو کچھ جن کہتے ہیں وہی یہ آگے بیان کر دیتا ہے اس طرح وہ قرآن کریم کے اللہ کی طرف سے ہونے سے انکار کرتے تھے

9- یعنی اگر یہ جنوں کی پڑھائی باتیں نہیں واقعی اللہ کا کلام ہے اور آپ اللہ کے رسول ہیں تو اس کے ثبوت کے لیے فرشتوں کو کیوں نہیں بلا لیتے کہ وہ ہمیں آکر بتائیں کہ آپ جو آیات سناتے ہیں، وہ اللہ کی طرف سے ہی ہیں

8- مَا نُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِكَةَ اِلَّا بِالْحَقِّ وَمَا كَانُوْٓا اِذًا مُّنْظَرِيْنَ ⑧

8- نہیں بھیجا کرتے ہم فرشتوں کو[10]
مگر کسی حقیقی مقصد کے لیے ہی
اور اس وقت ان لوگوں کے لئے کوئی مہلت نہیں ہوتی

9- اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ⑨

9- یہ قرآن تو ہم نے ہی نازل کیا ہے
اور ہم خود ہی اس کے نگہبان ہیں[11]

10- وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ فِيْ شِيَعِ الْاَوَّلِيْنَ ⑩

10- اور ہم تو
تجھ سے پہلے بھی
رسول بھیجتے رہے ہیں
پہلے وقتوں کے
مختلف گروہوں کی طرف

11- وَمَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ⑪

11- اور جب بھی آیا تھا ان کی طرف کوئی رسول[12]
وہ اس کا مذاق ہی اڑایا کرتے تھے

12- كَذٰلِكَ نَسْلُكُهٗ فِيْ قُلُوْبِ الْمُجْرِمِيْنَ ⑫

12- ہم اسی طرح سے اس کلام کو[13]
ان مجرموں کے دلوں کے آر پار
گزر جانے دیتے ہیں

10- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ایسا نہیں کہ جب بھی کوئی کہے ہم فرشتے بھیج دیں یہ ہمارا اصول نہیں، ہم فرشتے بھیجتے ہیں مگر خاص مقاصد کے حصول کے لیے اپنے کسی منصوبے پر عمل درآمد کے لیے اور جب ایسا وقت آجاتا ہے اور ہم فرشوں کو اپنے منصوبے پر عمل درآمد کے لیے احکام جاری کر دیتے ہیں تو اس وقت کسی سے کوئی نرمی نہیں برتی جاتی

11- یعنی یہ قرآن ہم نے نازل کیا ہوا ہے، یہ جنوں کی بتائی باتیں نہیں اور ہم خود اس کی حفاظت کرنے والے ہیں اس میں کسی قسم کی ملاوٹ نہیں ہو سکتی اس میں جو کچھ بھی ہے، ہماری آیات ہی ہیں ہم خود اس کی نگرانی کر رہے ہیں

12- اللہ تعالیٰ اپنے نبی ﷺ سے فرماتے ہیں کہ جس طرح حق کا انکار کرنے والے یہ لوگ ہمارے قرآن کو جنوں کا کلام قرار دے کر آپ کو مجنوں کہتے ہیں، یہ کوئی نئی بات نہیں ہم پہلے بھی مختلف قوموں کی طرف رسول بھیجتے رہے ہیں اور ان کے مخالف بھی ان کی رسالت، دعوت اور ذات کے بارے میں ایسی ہی باتیں کیا کرتے تھے

13- یہ کلام تو ان مجرموں کے دل کو چیرتا ہوا نکل جاتا ہے

13- لَا يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَقَدْ خَلَتْ سُنَّةُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۱۳﴾

13- وہ اس پر ایمان نہیں لائیں گے
اور یہی رہا ہے طریقہ
پہلے زمانوں والوں کا بھی

14- وَلَوْ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَابًا مِّنَ السَّمَآءِ فَظَلُّوْا فِيْهِ يَعْرُجُوْنَ ﴿۱۴﴾

14- اور اگر ہم نے ان کے لیے[14]
آسمان میں کوئی دروازہ کھول دیا ہوتا
اور وہ اس میں چڑھتے ہی جاتے
آگے اور آگے کی طرف

15- لَقَالُوْٓا اِنَّمَا سُكِّرَتْ اَبْصَارُنَا بَلْ نَحْنُ قَوْمٌ مَّسْحُوْرُوْنَ ﴿۱۵﴾ ع ۱ ۱۵ ۱

15- پھر بھی وہ یہی کہتے
"ہماری آنکھوں پر تو پردہ ڈال دیا گیا ہے
بلکہ ہم لوگوں پر تو جادو کر دیا گیا ہے"

2

16- وَلَقَدْ جَعَلْنَا فِي السَّمَآءِ بُرُوْجًا وَّزَيَّنّٰهَا لِلنّٰظِرِيْنَ ﴿۱۶﴾

16- اور ہم نے بنا دیے ہیں آسمان میں
ستاروں کے بڑے بڑے جھرمٹ[1]
اور اسے خوبصورت بنا دیا ہے
دیکھنے والوں کے لیے

14- یہ کافروں کی ضد اور دینِ حق کی مخالفت کی شدت اور جھوٹے معبودوں پر پختہ ایمان کی تصویر کشی کی گئی ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جو کافر قرآن کے ہماری طرف سے ہونے پر ایمان لانے کے لیے شرطیں پیش کر رہے ہیں کہ فرشتے ہمارے سامنے آکر اس کی گواہی دیں، یہ بہانہ سازی کر رہے ہیں ان کے لیے تو ہم آسمان میں دروازہ بھی بنا دیں اور یہ خود اس کی بلندیوں میں مسلسل آگے چڑھتے جائیں تب بھی ایمان نہ لائیں بلکہ یہی کہیں کہ ہمیں تو کچھ سوجھ ہی نہیں رہا ہماری آنکھیں جو کچھ دیکھ رہی ہیں وہ تو جادوگری ہے ہم پر تو جادو کر دیا گیا ہے

1- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ آسمان کی بلندیوں میں جو روشن اور خوبصورت چیزیں تم دیکھتے ہو، وہ ہماری ہی بنائی ہوئی ہیں جملہ اجرامِ فلکی کا نظم وضبط اور مقررہ اصولوں کی پابندی کا ظاہری اور باطنی حسن ہم نے ہی پیدا کیا ہوا ہے ظاہری حسن تو وہ ہے جو انسانوں کو دکھائی دیتا ہے، باطنی حسن وہ بے شمار فوائد ہیں جو اجرامِ فلک کے حوالے سے انسان کو حاصل ہو رہے ہیں

17- وَحَفِظْنٰهَا مِنْ كُلِّ شَيْطٰنٍ رَّجِيْمٍ ﴿۱۷﴾

17- اور ہم نے اس کو محفوظ کر دیا ہوا ہے[2]
ہر شیطان مردود سے[3]

18- اِلَّا مَنِ اسْتَرَقَ السَّمْعَ فَاَتْبَعَهٗ شِهَابٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۸﴾

18- مگر جو کوئی چوری چھپے کان لگا دے[4]
تو اس کے پیچھے آگ کا شعلہ لگ جاتا ہے
صاف نظر آنے والا

19- وَالْاَرْضَ مَدَدْنٰهَا وَاَلْقَيْنَا فِيْهَا رَوَاسِيَ وَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ مَّوْزُوْنٍ ﴿۱۹﴾

19- اور زمین
ہم نے اس کو بچھا دیا ہوا ہے
اور ہم نے جما دیئے اس میں مضبوط پہاڑ
اور ہم نے اگائی ہے اس میں ہر چیز
مقررہ توازن کے ساتھ[5]

2- محفوظ کر دیا ہے یعنی اسے کسی بھی مداخلت سے محفوظ کر دیا گیا ہے کوئی بھی ہمارے قائم کردہ اس نظامِ فلکی میں کبھی بھی رسائی حاصل نہیں کر سکتا کسی کا اس میں کوئی عمل دخل نہیں، نہ ہو سکتا ہے

3- شیطان سے مراد ہر وہ باطل قوت ہے جو حق اور سچ کے خلاف ہے یا حق اور سچ سے دور ہے یعنی کسی بھی ایسی قوت کا اس نظام میں کوئی دخل نہیں ایسی قوتوں میں مشرکین کے باطل معبود اور جن وغیرہ سب شامل ہیں جن کے بارے میں انہوں نے مختلف قسم کے نظریات قائم کیے ہوئے تھے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہمارے قائم کردہ اس نظام کا علم ہمارے علاوہ کسی کو نہ ہے نہ اس تک کسی کی رسائی ہو سکتی ہے

4- نظمِ کائنات کو چلانے کے لیے اللہ تعالیٰ کوئی اجلاس تو نہیں بلاتے، فرشتوں کی میٹنگ بلا کر انہیں ہدایات تو جاری نہیں کرتے کہ فرشتے آسمانوں میں اعلان کرتے پھر رہے ہوں کہ ایسا کچھ کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے اور ہم ایسا کرنے جا رہے ہیں اور کوئی جن و شیطان چھپ کر وہ اعلان سننے کی کوشش کرتا ہو کہ کیا ہونے جا رہا ہے اور ایسے سننے والوں کو مار بھگانے کے لیے اور اپنے منصوبے افشاں ہونے سے بچانے کے لیے اللہ تعالیٰ کو ان کے پیچھے آگ کے شعلے لگانا پڑتے ہوں اللہ تعالیٰ تو یہ فرماتے ہیں کہ اس کے بارے میں کسی کو کچھ معلوم نہیں اگر کوئی ہمارے قائم کردہ نظامِ فلکی کے چاند ستاروں اور سورج کی پوزیشنوں کے حوالے سے کوئی پیش گوئی کرتا ہے یا جنوں بھوتوں کی بتائی باتوں کو سچ ماننا شروع کر دیتا ہے تو ہم اس کو ناکام بنا دیتے ہیں اس کے پیچھے سب کو نظر آنے والا شعلہ لگا دیتے ہیں یعنی اس کی مایوسی اور بدحواسی سب پر ظاہر کر دیتے ہیں ہمارے بنائے نظامِ فلکی کے حوالے سے ان کی پیش گوئیوں کی کوئی حقیقت نہیں

5- یعنی مخلوقات کو زندہ رہنے اور نشوونما پانے کے لیے جس کسی چیز کی ضرورت ہو اور جتنی کی ضرورت ہو، وہ ہم زمین میں اُگا دیتے ہیں اس طرح ہم سب کو ان کی سب ضروریاتِ زندگی فراہم کر دیتے ہیں

20- وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيهَا مَعَايِشَ وَمَنْ لَّسْتُمْ لَهٗ بِرٰزِقِيْنَ ﴿۲۰﴾

20- اور ہم نے فراہم کر دیئے ہیں اس میں
تمہارے لیے معیشت کے ذرائع
اور ان کے لیے بھی
جن کا رزق تم نہیں دیتے[6]

21- وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَآئِنُهٗ ۫ وَمَا نُنَزِّلُهٗٓ اِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ ﴿۲۱﴾

21- اور ہمارے پاس تو ہر چیز کے خزانے ہیں
اور نہیں اتارتے ہم اس کو
مگر ضروری مقدار میں ہی[7]

22- وَاَرْسَلْنَا الرِّيٰحَ لَوَاقِحَ فَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَسْقَيْنٰكُمُوْهُ ۚ وَمَآ اَنْتُمْ لَهٗ بِخٰزِنِيْنَ ﴿۲۲﴾

22- اور ہم بھیجتے ہیں بوجھل ہوائیں[8]
سو ہم برساتے ہیں آسمان سے پانی
اور اس پانی سے تمہیں سیراب کرتے ہیں
اور اس کے خزانوں کے مالک تم نہیں ہو[9]

23- وَاِنَّا لَنَحْنُ نُحْيٖ وَنُمِيْتُ وَنَحْنُ الْوٰرِثُوْنَ ﴿۲۳﴾

23- اور ہم ہی ہیں
زندگی دینے والے اور مار دینے والے
اور ہم ہی سب کے وارث ہو جائیں گے[10]

6- چرند پرند اور کوہ و بیابانوں کی باسی ہر مخلوق کے لیے تو انسان خوراک پیدا نہیں کرتے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ زمین میں ایسی ہر قسم کی مخلوق کی خوراک کا بندوبست ہم ہی کرتے ہیں اور ان سب کی خوراک کی اشیاء بھی ہم پیدا کرتے ہیں تم انسانوں کی معیشت کے ذرائع کے علاوہ باقیوں کو بھی ہم ہی رزق فراہم کر رہے ہیں

7- یعنی اتنی ہی جتنی ضروری ہو

8- بوجھل ہواؤں سے مراد ایسی ہوائیں ہیں جو پانی سے بوجھل ہوتی ہیں اور اس پانی کے برسنے سے زمین میں مختلف چیزیں پیدا ہوتی ہیں

9- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ زمین پر پانی کے جو خزانے ہیں جن ذخیروں سے وہ ہوائیں پانی لاتی ہیں وہ تمہارے کنٹرول میں نہیں وہ پانی ہم نے ہی وہاں جمع کیا ہوا ہوتا ہے جس طرح باقی چیزوں کے ہمارے پاس خزانے ہیں اسی طرح پانی کے بھی ہمارے پاس خزانے ہیں اور ضرورت کے مطابق ہم وہ بھیج دیتے ہیں

10- ہر زندہ چیز تو ختم ہو جائے گی ہم ہی قائم و دائم رہنے والے ہیں اور ہر چیز کے وارث حقیقی ہیں اور ہوں گے

24- وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَقْدِمِيْنَ مِنْكُمْ وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَاْخِرِيْنَ ﴿٢٤﴾

24- اور ہم بخوبی جانتے ہیں
تم میں سے پہلے چلے جانے والوں کو
اور ہمیں علم ہے کہ
بعد میں کون آئیں گے [11]

25- وَاِنَّ رَبَّكَ هُوَ يَحْشُرُهُمْ ۭ اِنَّهٗ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ﴿٢٥﴾ ع ٢ ١٠ ٢

25- اور یقیناً تیرا رب ہی ہے جو
ان سب کو اکٹھا کرے گا
وہ تو
بڑا حکمت والا
سب کچھ جاننے والا ہے

3

26- وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ﴿٢٦﴾

26- اور ہم نے پیدا کیا انسان
کھنکھناتی سوکھی مٹی سے [1]
خمیر شدہ گوندھے ہوئے گارے سے بنی ہوئی

27- وَالْجَاۗنَّ خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ مِنْ نَّارِ السَّمُوْمِ ﴿٢٧﴾

27- اور جن
ہم نے اسے پیدا کیا ہوا تھا
اس سے پہلے
جلا دینے والی ہوا کی آگ سے [2]

11- تم میں سے پہلے کنہیں ختم ہوجانا ہے اور کس نے بعد میں ہم ہی جانتے ہیں اور اگلوں پچھلوں سب کو ضرور ہمارے حضور پیش ہونا ہے

1- اللہ تعالیٰ نے انسان کی پیدائش بتائی ہے صَلْصَالٍ اور حَمَاٍ سے صَلْصَالٍ سے مراد ایسی مٹی ہے جو اچھی طرح سوکھ کر بجنے لگے یعنی اسے ٹھوکر لگائیں تو آواز دے حَمَاٍ مٹی کو پانی ڈال ڈال کر گوندھ گوندھ کر اس سے تیار کیے ہوئے گارے کو کہتے ہیں جو کسی خاص مقصد کے لیے تیار کیا جاتا ہے جیسے مٹی کی دیواروں پر لیپ کرنے کے لیے عام مٹی کو گوندھ گوندھ کر اور پانی ڈال ڈال کر گارا تیار کیا جاتا ہے۔ کیوں؟ اس طرح وہ مضبوط بن جاتا ہے اور بارش وغیرہ کا مقابلہ کرسکتا ہے اس گارے کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ وہ مسنون تھا یعنی چکنا بن گیا ہوا تھا اس گوندھے ہوئے چکنے گارے کو خشک ہونے کے لیے پڑا رہنے دیا گیا تو اس میں خمیر اُٹھ آیا پھر وہ اچھی طرح سوکھ کر صَلْصَالٍ بن چکا تھا اور اس صَلْصَالٍ سے انسان کو پیدا کیا گیا تھا یعنی ہم نے خاص طور پر وہ مٹی انسان کو بنانے کے لیے تیار کی تھی اور وہ عام قسم کی مٹی نہیں تھی مضبوط اور حوادث کا مقابلہ کرنے والی بن چکی تھی

2- یعنی ہوا کی بہت ہی گرم آگ جیسی تپش سے

28- وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّيْ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ﴿۲۸﴾

28- اور یاد کرو وہ وقت
جب تیرے رب نے فرشتوں سے کہا تھا
"میں پیدا کرنے جا رہا ہوں انسان
خمیر شدہ گوندھے ہوئے گارے سے بنی ہوئی
کھنکھناتی سوکھی مٹی سے

29- فَاِذَا سَوَّيْتُهٗ وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِيْنَ ﴿۲۹﴾

29- سو جب میں اس کو درست کر دوں
اور اس میں روح پھونک دوں
اپنی طرف سے [3]
تو اس کے لیے جھک کر گر پڑنا"[4]

30- فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ ﴿۳۰﴾

30- پس فرشتوں نے جھکا لیا تھا اپنے کو
سارے کے سارے نے مل کر

31- اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ اَبٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ مَعَ السّٰجِدِيْنَ ﴿۳۱﴾

31- مگر ابلیس
اس نے انکار کر دیا تھا
اس سے کہ
جھک جانے والوں میں ہو جائے

3- اللہ تعالیٰ تو فرماتے ہیں کہ ہم جب کسی کام کو ہو جانے کا حکم دیتے ہیں تو وہ ہو جاتا ہے اس لیے انسان بنانے کے لیے گارا تیار کرنا، پھر اسے خمیرہ بنانے تک پڑے رہنے دینا اور اس کے خشک ہو جانے پر اس سے انسان کو بنانا اس ساری تفصیل کے بیان کا مقصد یہ بتانا ہے کہ ہم نے اس قسم کی مٹی سے انسان بنایا ہوا ہے ورنہ وہ سب کچھ بھی "کُنْ" یعنی "ہو جا" کا حکم دینے سے ہی ہو گیا تھا اللہ تعالیٰ فرشتوں کو اپنے اس ارادے سے آگاہ فرماتے ہیں اور انہیں حکم دیتے ہیں کہ جب میں اس میں اپنی طرف سے روح پھونک دوں تو تم اس کے سامنے جھک جانا اکثر اہلِ علم نے "اپنی روح" سے مراد اللہ تعالیٰ کی اپنی روح لی ہے اور کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی ہی روح میں سے کچھ اس میں پھونک دی تھی ہم نے ترجمہ "اور اس میں روح پھونک دوں اپنی طرف سے" کیا ہے اس لیے کہ اللہ کی ذات کا کوئی بھی حصہ قابلِ تقسیم نہیں اور اللہ کی اپنی صفات اور ذات کے کسی بھی حصے کو کسی بھی فانی چیز سے وابستہ نہیں کیا جا سکتا کیا اللہ تعالیٰ زمین کو یا آسمان کو اپنا نہیں فرماتے؟ کیا اس سے یہ مراد لی جا سکتی ہے کہ وہ بھی اللہ تعالیٰ کی اپنی ذات میں سے الگ کیے ہوئے ہیں؟ مفہوم یہ ہے کہ ہم نے اس میں روح پھونک کر اسے زندگی دے دی تھی

4- فرشتوں کو اس کے سامنے جھک جانے کا حکم دینے سے مراد یہ ہے کہ ہم اُن سے اپنی اِس تخلیق کی اہمیت منوانا چاہتے تھے تا کہ وہ سب جان لیں کہ انسان کی پیدائش با مقصد ہے

32- قَالَ يٰٓاِبْلِيْسُ مَا لَكَ اَلَّا تَكُوْنَ مَعَ السّٰجِدِيْنَ ﴿۳۲﴾

32- کہا "اے ابلیس تیرے ساتھ کیا معاملہ ہے کہ نہیں ہوا تو جھک جانے والوں میں؟"

33- قَالَ لَمْ اَكُنْ لِّاَسْجُدَ لِبَشَرٍ خَلَقْتَهٗ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ﴿۳۳﴾

33- اس نے کہا "مجھ سے نہیں ہوسکتا کہ میں اُس انسان کے لیے جھک جاؤں جس کو تو نے پیدا کیا خمیر شدہ گوندھے ہوئے گارے سے بنی ہوئی کھنکھناتی سوکھی مٹی سے"[5]

34- قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَاِنَّكَ رَجِيْمٌ ﴿۳۴﴾

34- کہا "تو پھر یہاں سے نکل جا پس تو مردُود ہے

35- وَّاِنَّ عَلَيْكَ اللَّعْنَةَ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ ﴿۳۵﴾

35- اور تجھ پر لعنت کر دی گئی ہے قیامت کے دن تک"

36- قَالَ رَبِّ فَاَنْظِرْنِيْٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ﴿۳۶﴾

36- اس نے کہا "اے میرے رب مجھ کو ڈھیل دیدے اس دن تک جب انہیں قبروں سے اٹھایا جانا ہے"[6]

37- قَالَ فَاِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ ﴿۳۷﴾

37- کہا "تو پھر تو بھی ان میں سے ہے جنہیں ڈھیل دے دی گئی ہے

38- اِلٰى يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُوْمِ ﴿۳۸﴾

38- اس دن تک جس کا وقت مقرر ہے"

5- یعنی ابلیس نے انسان کو اپنے سے برتر ماننے سے انکار کر دیا تکبر اور حسد کی وجہ سے اس حوالے سے تکبر اور حسد شیطان کے بنیادی خصائل بتائے جارہے ہیں

6- اللہ تعالیٰ نے شیطان کو اپنی رحمت اور انعامات کی چھاؤں سے نکال دیا تو اس نے درخواست کی کہ قیامت تک مجھے اس جرم کی کوئی اور سزا نہ دینا۔ کیوں؟ آگے بتایا گیا ہے

39- قَالَ رَبِّ بِمَآ اَغْوَيْتَنِيْ لَاُزَيِّنَنَّ لَهُمْ فِي الْاَرْضِ وَلَاُغْوِيَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۳۹﴾

39- ابلیس نے کہا
"اے رب اس وجہ سے کہ
تو نے مجھے ناامید کر دیا ہے[7]
میں ضرور
انسانوں کے لیے دنیا کو دل پسند بنا دوں گا[8]
اور میں ان کو گمراہ کر دوں گا
ساروں کو

40- اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ ﴿۴۰﴾

40- سوائے تیرے ان بندوں کو[9]
جو ان میں سے
مخلص ہوں گے"

41- قَالَ هٰذَا صِرَاطٌ عَلَيَّ مُسْتَقِيْمٌ ﴿۴۱﴾

41- کہا "میری طرف یہی درست راہ ہے[10]

42- اِنَّ عِبَادِيْ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ اِلَّا مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْغٰوِيْنَ ﴿۴۲﴾

42- بے شک جو میرے بندے ہیں
ان پر تیرا کوئی غلبہ نہیں ہوگا
مگر اُسی پر جو کوئی گمراہوں میں سے
تیری پیروی کرے

7- تو نے مجھے ناامید کر دیا ہے یعنی آپ کے اس حکم سے اور مردود قرار دے دینے کے بعد مجھے کبھی وہ مقام و مرتبہ تو مل ہی نہیں سکتا جس کا میں خواہاں تھا تیری مخلوق میں اپنے بارے میں اپنے لئے جس مقام کا تصور میں نے قائم کیا ہوا تھا، وہ بھی انسان کی تخلیق سے قائم نہیں رہ سکا

8- یہ ہے وہ مقصد جس کے حصول کے لیے شیطان نے ڈھیل کی درخواست کی تھی کہ وہ انسان جس کو برتر نہ ماننے کی وجہ سے مجھے ناامید کر دیا گیا ہے اور مردُود قرار دے دیا گیا ہے میں ثابت کرنے کی کوشش کروں گا کہ وہ بھی تیری حکم عدولی کر سکتا ہے میں اسے دنیاوی زندگی کے مزے لوٹنے کی ترغیب دے کر تیری راہ سے بھٹکا دوں گا اور مجھے امید ہے کہ میں انسانوں کو گمراہ کر دوں گا یہ تھا چیلنج جس کے حوالے سے اللہ تعالیٰ نے اسے ڈھیل دے دی کہ ٹھیک ہے، یہ بھی کر کے دیکھ لے

9- اسی چیلنج کے حوالے سے شیطان کہتا ہے کہ مجھ سے وہی بچ سکیں گے جو ان میں سے تیرے مخلص بندے ہوں گے

10- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہی وہ درست راہ ہے جو میرے بندوں کو میری طرف لائے گی یعنی اس امتحان میں کامیاب رہنے والے مخلص بندے ہی ہوں گے اور وہی میری رحمت کے سائے میں آسکیں گے

43- وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۴۳﴾

43- اور ایسے ساروں کے لیے تو جہنم ہے
جس کا ان سے وعدہ ہے[11]

44- لَهَا سَبْعَةُ اَبْوَابٍ ؕ لِكُلِّ بَابٍ مِّنْهُمْ جُزْءٌ مَّقْسُوْمٌ ﴿۴۴﴾

44- اس کے سات دروازے ہیں[12]
اور ہر دروازے کے لیے
ان میں سے حصہ مقرر ہے"

ع ۲۲

4

45- اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ﴿۴۵﴾

45- بلاشبہ پرہیزگار ہوں گے
باغوں میں
اور چشموں کے درمیان

46- اُدْخُلُوْهَا بِسَلٰمٍ اٰمِنِيْنَ ﴿۴۶﴾

46- "داخل ہو جاؤ اس میں[1]
سلامتی اور امن کے ساتھ"

47- وَنَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ اِخْوَانًا عَلٰى سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ ﴿۴۷﴾

47- اور ہم نکال دیں گے
ان کے دلوں سے ہر کینہ[2]
وہ بھائی بھائی بن کر
مسندوں پر بیٹھے ہوں گے
آمنے سامنے[3]

11- جو بھی تیری پیروی کریں گے، ہم بتا رہے ہیں کہ ان کا ٹھکانہ جہنم ہے

12- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جہنم کے سات دروازے ہیں جو بھی تیری پیروی کریں گے ان کے مختلف گروہ ان ساتوں دروازوں میں سے گزر کر جہنم میں جائیں گے کوئی گروہ کسی دروازے سے، کوئی کسی سے ایسا نہیں ہوگا کہ کسی دروازے کو تیرے پیروکاروں میں سے حصہ ہی نہ ملے

1- پرہیزگاروں کو ان باغوں میں داخلے کے وقت یہ پیغام پہنچایا جائے گا کہ تم یہاں امن اور سلامتی کے ساتھ رہو گے

2- وہاں کسی کے دل میں کسی دوسرے کے بارے میں کوئی نفرت، غصہ یا کینہ نہیں ہوگا ہم انکے دل ایسے سب ناپسندیدہ احساسات سے پاک کر دیں گے

3- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ وہاں وہ اونچے تختوں یا مسندوں پر خوش وخرم بیٹھے ہوں گے

48- لَا يَمَسُّهُمْ فِيْهَا نَصَبٌ وَّمَا هُمْ مِّنْهَا بِمُخْرَجِيْنَ ﴿۴۸﴾

48- نہیں چھوئے گی انہیں وہاں کوئی تھکان[4]
اور انہیں وہاں سے کبھی بھی
نکالا نہیں جائے گا

49- نَبِّئْ عِبَادِيْٓ اَنِّيْٓ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ﴿۴۹﴾

49- میرے بندوں کو بتا دیں کہ[5]
میں تو
بہت درگزر کرنے والا مہربان ہوں

50- وَاَنَّ عَذَابِيْ هُوَ الْعَذَابُ الْاَلِيْمُ ﴿۵۰﴾

50- اور یہ کہ[6]
میرا عذاب
بہت دردناک عذاب ہے

وقف لازم

51- وَنَبِّئْهُمْ عَنْ ضَيْفِ اِبْرٰهِيْمَ ﴿۵۱﴾

51- اور بتائیں ان کو[7]
ابراہیم کے
مہمانوں کے بارے میں

52- اِذْ دَخَلُوْا عَلَيْهِ فَقَالُوْا سَلٰمًا ؕ قَالَ اِنَّا مِنْكُمْ وَجِلُوْنَ ﴿۵۲﴾

52- جب وہ اس کے پاس آئے
تو انہوں نے کہا "تم پر سلام ہو"
اس نے کہا "ہم تو تم سے ڈرتے ہیں"

4- پہلے فرمایا کہ ان کے دل صاف کر دیے جائیں گے یعنی انہیں وہاں مکمل ذہنی اور جذباتی سکون میسر ہوگا اب فرمایا کہ انہیں جسمانی طور پر بھی وہاں مکمل سکون اور آرام میسر ہوگا

5- اللہ تعالیٰ اپنے نبی سے فرماتے ہیں کہ میرے بندوں کو بتا دو کہ میرے علاوہ کوئی اور بخشش دینے والا اور مہربانی کرنے والا نہیں یعنی اس جنت کا حصول میرے ہی احکام کی پابندی سے ہے

6- یعنی ایسے ہے کہ ان باغوں میں بھی داخل میں ہی کروں گا اور میرا دیا عذاب بھی بہت دردناک ہوگا

7- فرشتوں کے خوشخبری لے کر آنے اور حضرت ابراہیم کے ڈر جانے اور ردِعمل کو سمجھنے کے لیے دیکھیں سورۃ ھود آیات 60 تا 70 اور ان سے متعلقہ حواشی

53- قَالُوْا لَا تَوْجَلْ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمٍ عَلِيْمٍ ﴿۵۳﴾

53- انہوں نے کہا "نہ ڈر ہم تو تمہارے لیے
ایک صاحبِ علم بیٹے کی بشارت لائے ہیں"[8]

54- قَالَ اَبَشَّرْتُمُوْنِيْ عَلٰٓى اَنْ مَّسَّنِيَ الْكِبَرُ فَبِمَ تُبَشِّرُوْنَ ﴿۵۴﴾

54- اس نے کہا "ہیں! کیا تم مجھ کو بشارت دیتے ہو
باوجود اس کے کہ مجھ پر بڑھاپا آچکا ہے
سو تم مجھے یہ کیسی[9]
بشارت دیتے ہو؟"

55- قَالُوْا بَشَّرْنٰكَ بِالْحَقِّ فَلَا تَكُنْ مِّنَ الْقٰنِطِيْنَ ﴿۵۵﴾

55- انہوں نے کہا "ہم تم کو[10]
ایک سچائی کی بشارت دیتے ہیں
پس تو ناامیدوں میں سے نہ ہو جا"

56- قَالَ وَمَنْ يَّقْنَطُ مِنْ رَّحْمَةِ رَبِّهٖٓ اِلَّا الضَّآلُّوْنَ ﴿۵۶﴾

56- اس نے کہا "کون ہے جو اپنے رب کی رحمت سے
ناامید ہو سکتا ہے
سوائے گمراہوں کے؟"[11]

57- قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ اَيُّهَا الْمُرْسَلُوْنَ ﴿۵۷﴾

57- کہا "مگر تم مہم کس پر ہو[12]
اے فرستادو؟"

58- قَالُوْٓا اِنَّآ اُرْسِلْنَآ اِلٰى قَوْمٍ مُّجْرِمِيْنَ ﴿۵۸﴾

58- انہوں نے کہا "ہمیں ایک مجرم قوم کی طرف بھیجا گیا ہے[13]

8- علم سے یہاں مراد وہ علم ہے جو اللہ تعالیٰ اپنے نبیوں کو عطا فرماتے ہیں مطلب یہ کہ بشارت صرف بیٹے کی ہی نہیں تھی بلکہ اس کے اللہ کے نبی ہونے کی بھی تھی

9- یعنی اس بڑھاپے میں بیٹا! ایسا ہو سکتا ہے؟ تم جو بشارت دے رہے ہو، یہ کس کی طرف سے ہے اور کیسے پوری ہوگی؟

10- بشارت دینے والوں نے بتایا کہ یہ "حق" ہے یعنی ایسا سچ ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے فیصلہ کر لیا ہے

11- یعنی میں اللہ کی رحمت سے کیسے ناامید ہو سکتا ہوں ناامید تو صرف گمراہ لوگ ہی ہوا کرتے ہیں۔ حضرت ابراہیم کو اس بشارت پر یقین کامل آ گیا

12- مگر اے اللہ کی طرف سے بھیجے گئے فرشتو! تم اس کے علاوہ کس مہم پر بھیجے گئے ہو؟

13- اس کے جواب میں وہی بشارت دینے والے بتاتے ہیں کہ ہمیں اللہ تعالیٰ نے ایک مجرم قوم کو اس کے اعمال کی سزا دینے کی ڈیوٹی پر بھیجا ہے

59- اِلَّاۤ اٰلَ لُوْطٍ ؕ اِنَّا لَمُنَجُّوْهُمْ اَجْمَعِيْنَ ۙ﴿۵۹﴾

59- مگر لوط کی آل ان میں سے نہیں[14]
ہم ضرور ان سب کو بچا لیں گے

60- اِلَّا امْرَاَتَهٗ ۫ قَدَّرْنَاۤ ۙ اِنَّهَا لَمِنَ الْغٰبِرِيْنَ ﴿۶۰﴾ ع ۴ ۱۶ ۴

60- سوائے اس کی بیوی کے[15]
ہم پر واضح کر دیا گیا ہے کہ
وہ ضرور پیچھے رہ جانے والوں میں سے ہوگی"

5

61- فَلَمَّا جَآءَ اٰلَ لُوْطِ ِۨالْمُرْسَلُوْنَ ۙ﴿۶۱﴾

61- پھر جب وہ بھیجے ہوئے لوط کے لوگوں کے پاس پہنچے

62- قَالَ اِنَّكُمْ قَوْمٌ مُّنْكَرُوْنَ ﴿۶۲﴾

62- تو اس نے کہا "تم تو اجنبی قسم کے لوگ ہو"[1]

63- قَالُوْا بَلْ جِئْنٰكَ بِمَا كَانُوْا فِيْهِ يَمْتَرُوْنَ ﴿۶۳﴾

63- انہوں نے کہا "ہاں ہم تیری طرف
وہ چیز لے کر آئے ہیں
جس کے بارے میں یہ لوگ شک کرتے رہے ہیں[2]

64- وَ اَتَيْنٰكَ بِالْحَقِّ وَ اِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ﴿۶۴﴾

64- اور ہم تیرے پاس
الحق لے کر آئے ہیں[3]
اور ہم بالکل سچ کہہ رہے ہیں

14- یعنی ہم حضرت لوط کی قوم کو سزا دینے جا رہے ہیں مگر ہمیں حضرت لوط اور ان کے اہل کو اس عذاب سے بچا لینے کا حکم دیا گیا ہے

15- "سب کو" بچا لیں گے کے ساتھ ہی بتایا کہ حضرت لوط کی بیوی ان سب میں شامل نہیں ہوگی کیونکہ اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ وہ ضرور ان کے ساتھ ہی رہے جن کو سزا دینا مقصود ہے یعنی یہ اللہ کا فیصلہ ہے

1- حضرت لوط یہ تو نہ جان سکے کہ وہ اللہ کے بھیجے فرشتے ہیں مگر ان کی شکل وصورت اور انداز کو دیکھ کر کہا کہ تم تو عام لوگوں سے الگ قسم کے ہو، تم کون ہو؟

2- انہوں نے کہا کہ ہاں ہم الگ ہی ہیں ہم تجھے وہ بات بتانے آئے ہیں جس کے بارے میں دینِ حق کو نہ ماننے والوں کو یقین نہیں آیا کرتا تھا کہ "اگر وہ باز نہ آئے تو ان پر اللہ کی طرف سے عذاب آسکتا ہے" ہم آپ کو بتانے آئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر عذاب کا فیصلہ کر لیا ہے

3- الحق لے کر آئے ہیں یعنی حقدار کو اس کا حق یا بدلہ دینے کے اللہ تعالیٰ کے فیصلے سے آگاہ کرنے آئے ہیں اور ہم آپ کو جو کچھ بتا رہے ہیں، اس کا فیصلہ ہو چکا ہے

65- فَاَسْرِ بِاَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِّنَ الَّيْلِ وَاتَّبِعْ اَدْبَارَهُمْ وَلَا يَلْتَفِتْ مِنْكُمْ اَحَدٌ وَّامْضُوْا حَيْثُ تُؤْمَرُوْنَ ﴿۶۵﴾

65- پس تو نکل پڑ
اپنے لوگوں کو ساتھ لے کر[4]
جب رات میں سے کچھ باقی ہو
اور تو ان کے پیچھے پیچھے چلنا
اور تم میں سے کوئی ایک بھی پیچھے مڑ کر نہ دیکھے
اور وہاں چلے جاؤ
جہاں کا تمہیں حکم دیا گیا ہے"

66- وَقَضَيْنَآ اِلَيْهِ ذٰلِكَ الْاَمْرَ اَنَّ دَابِرَ هٰٓؤُلَآءِ مَقْطُوْعٌ مُّصْبِحِيْنَ ﴿۶۶﴾

66- اور ہم نے اسے اپنا یہ فیصلہ پہنچا دیا کہ[5]
ان لوگوں کی تو جڑ کاٹ دی جائے گی
ان کے صبح میں داخل ہونے کے وقت

67- وَجَآءَ اَهْلُ الْمَدِيْنَةِ يَسْتَبْشِرُوْنَ ﴿۶۷﴾

67- اور آ گئے اس شہر کے لوگ[6]
خوشیاں مناتے ہوئے

68- قَالَ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ ضَيْفِيْ فَلَا تَفْضَحُوْنِ ﴿۶۸﴾

68- اس نے کہا "یہ تو میرے مہمان ہیں[7]
سو مجھے رسوا تو نہ کرو

69- وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَلَا تُخْزُوْنِ ﴿۶۹﴾

69- اور اللہ سے ڈرو
اور مجھے خوار نہ کرو"

4- یعنی جو لوگ ایمان لا چکے ہیں، تو ان کو ساتھ لے کر اس بستی سے رات کے وقت ہی نکل جا اور خود ان سب کے پیچھے چلنا۔ کیوں؟ تا کہ تیری نگرانی کی وجہ سے ان میں سے کوئی پیچھے نہ رہ جائے اور سب مسلسل چلتے جائیں

5- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ہم نے انہیں وحی کے ذریعے بھی اپنے اس فیصلے سے آگاہ کر دیا کہ ہم ان مجرموں کو نابود کر دینے والے ہیں

6- اس قوم میں ہم جنس پرستی کی برائی تھی جب بستی کے لوگوں کو معلوم ہوا کہ اس بستی میں کوئی حسین نوجوان آئے ہیں اور وہ حضرت لوط کے گھر داخل ہو گئے ہیں تو وہ مستی میں خوش خوش ان کے گھر آ گئے تا کہ ان لڑکوں کو ان سے حاصل کر کے اپنی خواہشات پوری کریں

7- یہ حضرت لوط ان سے فرماتے ہیں، سورۃ ھود میں اس واقعہ کی تفصیل بیان ہو چکی ہے یہاں اس واقعہ کو دہرایا جا رہا ہے

70- قَالُوْٓا اَوَ لَمْ نَنْهَكَ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۷۰﴾

70- انہوں نے کہا "کیا ہم نے تجھے منع نہیں کیا تھا
کہ دنیا بھر کے لوگوں کو
اپنے ہاں پناہ نہ دیدیا کر"[8]

71- قَالَ هٰٓؤُلَآءِ بَنٰتِيْٓ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ ﴿۷۱﴾

71- اس نے کہا "یہ میری بیٹیاں موجود ہیں[9]
اگر تم کچھ کرنے پر بضد ہی ہو"

72- لَعَمْرُكَ اِنَّهُمْ لَفِيْ سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ﴿۷۲﴾

72- تیری زندگانی کی قسم
انہیں تو مستی چڑھی ہوئی تھی
وہ آپے سے باہر ہو رہے تھے

73- فَاَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ مُشْرِقِيْنَ ﴿۷۳﴾

73- اور انہیں پکڑ لیا تھا[10]
ہولناک آواز نے
طلوعِ آفتاب کے وقت

74- فَجَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَ اَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيْلٍ ﴿۷۴﴾

74- سو ہم نے بنا دیا تھا
ان بستیوں کے اوپر والے حصے کو
ان کا نیچے والا حصہ
اور ہم نے برسائے تھے ان پر کھنگر کے پتھر

75- اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّلْمُتَوَسِّمِيْنَ ﴿۷۵﴾

75- بلاشبہ اس میں واقعی نشانیاں ہیں
غور و فکر کرنے والوں کے لیے

8- یعنی ہم نے تمہیں منع نہیں کیا ہوا کہ ہماری راہ میں رکاوٹ نہ بنا کرو ہماری بستی میں جو بھی کوئی آجائے، اس کو اپنی پناہ میں نہ لے لیا کرو اب نکالو انہیں باہر وہ ہماری بستی میں آئے ہیں، تم باہر سے سارے آنے والوں کے ذمہ دار تو نہیں ہو

9- دیکھیں سورۃ ھود آیت 78 حاشیہ 14

10- دیکھیں سورۃ ھود آیت 8 حاشیہ 24

76- وَاِنَّهَا لَبِسَبِيْلٍ مُّقِيْمٍ ﴿۷۶﴾	76- اور وہ بستیاں[11] ایک دائمی گزرگاہ پر ہیں
77- اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۷۷﴾	77- یقیناً اس میں مومنوں کے لیے نشانیاں ہیں
78- وَاِنْ كَانَ اَصْحٰبُ الْاَيْكَةِ لَظٰلِمِيْنَ ﴿۷۸﴾	78- اور اہلِ ایکہ بڑے ظالم ہوتے تھے[12]
79- فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ ۘ وَاِنَّهُمَا لَبِاِمَامٍ مُّبِيْنٍ ﴿۷۹﴾	79- سو ہم نے ان سے بھی انتقام لے لیا تھا اور وہ دونوں علاقے ایک شاہراہ پر ہیں[13] جو جانی پہچانی ہے
6	
80- وَلَقَدْ كَذَّبَ اَصْحٰبُ الْحِجْرِ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۸۰﴾	80- اور اہلِ حجر نے بھی رسولوں کو جھٹلا دیا تھا[1]
81- وَاٰتَيْنٰهُمْ اٰيٰتِنَا فَكَانُوْا عَنْهَا مُعْرِضِيْنَ ﴿۸۱﴾	81- اور ہم نے ان کے لیے اپنی آیات بھیجی تھیں[2] مگر وہ ان سے روگردانی ہی کرتے رہے تھے
82- وَكَانُوْا يَنْحِتُوْنَ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا اٰمِنِيْنَ ﴿۸۲﴾	82- اور وہ پہاڑوں کے اندر محفوظ گھر تراشتے ہوتے تھے
83- فَاَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ مُصْبِحِيْنَ ﴿۸۳﴾	83- سو آن پکڑا تھا انہیں ایک سخت آواز نے صبح سویرے

11- یعنی جن بستیوں کو ہم نے تباہ کر دیا تھا، لوگ ان سے واقف ہیں کیونکہ وہ ایک عام شاہراہ پر واقع تھیں جس سے لوگ سفر کرتے ہیں یہ شاہراہ جزیرۃ العرب سے شام کو جانے والے تجارتی راستے کو کہا گیا ہے جس کے پاس آج بھی ٹھنڈے لاوے کے پتھروں کے ڈھیر موجود ہیں

12- اَیْکَۃٍ درختوں کے جھنڈ کو کہتے ہیں مراد ایسی بستی ہے جو معروف تھی اور درختوں میں گھری ہوئی تھی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ وہاں کے باسیوں کے ظلم کی وجہ سے ہم نے ان سے بھی ایسا ہی انتقام لیا تھا اور انہیں بھی برباد کر دیا تھا

13- وہ دونوں علاقے جن میں وہ بستیاں تھیں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ان کے نشانات بڑی جانی پہچانی گزرگاہ کے قریب ہیں اور لوگ ان سے واقف ہیں اور جو کوئی ہماری ایسی نشانیوں کو دیکھ کر فہم و شعور سے کام لے، اس کے لیے ان میں سامانِ عبرت ہے وہ دین حق سے دور نہیں رہ سکتا

1- اہلِ حجر سے مراد قوم ثمود ہے جس کی طرف حضرت صالح کو بھیجا گیا تھا ان کے مسکن حجاز اور شام کے درمیان وادی القریٰ میں تھے ان پر اللہ تعالیٰ کے اکرام اور عذاب کا حال سورۃ اعراف کی آیات 73 تا 79 میں بیان ہوا ہے

2- آیات سے مراد اللہ تعالیٰ کے احکامات اور نشانیاں ہیں

84- فَمَآ اَغۡنٰی عَنۡهُمۡ مَّا كَانُوۡا يَكۡسِبُوۡنَ ﴿۸۴﴾

84- تو ان کے کچھ بھی کام نہیں آیا تھا
ان کا وہ کسب و فن[3]

85- وَمَا خَلَقۡنَا السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ وَمَا بَيۡنَهُمَاۤ اِلَّا بِالۡحَقِّ ؕ وَاِنَّ السَّاعَةَ لَاٰتِيَةٌ فَاصۡفَحِ الصَّفۡحَ الۡجَمِيۡلَ ﴿۸۵﴾

85- اور ہم نے نہیں پیدا کیا ہوا
آسمانوں کو اور زمین کو
اور جو کچھ بھی ان کے درمیان ہے
مگر بڑی ہی درست تدبیر کے ساتھ[4]
اور وہ گھڑی تو ضرور آنے والی ہے[5]
پس درگزر کر
درگزر کرنے کے اچھے انداز میں[6]

86- اِنَّ رَبَّكَ هُوَ الۡخَلّٰقُ الۡعَلِيۡمُ ﴿۸۶﴾

86- تیرا رب ہی تو ہے جو
سب کچھ پیدا کرنے والا
اور سب کچھ جاننے والا ہے[7]

87- وَلَقَدۡ اٰتَيۡنٰكَ سَبۡعًا مِّنَ الۡمَثَانِىۡ وَالۡقُرۡاٰنَ الۡعَظِيۡمَ ﴿۸۷﴾

87- اور ہم نے دی ہیں تجھے
سات بار بار پڑھی جانے والی آیات[8]
اور قرآنِ عظیم[9]

3- یعنی پہاڑوں کے اندر بنائے ہوئے ان کے وہ محفوظ گھر بھی انہیں اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچا نہیں سکے تھے

4- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم نے جو کچھ بھی پیدا کیا ہے، وہ سب کچھ ایک حکمت اور نظم کے تحت پیدا کیا ہوا ہے اس میں نہ کوئی خرابی آسکتی ہے اور نہ ہی اس میں سے کوئی چیز بے مقصد پیدا کی گئی ہے

5- کون سی گھڑی؟ وہ گھڑی جب منکروں کو ماننا پڑے گا کہ اس کائنات کے مالک و خالق اللہ تعالیٰ ہی ہیں ایسا اس دنیا میں بھی ہوسکتا ہے جیسا کہ قوم ثمود کو ماننا پڑا تھا اور روزِ قیامت بھی جب سب کو اس حقیقت کو ماننا پڑے گا

6- یعنی دین حق کی مخالفت کرنے والوں کی ناسمجھی سے درگزر کریں

7- اللہ تعالیٰ اپنے نبی سے فرماتے ہیں کہ ہم نے ہی کائنات کی ہر چیز پیدا کی ہوئی ہے اور ہم ان سب کے بارے میں سب کچھ جانتے ہیں آپ بے فکر رہیں ان لوگوں سے نپٹنا ہم پر چھوڑ دیں

8- سورۃ فاتحہ جس کی سات آیات جو ہر نماز میں بار بار پڑھی جاتی ہیں

9- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم نے آپ کو دنیا اور آخرت میں فلاح اور سلامتی کی راہِ راست دکھانے والا جو قرآن کریم دیا ہے، اس سے بڑی کوئی اور نعمت نہیں

88- لَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ إِلَىٰ مَا مَتَّعْنَا بِهِ أَزْوَاجًا مِّنْهُمْ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِلْمُؤْمِنِينَ ﴿٨٨﴾

88- اور اس کی طرف دیکھ بھی نہ[10]
جو کچھ ہم نے ان لوگوں میں سے
بعض گروہوں کو دیا ہوا ہے
اور نہ ہی ان لوگوں کے لیے غمگین ہو
اور پھیلا دے اپنے بازو
اللہ سے ڈرنے والوں کی طرف

89- وَقُلْ إِنِّي أَنَا النَّذِيرُ الْمُبِينُ ﴿٨٩﴾

89- اور کہہ دیں "میں تو کھل کر اعلانیہ ڈرانے کے لیے ہوں"[11]

90- كَمَا أَنْزَلْنَا عَلَى الْمُقْتَسِمِينَ ﴿٩٠﴾

90- جیسے ہم نے ان لوگوں کی طرف
کلام بھیجا تھا
جسے انہوں نے ٹکڑوں میں بانٹ لیا تھا[12]

91- الَّذِينَ جَعَلُوا الْقُرْآنَ عِضِينَ ﴿٩١﴾

91- وہ لوگ
قرآن کے ٹکڑے کر دیتے ہیں[13]

10- اللہ تعالیٰ اپنے نبی سے فرماتے ہیں کہ دنیاوی مال ومتاع کے پرستاروں کو حسرت سے نہ دیکھو وہ دعوتِ توحید کے دشمن ہیں تو انہیں ان کے حال پر چھوڑ دیں اور ان کے ایمان نہ لانے کا غم نہ کریں بلکہ ایمان لانے والوں کے ساتھ پیار محبت اور اتحاد کا رشتہ مضبوط بنائیں

11- اللہ تعالیٰ اپنے نبی سے فرماتے ہیں کہ ایسے کافروں کو بتا دیں کہ یہ میری ذمہ داری ہے کہ میں تمہیں اعلانیہ خبردار کر دوں میں قرآن کے حوالے سے جو کچھ بتاتا ہوں، مجھے اس کا اللہ نے حکم دیا ہوا ہے

12- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جس طرح ہم نے انسانوں کی رہنمائی کے لئے قرآن نازل فرمایا ہے، ویسے ہی پہلے بھی ہم نے انسانوں کی رہنمائی کے لیے کتابیں نازل فرماتے رہے ہیں اور جن لوگوں کی ہدایت کے لیے وہ کتابیں بھیجی گئی تھیں انہوں نے ان کے ٹکڑے کر دیئے تھے یعنی ان کے بعض حصوں پر عمل کرتے تھے اور بعض پر عمل نہیں کرتے تھے وہ لوگ کون تھے؟ وہی جن کی طرف اس سے پہلے اللہ تعالیٰ اپنے رسول اور کتابیں بھیج چکے تھے

13- قرآن سے یہاں مراد ہے اللہ کی طرف سے نازل کردہ کتاب اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ وہ ہر کتاب کے ساتھ ایسا ہی کرتے رہے ہیں

92- فَوَرَبِّكَ لَنَسْـَٔلَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۹۲﴾

92- تو تیرے رب کی قسم[14]
ہم ان سے ضرور پوچھیں گے
سب سے

93- عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۹۳﴾

93- اس کے بارے میں
جو کچھ بھی وہ کرتے ہوتے تھے

94- فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۹۴﴾

94- پس تو اعلانیہ بیان کر
وہ سب جس کا تجھے حکم دیا گیا ہے
اور مشرکوں سے منہ پھیر لے[15]

95- اِنَّا كَفَيْنٰكَ الْمُسْتَهْزِءِيْنَ ﴿۹۵﴾

95- تیری طرف سے تو ہم ہی
ان مذاق اڑانے والوں کے لیے کافی ہیں

96- اَلَّذِيْنَ يَجْعَلُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ۚ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ﴿۹۶﴾

96- وہ جو اللہ کے ساتھ
دوسروں کو معبود قرار دیتے ہیں
سو وہ جلد ہی جان جائیں گے[16]

97- وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّكَ يَضِيْقُ صَدْرُكَ بِمَا يَقُوْلُوْنَ ﴿۹۷﴾

97- اور ہم جانتے ہیں
کہ تیرا دل تنگ پڑ جاتا ہے[17]
ان باتوں کی وجہ سے جو وہ لوگ کرتے ہیں

14- اللہ تعالیٰ اپنی ذات کی قسم اٹھا کر اپنے نبی سے فرماتے ہیں کہ ہم ایسے سب منکرین کا ضرور احتساب کریں گے

15- یہ وہی بات ہے جو آیت 88 میں فرمائی ہے

16- یعنی جلد ہی انہیں پتہ چل جائے گا کہ وہ باطل پرست ہوتے تھے انہیں معلوم ہو جائے گا کہ قرآن اللہ کی طرف سے نازل کردہ ضابطۂ عمل ہے اور آپ اللہ کے رسول ہیں

17- اللہ تعالیٰ اپنے نبی سے فرماتے ہیں کہ ہمیں معلوم ہے کہ مشرکین کے اس رویہ کی وجہ سے آپ کے دل میں مایوسی پیدا ہونے لگی ہے آپ اپنے دل میں سخت تکلیف محسوس کرتے ہیں

98- فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَ كُنْ مِّنَ السّٰجِدِيْنَ ﴿۹۸﴾

98- سوتو تسبیح بیان کر[18]
اپنے رب کی حمد کے ساتھ
اوراس کے حضور سجدہ کرتا رہ

ع ۶ ۶ ۶

99- وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ ﴿۹۹﴾

99- اوراپنے رب کی عبادت کرتا رہ
حتّٰی کہ
آجائے تجھ پر وہ گھڑی
جسے لازماً آنا ہے

18-اللہ تعالیٰ اپنے نبی سے فرماتے ہیں کہ آپ مشرکین کے رویہ سے مایوسی اور تکلیف محسوس نہ کریں اور دعوتِ دین حق جاری رکھیں آگے اللہ تعالیٰ نے اہلِ دعوت وایمان کے لیے زندگی بھر کا لائحہ عمل بیان فرمادیا ہے وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا جاری رکھیں نماز قائم کریں اور اپنے پروردگار کی عبادت کرتے رہیں اس وقت تک جب تمہاری زندگی کی آخری گھڑی آجائے جس نے لازماً آنا ہی ہے

سُوْرَةُ النَّحْلِ

یہ سورت مکہ میں نازل ہوئی تھی اس کی 128 آیات اور 16 رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام کے ساتھ جو شفقت کرنے والا رحم کرنے والا ہے

1- اَتٰۤى اَمْرُ اللّٰهِ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْهُ ؕ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝۱

1- اللہ کا حکم آ گیا[1]
سو اس کے لیے جلدی نہ مچاؤ[2]
پاک ہے وہ
اور بلند و برتر ہے
ان سب چیزوں سے
جنہیں وہ اس کا شریک ٹھہراتے ہیں[3]

2- يُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِكَةَ بِالرُّوْحِ مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖۤ اَنْ اَنْذِرُوْۤا اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنَا فَاتَّقُوْنِ ۝۲

2- وہ بھیجتا ہے فرشتوں کو وحی دے کر[4]
اپنے حکم سے
اپنے جس بندے کی طرف چاہے کہ
"لوگوں کو خبردار کر دو کہ
نہیں ہے کوئی بھی معبود[5]

1- یعنی اللہ نے اس کا فیصلہ کر لیا ہے مستقبل کے لیے ماضی کا صیغہ استعمال کیا گیا ہے جس کا مطلب ہوتا ہے کہ ایسا ہو کر رہے گا

2- قرآن، اسلام اور اللہ کے رسول ﷺ کی رسالت کے منکر کہا کرتے تھے کہ ہم تو نہیں مانتے اگر واقعی آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں تو اپنے اللہ سے کہو کہ کر لے جو کرنا ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم نے تمہاری رسوائی کا حکم جاری کر دیا ہے تمہیں جلد ہی پتہ چل جائے گا

3- یعنی وہ اللہ جس نے یہ حکم جاری کیا ہے ان سب سے بلند و بالا اور عظمت والا ہے جن کو تم اس کے ساتھ شریک ٹھہراتے ہو ان میں سے کوئی بھی تمہیں بچا نہیں سکے گا

4- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم نے کس کو اپنا رسول مقرر کرنا ہے اس کا فیصلہ ہم خود کرتے ہیں اور جب ہم اس کا فیصلہ کر لیتے ہیں تو اپنے حکم سے فرشتوں کے ذریعے اس کی طرف وحی بھیجتے ہیں یعنی محمد بن عبداللہ ﷺ کو اپنا رسول ہم نے مقرر کیا ہوا ہے اور قرآن کے جن احکام پر عمل کی وہ دعوت دیتے ہیں وہ ہم نے ہی نازل کیے ہیں

سوائے میرے
پس مجھ سے ڈرتے رہو"

3- خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ؕ تَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝۳

3- اس نے پیدا کیا
آسمانوں کو اور زمین کو
درست تدبیر کے ساتھ[6]
وہ بلند تر ہے
کسی بھی اس چیز سے
جسے وہ اس کا شریک ٹھہراتے ہیں

4- خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ فَاِذَا هُوَ خَصِيْمٌ مُّبِيْنٌ ۝۴

4- اس نے انسان کو ایک نطفہ سے پیدا کیا ہوا ہے[7]
پھر دیکھو تو
وہ کھلم کھلا جھگڑالو بن گیا

5- وَالْاَنْعَامَ خَلَقَهَا ۚ لَكُمْ فِيْهَا دِفْءٌ وَّمَنَافِعُ وَمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ۝۵

5- اور اس نے پیدا کیا[8]
چوپایوں کو
تمہارے لیے ان میں
گرم پہناوے ہیں[9]
اور دیگر فائدے ہیں
اور ان میں سے تم کھاتے بھی ہو

5- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جب ہم کسی قوم کی طرف اپنا رسول بھیجتے ہیں تو اس رسول کا مشن یہ ہوتا ہے کہ وہ لوگوں کو خبردار کردے کہ ہمارے علاوہ کوئی معبود نہیں، انہیں بتادے کہ اگر وہ ہمارے علاوہ کسی اور کو معبود مانیں گے تو پکڑے جائیں گے

6- آسمانوں کو اور زمین کو اس حُسنِ تدبیر کے ساتھ اللہ ہی نے پیدا کیا ہوا ہے کہ وہ اس کے متعین کردہ اصولوں پر ہمیشہ سے کاربند چلے آرہے ہیں

7- وہ انسان اپنی اصلیت کو بھول گیا ہے اور ہمارے معبود واحد ہونے کے بارے میں جھگڑنے لگا ہے

8- تمہارے فائدے کے لیے

9- گرم پہناوے یعنی جانوروں کی کھالوں اور اُون سے بنائے جانے والے گرم لباس

6- وَلَكُمْ فِيهَا جَمَالٌ حِيْنَ تُرِيْحُوْنَ وَحِيْنَ تَسْرَحُوْنَ ۝۶

6- اور تمہارے لیے ان میں جمال ہے[10]
جب تم شام کو انہیں چرا کر واپس لاتے ہو
اور جب انہیں چرنے کے لیے لے جاتے ہو

7- وَتَحْمِلُ اَثْقَالَكُمْ اِلٰى بَلَدٍ لَّمْ تَكُوْنُوْا بٰلِغِيْهِ اِلَّا بِشِقِّ الْاَنْفُسِ ؕ اِنَّ رَبَّكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝۷

7- اور وہ تمہارے بوجھ اٹھا لے جاتے ہیں[11]
ان مقامات تک
نہیں پہنچ سکتے تم جہاں
مگر سخت جسمانی مشقت کے ساتھ ہی
تمہارا رب تو
واقعی شفقت کرنے والا مہربان ہے

8- وَّالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيْرَ لِتَرْكَبُوْهَا وَزِيْنَةً ؕ وَيَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝۸

8- اور گھوڑے اور خچر اور گدھے
تاکہ تم ان پر سواری کرو
اور وہ زیب و زینت بنیں
اور وہ پیدا کرتا ہے
وہ کچھ جس کا تمہیں کچھ بھی علم نہیں[12]

ع ۹ 9- وَعَلَى اللّٰهِ قَصْدُ السَّبِيْلِ وَمِنْهَا جَآئِرٌ ؕ وَلَوْ شَآءَ لَهَدٰىكُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝۹ ع

9- اور اللہ کے ذمے ہے[13]
راہِ راست واضح کر دینا

10- یعنی چوپایوں کے ریوڑ تمہیں حسین و جمیل دکھائی دیتے ہیں تم انہیں دیکھ کر اور ان کے مالک ہونے کے احساس سے سکون اور فرحت محسوس کرتے ہو

11- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اگر تمہیں خود وہ سامان اٹھا کر ان فاصلوں تک لے جانا پڑے تو تم جسمانی طور پر نڈھال ہو جاؤ ہم نے جو چوپائے پیدا کیے ہیں ان کی وجہ سے تم ایسی مشقت اٹھانے سے بھی بچ جاتے ہو

12- ان کے علاوہ بھی کائنات کی وسعتوں میں ہماری پیدا کردہ بے شمار چیزیں موجود ہیں جن کا تمہیں علم تک نہیں

13- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ راہِ راست بتا دینا ہماری ذمہ داری ہے کیونکہ راہِ راست کے علاوہ گمراہی کی راہیں بھی ہیں اسی راہ کو واضح کر دینے کے لیے ہم نے قرآن نازل کیا ہے جس کی طرف ہمارا رسول دعوت دیتا ہے

اور راہوں میں ٹیڑھی راہیں بھی ہیں

اور اگر وہ چاہتا[14]

تو تم کو ضرور ہدایت دے دیتا

ساروں کو

2

10- هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً لَّكُمْ مِّنْهُ شَرَابٌ وَّمِنْهُ شَجَرٌ فِيْهِ تُسِيْمُوْنَ ⑩

10- وہی ہے جو تمہارے لیے
آسمان سے پانی برساتا ہے
اس میں سے تم پیتے ہو
اور اس سے درخت پرورش پاتے ہیں
جن میں تم جانور چراتے ہو

11- يُنْۢبِتُ لَكُمْ بِهِ الزَّرْعَ وَالزَّيْتُوْنَ وَالنَّخِيْلَ وَالْاَعْنَابَ وَمِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ⑪

11- وہ اگاتا ہے تمہارے لیے
اس کے ذریعے
کھیتیاں اور زیتون اور کھجور اور انگور
اور ہر قسم کے پھل
بلاشبہ اس میں نشانی ہے
ان لوگوں کے لیے
جو غور و فکر کرتے ہیں

12- وَسَخَّرَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ ۙ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۭ وَالنُّجُوْمُ مُسَخَّرٰتٌۢ بِاَمْرِهٖ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ⑫

12- اور اس نے تمہارے لیے مسخر کیا ہوا ہے
رات کو اور دن کو اور سورج کو اور چاند کو
اور ستارے بھی اسی کے حکم سے مسخر ہیں

14- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اگر ہم چاہتے تو سب لوگوں کو ہدایت دے دیتے مگر یہ ہمارا اصول نہیں ہم راہِ ہدایت واضح کر دیتے ہیں اور انسانوں کو بتا دیتے ہیں کہ اس راہ کے علاوہ باقی سب راہیں ٹیڑھی ہیں انہیں چلنا کس راہ پر ہے یہ فیصلہ انہیں خود کرنا ہوتا ہے

بلاشبہ اس میں واقعی نشانیاں ہیں
ان لوگوں کے لیے جو عقل سے کام لیتے ہیں

13- وَمَا ذَرَاَ لَكُمْ فِي الْاَرْضِ مُخْتَلِفًا اَلْوَانُهٗ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّذَّكَّرُوْنَ ﴿۱۳﴾

13- اور اس نے تمہارے لیے زمین میں
جو بہت سی رنگ برنگ چیزیں پیدا کی ہوئی ہیں
ان میں ضرور نشانی ہے
ان لوگوں کے لیے
جو نصیحت حاصل کرتے ہیں

14- وَهُوَ الَّذِيْ سَخَّرَ الْبَحْرَ لِتَاْكُلُوْا مِنْهُ لَحْمًا طَرِيًّا وَّتَسْتَخْرِجُوْا مِنْهُ حِلْيَةً تَلْبَسُوْنَهَا ۚ وَتَرَى الْفُلْكَ مَوَاخِرَ فِيْهِ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۱۴﴾

14- اور وہی ہے جس نے
مسخر کیا ہوا ہے سمندر کو
تاکہ تم کھاؤ اس میں سے تر و تازہ گوشت[1]
اور تم نکالو اس میں سے زیور
جو تم پہنتے ہو
اور تو دیکھتا ہے کشتیاں
پانی کو چیرتی پھاڑتی ہوئی
سمندر میں
اور اس لئے کہ تم اس کا فضل تلاش کرو
اور اس لیے کہ تم اس کا شکر ادا کرو

15- وَاَلْقٰى فِي الْاَرْضِ رَوَاسِيَ اَنْ تَمِيْدَ بِكُمْ وَاَنْهٰرًا وَّسُبُلًا لَّعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ﴿۱۵﴾

15- اور اس نے گاڑ دیئے ہیں
زمین میں مضبوط پہاڑ
تاکہ وہ تمہیں لے کر ڈھلک نہ جائے[2]

1- اللہ نے ہی سمندر کی یہ ڈیوٹی اس لیے لگائی ہوئی ہے تاکہ اس سے تمہیں (1) سمندری مخلوق سے تر و تازہ خوراک مل سکے (2) زیورات کے لیے موتی سیپیاں وغیرہ میسر آتے رہیں (3) تم دور دراز کے ممالک تک مالِ تجارت لے جا سکو اور اس سے اللہ کا فضل تلاش کر سکو

2- تاکہ جس زمین پر تم آباد ہو وہ اپنی جگہ قائم رہے اور تمہیں اس پر زندگی گزارنے میں دشواریاں اور خطرات نہ پیش آئیں

اور اس نے بنائے دریا اور راستے[3]
تاکہ تم اپنی راہ جان سکو

16- وَعَلٰمٰتٍ ؕ وَبِالنَّجْمِ هُمْ يَهْتَدُوْنَ ﴿۱۶﴾

16- اور اس نے نشانات بنا دیئے ہیں[4]
اور ستاروں کے ذریعے
لوگ اپنی راہ معلوم کر لیتے ہیں

17- اَفَمَنْ يَّخْلُقُ كَمَنْ لَّا يَخْلُقُ ؕ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۱۷﴾

17- تو کیا پھر وہ جو پیدا کرتا ہے
اس جیسا ہی ہے جو کچھ بھی پیدا نہیں کرتا؟[5]
کیا تم لوگ پھر بھی نصیحت حاصل نہیں کرتے؟

18- وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۸﴾

18- اور اگر تم اللہ کی نعمتوں کو گننا چاہو
تو تم ان کو گن ہی نہیں سکتے
اللہ تو
واقعی معاف کر دینے والا بڑا مہربان ہے

19- وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُسِرُّوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ ﴿۱۹﴾

19- اور اللہ جانتا ہے
جو کچھ تم چھپاتے ہو اور جو کچھ تم ظاہر کرتے ہو

20- وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَخْلُقُوْنَ شَيْـًٔا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ ؕ ﴿۲۰﴾

20- اور جن ہستیوں کو لوگ پکارتے ہیں[6]
سوائے اللہ کے
وہ ہرگز نہیں پیدا کرتے کوئی بھی چیز
بلکہ وہ تو خود مخلوق ہیں

3- ہم نے تمہاری آسانی کے لیے خشکی پر بھی راستے بنائے ہوئے ہیں اور دریا یعنی آبی راستے بھی

4- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم نے زمین پر نشانات قائم کر دیئے ہوئے ہیں جن کی مدد سے لوگ سمت اور مقام کا اندازہ کر لیتے ہیں

5- تو کیا تم اس کے باوجود شرک سے باز نہیں آتے اور اللہ کی پیدا کردہ چیزوں کو اس کا شریک ٹھہراتے ہو؟

6- آیت نمبر 17 میں جو سوال پوچھا گیا تھا اسی کے حوالے سے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جن کو تم ہمارے شریک ٹھہراتے ہو وہ نہ صرف کچھ پیدا نہیں کر سکتے بلکہ وہ تو ہمارے پیدا کیے ہوئے ہیں تو مخلوق خالق کے اوصاف و اختیارات کی کیسے مالک ہو سکتی ہے؟

ع ۲ ۱۲ ۸

21- اَمْوَاتٌ غَيْرُ اَحْيَآءٍ ۚ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ۙ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ ﴿۲۱﴾

21- وہ مردہ ہیں نہ کہ زندہ[7]
اور وہ کچھ بھی نہیں جانتے کہ ان کو کب اٹھایا جائے گا

3

22- اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ قُلُوْبُهُمْ مُّنْكِرَةٌ وَّهُمْ مُّسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۲۲﴾

22- تمہارا معبود تو وہ ہے جو ایک ہی ہے[1]
مگر وہ لوگ جو یومِ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے
ان کے دل منکر ہیں
اور وہ متکبر ہیں[2]

23- لَا جَرَمَ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ۭ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْتَكْبِرِيْنَ ﴿۲۳﴾

23- اس میں کوئی بھی شک نہیں کہ
اللہ تو وہ سب کچھ جانتا ہے
جو وہ چھپاتے ہیں
اور جو وہ ظاہر کرتے ہیں
وہ تو ہرگز محبوب نہیں رکھتا
تکبر کرنے والوں کو

24- وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ مَّاذَآ اَنْزَلَ رَبُّكُمْ ۙ قَالُوْٓا اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۲۴﴾ ۙ

24- اور جب ان سے پوچھا جاتا ہے
"تمہارے رب نے کیا نازل کیا ہے؟"
تو وہ کہتے ہیں "قصے کہانیاں ہیں پرانے زمانوں والوں کی"[3]

7- مُردہ ہیں یعنی مُردوں کی مانند لاچار ہیں اس خالقِ کائنات کے محتاج ہیں جس نے انہیں پیدا کیا ہوا ہے جو انہیں زندہ رہنے کی ضروریات فراہم کرتا ہے ان میں سے جو مر چکے ہیں انہیں تو یہ بھی علم نہیں کہ خالق و مالک کے حضور پیش کرنے کے لیے انہیں قبروں سے اٹھایا کب جائے گا تو پھر ایسی وہ چیزیں جنہیں تم اللہ کے ساتھ شریک ٹھہراتے ہو دنیا میں تمہاری حاجت روا کیسے ہو سکتی ہیں؟ روزِ حساب تمہاری سفارشی کیسے ہو سکتی ہیں؟

1- وہ جو اکیلا ہی ہے

2- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جو لوگ قرآن پر ایمان نہیں لاتے اور روزِ قیامت اعمال کے حساب سے انکاری ہیں وہ غرور اور تکبر میں پھنسے ہوئے ہیں کُفر نے ان کے دلوں پر قبضہ کر لیا ہوا ہے

3- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جب کوئی ایسے منکروں سے پوچھتا ہے کہ اس قرآن میں کیا ہے جو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا ہے تو وہ کہتے ہیں کہ اس میں تو پرانے زمانے کے لوگوں کے قصے کہانیاں ہیں۔ قریش مکہ کے مشرک سردار باہر سے آنے والوں کے پوچھنے پر ایسے ہی جواب دیا کرتے تھے

25- لِيَحْمِلُوْٓا اَوْزَارَهُمْ كَامِلَةً يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ ۙ وَمِنْ اَوْزَارِ الَّذِيْنَ يُضِلُّوْنَهُمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۭ اَلَا سَاۗءَ مَا يَزِرُوْنَ ۝۲۵ ع

25- وہ لوگ ضرور اٹھائیں گے[4]
اپنا سارا بوجھ
قیامت کے دن
اور کچھ ان لوگوں کے بوجھ میں سے بھی
جن کو وہ اپنی جہالت کی وجہ سے گمراہ کرتے ہیں
دیکھو! کیا ہی بُرا ہے وہ بوجھ
جو وہ لوگ اٹھا رہے ہیں

4

26- قَدْ مَكَرَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَاَتَى اللّٰهُ بُنْيَانَهُمْ مِّنَ الْقَوَاعِدِ فَخَرَّ عَلَيْهِمُ السَّقْفُ مِنْ فَوْقِهِمْ وَاَتٰىهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُوْنَ ۝۲۶

26- ان لوگوں نے بھی دھوکے بازیاں کی تھیں
جو ان سے پہلے ہو گزرے ہیں[1]
تو اللہ نے ان کی عمارت کو
بنیادوں سے آن لیا تھا[2]
اور اس کی چھت دھڑم سے ان پر آن پڑی تھی
ان کے اوپر سے
اور آن پکڑا تھا ان کو عذاب نے
اس طرف سے
جدھر سے عذاب کا انہیں گمان تک نہ تھا

4- ایک تو وہ خود قرآن پر ایمان نہیں لاتے دوسرے اگر کوئی بے خبر ان سے پوچھ لے کہ وہ کیا ہے جو نازل کیا گیا ہے تو وہ کہتے ہیں کہ وہ تو قصے کہانیاں ہیں پرانے زمانوں کے لوگوں کی اس طرح وہ ان کو بھی دین حق سے روک رہے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ روزِ قیامت ایسوں کو اپنے سارے گناہوں کے سارے بوجھ کے ساتھ ساتھ ان لوگوں کے گناہوں کے بوجھ میں سے بھی کچھ اٹھانا پڑے گا جنہیں وہ اپنی جہالت سے قرآن اور اسلام سے روک رہے ہیں

1- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ دینِ حق کے خلاف منصوبے بنانا بھی کوئی نئی بات نہیں جو لوگ اللہ کے رسول ﷺ اور قرآنی احکامات کے خلاف منصوبے بنا رہے ہیں اور دغابازی کر رہے ہیں یہ بھی اپنے پہلے والوں کی مانند اپنی ہی تباہی کی راہ پر چل رہے ہیں

2- ان کی بنائی دھوکے فریب کی عمارت کو

27- ثُمَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُخْزِيْهِمْ وَيَقُوْلُ اَيْنَ شُرَكَآءِيَ الَّذِيْنَ كُنْتُمْ تُشَآقُّوْنَ فِيْهِمْ ؕ قَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ اِنَّ الْخِزْيَ الْيَوْمَ وَالسُّوْٓءَ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۙ﴿۲۷﴾

27- پھر قیامت کے دن
اللہ ان کو رسوا کرے گا
اور پوچھے گا "کہاں ہیں وہ میرے شریک
وہ جن کے معاملے میں تم جھگڑا کیا کرتے تھے؟"
وہ لوگ جنہیں علم دیا گیا تھا[3]
کہیں گے "آج تو کفار کو
شرم اور رسوائی نے ڈھانپ لیا ہے"[4]

28- الَّذِيْنَ تَتَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِيْٓ اَنْفُسِهِمْ ۠ فَاَلْقَوُا السَّلَمَ مَا كُنَّا نَعْمَلُ مِنْ سُوْٓءٍ ؕ بَلٰٓى اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۲۸﴾

28- اپنی جانوں پر ظلم کرنے والوں کو
جب فرشتے جان نکالنے کے لیے قابو کرتے ہیں
تو وہ فوراً سر تسلیم خم کر دیتے ہیں
"ہم تو کوئی برا کام نہیں کیا کرتے تھے"
"کیوں نہیں؟[5]
اللہ تو اچھی طرح جانتا ہے
جو کچھ بھی تم کیا کرتے تھے

29- فَادْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ فَلَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ ﴿۲۹﴾

29- سو تم دوزخ کے دروازوں میں داخل ہو جاؤ
تم ہمیشہ ہی اس میں رہو گے"
سو بہت ہی برا ٹھکانہ ہے
تکبر کرنے والوں کے لیے

3- وہ لوگ جنہوں نے علم کو راہِ راست پہچاننے اور اس پر قائم ہو جانے کے لیے استعمال کیا تھا
4- یہ رسوائی ان کے لیے ہے جو کافر ہی مر جاتے ہیں
5- کیوں نہیں؟ یعنی تم یہ کیسے کہہ سکتے ہو؟ تم جو کچھ بھی کرتے رہے ہو اللہ تعالیٰ اس سے اچھی طرح آگاہ ہیں یہ گرفت تمہارے اپنے اعمال کا ہی نتیجہ ہے تم اس سے چھٹکارہ نہیں پا سکتے

30- وَقِيْلَ لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا مَاذَآ اَنْزَلَ رَبُّكُمْ ؕ قَالُوْا خَيْرًا ؕ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ ؕ وَلَدَارُ الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ ؕ وَلَنِعْمَ دَارُ الْمُتَّقِيْنَ ۙ﴿۳۰﴾

30- اور جب متقیوں سے پوچھا جاتا ہے
"کیا ہے وہ جو تمہارے رب نے نازل کیا ہے؟"
وہ کہتے ہیں "خیر"[6]
ایسے لوگوں کے لیے[7]
جو اچھائی کرتے ہیں
اس دنیا میں بھلائی ہے
جبکہ آخرت والا گھر تو بہت ہی بہتر ہے
اور کیا ہی اچھا ہے متقیوں کا وہ گھر

31- جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ لَهُمْ فِيْهَا مَا يَشَآءُوْنَ ؕ كَذٰلِكَ يَجْزِي اللّٰهُ الْمُتَّقِيْنَ ۙ﴿۳۱﴾

31- باغات ہیں سدا بہار
جن میں وہ داخل ہوں گے
ان میں نہریں بہتی ہونگی
وہاں پر ان کے لیے ہے
جس بھی کسی چیز کی وہ خواہش کریں
اللہ متقیوں کو اسی طرح سے جزا دیتا ہے

32- الَّذِيْنَ تَتَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ طَيِّبِيْنَ ۙ يَقُوْلُوْنَ سَلٰمٌ عَلَيْكُمُ ۙ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۳۲﴾

32- جن کی فرشتے
ان کی پاکیزہ حالت میں جانیں قبض کرتے ہیں
وہ ان سے کہتے ہیں "سلامتی ہو تم پر[8]
جاؤ جنت میں داخل ہو جاؤ
اس کے بدلے میں جو کچھ تم کیا کرتے تھے"

6- وہ کہتے ہیں کہ قرآن میں جو کچھ بھی ہے اچھائی اور رحمت ہے
7- یہ ہے وہ ثواب جو ایسوں کو ملے گا ان کو جو قرآن پر ایمان لا کر اس کے احکام پر عمل کرنے والے ہوں گے
8- فرشتے کہتے ہیں

33- هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ تَاْتِيَهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَوْ يَاْتِيَ اَمْرُ رَبِّكَ ؕ كَذٰلِكَ فَعَلَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ وَمَا ظَلَمَهُمُ اللّٰهُ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿۳۳﴾

33- وہ لوگ کس چیز کے منتظر ہیں[9]
اسی کے کہ
ان کے پاس فرشتے آجائیں
یا تیرے رب کا حکم آجائے؟
ان لوگوں نے بھی ایسے ہی کیا تھا
جو ان سے پہلے ہوتے تھے
اور ان پر اللہ نے ظلم نہیں کیا تھا
بلکہ اپنی جانوں پر
انہوں نے آپ ہی ظلم کیا تھا[10]

34- فَاَصَابَهُمْ سَيِّاٰتُ مَا عَمِلُوْا وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۳۴﴾ ع ۴ ۹ ۱۰

34- پس آن پڑی تھیں ان پر وہ برائیاں
جو انہوں نے خود کی ہوئی تھیں
اور ان کو قابو کر لیا تھا
اسی چیز نے
جس کا وہ مذاق اڑایا کرتے تھے[11]

5

35- وَقَالَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا لَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا عَبَدْنَا مِنْ دُوْنِهٖ مِنْ شَيْءٍ نَّحْنُ وَلَآ اٰبَآؤُنَا وَلَا حَرَّمْنَا مِنْ دُوْنِهٖ مِنْ شَيْءٍ ؕ كَذٰلِكَ فَعَلَ الَّذِيْنَ مِنْ

35- اور مشرک لوگ کہتے ہیں[1]
"اگر اللہ چاہتا ہوتا
تو ہم نہ عبادت کرتے

9- یعنی کافر لوگ موت کے فرشتے کی پکڑ اور اللہ کے عذاب کی گرفت سے پہلے ایمان لانے والے نہیں
10- ایسے لوگوں پر اللہ تعالیٰ نے جو بھی عذاب نازل فرمایا تھا وہ ان کے اپنے ہی اعمال کا نتیجہ تھا
11- وہ کس چیز کا مذاق اڑایا کرتے تھے؟ اللہ کی گرفت کا
1- مشرک کہتے ہیں کہ اگر ایسا کرنا گناہ ہوتا جس سے قرآن کے ذریعے ہمیں روکا جا رہا ہے تو اللہ اپنی قوت کے ذریعے ہمیں ایسا کرنے ہی نہ دیتا اس نے تو نہ ہمارے باپ دادا کو اس سے روکا تھا اور نہ ہمیں اپنی طاقت سے روک رہا ہے جس کا مطلب ہے کہ ہم جو کچھ کر رہے ہیں ایسا کرنا کوئی جرم نہیں

قَبْلِهِمْ ۚ فَهَلْ عَلَى الرُّسُلِ إِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ﴿۳۵﴾

اس کے سوا
کسی بھی اور چیز کی
نہ ہم اور نہ ہی ہمارے باپ دادا
اور ہم نہ حرام ٹھہراتے
اس کے حکم بغیر
کسی بھی چیز کو"
ان لوگوں نے بھی ایسے ہی کیا تھا[2]
جو ان سے پہلے ہوتے تھے
تو کیا ہے رسولوں کی ذمہ داری
اس کے سوا کہ
وہ پیغام کھول کر پہنچا دیں؟[3]

36- وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ أُمَّةٍ رَّسُوْلًا أَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ هَدَى اللّٰهُ وَمِنْهُمْ مَّنْ حَقَّتْ عَلَيْهِ الضَّلٰلَةُ ۚ فَسِيْرُوْا فِي الْأَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۳۶﴾

36- اور ہم نے ہر امت میں ایک رسول بھیجا تھا کہ[4]
"عبادت کرو اللہ کی
اور بچتے رہو طاغوت سے"
اور ان میں بعض وہ تھے جنہیں[5]
اللہ نے ہدایت دے دی تھی
اور ان میں سے کچھ ایسے تھے[6]

2- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ اہلِ شرک کوئی نئی بہانہ بازی نہیں کر رہے، ان سے پہلے والے مشرک بھی ایسے ہی کیا کرتے تھے
3- ہمارے رسولوں کی ذمہ داری اتنی ہی ہوتی ہے کہ وہ ہمارے احکام کھول کر بتا دیں کسی کو طاقت سے روکنا ان کے ذمے نہیں ہوتا
4- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم تو پہلے بھی ہر امت کی طرف رسول بھیجتے رہے ہیں جو انہیں اللہ کے علاوہ کسی اور کی عبادت سے روکتے ہوتے تھے ان مشرکوں کے اس بہانے کی کوئی بنیاد نہیں کہ یہ جو کچھ کر رہے ہیں اسے ہم جرم نہیں سمجھتے
5- بعض نے دعوت قبول کر لی اور بعض ان کی مانند گمراہی پر ہی جمے رہے تھے
6- ہم نے انہیں سخت سزا دی تھی اس کے آثار موجود ہیں جو کوئی چاہے دیکھ سکتا ہے کہ ہم جھٹلانے والوں کو کیسے سزا دیا کرتے ہیں ان کے انجام کے آثار زبان حال سے مشرکوں کے ان بہانوں کی تردید کر رہے ہیں

جن پر گمراہی مسلط ہو گئی تھی
تو جاؤ زمین میں گھومو پھرو
اور دیکھو کہ کیسا ہوا تھا انجام
ان جھٹلانے والوں کا

37- اِنْ تَحْرِصْ عَلٰى هُدٰىهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ يُّضِلُّ وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ﴿۳۷﴾

37- اگر تو بے تاب بھی ہو[7]
ان لوگوں کو راہِ ہدایت پر لانے کے لیے
تو اللہ تو ہرگز نہیں ہدایت دیا کرتا اس شخص کو
جسے وہ گمراہی میں بھٹکتا چھوڑ دیتا ہے
اور نہیں ہے ایسوں کے لیے کوئی بھی مدد کرنے والا

38- وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ ۙ لَا يَبْعَثُ اللّٰهُ مَنْ يَّمُوْتُ ؕ بَلٰى وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۳۸﴾

38- اور وہ اللہ کے نام کی قسمیں اٹھاتے ہیں[8]
اپنی مضبوط ترین قسمیں کہ
"جو مر گیا اللہ ہرگز اسے پھر سے نہیں اٹھائے گا"
کیوں نہیں؟
یہ تو اس کے ذمے پکا وعدہ ہے[9]
مگر اکثر لوگ جانتے نہیں ہیں

39- لِيُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِيْ يَخْتَلِفُوْنَ فِيْهِ وَلِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰذِبِيْنَ ﴿۳۹﴾

39- اس لیے تا کہ اللہ واضح کر دے ان پر[10]
وہ چیز

7- اللہ تعالیٰ اپنے نبی ﷺ سے فرماتے ہیں کہ اگر تیری شدید خواہش ہے کہ یہ مشرک دعوتِ توحید قبول کر لیں تو ایسا نہیں ہو سکتا۔ کیوں نہیں ہو سکتا؟ کیونکہ ان پر طاغوت کا غلبہ ہے اور اللہ ایسوں کو گمراہی میں بھٹکتا چھوڑ دیتا ہے اور اس حالت کو پہنچ جانے والوں کو ان کے انجام سے کوئی نہیں بچا سکتا کوئی بھی طاغوت ان کو ہماری پکڑ سے بچا نہیں سکے گا

8- یعنی یہ مشرک کہتے ہیں کہ جو کوئی مر جاتا ہے وہ تو مٹی میں مٹی ہو جاتا ہے کیسے اسے زندہ کر کے اس سے اس کے دنیاوی اعمال کا حساب لیا جا سکتا ہے؟ وہ اپنے پیروکاروں کے سامنے اپنے اس باطل عقیدہ کے حوالے سے اللہ کی قسمیں اٹھا کر کہتے ہیں کہ وہ سچ کہہ رہے ہیں

9- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ کیوں نہیں ایسا ہو گا؟ یعنی ایسا ہو کر رہے گا یہ وعدہ تو ہم کر رہے ہیں ہم اپنا یہ وعدہ ضرور پورا کریں گے

10- یعنی اس روز ان کا جھوٹ ان کے سامنے آن کھڑا ہو گا اور ان کے لیے اور ان کے پیروکاروں کے لیے عذاب بن جائے گا

جس کے بارے میں وہ اختلاف کرتے ہیں
اور اس لیے کہ کافروں کو معلوم ہو جائے
کہ وہ جھوٹے ہوتے تھے

40- اِنَّمَا قَوْلُنَا لِشَیْءٍ اِذَآ اَرَدْنٰهُ اَنْ نَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿۴۰﴾

40- ہم تو[11]
جب کسی چیز کے کرنے کا ارادہ کرلیں
تو اسے صرف اتنا ہی کہتے ہیں "ہو جا"
اور وہ ہو جاتی ہے

6

41- وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا فِي اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا لَنُبَوِّئَنَّهُمْ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً ؕ وَلَاَجْرُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿۴۱﴾

41- اور وہ لوگ جو اللہ کے لیے ہجرت کریں[1]
اس کے بعد کہ ان پر ظلم کیا گیا
ہم ضرور انہیں
اس دنیا میں بہت اچھا ٹھکانا دیں گے
اور آخرت کا اجر تو بہت بڑا ہے
کاش وہ جان لیتے[2]

11- یعنی ہم جب کسی چیز کے ہو جانے کا ارادہ کرلیں تو ہم صرف "ہو جا" کہتے ہیں اور وہ ہو جاتی ہے مُردوں کو زندہ کر دینے کے لیے بھی ہمیں یہ حکم ہی دینا ہے ان منکروں کے ایسا کہنے کی اصل وجہ یہ ہے کہ یہ ہماری قوت اور قدرتِ کاملہ پر یقین نہیں رکھتے

1- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جن اہلِ ایمان پر ان کے دین کی وجہ سے ظلم کیا جائے اور وہ ہمارے لیے دنیاوی مفادات اور تعلقات سے دستبردار ہو جاتے ہیں ہم انہیں اس دنیا میں اچھا ٹھکانا دے دیتے ہیں اور آخرت میں انہیں اس کا بہت اچھا انعام دیں گے اللہ کی خاطر ہجرت کرنے والوں میں مکہ سے حبشہ اور مدینہ کی طرف ہجرت کرنے والے بھی شامل تھے اور عرب کے دیگر علاقوں سے مدینہ آجانے والے مسلمان بھی جو رسول ﷺ کے مدینہ تشریف لانے کے بعد ہجرت کر کے مدینہ آتے رہے تھے

2- کون جان لیتے؟ اس سے ہجرت کرنے والے بھی مراد لیے جاتے ہیں اس صورت میں مطلب یہ ہوگا کہ انہیں تو اس کا اندازہ ہی نہیں کہ انہیں اس دنیا میں اور آخرت میں اس ہجرت کا اللہ تعالیٰ کیا صلہ دیں گے لیکن بعض اس سے مراد ایسے مسلمان لیتے ہیں جو کسی وجہ سے ہجرت نہیں کر سکتے تھے تب مطلب یہ ہوگا کہ انہیں ایسے ظلم سے نجات کے لیے ہجرت کر کے اللہ کے رسول ﷺ کے پاس پہنچ جانا چاہیے اللہ تعالیٰ انہیں اچھا ٹھکانا دیں گے اور آخرت میں بہت بڑا انعام عطاء فرمائیں گے

42- الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ﴿٤٢﴾

42- وہ لوگ جنہوں نے صبر کیا[3]
اور اپنے رب پر بھروسہ رکھتے ہیں

43- وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ فَسْـَٔلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿٤٣﴾

43- اور نہیں بھیجے تھے ہم نے تجھ سے پہلے[4]
مگر آدمی ہی
ہم ان کی طرف وحی بھیجتے تھے
تو پوچھ لو اہلِ ذکر سے[5]
اگر تم لوگ جانتے نہیں ہو

44- بِالْبَيِّنٰتِ وَالزُّبُرِ ۭ وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ﴿٤٤﴾

النصف

44- ہم نے انہیں واضح دلائل
اور کتابوں کے ساتھ بھیجا تھا[6]
اور ہم نے نازل کیا ہے تجھ پر ذکر[7]
تاکہ تو لوگوں کو کھول کر بتا دے
وہ سب جو ان کے لیے بھیجا گیا ہے
اور اس لیے کہ
وہ لوگ غور و فکر کریں

3- یعنی وہ ظلم کا اور ہجرت کے سفر کی تکالیف کا صبر و استقامت سے مقابلہ کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی مدد سے ناامید نہیں ہوتے اسی پر بھروسہ رکھتے ہیں

4- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہمارے رسول ہمیشہ انسان ہی ہوتے ہیں فرشتے نہیں ہوا کرتے اور ہم ان کی طرف وحی بھیجا کرتے ہیں جیسا کہ اب ہم محمد ﷺ کی طرف وحی بھیجتے ہیں

5- یعنی اگر مشرکین کو اس بارے میں کچھ معلوم نہیں تو وہ اہلِ ذکر سے پوچھ لیں وہ انہیں بتا دیں گے کہ اللہ کا یہی طریقہ ہے اہلِ ذکر سے مراد اہلِ کتاب کے علماء بھی ہیں اور وہ لوگ بھی جو کتبِ آسمانی کی تعلیمات سے آگاہ ہوں

6- ہم اپنے رسولوں کو روشن دلائل اور کتابیں دے کر بھیجا کرتے ہیں

7- اللہ تعالیٰ مخاطب تو اپنے نبی ﷺ سے ہیں مگر بتا سب لوگوں کو رہے ہیں کہ ہم نے جو ذکر یعنی قرآن نازل کیا ہے اور ہمارے رسول جس کے ذریعے لوگوں کو سب کچھ کھول کر بتا رہے ہیں وہ اس لیے ہے کہ لوگ غور و فکر کریں اور اللہ ہی کی عبادت کریں

45- اَفَاَمِنَ الَّذِيْنَ السَّيِّاٰتِ اَنْ يَّخْسِفَ اللّٰهُ بِهِمُ الْاَرْضَ اَوْ يَاْتِيَهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۴۵﴾

45- تو کیا پھر وہ لوگ [8]
وہ جو برائی کے منصوبے بناتے ہیں
اس سے بے خوف ہو گئے ہیں کہ
اللہ ان کو زمین میں دھنسا دے
یا آن پکڑے ان کو عذاب
ادھر سے
جدھر سے انہیں اس کا گمان تک نہ ہو؟

46- اَوْ يَاْخُذَهُمْ فِيْ تَقَلُّبِهِمْ فَمَا هُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ﴿۴۶﴾

46- یا وہ پکڑ لے ان کو
ان کے گھومنے پھرنے کے دوران [9]
اور وہ تو ہرگز
اس کو عاجز کر دینے والے نہیں [10]

47- اَوْ يَاْخُذَهُمْ عَلٰى تَخَوُّفٍ ؕ فَاِنَّ رَبَّكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۴۷﴾

47- یا وہ ان کو
خوف میں مبتلا کر کے آن پکڑے؟ [11]
مگر تیرا رب تو
شفقت کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے [12]

8- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہمارے نبی ﷺ کے سب کچھ کھول کر بتا دینے کے باوجود جو لوگ دینِ حق کے خلاف سازشیں کر رہے ہیں اور تدبیریں سوچ رہے ہیں کیا انہیں اس کا خوف نہیں کہ ہم ان کی گرفت کر سکتے ہیں اور انہیں (1) زندہ زمین میں دھنسا سکتے ہیں (2) ان پر ایسا عذاب نازل کر سکتے ہیں جو ان کے وہم و گمان میں بھی نہ ہو کہ ایسا بھی ہو سکتا ہے

9- یعنی ہم ان کے دیکھتے ہوئے ان کے چلنے پھرنے کے وقت بھی ان کی گرفت کر سکتے ہیں

10- اگر ہم انہیں سزا دینے کا فیصلہ کر لیں تو وہ ہرگز ایسی تدبیروں سے ہماری گرفت سے بچ نہیں سکیں گے وہ ہمارے منصوبے کو ناکام نہیں بنا سکیں گے

11- "تَخَوُّف" کا مطلب ہے زوال یا بربادی کا وہ سفر جس کو زوال پذیر لوگ دیکھ اور محسوس کر رہے ہوتے ہیں مگر ان کے پاس اس سے بچاؤ کی کوئی تدبیر نہیں ہوتی وہ اس زوال کے نتیجے میں اپنی بربادی سے خوف زدہ ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہماری گرفت اور عذاب کا ایک یہ بھی طریقہ ہے اور ہم ان کو اس انداز میں بھی سزا دے سکتے ہیں

12- یعنی اگر یہ باز آ جائیں اور ایمان لے آئیں تو ہماری شفقت اور رحم کے دائرے میں آ جائیں گے

48- اَوَ لَمْ يَرَوْا اِلٰى مَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ يَّتَفَيَّؤُا ظِلٰلُهٗ عَنِ الْيَمِيْنِ وَ الشَّمَآئِلِ سُجَّدًا لِّلّٰهِ وَ هُمْ دٰخِرُوْنَ ﴿۴۸﴾

48- کیا وہ دیکھتے نہیں کہ [13]
اللہ نے جو بھی کوئی چیز پیدا کی ہوئی ہے
اُن کے سائے کیسے جھک جاتے ہیں
دائیں طرف سے اور بائیں طرف سے
اللہ کو سجدہ کرتے ہوئے
اور وہ سب ایسے ہی عاجزی کرتے رہتے ہیں؟

49- وَ لِلّٰهِ يَسْجُدُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْاَرْضِ مِنْ دَآبَّةٍ وَّ الْمَلٰٓئِكَةُ وَ هُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۴۹﴾

49- اور اللہ کو سجدہ کرتے ہیں
جو کوئی بھی آسمانوں میں ہیں
اور جو کوئی بھی زمین میں ہیں
چلنے پھرنے والے جاندار اور فرشتے [14]
اور وہ ہرگز تکبر نہیں کرتے

50- يَخَافُوْنَ رَبَّهُمْ مِّنْ فَوْقِهِمْ وَ يَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ ﴿۵۰﴾ ع ۶

50- وہ اپنے رب سے ڈرتے ہیں [15]
جو ان کے بہت اوپر ہے
اور وہ وہی کام کرتے ہیں
جس کا انہیں حکم دیا جائے

13- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ کیا ان مشرکین کو ہماری پیدا کی گئی مخلوق اور اشیاء کا ہماری عظمت و کبریائی کے سامنے نہایت عاجزی سے تابع فرمان ہونا نظر نہیں آتا عاجزی سے سجدہ کرنے سے مراد ہے طے شدہ ضوابط کی پابندی کرنا یعنی ہم نے انہیں جو ڈیوٹی سونپی ہوئی ہے وہ اس سے سرتابی نہیں کرتے

14- ہر چلنے پھرنے والی مخلوق اور فرشتے بھی اسی طرح ہمارے احکام کے تابع ہیں اور تکبر و غرور کی جرأت نہیں کرتے

15- اللہ تعالیٰ کی عظمت اور بلندی کے حضور سجدہ کرتے ہوئے اس کے ہر حکم پر عمل کرتے ہیں اور وہی کچھ کرتے ہیں جس کا انہیں حکم دیا جاتا ہے

7

51- وَقَالَ اللّٰهُ لَا تَتَّخِذُوْٓا اِلٰهَيْنِ اثْنَيْنِ ۚ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَاِيَّايَ فَارْهَبُوْنِ ﴿۵۱﴾

51- اور اللہ نے کہہ دیا ہے "ہرگز نہ پکڑو دو معبود[1] معبود تو صرف ایک ہی ہے سو تم صرف مجھ سے ہی ڈرو"

52- وَلَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَهُ الدِّيْنُ وَاصِبًا ۭ اَفَغَيْرَ اللّٰهِ تَتَّقُوْنَ ﴿۵۲﴾

52- اور اسی کا ہے جو کچھ بھی ہے آسمانوں میں اور زمین میں اور اسی کی اطاعت دائمی اور لازم ہے[2] تو کیا پھر تم غیر اللہ سے ڈرتے ہو؟[3]

53- وَمَا بِكُمْ مِّنْ نِّعْمَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ ثُمَّ اِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فَاِلَيْهِ تَجْــَٔرُوْنَ ۚ ﴿۵۳﴾

53- اور تمہارے پاس جو بھی کوئی نعمت ہے وہ تو اللہ کی طرف سے ہی ہے اور جب تم پر کوئی مصیبت آتی ہے تو تم اسی کے آگے زاری کرتے ہو

54- ثُمَّ اِذَا كَشَفَ الضُّرَّ عَنْكُمْ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْكُمْ بِرَبِّهِمْ يُشْرِكُوْنَ ﴿۵۴﴾ۙ

54- پھر جب وہ دور کر دیتا ہے تم سے وہ سختی تو تم میں سے ایک گروہ فوراً ہی اپنے رب کے ساتھ شریک بنانا شروع کر دیتا ہے[4]

1- یعنی معبود صرف میں ہوں کسی اور کی نہ پرستش کرو نہ کسی اور سے کچھ مانگو اور نہ کسی اور سے کوئی ایسا خوف رکھو کہ وہ تمہیں کوئی نقصان پہنچا دے گا

2- ہمیشہ اللہ کی اطاعت کرو

3- ایسا ڈر ہمارے حکم کی خلاف ورزی ہے

4- کہنے لگتا ہے کہ میری نجات میں تو فلاں کا بھی ہاتھ ہے

55- لِيَكْفُرُوْا بِمَآ اٰتَيْنٰهُمْ ؕ فَتَمَتَّعُوْا ۫ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ﴿۵۵﴾

55- تاکہ اس کی ناشکری کریں
جو ہم نے ان کو دیا ہے
سو کر لو مزے
عنقریب ہی تم جان جاؤ گے

56- وَيَجْعَلُوْنَ لِمَا لَا يَعْلَمُوْنَ نَصِيْبًا مِّمَّا رَزَقْنٰهُمْ ؕ تَاللّٰهِ لَتُسْـَٔلُنَّ عَمَّا كُنْتُمْ تَفْتَرُوْنَ ﴿۵۶﴾

56- اور وہ لوگ مقرر کر دیتے ہیں[5]
ان چیزوں کے لیے ایک حصہ
جن کے بارے میں وہ کچھ بھی نہیں جانتے
اس رزق میں سے
جو ہم نے نہیں دیا ہو
اللہ کی قسم[6]
تم سے ضرور پوچھا جائے گا
ان جھوٹوں کے بارے میں
جو جھوٹ تم گھڑا کرتے تھے

57- وَيَجْعَلُوْنَ لِلّٰهِ الْبَنٰتِ سُبْحٰنَهٗ ۙ وَلَهُمْ مَّا يَشْتَهُوْنَ ﴿۵۷﴾

57- اور وہ اللہ کے لیے بیٹیاں مقرر کرتے ہیں[7]
سبحان اللہ!

5- دورِ جہالت کے مشرک بعض جانوروں کو اپنے لیے حرام قرار دے دیا کرتے تھے وہ نہ ان پر سواری کرتے تھے اور نہ ہی ایسے جانوروں کا گوشت کھاتے تھے (جس کا حال سورہ الانعام میں بیان کیا گیا ہے) اسی طرح وہ اپنی پیداوار میں سے کچھ حصہ دیوی دیوتاؤں اور بتوں کے لیے مختص کر دیتے تھے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جن کے لیے وہ یہ حصے مقرر کرتے ہیں ان کی اصلیت کے بارے میں وہ جانتے تو کچھ بھی نہیں مگر ان کی حقیقت سے عدم واقفیت کے باوجود جو اشیاء ہم دیتے ہیں ان میں سے وہ اپنے ان باطل معبودوں کا حصہ مقرر کر دیتے ہیں۔ کیوں؟ ان کے غصہ ناراضگی کے خوف سے اور ان سے امیدیں وابستہ کر لینے کی وجہ ہے

6- ان جھوٹے معبودوں اور دیوی دیوتاؤں کے بارے میں تم نے جو ایسے جھوٹ گھڑ رکھے ہیں ان کے بارے میں ضرور باز پرس ہوگی اور سزا ملے گی

7- دورِ جاہلیت کے مشرک عربوں کا عقیدہ تھا کہ فرشتے اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں اپنی بعض دیویوں کو بھی وہ اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں مانتے تھے اور ان کی پوجا کیا کرتے تھے ان کے ایسے عقائد کے حوالے سے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہماری ذات تو ایسی چیزوں کی محتاج نہیں ہم تو خالق و◄◄

اور اپنے لیے مقرر کرتے ہیں
وہ چیز جو انہیں پسند ہے[8]

58- وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِالْاُنْثٰى ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّهُوَ كَظِيْمٌ ﴿۵۸﴾

58- اور جب ان میں سے کسی کو
بیٹی کی خوشخبری دی جاتی ہے[9]
تو اس کا چہرہ سیاہ ہو جاتا ہے
اور وہ فکرمندی سے بھر جاتا ہے

59- يَتَوَارٰى مِنَ الْقَوْمِ مِنْ سُوْٓءِ مَا بُشِّرَ بِهٖ ؕ اَيُمْسِكُهٗ عَلٰى هُوْنٍ اَمْ يَدُسُّهٗ فِى التُّرَابِ ؕ اَلَا سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ﴿۵۹﴾

59- وہ لوگوں سے چھپتا پھرتا ہے[10]
اس سے ناخوشی کی وجہ سے
جس کی اسے خوشخبری دی گئی ہو
کہ کیا وہ اس کو رکھ لے
ذلت و رسوائی کے ساتھ
یا اس کو مٹی میں گاڑ دے؟
دیکھو تو! وہ لوگ کیا ہی بُرا فیصلہ کرتے ہیں[11]

◀◀ مالکِ کائنات ہیں ہمیں اپنی مخلوق کی مانند ایسی ضروریات کی کوئی محتاجی نہیں ہم تو ایسی چیزوں سے بہت ہی بلند و بالا ہیں

8- یعنی ہم خالق و مالک ہیں ہمارے لیے تو ان مشرکوں نے خود ہی بیٹیاں مقرر کر رکھی ہیں لیکن اپنے لیے بیٹوں کی ہی خواہش رکھتے ہیں مشرک خود تو بیٹیوں کو اپنے اور اپنے خاندان کے لیے باعثِ شرمندگی سمجھتے ہیں اور صرف بیٹوں کی ہی خواہش کرتے ہیں اور ہمارے لیے انہوں نے بیٹیاں بنا رکھی ہیں

9- جب انہیں خوشخبری دی جائے کہ ان کے ہاں بیٹی پیدا ہوئی ہے تو ان کے چہرے پر خوشی کی بجائے دکھ کی سیاہی پھیل جاتی ہے اللہ کی اس عطاء پر وہ اتنے دُکھی ہو جاتے ہیں کہ لوگوں سے چھپتے پھرتے ہیں

10- سوچنا شروع کر دیتا ہے کہ اس بیٹی کو زندہ رہنے دے اور عار اور شرمندگی کو برداشت کر لے یا اسے زندہ زمین میں دفن کر دے

11- یعنی وہ جو بھی فیصلہ کرتے ہیں بُرا ہی کرتے ہیں اللہ کی بیٹیاں مقرر کرنا اور اپنے لیے بیٹے پسند کرنا، بیٹی کی پیدائش پر منہ چھپائے پھرنا اور اسے زندہ رکھنے پر شرمسار ہو جانا یا اسے زندہ دفن کر دینے کا فیصلہ ان کا ہر فیصلہ بُرا ہی ہوتا ہے

ع ۱۳

60- لِلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ مَثَلُ السَّوْءِ ۚ وَلِلّٰهِ الْمَثَلُ الْاَعْلٰى ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝۶۰ ع

60- جولوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے
برائیوں کا نمونہ تو وہ ہیں [12]
اور اللہ کے لیے ہیں اعلیٰ ترین صفات [13]
اور وہ بڑا ہی غالب
اور صاحبِ حکمت ہے

8

61- وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِظُلْمِهِمْ مَّا تَرَكَ عَلَيْهَا مِنْ دَاۗبَّةٍ وَّلٰكِنْ يُّؤَخِّرُهُمْ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ۚ فَاِذَا جَاۗءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ۝۶۱

61- اور اگر اللہ لوگوں کو فوراً ہی پکڑ لیتا ہوتا
ان کے ظلم کی وجہ سے
تو وہ نہ چھوڑتا اس زمین پر
کوئی ایک بھی جاندار
اور لیکن وہ ان کو مہلت دیتا ہے
ایک مقررہ وقت تک [1]
پھر جب ان کے لیے مقررہ وقت آجاتا ہے
تو وہ نہیں تاخیر کر سکتے اس میں ایک ساعت کی بھی
اور نہ وہ اس کو پہلے کر سکتے ہیں

62- وَيَجْعَلُوْنَ لِلّٰهِ مَا يَكْرَهُوْنَ وَتَصِفُ اَلْسِنَتُهُمُ الْكَذِبَ اَنَّ لَهُمُ الْحُسْنٰى ۭ لَا جَرَمَ اَنَّ لَهُمُ النَّارَ وَاَنَّهُمْ مُّفْرَطُوْنَ ۝۶۲

62- اور وہ لوگ اللہ کے لیے وہ چیزیں مقرر کرتے ہیں [2]
جن کو وہ خود ناپسند کرتے ہیں
اور ان کی زبانیں جھوٹا دعویٰ کرتی ہیں

12- برائی کا مجسم نمونہ ہیں
13- اعلیٰ ترین صفات جو بھی ہیں وہ اللہ کے لیے ہیں
1- ہماری مہلت ایک وقت مقررہ تک ہوتی ہے جس کے بارے میں ہم ہی جانتے ہیں
2- یعنی بیٹیاں

کہ ان کے لیے تو بھلائی ہی ہے [3]
اس میں کوئی بھی شبہ نہیں
کہ ان کے لیے ہے آگ
اور وہ سب سے پہلے
اس میں بھیجے جائیں گے [4]

63- تَاللّٰهِ لَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰٓى اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ فَهُوَ وَلِيُّهُمُ الْيَوْمَ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۶۳﴾

63- اللہ کی قسم
ہم نے بھیجے تھے رسول
اور قوموں کی طرف بھی
تجھ سے پہلے
مگر ان لوگوں کے لیے
شیطان نے دل پسند بنا دیئے تھے
ان کے کرتوت [5]
اور اِن کافروں کا بھی آج وہی ولی ہے [6]
اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے

64- وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ اِلَّا لِتُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِى اخْتَلَفُوْا فِيْهِ ۙ وَهُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۶۴﴾

64 اور نہیں اتاری ہم نے تجھ پر یہ کتاب
مگر اس لیے کہ تو بتا دے
ان لوگوں کو
اس کی حقیقت

3- یہ دعویٰ کہ وہ بھلائی ہی کما رہے ہیں جو بھی کر رہے ہیں وہی بھلائی ہے
4- ایسے لوگ دوزخیوں کے پیش رو ہوں گے
5- اللہ تعالیٰ اپنے نبی ﷺ سے فرماتے ہیں کہ آپ سے پہلے بھی رسولوں کو ایسے ہی حالات کا سامنا ہوتا تھا اس وقت بھی مشرک یہی سمجھتے ہوتے تھے کہ وہ بھلائی ہی کما رہے ہیں کیونکہ شیطان نے ان کے لیے بھی ان کے کرتوت دلکش اور پسندیدہ بنا دیئے تھے
6- وہ شیطان آج بھی مشرکوں کا سرپرست بنا ہوا ہے اور وہ اسی کے پیچھے چلے جا رہے ہیں

جس میں وہ اختلاف کرتے ہیں[7]

اور یہ کتاب رہنما اور رحمت ہے
ان لوگوں کے لیے جو ایمان لے آئیں[8]

65- وَاللّٰهُ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّسْمَعُوْنَ ﴿۶۵﴾ ع ۸ ۱۲

65- اور اللہ آسمانوں سے پانی برساتا ہے
اور وہ زندہ کر دیتا ہے اس سے زمین کو
اس کے مردہ ہو جانے کے بعد[9]
یقیناً اس میں نشانی ہے
ان لوگوں کے لیے
جو سنتے ہیں[10]

9

66- وَاِنَّ لَكُمْ فِي الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً ؕ نُسْقِيْكُمْ مِّمَّا فِيْ بُطُوْنِهٖ مِنْۢ بَيْنِ فَرْثٍ وَّدَمٍ لَّبَنًا خَالِصًا سَآئِغًا لِّلشّٰرِبِيْنَ ﴿۶۶﴾

66- اور تمہارے لیے تو
چوپایوں میں بھی لازمی سبق ہے
ہم پلاتے ہیں تمہیں
اس چیز میں سے
جو ان کے پیٹ میں ہے
گوبر اور خون کے درمیان میں سے
خالص دودھ[1]

7- تاکہ تو انہیں دین کے معاملے میں حق اور باطل سے آگاہ کر دے
8- یعنی جو قرآن پر ایمان لے آئیں اور اس کی دکھائی راہِ راست پر قائم ہو جائیں
9- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جس طرح ہم آسمان سے پانی برسا کر مردہ زمین کو زندہ کر دیتے ہیں اسی طرح ہماری نازل کردہ یہ کتاب نئی زندگی دینے والی ہے
10- یعنی فلاح کی نئی زندگی کا پیغام ہے مگر ان لوگوں کے لیے جو اسے سنتے ہیں اور اس پر غور کرتے ہیں
1- ہم نے تمہاری خوراک کے لیے چوپایوں میں سے خالص دودھ نکالنے کا جو نظام بنایا ہوا ہے اس پر غور کرو وہ چوپائے جو خوراک کھاتے ہیں اس سے ان کی اپنی زندگی کے لیے خون بنتا ہے اور گوبر بھی اور ان دونوں کے درمیان سے ہم تمہارے لیے خالص دودھ نکالتے ہیں جس میں نہ گوبر کی کوئی بدبو ہے نہ خون کی کوئی ملاوٹ وہ خالص دودھ تمہارے لیے خوشگوار ہے

جو پینے والوں کے لیے خوشگوار ہے

67- وَمِنْ ثَمَرٰتِ النَّخِيْلِ وَالْاَعْنَابِ تَتَّخِذُوْنَ مِنْهُ سَكَرًا وَّرِزْقًا حَسَنًا ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ۝۶۷

67- اور کھجور اور انگور کے پھلوں سے[2]
تم حاصل کرتے ہو
سکر اور رزقِ احسن[3]
اس میں تو واقعی پیغام ہے
ان لوگوں کے لیے
جو عقل سے کام لیتے ہیں[4]

68- وَاَوْحٰى رَبُّكَ اِلَى النَّحْلِ اَنِ اتَّخِذِيْ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا وَّمِنَ الشَّجَرِ وَمِمَّا يَعْرِشُوْنَ ۝۶۸

68- اور تیرے رب نے الہام کر دیا[5]
شہد کی مکھی کو
کہ تو بنا اپنے لیے گھر
پہاڑوں میں
اور درختوں میں
اور ان اُونچی چھتریوں میں
جو لوگ بنائیں[6]

2- کھجور اور انگور کے پھلوں سے بھی ہم تمہیں پینے کی چیزیں دے رہے ہیں

3- سکر یعنی پینے کی نشہ آور چیز تم اس سے وہ چیز بھی بنا سکتے ہو اور احسن رزق بھی حاصل کر لیتے ہو

4- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہمارے اس نظم و اہتمام میں ایک پیغام ہے۔ کیا ہے وہ پیغام؟ یہ کہ اس نظم کا بنانے اور چلانے والا کوئی ہے مگر یہ پیغام اہلِ عقل کے لیے ہے ان کے لیے جو اس سب کے بارے میں غور و فکر کریں

5- "اَوْحٰی" کا مفہوم ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی پیغام کسی تک پہنچا دینا یا اس کے دل و دماغ میں ڈال دینا کہ تم نے ایسے کرنا ہے اور ایسے ہی کرنا ہے شہد کی مکھی کے لیے "اَوْحٰی" کا مطلب یہ ہے کہ ہم نے انہیں پڑھا اور سکھا دیا ہوا ہے اور وہ جو کچھ کرتی ہیں ہمارے اس حکم کی پابندی کی وجہ سے کرتی ہیں

6- یعنی تو اپنے گھر یا چھتے پہاڑوں میں درختوں میں اور انسانوں کی بنائی ہوئی ٹٹیوں یا اونچی چھتریوں میں بنا لیا کرنا

69- ثُمَّ كُلِيْ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ فَاسْلُكِيْ سُبُلَ رَبِّكِ ذُلُلًا ؕ يَخْرُجُ مِنْۢ بُطُوْنِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ فِيْهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿۶۹﴾

69- پھر تو کھا ہر قسم کے پھلوں سے
اور اپنے رب کی مسخر کردہ راہوں پر چل[7]
ان مکھیوں کے پیٹوں سے نکلتا ہے
شربت
گونا گوں رنگوں میں
جس میں لوگوں کے لیے شفاء ہے
بلاشبہ اس میں
واقعی پیغام ہے
ان لوگوں کے لیے
جو غور و فکر کرتے ہیں

70- وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ ثُمَّ يَتَوَفّٰىكُمْ ؕ وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرَدُّ اِلٰٓى اَرْذَلِ الْعُمُرِ لِكَيْ لَا يَعْلَمَ بَعْدَ عِلْمٍ شَيْـًٔا ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ ﴿۷۰﴾ ع ۵ ۱۵

70- اور اللہ نے تمہیں پیدا کیا
پھر وہ تمہیں موت دیتا ہے
اور تم میں کوئی ایسا بھی ہوتا ہے
جسے لوٹا دیا جاتا ہے
ناکارہ عمر کی طرف[8]
تاکہ وہ نہ جانے کچھ بھی
سب کچھ جاننے کے بعد[9]

7- تیرے لیے تیرے رب نے جو زندگی کی راہیں مقرر کردی ہیں انہی پر فرمانبرداری سے چلتی رہ یعنی وہ ہماری متعین کردہ راہوں پر چل رہی ہے

8- ناکارہ عمر یعنی ایسا بڑھاپا جس میں انسان بچوں کی مانند محتاج ہوتا ہے۔ لوٹا دیا جاتا ہے کا اشارہ اسی طرف ہے۔ جب اس کی زندگی محتاجی کی زندگی ہوجاتی ہے

9- اس عمر میں اس کا علم و ہنر کچھ بھی اس کے کام نہیں آتا اس نے جو کچھ بھی سیکھا ہوتا ہے جس کی وجہ سے وہ فخر اور غرور کرتا ہے وہ سب اس کی گزر گئی زندگی کے ساتھ جا چکا ہوتا ہے

اللہ ہی تو ہے
جو صاحبِ علم و قدرت ہے

10

71- وَاللّٰهُ فَضَّلَ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ فِي الرِّزْقِ ۚ فَمَا الَّذِيْنَ فُضِّلُوْا بِرَآدِّيْ رِزْقِهِمْ عَلٰى مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَهُمْ فِيْهِ سَوَآءٌ ۭ اَفَبِنِعْمَةِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ ﴿۷۱﴾

71- اور اللہ نے
تم میں سے بعض کو
بعض دوسروں پر
رزق میں فضیلت دی ہوئی ہے
مگر وہ لوگ جن کو فضیلت دی گئی ہو
نہیں پھیر دیتے اپنے رزق کو ان کی طرف
جن کے مالک ہیں ان کے داہنے ہاتھ
تاکہ وہ اس میں برابر برابر ہو جائیں[1]
تو کیا پھر وہ لوگ اللہ کی نعمت کا
انکار کرتے ہیں؟

72- وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا وَّجَعَلَ

72- اور اللہ نے بنائے تمہارے لیے

1- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ کائنات کے خالق و مالک تو ہم ہیں ہر چیز ہم نے پیدا کی ہوئی ہے اس کے باوجود مشرک دوسری چیزوں کو ہمارے ساتھ شریک ٹھہراتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ وہ بھی انہیں کچھ دے سکتے ہیں یا ان کی کوئی تکلیف دور کرنے میں ان کی مدد کر سکتے ہیں ان کا ایسا خیال کرنا ہماری نعمتوں کی ناشکری ہے اس سیاق و سباق کے حوالے سے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جن کو ہم نے رزق اور مال و متاع زیادہ عطاء کیے ہوتے ہیں کیا وہ اپنے زیردستوں اور غلاموں کو اس رزق میں سے اتنا دے دیتے ہیں کہ وہ بھی ان کے برابر آجائیں؟ وہ خود تو ایسا کبھی نہیں کرتے لیکن ہمارے بارے میں ان کا خیال ہے کہ ہم نے جن کو پیدا کیا ہوا ہے اور جن کی زندگی کی ضروریات بھی ہم ہی فراہم کرتے ہیں وہ ہمارے ساتھ شریک ہیں اور وہ بھی انہیں کچھ دے سکتے ہیں کیا ان کے غلام ان کے مال و متاع میں سے کسی کو کچھ دے سکتے ہیں؟ ان کا یہ کہنا تو ہماری دی نعمتوں کا انکار ہے۔ کیوں ہے یہ انکار؟ کر سکتا ہے کوئی باشعور ایسا انکار کہ دیں ہم اور وہ کہیں کہ ہمارے محتاجوں نے انہیں دیا ہے

لَكُمْ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ بَنِيْنَ وَحَفَدَةً وَّرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ ۭ اَفَبِالْبَاطِلِ يُؤْمِنُوْنَ وَبِنِعْمَتِ اللّٰهِ هُمْ يَكْفُرُوْنَ ۝

تم میں سے ہی تمہارے ساتھی[2]
اور پیدا کیے تمہارے لیے
تمہارے ساتھیوں میں سے
بیٹے، بیٹیاں اور ان کے بچے[3]
اور تمہیں پاکیزہ چیزوں کا رزق دیا
تو کیا پھر بھی یہ لوگ باطل پر ایمان رکھتے ہیں[4]
اور اللہ کی نعمتوں کا انکار کرتے ہیں؟

73- وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَهُمْ رِزْقًا مِّنَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ شَيْـــًٔا وَّلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ۝

73- اور وہ لوگ عبادت کرتے ہیں اللہ کے سوا
ان کی
جو نہیں اختیار رکھتے ان کے لیے رزق کا
آسمانوں سے اور زمین سے
کچھ بھی[5]
اور وہ ہرگز اس کی طاقت نہیں رکھتے

2- "اَزْوَاجاً" جمع ہے زوج کی جس کے معنی ہیں ساتھی۔ مرد کی ساتھی عورت اور عورت کا ساتھی مرد

3- "حَفَدَةً" سے مراد ہے بچوں کے بچے حَفَدَةً جمع ہے حَافِدَة سے جس کے مفہوم میں خدمت اور اطاعت میں سرگرمی بھی شامل ہے اپنے اکرام اور نعمتوں کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم تمہارے ساتھیوں میں سے تمہیں بیٹے، بیٹیاں اور آگے ان کے اولاد عطاء کرتے ہیں جو زندگی میں تمہارے لیے فرحت اور آسانیوں کا سبب ہوتے ہیں

4- یہ سب نعمتیں تو انسانوں کو ہم دیتے ہیں لیکن وہ اپنے بنائے باطل معبودوں کو دینے والا مانتے ہیں اور عملاً ہماری نعمتوں کے انکار کے مرتکب ہو رہے ہیں انکار نعمت کا وہ جرم جس کا آیت 71 میں ذکر فرمایا ہے

5- یعنی ان باطل معبودوں کی عبادت کرتے ہیں اور انہیں دینے والا مان رہے ہیں ان کو جو زمین و آسمان میں سے کسی بھی چیز سے انہیں رزق نہیں دے سکتے ان کے پاس نہ ایسا کوئی اختیار ہے اور نہ ان میں سے کسی میں ایسی کوئی استطاعت ہے

74- فَلَا تَضْرِبُوْا لِلّٰهِ الْاَمْثَالَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ وَ اَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۷۴﴾

74- سو ہرگز نہ گھڑو[6]
اللہ کے بارے میں مثالیں
اللہ تو جانتا ہے
اور تم ہرگز نہیں جانتے

75- ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا عَبْدًا مَّمْلُوْكًا لَّا يَقْدِرُ عَلٰى شَيْءٍ وَّ مَنْ رَّزَقْنٰهُ مِنَّا رِزْقًا حَسَنًا فَهُوَ يُنْفِقُ مِنْهُ سِرًّا وَّ جَهْرًا ؕ هَلْ يَسْتَوٗنَ ؕ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۷۵﴾

75- اللہ ایک مثال بیان کرتا ہے[7]
ایک تو ہے غلام جو کسی کی ملکیت ہے
وہ کسی بھی چیز پر کوئی اختیار نہیں رکھتا
اور ایک وہ شخص ہے
جسے ہم نے اپنے پاس سے
اچھا رزق دیا ہے
اور وہ خرچ کرتا ہے اس میں سے
پوشیدہ اور کھلے عام
کیا وہ دونوں برابر ہیں؟
تعریف جو بھی ہے اللہ ہی کے لیے ہے[8]
مگر ان میں سے اکثر جانتے نہیں

6- یعنی اللہ تعالیٰ کے نظم اور عطاء کے بارے میں اپنے پاس سے جھوٹی کہانیاں اور مثالیں نہ گھڑو جیسا کہ مشرک کہتے تھے اور کہتے ہیں کہ جن کی وہ پوجا کرتے ہیں وہ بھی اللہ تعالیٰ کے حضور ویسے ہی ان کی سفارش کر سکتے ہیں جیسے دنیاوی بادشاہوں کے منظورِ نظر سفارش کر کے کچھ دلا سکتے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اللہ کے بارے میں اس قسم کی مثالیں نہ گھڑو مثالیں گھڑنا تمہاری بے علمی کا ثبوت ہے

7- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ایک شخص غلام ہے جو دوسرے کی ملکیت ہے اسے کسی بھی معاملے میں کوئی آزادی اور اختیار حاصل نہیں وہ کسی کو کچھ بھی نہیں دے سکتا دوسرا ایک شخص ایسا ہے جسے ہم نے جو کچھ دیا ہوا ہے وہ جیسے چاہے خرچ کر سکتا ہے یعنی آزاد اور خود مختار ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ کیا وہ مجبور محتاج غلام اس آزاد اور خود مختار شخص کے برابر ہے؟ اگر نہیں تو پھر ہماری محتاج مخلوق میں سے کوئی بااختیار کیسے ہو سکتا ہے؟

8- اللہ تعالیٰ اس مثال سے مشرکوں کے باطل معبودوں کی حقیقت واضح کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ ہمارے علاوہ اور کوئی بھی کسی بھی تعریف کا حق دار نہیں کیونکہ سب کچھ کے مالک بھی ہم ہیں اور ہر کسی کو دیتے بھی ہم ہی ہیں اس سب کچھ کے لیے انسانوں کو ہماری ہی عبادت کرنا چاہیے

76- وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا رَّجُلَيْنِ اَحَدُهُمَآ اَبْكَمُ لَا يَقْدِرُ عَلٰى شَيْءٍ وَّهُوَ كَلٌّ عَلٰى مَوْلٰىهُ ۙ اَيْنَمَا يُوَجِّهْهُّ لَا يَاْتِ بِخَيْرٍ ؕ هَلْ يَسْتَوِيْ هُوَ ۙ وَمَنْ يَّاْمُرُ بِالْعَدْلِ ۙ وَهُوَ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۷۶﴾

76- اور اللہ دو آدمیوں کی مثال بیان کرتا ہے[9]
ایک ان دونوں میں سے ہے گونگا
وہ کچھ بھی کرنے کے قابل نہیں
اور وہ اپنے مالک پر بھاری بوجھ ہے
مالک اس کو جہاں کہیں بھی بھیجتا ہے
وہ کوئی بھی بھلائی نہیں لاتا
کیا ایسا شخص برابر ہے
اس شخص کے جو انصاف کا حکم دیتا ہے
اور وہ راہِ راست پر قائم ہے؟

11

77- وَلِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَمَآ اَمْرُ السَّاعَةِ اِلَّا كَلَمْحِ الْبَصَرِ اَوْ هُوَ اَقْرَبُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۷۷﴾

77- اور اللہ ہی کے لیے ہے غیب[1]
آسمانوں کا اور زمین کا
اور نہیں ہے قیامت کا معاملہ
مگر آنکھ جھپکنے کے مانند ہی
یا وہ اس سے بھی قریب تر ہے[2]
اللہ تو ہر چیز پر قادر ہے

9- ایک فرد ہے گونگا نااہل اور محکوم اور دوسرا ہے عاقل باشعور درست راستہ چن لینے کے قابل اور وہ اس راستے پر چلنے کے لیے آزاد بھی ہے اور اس کی طاقت بھی رکھتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ کیا کوئی اس پہلے فرد کو دوسرے کے برابر سمجھ لے گا؟ نہیں، ہرگز نہیں تو پھر وہ جو مجبور محکوم اور محتاج ہیں اور انہیں اللہ کے شریک ٹھہرایا جاتا ہے وہ کائنات کے خلق و مالک کے مقابلے میں کوئی حیثیت رکھتے ہیں؟

1- یعنی کائنات کی سب چیزوں کا حقیقی علم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کو نہیں قیامت کب آئے گی اس کا علم بھی اللہ ہی کو ہے

2- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جب قیامت آئے گی تو کسی کے وہم و گمان میں بھی نہیں ہوگا کہ قیامت آنے والی ہے اور وہ آنکھ جھپکنے بلکہ اس سے بھی کم وقت میں آجائے گی کیونکہ اللہ جو چاہے جیسے چاہے کر سکتا ہے ہر چیز پر اسی کا کنٹرول ہے اس لیے اہلِ دنیا کو اس سے بے پرواہ نہیں ہو جانا چاہیے اور روزِ قیامت کی تیاری کرنا چاہیے

78- وَاللّٰهُ اَخْرَجَكُمْ مِّنْۢ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ شَيْـًٔا ۙ وَّجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ ۙ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۷۸﴾

78- اور اللہ نے تمہیں
تمہاری ماؤں کے پیٹوں سے نکالا
تب تو تم کچھ بھی نہیں جانتے تھے[3]
اور اس نے بنائے تمہارے لیے
کان اور آنکھیں اور دل[4]
تاکہ تم شکر ادا کرو

79- اَلَمْ يَرَوْا اِلَى الطَّيْرِ مُسَخَّرٰتٍ فِيْ جَوِّ السَّمَآءِ ؕ مَا يُمْسِكُهُنَّ اِلَّا اللّٰهُ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۷۹﴾

79- کیا وہ لوگ پرندوں کو نہیں دیکھتے[5]
آسمان کی فضا میں مسخر کیے ہوئے؟
نہیں سہارتا ان کو کوئی
مگر اللہ ہی
بلاشبہ اس میں نشانیاں ہیں
ان لوگوں کے لیے
جو ایمان لائیں

80- وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْۢ بُيُوْتِكُمْ سَكَنًا وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنْ جُلُوْدِ الْاَنْعَامِ بُيُوْتًا تَسْتَخِفُّوْنَهَا يَوْمَ ظَعْنِكُمْ وَيَوْمَ اِقَامَتِكُمْ ۙ وَمِنْ

80- اور اللہ نے بنائے تمہارے لیے
تمہارے گھر
آرام کی جگہ

3- یعنی اس وقت دنیا کے بارے میں اور اپنے آپ کے بارے میں تم کچھ بھی نہیں جانتے تھے

4- کان سنتے ہیں آنکھیں دیکھتی ہیں اور دل محسوس کرتا ہے عربی محاورے کے مطابق فہم وشعور کا مرکز بھی دل ہی ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ تمہیں پیدا کرنے کے بعد ہم نے تمہیں سننے، دیکھنے اور فہم وشعور کی صلاحیتیں عطاء کیں تاکہ تم ہماری نعمتوں کے بارے میں غور وفکر کر سکو اور ان کی عطاء کے لیے ہمارے شکر گزار بن کر رہو اور جان سکو کہ ہمارے علاوہ کوئی اور تمہیں ایسی نعمتیں نہیں دے سکتا

5- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہماری عطاء کردہ ان صلاحیتوں سے کام لیتے ہوئے وہ کیوں غور وفکر نہیں کرتے؟ کیا وہ دیکھتے نہیں کہ پرندے فضاؤں کی بلندیوں میں اڑتے پھرتے ہیں مگر وہ زمین پر گر نہیں جاتے، کوئی ہے ہمارے علاوہ جو انہیں اس قابل بنا سکتا ہو اور بلندیوں میں پرواز کے دوران ان کو سہارے ہوئے ہو؟

اَصْوَافِهَا وَ اَوْبَارِهَا وَ اَشْعَارِهَآ اَثَاثًا وَّ مَتَاعًا اِلٰى حِيْنٍ ﴿۸۰﴾

اور اس نے بنائے ہیں تمہارے لیے[6]
چوپایوں کی کھالوں سے گھر
جن کو تم ہلکے پاتے ہو
اپنے سفر کے روز اور اپنے قیام کے دن
اور ان کی اُون سے[7]
اور ان کی پشم سے
اور ان کے بالوں سے
ضرورت کا سامان
اور فائدہ دینے والی چیزیں
ایک وقت مقررہ تک[8]

81- وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّمَّا خَلَقَ ظِلٰلًا وَّ جَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الْجِبَالِ اَكْنَانًا وَّ جَعَلَ لَكُمْ سَرَابِيْلَ تَقِيْكُمُ الْحَرَّ وَ سَرَابِيْلَ تَقِيْكُمْ بَاْسَكُمْ ؕ كَذٰلِكَ يُتِمُّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تُسْلِمُوْنَ ﴿۸۱﴾

81- اور اللہ ہی ہے جس نے بنائے تمہارے لیے
اپنی پیدا کی ہوئی چیزوں کے سائے[9]
اور اس نے بنائے تمہارے لیے
پہاڑوں میں غار
اور اس نے تمہارے لیے لباس بنائے
جو تمہیں گرمی سے بچاتے ہیں[10]

6- یعنی چوپایوں کی کھالوں سے تمہیں خیمے بنانے کی سمجھ اور سوجھ بوجھ دی ہوئی ہے

7- اللہ تعالیٰ نے تمہیں چوپایوں میں سے بھیڑوں کی اُون، اُونٹوں کی پشم اور بکریوں کے بالوں سے استعمال کی اشیاء بنانا سکھا دیا ہے جنہیں تم استعمال کرتے ہو اور ان سے فوائد بھی حاصل کرتے ہو

8- یعنی جب تک وہ قابلِ استعمال رہیں

9- سایہ آرام اور سکون دیتا ہے وہ درخت کا ہو، پہاڑ کا ہو یا کسی دیوار کا ہو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم نے جو چیزیں پیدا کی ہوئی ہیں تمہارے آرام اور سکون کے لیے ہم نے ان کے سائے بنا دیئے ہیں

10- موسم کی شدت سے

اور پوشاکیں جو بچاتی ہیں تمہیں
تمہاری لڑائی میں [11]

اس طرح سے
وہ تم پر اپنی نعمتوں کی تکمیل کرتا ہے
تاکہ تم اس کے سامنے سرِ تسلیم خم کردو

82- فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ﴿۸۲﴾

82- سو اگر وہ لوگ منہ پھیر لیں [12]
تو نہیں ہے تیرے ذمے
مگر واضح طور پر پیغام پہنچا دینا ہی

83- يَعْرِفُوْنَ نِعْمَتَ اللّٰهِ ثُمَّ يُنْكِرُوْنَهَا وَاَكْثَرُهُمُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۸۳﴾ ع ۱۱/۷

83- وہ لوگ اللہ کی نعمت کو پہنچانتے ہیں [13]
پھر وہ اس کا انکار کرتے ہیں
اور ان میں سے اکثر تو
حق کو ماننے کو تیار ہی نہیں

12

84- وَيَوْمَ نَبْعَثُ مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ شَهِيْدًا ثُمَّ لَا يُؤْذَنُ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُوْنَ ﴿۸۴﴾

84 اور جس روز ہم کھڑا کردیں گے
ہر امت میں سے ایک گواہ [1]

11-اس سے مراد زرہ وغیرہ ہیں جو لڑائی کے وقت پہنی جاتی تھیں

12-اللہ تعالیٰ اپنے نبی ﷺ سے فرماتے ہیں کہ اس سب کچھ سے باخبر ہوجانے کے باوجود بھی اگر مشرک دعوتِ حق سے منہ پھیر لیں تو اس کے نتائج کے ذمہ دار وہ خود ہی ہیں آپ ﷺ کے ذمے صرف اتنا ہے کہ ہمارا پیغام ان تک کھول کر پہنچا دیں

13-اللہ تعالیٰ اپنے نبی ﷺ سے فرماتے ہیں کہ مشرکین اللہ تعالیٰ کی ان نعمتوں کو پہنچانتے ہیں یعنی وہ ان کی قدر و قیمت اور اہمیت سے واقف ہیں وہ جانتے ہیں کہ ان کی زندگیوں کو ہماری ان نعمتوں نے کتنا خوشگوار بنا رکھا ہے اس کے باوجود وہ اس سے انکار کر رہے ہیں کہ یہ سب نعمتیں ہم نے ہی انہیں دی ہیں اور کوئی دوسرا اس میں شریک نہیں اس طرح وہ عملاً ہمارے خالق ہونے سے انکار کر رہے ہیں

1- کون ہوگا وہ گواہ؟ اس امت کی طرف بھیجا گیا نبی یا وہ شخص جو اس نبی کے بعد ان لوگوں کو توحید کی دعوت دیتا اور ڈراتا رہا تھا

تو نہیں اجازت دی جائے گی[2]

85- وَاِذَا رَاَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوا الْعَذَابَ فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمْ وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ﴿۸۵﴾

کفر کرنے والوں کو بہانے بنانے کی
اور نہ ہی ان سے توبہ کر لینے کو کہا جائے گا[3]

85- اور جب ظالم لوگ عذاب دیکھ لیں گے
تو وہ ان پر سے ہرگز کم نہیں کیا جائے گا[4]
اور نہ ہی انہیں مہلت دی جائے گی

86- وَاِذَا رَاَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا شُرَكَآءَهُمْ قَالُوْا رَبَّنَا هٰٓؤُلَآءِ شُرَكَآؤُنَا الَّذِيْنَ كُنَّا نَدْعُوْا مِنْ دُوْنِكَ ۚ فَاَلْقَوْا اِلَيْهِمُ الْقَوْلَ اِنَّكُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿۸۶﴾ ۚ

86- اور جب شرک کرنے والے[5]
اپنے بنائے ہوئے شریکوں کو دیکھیں گے
تو کہیں گے "اے ہمارے رب
یہ ہیں ہمارے بنائے ہوئے وہ شریک
جنہیں ہم پکارا کرتے تھے تیرے سوا"
مگر وہ یہ بات ان کی طرف پلٹ دیں گے[6]
"تم تو جھوٹ بول رہے ہو"

2- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اس روز کوئی منکر اور مشرک یہ بہانا نہیں بنا سکے گا کہ اس تک دین حق کی دعوت نہیں پہنچی تھی اجازت نہ دینے کا مطلب یہ نہیں کہ ان پر جبر کیا جائے گا مطلب یہ ہے کہ موقع کا گواہ پیش کر کے ان کے لیے ایسا کوئی بہانہ بنانے کی کوئی گنجائش ہی باقی نہیں رہنے دی جائے گی

3- یعنی توبہ دنیا میں ہی کی جا سکتی ہے وہ تو یومِ حساب ہوگا جو کوئی توبہ کر کے راہِ راست پر آنا چاہتا ہے وہ دنیا میں ہی ایسا کر سکتا ہے

4- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جو لوگ ہمارے حقوق کسی اور کو دینے کا ظلم کر رہے ہیں فیصلے کے وقت انہیں ایسی کوئی مہلت نہیں دی جائے گی جیسی مہلت دنیا میں دی جا رہی ہے

5- یعنی وہ منکر اور مشرک اپنے گناہوں کا ذمہ دار انہیں ٹھہرانے کی کوشش کریں گے جن کی وہ اللہ کے سوا پوجا کیا کرتے تھے

6- وہ کہیں گے کہ یہ خود ہی اس سب کچھ کے ذمہ دار ہیں جو یہ دنیا میں کرتے رہے ہیں ہم نے تو کبھی ان سے نہیں کہا تھا کہ ہماری پوجا کرو ہم تمہیں کچھ دے دلا دیں گے یہ جو کچھ کہہ رہے ہیں جھوٹ کہہ رہے ہیں

87- وَ اَلْقَوْا اِلَى اللّٰهِ يَوْمَىِٕذِ ِۨالسَّلَمَ وَ ضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۸۷﴾

87- اور وہ اس روز اللہ کے حضور[7]
اپنی اطاعت پیش کریں گے
اور ان سے وہ سب جھوٹ گم ہو جائیں گے[8]
جو وہ گھڑا کرتے تھے

88- اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ صَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ زِدْنٰهُمْ عَذَابًا فَوْقَ الْعَذَابِ بِمَا كَانُوْا يُفْسِدُوْنَ ﴿۸۸﴾

88- وہ لوگ جو کفر کرتے تھے[9]
اور دوسروں کو
اللہ کی راہ سے روکتے تھے
ہم ان کے لیے عذاب پر
ایک اور عذاب بڑھا دیں گے
اس فساد کی وجہ سے جو وہ پھیلاتے ہوتے تھے

89- وَ يَوْمَ نَبْعَثُ فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ شَهِيْدًا عَلَيْهِمْ مِّنْ اَنْفُسِهِمْ وَ جِئْنَا بِكَ شَهِيْدًا عَلٰى هٰۤؤُلَآءِ ؕ وَ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَّ هُدًى وَّ رَحْمَةً وَّ بُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ ﴿۸۹﴾ ع ۱۲ ۶ ۱۸

89- اور اس روز ہم کھڑا کر دیں گے
ہر امت میں سے ایک گواہ
ان کے اوپر ان ہی میں سے
اور ہم لائیں گے تجھے گواہ[10]
اِن لوگوں پر
اور ہم نے نازل کی ہے تجھ پر یہ کتاب

7- یعنی ایمان لانے کی مہلت مانگیں گے

8- جن کو وہ اللہ کے شریک قرار دینے کے جھوٹ گھڑا کرتے تھے اس روز ان میں سے کوئی بھی ان کے کام نہیں آئے گا وہ سب کہیں گے کہ اپنے کیے کے یہ خود ہی ذمہ دار ہیں

9- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جو لوگ دعوتِ حق سے انکار کرتے ہیں اور دوسروں کو بھی اس سے روکتے ہیں، وہ فساد پھیلا رہے ہیں، انہیں دوہرا عذاب دیا جائے گا، ایک ان کے انکار کا اور دوسرا لوگوں کو روک کر فساد پھیلانے کا

10- اللہ تعالیٰ اپنے نبی ﷺ سے فرماتے ہیں کہ اس روز ہم تجھے بھی اِن مشرکوں کے خلاف بطور گواہ کھڑا کریں گے آپ خود اِن کے خلاف گواہ ہوں گے لہٰذا اِن کے بچ جانے کی کوئی صورت نہیں ہوگی

ہر چیز کو کھول کر بیان کر دینے والی[11]

اور ہدایت اور رحمت اور بشارت

سرِ تسلیم خم کر دینے والوں کے لیے

13

90- اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَآئِ ذِي الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ ۚ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ۝۹۰

90- اللہ تو حکم دیتا ہے

عدل کا اور احسان کا[1]

اور قرابت داروں کو دینے کا[2]

اور منع کرتا ہے

بے حیائی سے اور ناپسندیدہ کاموں سے[3]

اور سرکشی سے

اور وہ تمہیں نصیحت کرتا ہے

تاکہ تم سبق سیکھو[4]

91- وَاَوْفُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ اِذَا عٰهَدْتُّمْ وَلَا تَنْقُضُوا الْاَيْمَانَ بَعْدَ تَوْكِيْدِهَا وَقَدْ جَعَلْتُمُ اللّٰهَ

91- اور پورا کرو اللہ کا عہد[5]

جب تم عہد باندھ لو

11- اللہ تعالیٰ اپنے نبی ﷺ سے فرماتے ہیں کہ ہم نے جو قرآن تجھ پر نازل کیا ہے اس میں ہر چیز کھول کر بیان کر دی گئی ہے یہ دین اور دنیا میں فلاح اور کامیابی کی راہ دکھانے والی کتاب ہے اور جو کوئی اس راہ پر قائم ہو جائے اس کے لیے یہ رحمت ہے اور اللہ کی نعمتوں کی خوشخبری دینے والی کتاب ہے

1- عدل کرو یعنی زندگی کے ہر شعبہ میں ہر کسی کا جائز حق تسلیم کرو اور ادا کرو عدل کا تعلق صرف مقدمات وغیرہ کے فیصلوں سے ہی نہیں، اس کا تعلق انسانی زندگی کے تمام پہلوؤں سے ہے احسان کرو یعنی اپنا رویہ ہمدردانہ رکھو، حسنِ سلوک سے کام لو

2- یعنی ان کی امداد کرو، جو بھی دے سکتے ہو دو

3- کن کاموں سے اللہ منع کرتا ہے؟ (1) بے حیائی کے کام (2) المنکر یا ناپسندیدہ کام یعنی وہ کام جو انسانی فطرت کے خلاف ہوں اور عقلِ سلیم انہیں قبول نہ کرتی ہو اور شریعت میں ان سے روک دیا گیا ہو (3) سرکشی، یعنی اللہ کی مقررہ حدود و قیود کی خلاف ورزی کرنے سے

4- یہ حکم تمہیں اس لیے دیا جا رہا ہے کہ تم دنیا میں کامیابی و کامرانی کی زندگی گزارنے کا طریقہ سیکھ لو اور اس پر قائم ہو جاؤ

5- جب تم عہد و پیمان کی پابندی کے سلسلے میں ہمارے نام کی قسم اٹھا لو تو اس عہد کو پورا کرو اگر تم ایسا نہیں کرو گے تو ہم تو جانتے ہیں کہ تم نے ایسا کیوں نہیں کیا تھا روزِ حساب تمہیں اس کی سزا بھگتنا ہو گی

عَلَيْكُمْ كَفِيْلًا ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ ۝۹۱

اور نہ توڑو اپنی قسموں کو
ان کو مضبوطی سے باندھ لینے کے بعد
جبکہ تم اللہ کو اپنے اُوپر گواہ بنا چکے ہو
اللہ تو جانتا ہے
جو کچھ بھی تم کرتے ہو

92- وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّتِيْ نَقَضَتْ غَزْلَهَا مِنْۢ بَعْدِ قُوَّةٍ اَنْكَاثًا ۭ تَتَّخِذُوْنَ اَيْمَانَكُمْ دَخَلًۢا بَيْنَكُمْ اَنْ تَكُوْنَ اُمَّةٌ هِىَ اَرْبٰى مِنْ اُمَّةٍ ۭ اِنَّمَا يَبْلُوْكُمُ اللّٰهُ بِهٖ ۭ وَلَيُبَيِّنَنَّ لَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ۝۹۲

92- اور اس عورت کی مانند نہ ہو جاؤ[6]
جس نے اپنا سوت مضبوط کاتا
اور پھر آپ ہی اسے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا
کہ تم اپنی قسموں کو آپس میں
فریب دینے کا ذریعہ بنانے لگو[7]
اس لیے کہ
ایک جماعت دوسری جماعت سے بڑھ چڑھ جائے[8]
اللہ تو تمہیں اس کے ذریعے آزماتا ہے[9]
اور قیامت کے روز وہ ضرور ظاہر کر دے گا تم پر
وہ سب کچھ
جس میں تم اختلاف کرتے ہو[10]

6- جو عورت محنت سے سوت کاتے، اسے ٹھیک طور پر سنوارنے کے بعد خود ہی اسے ریزہ ریزہ کر دے تو وہ اپنے کم عقل ہونے کا خود ثبوت دیتی ہے اپنی کمائی اور محنت خود ضائع کر دیتی ہے

7- یعنی قسموں کو دھوکہ دینے کا ذریعہ بنا کر اپنے آپ کو نا قابلِ اعتبار نہ بنا لو کسی سے معاہدہ کرو تو اس پر قائم رہو

8- ایک گروہ کو طاقتور دیکھا تو اس سے معاہدہ کر لیا اس سے طاقتور گروہ مل گیا تو چپکے سے اس دوسرے سے مل گئے۔ کیوں؟ بڑھ چڑھ جانے کے لئے اللہ تعالیٰ مسلمانوں سے فرماتے ہیں کہ کفار کے اس طریقے پر عمل نہ کرنا

9- یعنی عہد کی پابندی تمہاری آزمائش ہے

10- حق پر کون ہے؟ کس کا عمل ٹھیک رہا اور کون اس عورت کی مانند ہو گیا تھا؟ روزِ قیامت تم پر سب کچھ ظاہر ہو جائے گا

93- وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلٰكِنْ يُّضِلُّ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِىْ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَلَتُسْـَٔلُنَّ عَمَّا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۳﴾

93- اور اگر اللہ چاہتا[11]
تو وہ تمہیں امت واحد بنا دیتا
مگر وہ گمراہی میں بھٹکاتا ہوا چھوڑ دیتا ہے
جس کسی کو چاہے
اور ہدایت دے دیتا ہے
جس کسی کو چاہے
اور تم سے ضرور پوچھا جائے گا
اس کے بارے میں
جو کچھ بھی تم کیا کرتے تھے

94- وَلَا تَتَّخِذُوْٓا اَيْمَانَكُمْ دَخَلًاۢ بَيْنَكُمْ فَتَزِلَّ قَدَمٌۢ بَعْدَ ثُبُوْتِهَا وَتَذُوْقُوا السُّوْٓءَ بِمَا صَدَدْتُّمْ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ وَلَكُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۹۴﴾

94- اور اپنی قسموں کو
آپس میں فریب کاری کا ذریعہ نہ بنا لینا
کہ کوئی قدم جم جانے کے بعد اُکھڑ جائے
اور تم برا نتیجہ بھگتو[12]
اس کا کہ تم نے لوگوں کو
اللہ کی راہ سے روک دیا
اور تم کو سخت عذاب آن پکڑے

95- وَلَا تَشْتَرُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا ؕ اِنَّمَا عِنْدَ اللّٰهِ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۹۵﴾

95- اور نہ سودا کرلو[13]
اللہ کے عہد کا

11- اللہ تعالیٰ اہلِ ایمان کو حکم دیتے ہیں کہ دینِ حق کی پیروی نہ کرنے والوں سے بھی عہد شکنی نہ کرنا اگر ہم چاہتے تو کسی کی جرأت ہو سکتی تھی کہ وہ کسی اور دین کی پیروی کرتا؟ اگر ہم نے سب کو اپنے لیے خود فیصلہ کرنے کی آزادی دی ہوئی ہے تو تم بھی انہیں نقصان پہنچانے کے لیے کوئی دھوکہ بازی نہ کرنا

12- عہد کی پابندی نہ کی عہد سے حاصل دینی، سیاسی اور سماجی فوائد ضائع ہو گئے اعتماد ختم ہو جانے سے مشکلات پیدا ہو گئیں نتائج اس دنیا میں بھگتنا پڑ گئے دین کو نقصان پہنچایا جس کی وجہ سے لوگ اللہ کی راہ سے رک گئے باز پرس تو ہو گی

13- اللہ کے نام پر کیے عہد کو کسی بھی فائدے کے لیے ہرگز نہ توڑو

تھوڑے سے فائدے کے لیے
وہ جو اللہ کے پاس ہے
وہ تو تمہارے لیے بہت بہتر ہے
اگر تم جانو

96- مَا عِنْدَكُمْ يَنْفَدُ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ بَاقٍ ؕ وَلَنَجْزِيَنَّ الَّذِيْنَ صَبَرُوْٓا اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۹۶﴾

96- تمہارے پاس جو کچھ بھی ہے وہ فانی ہے
اور جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ باقی رہنے والا ہے[14]
اور ہم صبر کرنے والوں کو ضرور
ان کا اجر دیں گے
ان کے بہترین اعمال کے مطابق[15]
جو وہ کرتے رہے

97- مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً ۚ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۹۷﴾

97- جو کوئی بھی اچھا عمل کرے
وہ مرد ہو یا عورت
اور ہو وہ مسلمان
تو ہم ضرور اس کو
پاکیزہ زندگی دیں گے[16]
اور ہم ضرور ایسوں کو ان کا اجر دیں گے
ان کے بہترین اعمال کے مطابق[17]
جو وہ کرتے رہے

14- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہمارے احکام کی خلاف ورزی کر کے تم جو بھی کوئی فائدہ حاصل کر لو وہ فانی ہے لیکن احکام کی پابندی کے نتیجے میں جو صلہ ہم دیں گے وہ ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گا

15- جتنا بہتر عمل اتنا بڑا انعام

16- زندگی پاکیزہ دیں گے یعنی اسے امن وسکون اور اطمینانِ قلب سے نوازیں گے

17- یعنی جتنا عمل بہتر ہوگا اتنا ہی بڑا اجر ہوگا

98- فَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ﴿۹۸﴾

98- اور جب تو قرآن پڑھنے لگے[18] تو اللہ کی پناہ مانگ لے شیطان مردود سے

99- اِنَّهٗ لَيْسَ لَهٗ سُلْطٰنٌ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ﴿۹۹﴾

99- نہیں ہے اس کا کوئی بھی غلبہ[19] ان لوگوں پر جو ایمان لاتے ہیں اور اپنے رب پر بھروسہ رکھتے ہیں

100- اِنَّمَا سُلْطٰنُهٗ عَلَى الَّذِيْنَ يَتَوَلَّوْنَهٗ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِهٖ مُشْرِكُوْنَ ﴿۱۰۰﴾ ع ۱۱/۱۹

100- اس کا غلبہ تو صرف انہی لوگوں پر ہوتا ہے[20] جو اس کو اپنا سرپرست بنا لیتے ہیں اور وہ لوگ اسے اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانے لگتے ہیں

14

101- وَاِذَا بَدَّلْنَآ اٰيَةً مَّكَانَ اٰيَةٍ ۙ وَّاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا يُنَزِّلُ قَالُوْٓا اِنَّمَآ اَنْتَ مُفْتَرٍ ۭ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۰۱﴾

101- اور جب ہم کوئی حکم دوسرے حکم سے بدل دیتے ہیں[1] اور اللہ ہی بہتر جانتا ہے

18- اللہ تعالیٰ کی پناہ کیوں مانگی جائے؟ تاکہ قرآن اور قرآنی احکامات وتعلیمات کے بارے میں کوئی شیطانی وسوسہ دل کے قریب بھی نہ آسکے

19- وہ اہلِ ایمان جو رب کے علاوہ کسی اور پر بھروسہ نہیں رکھتے شیطان کبھی بھی انہیں ورغلا نہیں سکتا

20- یعنی شیطان کا غلبہ

1- قرآن کریم اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کی گئی آخری کتاب ہے سب انسانوں کے لیے اور سب زمانوں کے لیے اس سے پہلے بھی اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں پر کتابیں نازل فرماتے رہے تھے جن میں ان قوموں کے اور ان کے زمانے کے حالات اور ضروریات کے مطابق احکام ہوتے تھے یہ جو آخری کتاب ہے اور سب زمانوں کے لیے ہے اس میں تو ایسے وقتی احکام شامل نہیں ہوسکتے جیسے اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ اور حضرت موسیٰ کی قوموں کے مخصوص حالات اور ضروریات میں رہنمائی کے لیے نازل فرمائے تھے اہلِ کتاب اور منکرین دینِ حق کہتے تھے کہ قرآن کیسے اللہ کی نازل کردہ کتاب ہوسکتی ہے اس میں تو وہ پہلے والے احکام تبدیل کر دیئے گئے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم اپنے رسولوں کی طرف مختلف اوقات میں جو احکام بھیجتے رہے ہیں ان کو تبدیل کر دینے کی اصل حقیقت سے ہم ہی آگاہ ہیں کیونکہ ہم ہی جانتے ہوتے ہیں کہ کس زمانے کے انسانوں کو کس قسم کی رہنمائی کی ضرورت ہے اس لئے ہم مرحلوں میں وقت کی ضرورت کے مطابق ◄◄

کہ اس نے کیا بھیجنا ہے مرحلوں میں
وہ کہتے ہیں "تو تو خود گھڑ لیتا ہے"
نہیں بلکہ ان میں سے اکثر بے علم ہیں[2]

102- قُلْ نَزَّلَهٗ رُوْحُ الْقُدُسِ مِنْ رَّبِّكَ بِالْحَقِّ لِيُثَبِّتَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ ﴿۱۰۲﴾

102- کہہ دیجیے "اسے تو جبرائیل لایا ہے[3]
تیرے رب کی طرف سے مرحلوں میں
حق کے ساتھ
تاکہ یہ ایمان لانے والوں کو مستحکم کر دے[4]
اور مسلمانوں کو ہدایت اور خوشخبری دے"

103- وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ اِنَّمَا يُعَلِّمُهٗ بَشَرٌ ؕ لِسَانُ الَّذِيْ يُلْحِدُوْنَ اِلَيْهِ اَعْجَمِيٌّ وَّهٰذَا لِسَانٌ عَرَبِيٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۱۰۳﴾

103- اور ہم جانتے ہیں کہ[5]
وہ لوگ کہتے ہیں "اسے تو ایک بشر پڑھاتا ہے"
اس کی زبان تو

◄◄ احکام بھیجتے رہے ہیں اور یہ کتاب تو سب انسانوں کے لیے ہے اس لئے بعض پہلے والے احکام بدلنا لازم تھا

2- قرآن میں وہ احکامات جو پہلے زمانوں کے لوگوں کے لیے ہوتے تھے نہ پا کر اہلِ کتاب اور منکرینِ دینِ حق کہتے تھے کہ یہ کتاب تو اللہ کے رسول نے خود بنائی ہوئی ہے ان کے اس بہتان کی تردید کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ایسے لوگ تو حقیقتِ حال سے واقف ہی نہیں انہیں تو یہ بھی معلوم نہیں کہ زمانہ آگے بڑھ چکا ہے اور انسان کی رہنمائی کے لیے ایسے احکام یعنی آیات کی ضرورت ہے جو سب زمانوں اور انسانوں کے لیے ہوں

3- اللہ تعالیٰ اپنے نبی ﷺ سے فرماتے ہیں کہ ایسے بہتان گھڑنے والے بے علموں سے کہہ دیں کہ قرآن کریم اور اس میں انسانوں کی رہنمائی اور فلاح کے لیے جو احکامات ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں اور اللہ نے اسی روح القدس یعنی جبرائیل کے ذریعے بھیجے ہیں جو پہلے نبیوں کے لیے اللہ کی طرف سے احکام لاتا رہا ہے یہ اللہ کی طرف سے بھیجا ہوا سچا پیغام ہے

4- اللہ تعالیٰ نے قرآن کیوں نازل فرمایا ہے؟ اس کا مقصد اللہ تعالیٰ خود بیان فرماتے ہیں (1) تاکہ جو بھی کوئی اللہ تعالیٰ پر، اس کے رسولوں پر اور ان پر نازل کی کتابوں پر ایمان رکھتے ہیں قرآن ان کو درپیش مشکلات سے نکلنے کی راہ دکھا دے اور ہدایت کی راہ پر ثابت قدم کر دے (2) اہلِ ایمان کو بتا دے کہ اس راہ پر ثابت قدم رہنے والوں کے لیے کیا کیا انعامات مختص ہیں

5- جو لوگ قرآن کریم کے اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کردہ کتاب ہونے کے خلاف پراپیگنڈہ کرتے تھے وہ کہتے تھے کہ "تم دیکھ نہیں رہے ہو اس میں تو پہلے رسولوں کی کتابوں کے احکامات ہی بدل دیئے گئے ہیں یہ کتاب اللہ کی طرف سے نہیں بلکہ کوئی عجمی بندہ جو کچھ بتاتا ہے وہی محمد آگے سنانا شروع کر دیتے ہیں" وہ کس عجمی بندے کے بارے میں کہتے تھے، اس بارے میں مختلف روایات ہیں ◄◄

جس کی طرف وہ بدنیتی سے اشارہ کرتے ہیں[6]
عجمی ہے
اور یہ ہے
بالکل واضح خالص عربی زبان

104- اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ۙ لَا يَهْدِيْهِمُ اللّٰهُ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۰۴﴾

104- اس میں کوئی بھی شبہ نہیں کہ[7]
جو لوگ اللہ کی آیات کو نہ مانیں
اللہ انہیں ہدایت نہیں دیا کرتا
اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے

105- اِنَّمَا يَفْتَرِى الْكَذِبَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ ﴿۱۰۵﴾

105- جھوٹ تو وہ لوگ گھڑتے ہیں[8]
جو اللہ کی آیات کو مانتے ہی نہیں
اور وہی تو ہیں جو سراسر جھوٹے ہیں

◄◄ لیکن مقصد اس بندے کی پہچان نہیں اللہ تعالیٰ اپنے نبی ﷺ سے فرماتے ہیں کہ ہم جانتے ہیں کہ منکرین قرآن کے بارے میں کیا کہتے ہیں

6- عجمی سے مراد ہر وہ شخص ہے جو فصیح وبلیغ زبان بولنے اور کوئی کلام تخلیق کرنے کی صلاحیت نہ رکھتا ہو عجمی کے لفظی معنی گونگا کے ہیں چونکہ عرب اپنی زبان کو دنیا کی سب زبانوں سے زیادہ فصاحت اور بلاغت والی زبان قرار دیتے تھے اسی لیے وہ عربی کے علاوہ کوئی اور زبان بولنے والوں کو بھی عجمی کہا کرتے تھے قرآن کریم کی فصاحت اور بلاغت کے حوالے سے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ کوئی ہے جو ایسی زبان اور ایسے کلام پر عبور رکھتا ہو؟ ہم نے قرآن کریم ایسی واضح اور صاف ستھری عربی زبان میں نازل کیا ہے جیسی زبان نہ کوئی بول سکتا ہے نہ اس پر عبور رکھتا ہے قرآن کی فصاحت اور بلاغت کو دیکھتے ہوئے بھی جو لوگ ایسا پراپیگنڈہ کرتے ہیں وہ بدنیت اور حاسد ہیں اور ان کی بے علمی کا یہ حال ہے کہ وہ ایسے کلام کو کسی عجمی کا پڑھایا کلام قرار دیتے ہیں

7- یعنی راہِ ہدایت وہی ہے جس کی طرف قرآن رہنمائی کرتا ہے جو کوئی اس پر ایمان نہیں لاتا، اس کے احکامات کی پابندی نہیں کرتا، وہ اللہ کی متعین کردہ ہدایات پر آ ہی نہیں سکتا جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ دردناک عذاب اس کا مقدر ہو جائے گا ۔

8- یعنی حقیقت یہی ہے کہ جو لوگ قرآن کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کی گئی کتاب مان کر اس کے احکام پر عمل کرنے کی بجائے اس کے کسی بشر کا کلام ہونے کا پراپیگنڈہ کر رہے ہیں وہی جھوٹے ہیں

106- مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ اِيْمَانِهٖۤ اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَقَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّۢ بِالْاِيْمَانِ وَلٰكِنْ مَّنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِّنَ اللّٰهِ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۰۶﴾

106- اور جو کوئی ایمان لانے کے بعد
اللہ کے ساتھ کفر کرے
اس کے سوا جسے مجبور کیا گیا ہو
جبکہ اس کا دل ایمان پر مطمئن ہو
اور لیکن وہ شخص جس نے اپنا سینہ
کفر کے لیے کھول دیا
تو ایسے لوگوں پر
اللہ کا غضب ہے
اور ان کے لیے بہت بڑا عذاب ہے[9]

107- ذٰلِكَ بِاَنَّهُمُ اسْتَحَبُّوا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا عَلَى الْاٰخِرَةِ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۰۷﴾

107- یہ اس لیے کہ
وہ پسند کرتے ہیں اس دنیا کی زندگی کو
آخرت کے مقابلے میں
اور اللہ تو کفر کرنے والوں کو ہدایت نہیں دیا کرتا

108- اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَسَمْعِهِمْ وَاَبْصَارِهِمْ ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ ﴿۱۰۸﴾

108- یہ وہ لوگ ہیں کہ
اللہ نے مہر لگا دی ہے[10]

9- اللہ تعالیٰ نے دو قسم کے افراد کا ذکر فرمایا ہے پہلی قسم ایسے لوگوں کی ہے جو قرآن اور اسلام پر ایمان لے آئے اس کی وجہ سے ان پر جبر اور ظلم کیا گیا تو وہ حوصلہ ہار گئے اور زبان سے قرآن پر ایمان سے انکار کا اعلان کر دیا مگر دل و دماغ سے ایمان پر قائم رہے ان کے مقابلے میں دوسری قسم کے وہ لوگ جو ایمان لانے کے بعد منکر ہو گئے اور انہوں نے اپنے دل و دماغ کفر و شرک کے لیے کھول دیئے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اس دوسری قسم کے لوگوں کے لیے دردناک عذاب ہے۔ کیوں عذاب ہے ان کے لیے؟ اس کا سبب اگلی آیت میں بیان فرمایا ہے کہ انہوں نے دنیاوی مفادات اور عیش و آرام کو پسند کیا اور آخرت کے اجر و ثواب کی پرواہ نہ کی دنیاوی مفاد کی خاطر دین حق کو چھوڑ کر واپس کفر کی طرف چلے گئے

10- اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں، آنکھوں اور کانوں پر کیوں مہر لگا دی؟ اس لیے کہ وہ غافل ہیں غور و فکر نہیں کرتے، دنیاوی مفادات کے پیچھے اندھے ہو گئے ہیں اللہ کی نشانیوں پر غور نہیں کرتے قرآن کو غور سے نہیں سنتے اس کے بارے میں جھوٹ گھڑتے ہیں جس کی وجہ سے ان کا عمل ایسا ہے کہ ان کے دل و دماغ پر سمع و بصارت پر حق اور سچ کا کوئی اثر ہی نہیں ہوتا اللہ تعالیٰ یہ نہیں فرماتے کہ ہم نے انہیں ایسے بنا دیا ہوا ہے فرمایا یہ ہے کہ ان کی غفلت نے انہیں ایسے بنا دیا ہے

ان کے دلوں پر
اوران کی آنکھوں پر
اور یہ ہیں وہ لوگ جو غافل ہیں

109- لَا جَرَمَ اَنَّهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿١٠٩﴾

109-اس میں کوئی بھی شبہ نہیں کہ
یہی وہ لوگ ہیں
جو آخرت میں خسارے میں رہنے والے ہیں

110- ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ هَاجَرُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا فُتِنُوْا ثُمَّ جٰهَدُوْا وَصَبَرُوْٓا ۙ اِنَّ رَبَّكَ مِنْۢ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿١١٠﴾ ع ١٤

110-اور اس میں کوئی بھی شبہ نہیں کہ تیرا رب[11]
ایسے لوگوں کو جو ہجرت کرتے ہیں
اس کے بعد جو وہ آزمائش میں مبتلا رہے تھے
پھر وہ جہاد کرتے ہیں اور صبر کرتے ہیں
تیرا رب تو ہے اس سب کے بعد
معاف کر دینے والا رحم کرنے والا

15

111- يَوْمَ تَاْتِيْ كُلُّ نَفْسٍ تُجَادِلُ عَنْ نَّفْسِهَا وَتُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿١١١﴾

111-اور اس دن کو یاد رکھو
جب ہر شخص حاضر ہوگا
اپنی ہی ذات کے لیے جھگڑتا ہوا[1]
اور ہر کسی کو

11- یہ ان لوگوں کا ذکر ہے جو کسی دنیاوی لالچ میں آ گئے تھے اور دینِ حق کے لیے سختیاں برداشت کرنے کی بجائے اپنے لالچ کے پیچھے چل پڑے تھے پھر انہوں نے اس لالچ سے چمٹے رہنے کی بجائے اللہ کی راہ میں ہجرت کی اور اسلام کے دشمنوں کے خلاف جنگوں میں حصہ لیا اور ان دشواریوں کا صبر استقلال کے ساتھ مقابلہ کیا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ایسے لوگوں کے لالچ سے نکل کر اسلام میں آجانے اور اس کی سربلندی کے لیے مشکلات برداشت کرنے کی وجہ سے ہم ان کے دنیاوی لالچ میں پھنس جانے کے وقت کے اعمال کو معاف کر دیں گے اور ان پر مہربانی فرمائیں گے

1- یعنی روزِ حساب ہر کوئی اپنی ہی ذات میں پھنسا ہوا ہوگا کسی اور کی طرف کوئی دھیان تک نہیں کر سکے گا

اس کے اعمال کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا
اور نہیں کیا جائے گا کسی پر کوئی بھی ظلم

112- وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا قَرْيَةً كَانَتْ اٰمِنَةً مُّطْمَئِنَّةً يَّاْتِيْهَا رِزْقُهَا رَغَدًا مِّنْ كُلِّ مَكَانٍ فَكَفَرَتْ بِاَنْعُمِ اللّٰهِ فَاَذَاقَهَا اللّٰهُ لِبَاسَ الْجُوْعِ وَالْخَوْفِ بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ﴿۱۱۲﴾

112- اور اللہ مثال بیان کرتا ہے ایک ایسی بستی کی[2]
جو محفوظ اور مطمئن تھی
اس کے پاس کافی زیادہ رزق آتا تھا
ہر جگہ سے
پھر اس نے اللہ کی نعمتوں کی ناشکری کی[3]
تو اللہ نے چکھا دیا اس کو ذائقہ
بھوک اور خوف کے لباس کا[4]
اس کی وجہ سے جو وہ کرتے تھے

113- وَلَقَدْ جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مِّنْهُمْ فَكَذَّبُوْهُ فَاَخَذَهُمُ الْعَذَابُ وَهُمْ ظٰلِمُوْنَ ﴿۱۱۳﴾

113- اور ان کے پاس[5]
ان ہی میں سے ایک رسول آیا
تو انہوں نے اس کو جھٹلا دیا تھا
سو آن پکڑا تھا ان کو عذاب نے
اور وہ ظالم لوگ ہوتے تھے[6]

114- فَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا ۖ وَّاشْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ﴿۱۱۴﴾

114- سو کھاؤ تم اس میں سے
جو اللہ نے تمہیں

2- اس بستی میں رہنے والوں کو نہ کوئی خوف تھا اور نہ خطرہ تھا، انہیں ضروریاتِ زندگی وافر مقدار میں میسر آ رہی تھیں
3- انہوں نے اللہ تعالیٰ کی ان نعمتوں کے لیے اللہ کے احکام کی پابندی کر کے اس کا شکر ادا نہ کیا
4- نتیجہ کیا ہوا؟ اللہ نے ان پر قحط اور خوف کا عذاب مسلط کر دیا اتنا شدید کہ اس نے انہیں ایسے ڈھانپ لیا تھا جیسے لباس جسم کو ڈھانپ لیتا ہے
5- اللہ نے ان کی ہدایت کے لیے ان ہی میں سے ایک رسول بھیجا تو انہوں نے اس کو جھٹلایا تھا اور اللہ نے ان پر عذاب مسلط کر دیا تھا
6- یعنی وہ اللہ کے علاوہ دوسروں کی پرستش کی بے انصافی سے باز نہیں آ رہے تھے

حلال اور پاکیزہ رزق دیا ہے
اور اللہ کی نعمت کا شکر ادا کرو
اگر تم واقعی صرف اسی کی عبادت کرتے ہو[7]

115- اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۱۵﴾

115- اس نے تو تم پر حرام کیا ہے صرف[8]
مُردار اور خون اور خنزیر کا گوشت
اور ہر وہ چیز جس پر[9]
اللہ کے سوا کسی اور کا نام لیا گیا ہو
مگر جو کوئی لاچار ہو جائے[10]
لیکن اس کا ارادہ نافرمانی کا نہ ہو
اور نہ ہی وہ حد سے بڑھ جائے
تو اللہ تو ہے
بخش دینے والا
رحم کرنے والا

116- وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ

116- اور تم وہ کچھ نہ کہا کرو[11]

7- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم نے تمہیں جو پاکیزہ رزق دیا ہوا ہے وہ کھاؤ اور اس کے لیے ہمارا شکر ادا کرو مگر وہ شکر اسی صورت ادا ہو سکے گا جب تم اللہ ہی کی عبادت کرو گے

8- یہ ان چیزوں کا ذکر ہے جو اللہ تعالیٰ نے اہلِ ایمان پر حرام کر دی ہیں

9- یعنی جب کسی حلال چیز پر بھی اللہ کے علاوہ کسی اور کا نام لیا جائے تو وہ بھی حرام ہو جائے گی کسی اور کے نام کا چڑھاوا کسی اور کے نام وقف کیے جانور کا گوشت کسی چیز پر اللہ کے سوا کسی اور کے نام کی دعائے برکت اور ختم وغیرہ سے حلال چیزیں بھی حرام ہو جاتی ہیں

10- اگر کوئی شخص مجبور ہو جائے اور ارادہ کر کے اللہ کے احکام کی خلاف ورزی نہ کر رہا ہو بلکہ جان بچانے کے لیے کوئی ایسی حرام چیز کھا لے تو اللہ تعالیٰ اس کی مجبوری کی وجہ سے گرفت نہیں کرتے

11- جن چیزوں کو اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہوا ہے انہیں حلال اور جنہیں حلال قرار دیا ہوا ہے انہیں حرام قرار دینے کے اپنے جھوٹے دعوے ترک کر دو تم ان چیزوں کے اللہ کی طرف سے حلال اور حرام ہونے کی جو باتیں کرتے ہو وہ تم اللہ پر بہتان لگا رہے ہو

هٰذَا حَلٰلٌ وَّ هٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُوْنَ ﴿۱۱۶﴾

جو تمہاری زبانیں جھوٹ کہتی ہیں کہ

"یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے"

وہ لوگ تو

جو لوگ اللہ کے بارے میں جھوٹ گھڑتے ہیں [12]

ہرگز فلاح پانے والے نہیں ہیں

117- مَتَاعٌ قَلِيْلٌ ۪ وَّ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۱۷﴾

117 یہ تو تھوڑا سا فائدہ ہے

اور ان کے لیے

عذاب بہت دردناک ہے

118- وَ عَلَى الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا مَا قَصَصْنَا عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ ۚ وَ مَا ظَلَمْنٰهُمْ وَ لٰكِنْ كَانُوْۤا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿۱۱۸﴾

118 اور ان لوگوں پر جو یہودی ہو گئے [13]

ہم نے حرام کیا ہوا تھا

وہ سب کچھ

جو ہم نے اس سے پہلے تجھے بتا دیا ہوا ہے

اور ہم نے ان پر کوئی ظلم نہیں کیا تھا

12- ایسے جھوٹ گھڑنے والے ہرگز فلاح نہیں پائیں گے وہ اس طرح دنیا میں کوئی تھوڑا سا فائدہ حاصل بھی کر لیں تو اس کی وجہ سے انہیں آخرت میں جو عذاب ہوگا وہ بہت دردناک ہے

13- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہودیت کے پیروکاروں کے لیے ہم نے جو کچھ حرام کیا ہوا تھا، اے نبی ﷺ اس کے بارے میں ہم پہلے ہی تمہیں بتا چکے ہیں اور ہم نے اپنے حکم کی خلاف ورزی کی انہیں جو سزا دی تھی اس کے ذمہ دار وہ خود ہی تھے۔ یہ اس جھوٹ کا بھی جواب ہے جو کافر اور مشرک قرآن کے اللہ کی طرف سے نہ ہونے کے بارے میں گھڑتے تھے اور کہتے تھے کہ اس میں تو پہلی کتابوں کے احکامات کو تبدیل کر دیا گیا ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہودیوں نے تو حرام و حلال جیسے ہمارے احکام کو بھی بدل لیا ہوا ہے اگر قرآن میں ان کی اور مشرکوں کی اپنی ہی حرام و حلال قرار دی گئی چیزوں میں سے کسی کو حلال اور کسی دوسری کو حرام قرار دے دیا گیا ہے تو اصل یہی ہے اس کے علاوہ جو بھی کوئی اس بارے میں کوئی دعویٰ کرتا ہے وہ اللہ کے بارے میں جھوٹ گھڑتا ہے

بلکہ وہ خود
اپنی جانوں پر
ظلم کیا کرتے تھے

119- ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ عَمِلُوا السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ وَ اَصْلَحُوْٓا ۙ اِنَّ رَبَّكَ مِنْۢ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۱۹﴾ ع

119- مگر پھر بھی[14]
تیرا رب تو
ان لوگوں کے لیے
جو جہالت کی وجہ سے
بُرے عمل کریں
پھر وہ اس کے بعد توبہ کرلیں
اور اپنی اصلاح کرلیں
تو تیرا رب تو
اس سب کے بعد بھی
معاف کردینے والا رحم کرنے والا ہے

ع ۱۵ ۹ ۲۱

16

120- اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ كَانَ اُمَّةً قَانِتًا لِّلّٰهِ حَنِيْفًا ؕ وَ لَمْ يَكُ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱۲۰﴾ ۙ

120- ابراہیم تو ایک امت تھا[1]
اللہ کی فرمانبرداری کرنے والا
اور یکسو
اور اس نے کبھی شرک نہیں کیا تھا

14- یعنی اگر بے علمی کی وجہ سے کسی سے کوئی بُرا کام سرزد ہوجائے اور علم ہوجانے کے بعد وہ توبہ کرلے اور اپنی اصلاح کرلے تو اللہ تعالیٰ اسے معاف فرمادیں گے

1- اپنے ایمان اور اعمال کے حوالے سے وہ اپنی ذات میں ایک امت تھا ان کے ایمانِ کامل اور اعمالِ صالح کا حال آگے بیان فرمایا گیا ہے حضرت ابراہیم نے وہ کام کیا جو ایک امت کیا کرتی ہے وہ دوسروں کے لیے ایمان وعمل کی ایک اعلیٰ مثال تھا

121- شَاكِرًا لِّاَنْعُمِهٖ ؕ اِجْتَبٰىهُ وَهَدٰىهُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۱۲۱﴾

121- وہ اس کی نعمتوں کا شکر ادا کرنے والا تھا
اللہ نے اس کو چُن لیا تھا
اور اس نے اس کو
راہِ راست کی طرف ہدایت دے دی تھی

122- وَاٰتَيْنٰهُ فِى الدُّنْيَا حَسَنَةً ؕ وَاِنَّهٗ فِى الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۲۲﴾

122- اور ہم نے دے دی تھی اس کو
دنیا میں اچھائی
اور آخرت میں تو وہ
لازماً صالحین میں سے ہوگا

123- ثُمَّ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ اَنِ اتَّبِعْ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ؕ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱۲۳﴾

123- پھر ہم نے تیری طرف وحی بھیجی
یہ کہ
"ابراہیم یکسو کے طریقے کی پیروی کر
اور وہ شرک کرنے والوں میں سے نہیں تھا"

124- اِنَّمَا جُعِلَ السَّبْتُ عَلَى الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ ؕ وَاِنَّ رَبَّكَ لَيَحْكُمُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿۱۲۴﴾

124- سبت تو ان لوگوں پر مسلط کیا گیا تھا[2]
جو اس طریقے کے بارے میں اختلاف کرنے لگے تھے
اور تیرا رب تو
ضرور فیصلہ کر دے گا ان کے درمیان
قیامت کے دن
ان تمام چیزوں کا
جن میں وہ اختلاف کرتے رہے ہیں

2- یہ اس اعتراض کا جواب ہے کہ اگر یہ دین ابراہیمی ہے تو قرآن میں یومِ سبت یعنی ہفتہ کے دن کی تعظیم کا کوئی حکم کیوں نہیں؟ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ابراہیم کے طریقے میں یومِ سبت تو تھا ہی نہیں اس لیے قرآن میں اس کی تعظیم کا حکم کیسے ہو سکتا ہے؟ یومِ سبت کے بارے میں تو خود یہودیوں میں بھی اختلافات رہے ہیں حضرت عیسیٰ کے زمانے سے حضرت داؤد کے زمانے تک۔ یہودیوں کے دینِ ابراہیم کو چھوڑ دینے اور باہمی اختلافات میں پڑ جانے کی وجہ سے انہیں یومِ سبت کی سختی کی سزا ملی تھی دینِ ابراہیم کے جن احکام پر عمل کے بارے میں یہودی آپس میں اختلافات کرتے رہے ہیں ان کے بارے میں ہم روزِ قیامت فیصلہ کر دیں گے یعنی وہ فیصلہ بھی ان کے خلاف ہی ہوگا

125- اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ ؕ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ﴿۱۲۵﴾

125- دعوت دے[3]
اپنے رب کی راہ کی طرف
حکمت اور عمدہ نصیحت کے ساتھ
اور بحث کر ان لوگوں سے
ایسے انداز میں
جو بہت اچھا ہو
بلاشبہ تیرا رب
بہتر جانتا ہے کہ
کون بھٹکا ہوا ہے اس کی راہ سے
اور وہ خوب جانتا ہے
ہدایت پا لینے والوں کو

126- وَاِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِهٖ ؕ وَلَئِنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِّلصّٰبِرِيْنَ ﴿۱۲۶﴾

126- اور اگر تم بدلہ لو[4]
تو ویسی ہی تکلیف دو
جیسی تکلیف تمہیں دی گئی ہو
اور اگر تم صبر کرو[5]
تو یقیناً وہ بہت بہتر ہے
صبر کرنے والوں کے لیے

3- یعنی آپ ایسی باتوں میں نہ اُلجھیں اور حکمت اور دانائی سے دعوتِ توحید جاری رکھیں

4- اس تکلیف کا تعلق ایسی بحث کرنے والوں کے اندازِ مشرکانہ اور جاہلانہ کی تکلیف سے ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ دورانِ بحث ان کی ایسی ناپسندیدہ باتوں سے دُکھی ہو کر آپ کوئی سخت دلیل دیں بھی تو بہت تکلیف دینے والا انداز اختیار نہ کریں

5- یعنی اِسی طریقِ دعوت پر قائم رہیں جس کا حکم دیا گیا ہے اور ان کی ایسی باتوں اور گھڑے ہوئے جھوٹوں پر صبر کریں اور استقامت کے ساتھ دعوت دیتے رہیں یہ سخت جواب دینے سے بہتر ہے

127- وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ اِلَّا بِاللّٰهِ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُ فِيْ ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُوْنَ ﴿۱۲۷﴾

127- اور تو صبر کر[6]

اور نہیں ہے تیرا صبر

مگر اللہ کی توفیق سے ہی

اور نہ فکرمند ہو ان لوگوں کی باتوں پر[7]

اور نہ تنگ دل ہو

اس سے جو وہ سازشیں کرتے ہیں

128- اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِيْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ ﴿۱۲۸﴾ ع ۹ ۶ ۲۲

128- اللہ تو ان لوگوں کے ساتھ ہے[8]

جو اس سے ڈرتے ہیں

اور جو احسان کرنے والے ہیں

6- اللہ تعالیٰ اپنے نبی ﷺ سے فرماتے ہیں کہ آپ دعوتِ توحید کے دشمنوں کی ایسی باتوں پر جو صبر کر رہے ہیں اس کی توفیق ہم نے ہی آپ کو دی ہوئی ہے کسی عام انسان کے بس میں نہیں کہ وہ ایسے مخالفوں کا آپ کے سے انداز میں مقابلہ کر سکے

7- دعوتِ حق کے مخالف جن سازشوں کی تدبیریں کر رہے ہیں ان سے فکرمند نہ ہوں ان کی ایسی چالیں ہم ناکام بنا دیں گے

8- یعنی وہ جو نہ اللہ سے ڈرتے ہیں اور نہ احسان مندی کا انداز اختیا کرتے ہیں انہیں ناکام ہی ہونا ہے

سُوْرَةُ الْاِسْرَاءِ

یہ سورت مکہ میں نازل ہوئی تھی اس کی 111 آیات اور 12 رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام کے ساتھ جو شفقت کرنے والا رحم کرنے والا ہے

سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ ١٥

1- سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِیَهٗ مِنْ اٰیٰتِنَا ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ ①

سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ ١٥

1- پاک ہے وہ[1]
جو لے گیا تھا اپنے بندے کو
راتوں رات[2]
مسجدِ حرام سے مسجدِ اقصیٰ
جس کے گرداگرد
ہم نے برکت رکھ دی تھی[3]
تاکہ ہم دکھائیں اسے[4]
اپنی کچھ نشانیاں

1- یہ خالق و مالک کائنات کی عظمت و قدرتِ کاملہ کا بیان ہے کہ وہ جیسا بھی عظیم الشان کام کرنا چاہے کر دیتا ہے جو کوئی کام انسان کے محدود فہم و شعور کے مطابق ناممکن ہو اللہ کے لیے کچھ بھی مشکل نہیں آگے ایک ایسے عظیم الشان کام کا ذکر ہے

2- وہ عظیم الشان کام ہے کہ اللہ راتوں رات اپنے بندے کو بیت اللہ سے مسجد اقصیٰ لے گیا تھا بیت المقدس میں واقع مسجد اقصیٰ جس تک اللہ تعالیٰ اپنے بندے حضرت محمد ﷺ کو راتوں رات لے گئے تھے اس زمانہ میں مکہ سے چالیس راتوں کے سفر کے فاصلہ پر تھی اقصیٰ کا مطلب ہے دور۔ مسجد اقصیٰ تک لے گئے تھے، یعنی اتنی دور واقع عبادت کی جگہ تک رات کے ایک حصے میں لے گئے تھے اللہ کی عظمت و قدرتِ کاملہ کا اس سے اندازہ کرو

3- کیسے برکت رکھ دی تھی؟ ہم وہاں نبی بھیجتے رہے تھے

4- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم اپنے بندے کو اپنی نشانیاں دکھانا چاہتے تھے ایک نشانی تو اتنا طویل سفر اتنے کم وقت میں طے کرا دینا کہی جا سکتی ہے یہ اس سفر کے پہلے اس حصہ کی نشانیاں ہیں جسے ''اسراء'' کہا جاتا ہے جس کے حوالے سے اس سورت کا نام الاسراء ہے اس سفر کا دوسرا حصہ اللہ کے رسول ﷺ کا بیت المقدس سے آگے کا سفر ہے جسے ''معراج'' کہا جاتا ہے ہم نے اس سفر کا تفصیل سے ذکر الامین ﷺ کی جلد اول میں کیا ہے یہاں اس سفر کی اور سب مشاہدات کی تفصیل دینا ممکن نہیں نشانیوں سے اللہ تعالیٰ کی عظمت و کبریائی کے مظاہرے مراد ہیں

وہی تو ہے
جو ہے سب کچھ سننے والا سب کچھ دیکھنے والا[5]

2- وَاٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَجَعَلْنٰهُ هُدًى لِّبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اَلَّا تَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِيْ وَكِيْلًا ۝٢

2- اور ہم نے موسیٰ کو کتاب دی تھی[6]
اور ہم نے اسے
بنی اسرائیل کے لیے راہنما بنایا تھا
کہ "نہ بنانا سوائے میرے
کسی کو بھی اپنا کارساز

3- ذُرِّيَّةَ مَنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍ ۭ اِنَّهٗ كَانَ عَبْدًا شَكُوْرًا ۝٣

3- اے ان لوگوں کی آل والو
جنہیں ہم نے نوح کے ساتھ اٹھایا تھا[7]
وہ تو بہت ہی شکر کرنے والا بندہ تھا"

4- وَقَضَيْنَآ اِلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ فِي الْكِتٰبِ لَتُفْسِدُنَّ فِي الْاَرْضِ مَرَّتَيْنِ وَلَتَعْلُنَّ عُلُوًّا كَبِيْرًا ۝٤

4- اور ہم نے بتا دیا تھا بنی اسرائیل کو[8]
کتاب میں

5- یعنی وہ اللہ جو اپنے بندے کو راتوں رات مسجدِ حرام سے مسجدِ اقصیٰ لے گیا تھا اس سے کوئی بھی چیز چھپائی نہیں جا سکتی

6- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم نے بنی اسرائیل کی ہدایت کے لیے موسیٰ کو جو کتاب دی تھی اس میں بھی ہم نے بنی اسرائیل سے یہی کہا تھا کہ میرے سوا کسی اور کو کارساز یعنی حاجت روا نہ بنا لینا اللہ تعالیٰ نے پہلے اپنی قدرتِ کاملہ سے رات کے تھوڑے سے حصہ میں اپنے نبی ﷺ کو مسجدِ اقصیٰ تک لے جانے اور اپنے ہی مالکِ کائنات ہونے کا ذکر فرمایا ہے اور پھر ساتھ ہی بنی اسرائیل کے لیے بھیجی کتاب اور اللہ کے سوا کسی اور کو کارساز نہ بنانے کے حکم کا حوالہ دیا ہے اس کے بعد بنی اسرائیل کے جرائم اور سزاؤں کا ذکر ہے اس طرح لوگوں کو خبردار کیا جا رہا ہے کہ اگر تم نے بھی دعوتِ حق کو قبول نہ کیا اور ہمارے سوا دوسروں کو کارساز مانتے رہے تو تم بھی ہمارے عذاب سے نہیں بچ سکو گے تمہیں ہمارے ہی کائنات کے مالک و مختار ہونے کا اسی سے اندازہ ہو جانا چاہیے کہ جو سفر تم لوگ چالیس راتوں میں مکمل کرتے ہو وہ ہم نے اپنے نبی ﷺ کو رات کے ایک حصہ میں طے کرا دیا تھا

7- ہم نے ان سے کہا تھا کہ تم ان کی آل ہو جنہیں ہم نے طوفان کے وقت اس کشتی میں سوار کر کے بچا لیا تھا جس میں ہمارا بہت ہی شکر ادا کرنے والا نوح سوار تھا۔ کیوں بچا لیا تھا؟ کیونکہ تمہارے اجداد بھی حضرت نوح کی مانند ہمارے شکر گزار تھے لہٰذا تم جو ان کی اولاد ہو، ہماری نعمتوں کا شکر ادا کرنا اور ہمیں ہی کارساز ماننا

8- ہم نے اپنی نازل کردہ کتاب میں انہیں خبردار کر دیا تھا کہ جب تم ہمارے احکام کی خلاف ورزی کرو گے اور زمین میں فساد پھیلاؤ گے تو ہم تمہیں سزا دیں گے کتاب سے یہاں مراد وہ سب صحیفے ہیں جو بنی اسرائیل کی ہدایت کے لیے اللہ نے مختلف نبیوں کے ذریعے بھیجے تھے اور جن کے مجموعہ کے لیے قرآن میں "الکتاب" کا حوالہ دیا جاتا ہے مراد وہ سب صحیفے ہیں جن کے ذریعے اللہ کے بھیجے کئی نبیوں نے بنی اسرائیل ◄◄

5- فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ اُوْلٰىهُمَا بَعَثْنَا عَلَيْكُمْ عِبَادًا لَّنَآ اُولِيْ بَاْسٍ شَدِيْدٍ فَجَاسُوْا خِلٰلَ الدِّيَارِ وَكَانَ وَعْدًا مَّفْعُوْلًا ۝٥

"تم ضرور زمین میں فساد پھیلاؤ گے دوبار اور تم ضرور بہت بڑی سرکشی کرو گے"

5- تو جب آن پہنچا ان دونوں میں سے پہلا وعدہ تو ہم نے بھیج دیئے تھے تمہارے خلاف اپنے بندے بہت ہی سختی سے لڑنے والے[9] اور وہ تمہارے ملک میں ہر طرف گھس گئے تھے اور وہ ایسا وعدہ تھا جو پورا ہو کر ہی رہنا تھا

6- ثُمَّ رَدَدْنَا لَكُمُ الْكَرَّةَ عَلَيْهِمْ وَاَمْدَدْنٰكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَجَعَلْنٰكُمْ اَكْثَرَ نَفِيْرًا ۝٦

6- پھر ہم نے تمہیں ایک بار پھر ان پر غلبہ دے دیا تھا[10] اور ہم نے تمہاری مدد کی تھی اموال سے اور اولاد کے ساتھ اور ہم نے بنا دیا تھا تمہیں بڑے جتھے والے

◄◄ کو خبردار کر دیا ہوا تھا کہ تم احکام کی خلاف ورزی کر کے فساد پھیلاؤ گے اور سزا پاؤ گے ان صحیفوں میں یہ دونوں پیش گوئیاں موجود ہیں

9- اپنے بندے کا مطلب یہ ہے کہ وہ ہمارے پیدا کیے بندوں میں سے تھے وہ جن کے ذریعے ہم نے تمہیں سزا دی تھی، آگے ان سزا دینے والوں کی سختی کا حال ہے کہ انہوں نے تمہاری بستیوں اور گھروں میں داخل ہو کر تمہیں تباہ و برباد کر دیا تھا۔ وہ کون تھے؟ وہ تھا بابل کا حکمران بخت نصر جس نے یروشلم کی اینٹ سے اینٹ بجا دی تھی حضرت سلیمان کا بنایا ہیکل تباہ کر دیا تھا اور اسرائیلیوں کو قیدی بنا کر بابل لے آیا تھا جہاں وہ طویل عرصہ مہاجر کیمپوں میں قیدی رہے تھے اس کے بعد رومیوں نے بھی انہیں سخت ذلیل کیا تھا

10- یعنی جب تمہیں اپنے گناہوں اور جرائم کا احساس ہو گیا تم سالوں اس پر پچھتاتے رہے توبہ کرتے رہے تو ہم نے نہ صرف تمہاری واپسی اور نجات کے اسباب پیدا کر دیئے بلکہ تمہیں پھر سے طاقتور بنا دیا، دنیاوی وسائل کے حوالے سے بھی اور افرادی قوت کے حوالے سے بھی یہ واپسی اور بحالی ایرانی شہنشاہ سائرس کے زمانہ میں ہوئی تھی جس نے بابل پر قبضہ کر لیا تھا اس نے اپنی ملکہ کے انتخاب کے لیے مقابلہ حسن کروایا تو ایک یہودی قیدی نے شاہی حکام کے ساتھ ساز باز کر کے اپنی بھتیجی کو اس مقابلے میں ایران کی ملکہ بنوا دیا تھا اور اس ملکہ کی سفارش پر یہودیوں کو رہائی اور واپسی کی اجازت ملی تھی اور سائرس نے حضرت عزیر کو یروشلم میں اپنا گورنر مقرر کر دیا تھا جس کے بعد بنی اسرائیل کو پھر سے اس علاقہ میں غلبہ حاصل ہو گیا تھا (اس کی تفصیل بھی الامین ﷺ میں دیکھی جا سکتی ہے)

7- اِنْ اَحْسَنْتُمْ اَحْسَنْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ ۖ وَاِنْ اَسَاْتُمْ فَلَهَا ۚ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ لِيَسُوْٓءٗا وُجُوْهَكُمْ وَلِيَدْخُلُوا الْمَسْجِدَ كَمَا دَخَلُوْهُ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّلِيُتَبِّرُوْا مَا عَلَوْا تَتْبِيْرًا ۝

7- اگر تم نے بھلائی کی[11]
تو تم نے اپنی ہی جانوں کے لیے بھلائی کی تھی
اور اگر تم نے برائی کی
تو اپنے واسطے ہی کی تھی
پھر جب دوسرا وعدہ درست ثابت ہوا[12]
تو ہم نے تمہارے خلاف نئے دشمن کھڑے کر دیئے تھے
تا کہ وہ تمہارے چہرے بگاڑ دیں
اور وہ گھس جائیں مسجد میں
جیسے وہ پہلے والے گھس گئے تھے
اور اس لیے کہ وہ تباہ کر دیں
ہر وہ چیز جس پر وہ غالب آجائیں
مکمل طور پر

8- عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يَّرْحَمَكُمْ ۚ وَاِنْ عُدْتُّمْ عُدْنَا ۘ وَجَعَلْنَا جَهَنَّمَ لِلْكٰفِرِيْنَ حَصِيْرًا ۝

وقف لازم

8- ہوسکتا ہے کہ تمہارا رب تم پر رحم کر دے[13]
اور اگر تم
پھر سے ویسا ہی کرو گے
تو ہم بھی پھر ویسا ہی کریں گے

11- یعنی تم جیسا کرتے رہے تھے ویسا ہی بھرتے رہے تھے

12- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جب تم نے پھر فساد پھیلا دیا تو ہم نے تمہیں سزا دینے کے لیے کسی اور کو بھیج دیا تھا جس نے تمہارا چہرہ ہی بگاڑ دیا تھا یعنی تمہاری قومی شناخت ہی ختم کر دی تھی اس نے ہر چیز مکمل طور پر تباہ و برباد کر دی تھی۔ بابل سے واپسی پر یہودیوں نے ہیکل سلیمانی پھر سے تعمیر کر لیا تھا اور یونانی حملہ آور ٹیٹس نے پھر سے اسے تباہ کر دیا تھا جس کے بعد سے ہیکل سلیمانی پھر کبھی تعمیر نہ ہو سکا یہ اس سزا کا حوالہ ہے

13- یعنی اگر تم اب توبہ کر لو اس راہِ راست پر قائم ہو جاؤ جس کی طرف قرآن بلاتا ہے تو ہو سکتا ہے کہ تمہاری راہِ راست کی طرف واپسی پر ہم تمہارے اس سے پہلے کے گناہ معاف کر دیں اور تم پر رحم کریں لیکن اگر تم نے ویسے ہی کیا جیسے پہلے کرتے رہے ہو تو ہم پھر تمہیں ذلت اور رسوائی کی سزا دیں گے

اور ہم نے بنایا ہوا ہے جہنم کو[14]
کافروں کے لیے قید خانہ

9- اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَهْدِيْ لِلَّتِيْ هِيَ اَقْوَمُ وَيُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِيْنَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا كَبِيْرًا ۙ﴿٩﴾

9- یہ قرآن تو رہنمائی کرتا ہے[15]
اس راہ کی طرف جو بالکل درست ہے
اور مومنوں کو خوشخبری دیتا ہے
ان لوگوں کو جو اچھے عمل کریں
کہ ان کے لیے بہت بڑا اجر ہے

10- وَّاَنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿١٠﴾ ع ١٠ ١١

10- اور یہ کہ جو لوگ
یومِ آخرت پر ایمان نہیں لاتے
ہم نے ان کے لیے
دردناک عذاب تیار کیا ہوا ہے

2

11- وَيَدْعُ الْاِنْسَانُ بِالشَّرِّ دُعَآءَهٗ بِالْخَيْرِ ؕ وَكَانَ الْاِنْسَانُ عَجُوْلًا ﴿١١﴾

11- اور انسان اسی طرح سے برائی مانگنے لگتا ہے[1]
جس طرح وہ بھلائی مانگتا ہے
اور انسان ہے ہی جلد باز

12- وَجَعَلْنَا الَّيْلَ وَالنَّهَارَ اٰيَتَيْنِ فَمَحَوْنَآ اٰيَةَ الَّيْلِ وَجَعَلْنَآ اٰيَةَ النَّهَارِ مُبْصِرَةً لِّتَبْتَغُوْا

12- اور ہم نے بنا دیا ہے[2]
رات کو اور دن کو دو نشانیاں

14- جو اس دعوت سے انکار کرے گا اس کے لیے جہنم ہے جس میں وہ ہمیشہ قید رہے گا

15- بالکل درست اور مستحکم راہِ ہدایت وہی ہے جس کی طرف قرآن دعوت دیتا ہے

1- یعنی انسان کے حق میں اچھا کیا ہے اور برا کیا ہے اسے تو اس کا کوئی احساس ہی نہیں اور وہ بعض چیزوں کو اپنے لیے اچھا جان کر مانگنا شروع کر دیتا ہے وہ یہ بھی نہیں سوچتا کہ وہ چیز تو اسے تباہی کے گڑھے میں لے جائے گی۔ اس کے لیے اچھا کیا ہے اور برا کیا ہے؟ اس کی ساری رہنمائی قرآن میں ہی ہے

2- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اس کا ثبوت ہمارا قائم کیا ہوا رات اور دن کا نظام بھی ہے جو ہمارے مقررہ کردہ ضوابط کے تحت چل رہا ہے اس نظام کی رات کو ہم نے بے نور یعنی اندھیری بنایا ہوا ہے اس کی وجہ سے انسان کو جو سکون اور فوائد حاصل ہیں وہ سب انسان جانتے ہیں جبکہ ◄ ع

فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ وَلِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِيْنَ وَالْحِسَابَ ؕ وَكُلَّ شَيْءٍ فَصَّلْنٰهُ تَفْصِيْلًا ⑫

اور ہم نے رات کی نشانی کو بے نور کر دیا
اور ہم نے دن کی نشانی کو روشن بنا دیا ہے
تاکہ تم اپنے رب کا فضل تلاش کر سکو
اور اس لیے کہ تم جان سکو
سالوں کی گنتی اور حساب
اور ہم نے بیان کر دی ہے[3]
ہر چیز پوری تفصیل سے

13- وَكُلَّ اِنْسَانٍ اَلْزَمْنٰهُ طٰٓئِرَهٗ فِيْ عُنُقِهٖ ؕ وَنُخْرِجُ لَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ كِتٰبًا يَّلْقٰىهُ مَنْشُوْرًا ⑬

13- اور ہر انسان کی قسمت کو[4]
ہم نے اس کی گردن سے باندھ دیا ہے
اور ہم اس کے لیے نکال لائیں گے
قیامت کے دن
ایک نوشتہ
وہ اس کو کھلا ہوا دیکھے گا

14- اِقْرَاْ كِتٰبَكَ ؕ كَفٰى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيْبًا ⑭ ؕ

14- لے پڑھ لے اپنا نامۂ اعمال![5]
اپنا حساب کرنے کے لیے
آج تو خود ہی کافی ہے

◄◄ دن کو ہم نے چیزیں دکھانے والا یعنی روشن بنایا ہوا ہے تاکہ اس میں تم روزی کما سکو اور ایسی سرگرمیاں جاری رکھ سکو جو اندھیرے میں جاری نہیں رکھ سکتے رات اور دن کے آنے جانے کے اس نظام سے تم سالوں، مہینوں، ہفتوں اور دنوں کا حساب بھی رکھ سکتے ہو جس کی تمہیں ضرورت رہتی ہے اگر تم ہماری بنائی ان دو نشانیوں پر غور و فکر کرو تو تم سمجھ جاؤ گے کہ ہم ہی جانتے ہیں کہ تمہارے فائدے میں کیا ہے اور تمہارے لیے نقصان دہ کیا ہے

3- انسان کے لیے اچھا کیا ہے اور برا کیا ہے اس کے بارے میں ہم نے قرآن میں سب کچھ کھول کر بتا دیا ہے

4- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ کوئی بھی انسان جو بھی کچھ کرتا ہے اپنی مرضی سے کرتا ہے اور اس کا نتیجہ اس کی اپنی گردن سے چپکا رہتا ہے ایسا نہیں کہ اس میں سے کچھ غائب ہو جائے دنیا اور آخرت میں وہ اپنے کیے کا ہی پھل پائے گا

5- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جب انسان کا اعمال نامہ اس کے سامنے ہوگا جس میں اس کا کیا ہر عمل اس کے سامنے ہوگا تو وہ اپنے بارے میں خود ہی فیصلہ کر لے گا کہ اس کا انجام کیا ہونا چاہیے کیونکہ اس روز فیصلہ اعمال کی بنیاد پر ہوگا

15- مَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا يَهْتَدِيْ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ۭ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ۭ وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا ⑮

15- جو کوئی راہ راست اختیا کرلے[6]
تو اس کا راہ پانا
اس کے اپنے ہی فائدے کے لیے ہے
اور جو کوئی گمراہ ہو گیا
تو اس کی گمراہی کا وبال اس کے اپنے اوپر ہی ہے
اور نہیں اُٹھائے گا[7]
کوئی بوجھ اٹھانے والا
کسی اور کا بوجھ
اور ہم نہیں دیتے عذاب[8]
اس وقت تک کہ
کوئی رسول نہ بھیج دیں

16- وَاِذَآ اَرَدْنَآ اَنْ نُّهْلِكَ قَرْيَةً اَمَرْنَا مُتْرَفِيْهَا فَفَسَقُوْا فِيْهَا فَحَقَّ عَلَيْهَا الْقَوْلُ فَدَمَّرْنٰهَا تَدْمِيْرًا ⑯

16- اور جب ہم ارادہ کرلیں کہ
برباد کر دیں کسی بستی کو
تو ہم اس کے امراء کو حکم دیتے ہیں[9]

6- اگر کوئی قرآن پر ایمان لے آتا ہے تو اس کا فائدہ خود اسے ہی ہوگا اور اگر مخالفت اور سرکشی کی راہ اختیار کرتا ہے تو اس کا نقصان بھی خود اسی کو ہوگا

7- کسی کے گناہوں کی سزا کسی اور کو نہیں دی جاسکتی جیسا کہ عیسائیوں کا عقیدہ ہے کہ عیسیٰ کے صلیب پر چڑھا دیے جانے کی وجہ سے ان کے ماننے والوں میں سے کسی کو اس کے گناہوں کی سزا نہیں دی جائے گی ہر کسی کو اپنے اعمال کی سزا لازماً بھگتنا ہوگی

8- اللہ تعالیٰ قوموں اور گروہوں کے بارے میں اپنے اصولِ سزا و جزا کی وضاحت بیان فرماتے ہیں کہ ایسا نہیں ہوسکتا کہ ہم نے کسی قوم کو بتایا ہی نہ ہو کہ ہدایت کا راستہ کون سا ہے اور گمراہی کا راستہ کونسا ہے اور اسے ہم نے عذاب میں مبتلا کر دیا ہو ہم پہلے سب کچھ بتا دیتے ہیں اور اسی وقت کسی قوم کو عذاب میں مبتلا کرتے ہیں جب وہ اپنے عمل سے ہمارے احکام اور رسول کی دکھائی راہ سے سرکشی کر چکی ہو

9- امراء ہی کو حکم دینے کا ذکر کیوں ہے؟ اس لیے کہ اپنے مقام و مرتبہ اور مال و زر کی وجہ سے وہ لوگوں کی اجتماعی زندگی کو کنٹرول کر رہے ہوتے ہیں اور عام لوگ ایسوں کی پیروی پر مجبور ہوتے ہیں لیکن ''ہم اس کے امراء کو حکم دیتے ہیں'' سے یہ ہرگز مراد نہیں کہ وہ حکم صرف امراء کے لیے ہی ہوتا ہے مراد یہ ہے کہ اس بستی کی طرف بھیجے رسول کے ذریعے ہم ان بارسوخ امراء کو حق کی پیروی کا حکم دے کر خبردار کر دیتے ہیں وہ ہمارے احکام کی خلاف ورزی سے باز نہ آئیں تو ہمارے قانون کے تحت ان کے لیے عذاب واجب ہو جاتا ہے

مگر وہ وہاں پر نافرمانیاں کرتے ہیں
سو اس بستی کے خلاف بات درست ثابت ہو جاتی ہے
اور ہم اس کو تباہ کر دیتے ہیں
مکمل طور پر

17- وَ كَمْ اَهْلَكْنَا مِنَ الْقُرُوْنِ مِنْۢ بَعْدِ نُوْحٍ ؕ وَ كَفٰى بِرَبِّكَ بِذُنُوْبِ عِبَادِهٖ خَبِيْرًۢا بَصِيْرًا ﴿۱۷﴾

17- اور دیکھو تو کتنی ہی نسلیں ہیں[10] جو ہم نے ہلاک کر دی تھیں نوح کے بعد اور کافی ہے تیرا رب[11] اپنے بندوں کے گناہوں کی خبر رکھنے اور دیکھنے کے لیے

18- مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعَاجِلَةَ عَجَّلْنَا لَهٗ فِيْهَا مَا نَشَآءُ لِمَنْ نُّرِيْدُ ثُمَّ جَعَلْنَا لَهٗ جَهَنَّمَ ۚ يَصْلٰىهَا مَذْمُوْمًا مَّدْحُوْرًا ﴿۱۸﴾

18- جو کوئی دنیا کی آسودگی چاہتا ہو[12] ہم اسے یہیں پر دے دیتے ہیں جو کچھ دینا چاہیں جس کسی کو دینا پسند کریں پھر ہم اس کے لیے دوزخ مقرر کر دیتے ہیں وہ تاپتا رہے گا اس کو مذمت زدہ دھتکارا ہوا

10- حضرت نوح کی قوم کے بعد بھی اس اصول کے تحت ہم کئی قوموں کو برباد کر چکے ہیں یہ اصول سب کے لیے ہے

11- کسی کا کوئی گناہ ہم سے چھپا نہیں ہوتا ہم سب کچھ جانتے ہیں اور کسی کے بارے میں کوئی فیصلہ کرنے کے لیے ہمیں کسی کی گواہی کی ضرورت نہیں ہوتی

12- آیت 11 میں فرمایا کہ جلد باز انسان برائی کے لیے بھی ایسے ہی دعا مانگتا ہے جیسے بھلائی کے لیے مانگ رہا ہوتا ہے اب اسی جلد باز، بے سمجھ مانگنے والے انسان کے بارے میں اپنے اصول عطاء و سزا کے حوالے سے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ایسے جلد بازوں یعنی دنیا کے طالب لوگوں میں سے جس کسی کو ہم جتنا چاہیں دے دیا کرتے ہیں چونکہ وہ دنیا ہی کے طالب ہوتے ہیں اور اپنے لیے دنیا ہی کو بھلائی سمجھ کر اصل میں اپنی برائی کی دعائیں کرتے ہوتے ہیں اس لیے ایسے دنیاداروں کے لیے ہم دوزخ لکھ دیتے ہیں یہ بھی ان کی پسند کا ہی بدلہ ہوتا ہے

19- وَمَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَةَ وَسَعٰى لَهَا سَعْيَهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ كَانَ سَعْيُهُمْ مَّشْكُوْرًا ⑲

19- اور جو کوئی طلب گار ہو آخرت کا[13]
اور وہ اس کے لیے کوشش کرتا ہے
پوری جدوجہد کے ساتھ
اور وہ مومن ہو
تو ایسے لوگوں کی
کوشش کی قدر کی جاتی ہے

20- كُلًّا نُّمِدُّ هٰٓؤُلَآءِ وَهٰٓؤُلَآءِ مِنْ عَطَآءِ رَبِّكَ ؕ وَمَا كَانَ عَطَآءُ رَبِّكَ مَحْظُوْرًا ⑳

20- ہم تو ہر ایک کو دیتے ہیں[14]
اِن کو بھی اور اُن کو بھی
تیرے رب کی عطاء میں سے
اور تیرے رب کی عطاء
کسی پر بند نہیں

21- اُنْظُرْ كَيْفَ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ؕ وَلَلْاٰخِرَةُ اَكْبَرُ دَرَجٰتٍ وَّاَكْبَرُ تَفْضِيْلًا ㉑

21- تو دیکھو ہم نے کیسے برتری دی ہوئی ہے[15]
ان میں سے بعض کو
بعض دوسروں پر
جبکہ آخرت تو سب سے بڑھ کر ہے[16]
درجات کے حوالے سے
اور فضیلت میں بہت ہی بڑھ کر ہے

13- دنیا دار کے مقابلے میں جو کوئی آخرت کی بھلائی چاہتا ہے اور اس کے لیے پوری کوشش کرتا ہے تو ایسے اہلِ ایمان کی کوشش اس روز کامیاب ہوگی

14- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ دنیا میں ہم ہر کسی کو دیتے ہیں دنیا کے طالبوں کو بھی کچھ دیتے ہیں اور آخرت کے طالبوں کو بھی ایسا نہیں کہ کافروں پر اپنی عطاء کے دروازے بند کر دیں

15- دنیا میں دنیا کے طالبوں میں سے کئی ایک کو ہم نے دوسروں سے زیادہ دیا ہوا ہے

16- جو آخرت کے طالب ہیں ان کے مرتبے بہت بلند ہیں

ع ١٢ ٢ ٢

22- لَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتَقْعُدَ مَذْمُوْمًا مَّخْذُوْلًا ﴿٢٢﴾

22- ہرگز نہ بنا
اللہ کے ساتھ
کوئی بھی اور معبود
کہ تو بیٹھا رہ جائے گا
ملامت کیا گیا بے یار و مددگار [17]

3

23- وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ؕ اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَآ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا ﴿٢٣﴾

23- اور تیرے رب نے حکم دیا ہے کہ [1]
ہرگز نہ عبادت کرو
مگر اس کی ہی [2]
اور والدین کے ساتھ احسان کا سلوک کرو
اگر تیرے سامنے بڑھاپے کو پہنچ جائے
ان دونوں میں سے کوئی ایک
یا وہ دونوں
تو ان سے اُف تک بھی نہ کہہ [3]
اور نہ ان کو جھڑک
اور ان سے ادب کے ساتھ بات کر

24- وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا ﴿٢٤﴾

24- اور پھیلائے رکھ ان دونوں کے لیے [4]
فرمانبرداری کے بازو

17-حساب کے وقت

1- یعنی اللہ کا یہ حکم اس کا ایسا فیصلہ ہے جو تبدیل نہیں ہوسکتا

2- اللہ نے پیدا کیا ہے وہی خالق و مالک اور رازق ہے اس لیے اس کی اور صرف اسی کی عبادت کرو

3- اُفٍّ جس کے معنی اُف نہ کر بھی کئے جاتے ہیں کا مطلب ایسی آواز ہے جس سے بولنے والے یا بات کرنے والے کے دل کی تنگی اور ناپسندیدگی ظاہر ہو یعنی ان کے ساتھ خوش دلی سے بات کر جس کی آگے مزید وضاحت فرمادی ہے کہ ان سے نہایت ادب اور تعظیم کے ساتھ بات کر

4- جس طرح بلندیوں میں محو پرواز پرندہ اپنے بچوں کے لیے محبت کی وجہ سے اپنے بازو جھکا کر ان کی طرف پھیلا دیتا ہے اور انہیں اپنی محبت کی آغوش میں لے لیتا ہے انسان کو بھی اپنے بوڑھے والدین سے محبت کا یہی انداز اپنانا چاہیے

نیازمندی کے ساتھ

اور دعا کر "اے میرے رب

ان دونوں پر رحم فرما

ویسے ہی

جیسے ان دونوں نے شفقت سے میری پرورش کی تھی

جب میں بچہ تھا"

25- رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَا فِيْ نُفُوْسِكُمْ ؕ اِنْ تَكُوْنُوْا صٰلِحِيْنَ فَاِنَّهٗ كَانَ لِلْاَوَّابِيْنَ غَفُوْرًا ﴿٢٥﴾

25- تمہارا رب تو اچھی طرح جانتا ہے[5]

اس کے بارے میں

جو کچھ بھی تمہارے دلوں میں ہوتا ہے

اگر تم نیکوکار ہو گے

تو وہ تو واقعی

رجوع کرنے والوں کو بخش دینے والا ہے

26- وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا ﴿٢٦﴾

26- اور دے قرابت دار کو

اس کا حق

اور مسکین کو اور مسافر کو

اور بے جا خرچ کر کے فضول خرچی نہ کر

27- اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ ؕ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا ﴿٢٧﴾

27- بلاشبہ بے جا خرچ کرنے والے

شیاطین کے بھائی ہیں

اور شیطان اپنے رب کا ناشکرا ہے

28- وَاِمَّا تُعْرِضَنَّ عَنْهُمُ ابْتِغَآءَ رَحْمَةٍ مِّنْ رَّبِّكَ تَرْجُوْهَا فَقُلْ لَّهُمْ قَوْلًا مَّيْسُوْرًا ﴿٢٨﴾

28- اور اگر تجھے ان سے منہ پھیرنا ہو[6]

کہ ابھی تم اپنے رب کی رحمت تلاش کر رہے ہو

5- ان احکام پر عمل کے بارے میں تمہارے دلوں کے اندر کے خیالات سے بھی ہم واقف ہیں

جس کے تم امیدوار ہو
تو ان سے نرمی سے بات کرو

29- وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُوْلَةً اِلٰى عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُوْمًا مَّحْسُوْرًا ﴿٢٩﴾

29- اور تو نہ بنا لے اپنے ہاتھ کو
اپنی گردن کے ساتھ بندھا ہوا
اور نہ کھول دے اس کو بہت زیادہ کہ
تو بیٹھ جائے
ملامت زدہ عاجز بن کر[7]

30- اِنَّ رَبَّكَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ ۭ اِنَّهٗ كَانَ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرًۢا بَصِيْرًا ﴿٣٠﴾ ع ٣

30- تیرا رب تو
کھول دیتا ہے رزق
جس کسی کے لیے چاہے
اور تنگ کر دیتا ہے
وہ تو اپنے بندوں سے
باخبر ہے اور انہیں دیکھ رہا ہے

4

31- وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ ۭ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَاِيَّاكُمْ ۭ اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْاً كَبِيْرًا ﴿٣١﴾

31- اور تم ہرگز نہ قتل کرو اپنی اولاد کو[1]
مفلسی کے خوف سے

6- اگر تیرے پاس انہیں دینے کو کچھ نہ ہو اور تو خود رزق کی تلاش میں ہو اور اس وجہ سے تجھے کسی طلب کرنے والے سے منہ پھیر لینا پڑ جائے تو بھی اسے نرمی سے جواب دے سخت جواب پھر بھی نہ دے

7- یعنی توازن برقرار رکھو ایسا نہ ہو کہ تمہارے اپنے پاس کچھ نہ بچے اور تم بے بس اور تھکے ہارے جیسے ہو جاؤ

1- دورِ جاہلیت میں بچیوں کو زندہ دفن کر دینے اور بچوں کو کسی دیوی دیوتا کی قربان گاہ پر ذبح کر دینے کے رواج کے حوالے سے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ رزق دینے والے تو ہم ہیں رزق کی تنگی کے خوف سے ایسا ظلم نہ کرو ہم تمہیں بھی تو روزی دے رہے ہیں اگر ہم تمہیں روزی دیتے ہیں تو تمہاری اولاد کو کیوں نہیں دے سکتے

ہم رزق دیتے ہیں ان کو اور تم کو

انہیں قتل کرنا تو

بہت بڑی خطا ہے

32- وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰٓى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً ؕ وَسَآءَ سَبِيْلًا ﴿٣٢﴾

32- اور ہرگز نہ نزدیک جاؤ زنا کے

وہ تو بے حیائی ہے

اور بدترین راہ ہے

33- وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ؕ وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُوْمًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهٖ سُلْطٰنًا فَلَا يُسْرِفْ فِّي الْقَتْلِ ؕ اِنَّهٗ كَانَ مَنْصُوْرًا ﴿٣٣﴾

33- اور نہ قتل کرو اس جان کو

جسے قتل کرنا اللہ نے حرام کر دیا ہے[2]

مگر حق کے ساتھ

اور جو کوئی قتل کر دیا جائے

ظلم کے ساتھ

تو ہم نے دیا ہوا ہے

اس کے ولی کو غلبہ[3]

سو لازم ہے کہ وہ

قتل میں حد کی خلاف ورزی نہ کرے

اس کی تو مدد کی گئی ہے[4]

34- وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ حَتّٰى يَبْلُغَ اَشُدَّهٗ ۚ وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ ۚ

34- اور نہ قریب جاؤ یتیم کے مال کے

مگر اس طریقہ سے جو بہت ہی اچھا ہو[5]

2- نفس یا جان میں انسان کی اپنی جان بھی شامل ہے

3- اگر کسی شخص کو بلا وجہ قتل کر دیا جائے تو ہم نے اس کی ولی کو غلبہ دیا ہوا ہے یعنی اسے اختیار دیا ہوا ہے کہ وہ قاتل کو معاف بھی کر سکتا ہے اور قصاص میں قتل بھی کر سکتا ہے

4- قصاص میں قاتل کو ہی قتل کرے مگر اسے بھی بے دردی سے قتل نہ کرے قتل کرنے کے بعد اس کا مثلہ نہ کرے اس کے مردہ جسم کو گھسیٹتا نہ پھرے اسے قصاص کا حق دے کر اس کی تو مدد کی گئی ہے وہ اس معاملے کو فساد کی بنیاد نہ بنا لے

5- یعنی یتیم کے مال کو کسی منافع بخش کاروبار میں لگانے کی اجازت ہے ایسے کاروبار میں جس سے مال ضائع ہونے کا خدشہ نہ ہو

اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْـُٔوْلًا ﴿٣٤﴾

یہاں تک کہ وہ اپنی جوانی تک پہنچ جائے
اور پورا کرو عہد کو[6]
یقیناً عہد کے بارے میں پوچھا جائے گا

35- وَ اَوْفُوا الْكَيْلَ اِذَا كِلْتُمْ وَ زِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيْمِ ؕ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّ اَحْسَنُ تَاْوِيْلًا ﴿٣٥﴾

35- اور پورا کرو ماپ کو جب تم ماپو
اور تم ٹھیک ترازو کے ساتھ تولو
یہ ہے بہت بہتر اور اچھا
انجام کے حوالے سے

36- وَ لَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ؕ اِنَّ السَّمْعَ وَ الْبَصَرَ وَ الْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْـُٔوْلًا ﴿٣٦﴾

36- اور نہ پیروی کر اس بات کی
جس کے بارے میں تجھے کوئی علم نہیں[7]
بلاشبہ
کان اور آنکھ اور دل
ان میں سے ہر ایک سے
اس کے بارے میں باز پرس ہوگی[8]

37- وَ لَا تَمْشِ فِی الْاَرْضِ مَرَحًا ۚ اِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَ الْاَرْضَ وَ لَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُوْلًا ﴿٣٧﴾

37- اور زمین پر اکڑتا ہوا نہ چل
تو زمین کو پھاڑ تو نہیں سکتا
اور نہ ہی تو
پہاڑوں کی بلندی تک پہنچ سکتا ہے
اونچا ہو کر

6- عہد کے مطابق اس کے مال کی حفاظت کرو اور اس کے بالغ ہونے پر اس کے حوالے کر دو
7- یعنی جس چیز کے بارے میں تمہیں یقینی علم نہیں اس کو سچ نہ مان لو اس پر یقین کر کے عمل نہ شروع کر دو یقین کی بنیاد علم پر ہونی چاہیے
8- ان کے غلط استعمال کے بارے میں

38- كُلُّ ذٰلِكَ كَانَ سَيِّئُهٗ عِنْدَ رَبِّكَ مَكْرُوْهًا ﴿٣٨﴾

38- ان سب خصلتوں کی برائی[9]
تیرے رب کے نزدیک ناپسندیدہ ہے

39- ذٰلِكَ مِمَّآ اَوْحٰٓى اِلَيْكَ رَبُّكَ مِنَ الْحِكْمَةِ ؕ وَلَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتُلْقٰى فِىْ جَهَنَّمَ مَلُوْمًا مَّدْحُوْرًا ﴿٣٩﴾

39- یہ حکمت کی ان باتوں میں سے ہیں[10]
جو تیرے رب نے تیری طرف وحی کی ہیں
اور ہرگز نہ بنا اللہ کے ساتھ کوئی بھی اور معبود[11]
ورنہ ڈال دیا جائے گا تو دوزخ میں
ملامت زدہ مسترد کیا ہوا

40- اَفَاَصْفٰىكُمْ رَبُّكُمْ بِالْبَنِيْنَ وَاتَّخَذَ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ اِنَاثًا ؕ اِنَّكُمْ لَتَقُوْلُوْنَ قَوْلًا عَظِيْمًا ﴿٤٠﴾ ع ١٠ ٤

40- تو کیا پھر تمہارے رب نے[12]
تمہیں بیٹوں کے لیے چن لیا ہے
اور اپنے لیے فرشتوں میں سے بیٹیاں بنالی ہیں؟
تم تو واقعی ایک بہت بڑا بول بول رہے ہو[13]

5

41- وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِىْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لِيَذَّكَّرُوْا ؕ وَمَا يَزِيْدُهُمْ اِلَّا نُفُوْرًا ﴿٤١﴾

41- اور ہم نے قرآن میں ہر طرح سے چیزیں
واضح کر دی ہیں[1]

9- جن خصلتوں کا ذکر کیا گیا ہے ان کی ہر قسم کی برائی اللہ کو پسند نہیں ایسے سب برے اطوار قابلِ گرفت ہیں

10- اللہ تعالیٰ اپنے رسول ﷺ سے فرماتے ہیں کہ ہم نے لوگوں کو بتا دینے کے لیے آپ کی طرف وحی کے ذریعے حکمت کی جو باتیں نازل کی ہوئی ہیں یہ احکام بھی ان میں سے ہیں اللہ تعالیٰ مخاطب تو اپنے رسول ﷺ سے ہیں مگر بتا سب انسانوں کو رہے ہیں

11- یہ خطاب بھی ہے تو اللہ کے رسول سے مگر بتایا اللہ کے ساتھ کسی بھی اور کو حاجت روا بنانے والوں کو جا رہا ہے کہ اگر وہ باز نہ آئے تو ان کو دوزخ میں ڈالا جائے گا جہاں ان پر کوئی توجہ تک نہیں دی جائے گی

12- مشرک کہتے تھے کہ فرشتے اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ بیٹے اور بیٹیاں دیتے تو ہم ہیں تو کیا ہم نے تمہیں بیٹے دینے کے لیے چن لیا اور اپنے لیے بیٹیاں منتخب کر لیں؟ مراد بیٹیوں کو کم تر بتانا نہیں بلکہ ان جاہل مشرکوں کی جہالت کو ثابت کرنا ہے

13- یعنی ایسے جھوٹ گھڑ کر تم بہت بڑی گستاخی کر رہے ہو تم اور اتنی بڑی جرأت؟ غور تو کرو کہ تم ہو کیا چیز ایسا فیصلہ سنانے والے؟

1- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم نے قرآن میں چیزوں کو کئی طرح سے کھول کھول کر بیان کر دیا ہے افراد کے حوالے سے بھی اور قوموں کے حوالے سے بھی، کہانیوں کے ذریعے مثالوں کے ذریعے اور اپنے قطعی احکام کے ذریعے تا کہ انسان حق اور باطل کو سمجھ جائیں اور کفر و شرک سے باز آ جائیں

تاکہ لوگ نصیحت حاصل کرلیں
لیکن یہ سب نہیں زیادہ کرتا کافروں میں [2]
مگر دور بھاگنا ہی

42- قُلْ لَّوْ كَانَ مَعَهٗٓ اٰلِهَةٌ كَمَا يَقُوْلُوْنَ اِذًا لَّابْتَغَوْا اِلٰى ذِي الْعَرْشِ سَبِيْلًا ﴿٤٢﴾

42- کہو "اگر اللہ کے ساتھ اور معبود ہوتے [3]
جیسا کہ وہ لوگ کہتے ہیں
تو وہ تو
صاحبِ عرش سے قرب کی راہ تلاش کرتے"

43- سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يَقُوْلُوْنَ عُلُوًّا كَبِيْرًا ﴿٤٣﴾

43- پاک ہے وہ [4]
اور بلند و برتر ہے
اس سب کچھ سے جو بھی وہ لوگ کہتے ہیں
بہت ہی برتر و بلند ہے

44- تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهِنَّ ؕ وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا ﴿٤٤﴾

44- تسبیح پڑھتے ہیں اس کی عظمت کی [5]
ساتوں آسمان اور زمین
اور جو بھی کوئی چیز ان میں موجود ہے
اور نہیں ہے کوئی بھی چیز
مگر وہ اسی کی حمد کی تسبیح پڑھتی ہے

2- یعنی منکر ان سب باتوں کو سن کر ایمان لانے کی بجائے حق سے اور بھی دور بھاگتے ہیں

3- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ان سے کہو کہ اگر ایسے کوئی معبود ہوتے جیسا کہ تم کہتے ہو تو وہ تو عرش کے مالک تک پہنچنے یعنی اس کے کرم کے متلاشی ہوتے اور اس کی عبادت کرتے ہوتے کہ حقیقی حاکم تو صاحبِ عرش ہے اس کی مخلوق میں سے تو جو بھی کوئی ہے وہ تو اس کے کرم کا محتاج ہے

4- اس سورت کا آغاز ہی "پاک ہے وہ" سے ہوتا ہے آیت نمبر ایک، حاشیہ ایک دیکھیں

5- آسمان و زمین کے درمیان جو بھی کوئی چیز ہے وہ اپنے وجود سے خالق و مالک کائنات کے احکام کی پابندی کے ذریعے اس کی عظمت و کبریائی کی تسبیح بیان کر رہی ہے

لیکن تم لوگ [6]

ان کے تسبیح پڑھنے کو سمجھتے نہیں

وہ تو ہے [7]

تحمل کرنے والا بخش دینے والا

45- وَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ جَعَلْنَا بَيْنَكَ وَبَيْنَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ حِجَابًا مَّسْتُوْرًا ۙ﴿۴۵﴾

45- اور جب تو قرآن پڑھتا ہے

تو ہم ڈال دیتے ہیں

تیرے درمیان اور ان لوگوں کے درمیان

جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے

ایک نظر نہ آنے والا پردہ [8]

46- وَّجَعَلْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ يَّفْقَهُوْهُ وَفِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا ۭ وَاِذَا ذَكَرْتَ رَبَّكَ فِي الْقُرْاٰنِ وَحْدَهٗ وَلَّوْا عَلٰٓى اَدْبَارِهِمْ نُفُوْرًا ﴿۴۶﴾

46- اور ہم چڑھا دیتے ہیں

ان کے دلوں پر غلاف

تاکہ وہ اس کو سمجھ نہ پائیں

اور ان کے کانوں میں گرانی پیدا کر دیتے ہیں [9]

6- تم منکر اور مشرک کائنات پر مالک عرش کی حکمرانی کو نہیں سمجھ سکتے اور ہر چیز کے اس کے احکام کی پابندی کے ذریعے اس کی حمد بیان کرنے کی حقیقت تک نہیں پہنچ سکتے

7- مگر اللہ ایسے لوگوں کے انکار اور شرک کے باوجود انہیں سزا نہیں دے رہا۔ کیوں؟ کیونکہ وہ فوری سزا نہیں دیا کرتا وہ درگزر کرتا ہے اگر ایسے لوگ قرآن پر ایمان لے آئیں تو انہیں بھی معاف کر دے گا

8- وہ پردہ ہے کیا؟ قرآن کا اندازِ بیاں تو جس کا آیت 41 میں ذکر فرمایا گیا ہے دلوں پر اثر کرتا ہے مگر چونکہ قیامت پر یقین نہ رکھنے والے پوری کوشش کرتے ہیں کہ ان کے دلوں پر قرآن کا اثر نہ ہو ان کی ایسی کوششیں اور حق کے معاملے میں ناپسندیدگی ایسا پردہ بن جاتی ہے جو محسوس تو کیا جا سکتا ہے مگر نظر نہیں آتا حق کو قبول نہ کرنے کے ان کے اپنے فیصلے کو اللہ تعالیٰ پردہ بنا دیتے ہیں اور ان پر قرآن کا اثر نہیں ہوتا

9- ان کے اپنے وجود اور کائنات کی ہر چیز گواہی دیتے ہیں کہ ان کا بنانے اور چلانے والا کوئی ہے قرآن اسی کے سامنے پیش ہونے سے ڈراتا ہے مگر ان کی ضد اور انکار اس گواہی کو اور آسمانوں اور زمین کی تسبیح کو ان کے دلوں میں اترنے نہیں دیتے اور ان کا انکار ان کے دلوں پر غلاف بن جاتا ہے اور کانوں کا انکار، کانوں کی گرانی بن جاتا ہے ایسا ان کے اپنے فیصلے کی وجہ سے ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ ان کے ایسے فیصلے کو پردہ اور گرانی بنا دیتے ہیں

اور جب تو قرآن میں
اپنے ایک ہی رب کا ذکر کرتا ہے
تو وہ اپنی پیٹھوں پر پھر جاتے ہیں
ناپسندیدگی سے

47- نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَسْتَمِعُوْنَ بِهٖٓ اِذْ يَسْتَمِعُوْنَ اِلَيْكَ وَاِذْ هُمْ نَجْوٰٓى اِذْ يَقُوْلُ الظّٰلِمُوْنَ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسْحُوْرًا ﴿٤٧﴾

47- اور ہمیں معلوم ہے کہ
وہ اسے کس مقصد کے لیے سنتے ہیں
جب وہ تیری طرف کان لگائے ہوتے ہیں[10]
حالانکہ جب وہ خفیہ مشورے کرتے ہیں
تو وہ ظالم کہتے ہیں
"نہیں پیروی کرتے تم
مگر ایک سحر زدہ آدمی کی ہی"

48- اُنْظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوْا لَكَ الْاَمْثَالَ فَضَلُّوْا فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَبِيْلًا ﴿٤٨﴾

48- دیکھ تو سہی وہ تیرے بارے میں
کیسی کیسی مثالیں گھڑتے ہیں؟
پس وہ گمراہ ہو گئے ہیں
اور وہ کبھی راہِ راست نہیں پا سکتے[11]

49- وَقَالُوْٓا ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا وَّرُفَاتًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ خَلْقًا جَدِيْدًا ﴿٤٩﴾

49- اور وہ کہتے ہیں "کیا جب ہم ہڈیاں ہو جائیں گے[12]
چورا چورا
تو کیا ہم ضرور اٹھائے جائیں گے
نئے سرے سے پیدا کر کے؟"

10- یعنی ہم جانتے ہیں کہ ایسے لوگ جب کبھی قرآن سنتے ہیں تو وہ ایمان لانے کے لیے نہیں سنتے بلکہ بیان حق کا مذاق اڑانے، اس کا توڑ ڈھونڈنے اور اس میں نقص تلاش کرنے کے لیے سنتے ہیں اس کے بعد جب وہ خفیہ مشورے کرتے تو ایک دوسرے سے کہتے ہیں "تم میں سے جو بھی ایمان لائے گا وہ ایک جادوگر کی پیروی کرے گا وہ جو پڑھ کر سناتا ہے وہ کسی مجنوں کا کلام ہے"

11- ایسے لوگ کبھی راہِ راست نہیں پا سکتے

12- یہ ان کا حال ہے جن کا ذکر آیت 45 میں ہوا ہے جو یومِ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے

50- قُلْ كُوْنُوْا حِجَارَةً اَوْ حَدِيْدًا ﴿٥٠﴾

50- ان سے کہہ دیں "تم پتھر بن جاؤ یا لوہا ہو جاؤ[13]

51- اَوْ خَلْقًا مِّمَّا يَكْبُرُ فِيْ صُدُوْرِكُمْ ۚ فَسَيَقُوْلُوْنَ مَنْ يُّعِيْدُنَا ۭ قُلِ الَّذِيْ فَطَرَكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ ۚ فَسَيُنْغِضُوْنَ اِلَيْكَ رُءُوْسَهُمْ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هُوَ ۭ قُلْ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ قَرِيْبًا ﴿٥١﴾

51- یا کوئی ایسی چیز بن جاؤ جس کا دوبارہ پیدا کرنا
تمہارے خیال میں ممکن ہی نہ ہو"
اور وہ یہ پوچھیں گے "کون ہمیں پھر سے پیدا کرے گا؟"
کہہ دیں "وہی جس نے تم کو پہلی بار پیدا کیا تھا"
تو وہ اپنے سر تیری طرف جھکا دیں گے
اور پوچھیں گے "یہ ہوگا کب؟"[14]
کہہ دیجیے "ہو سکتا ہے وہ قریب ہی آ گیا ہو[15]

52- يَوْمَ يَدْعُوْكُمْ فَتَسْتَجِيْبُوْنَ بِحَمْدِهٖ وَتَظُنُّوْنَ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿٥٢﴾ ع ١٢ ٥

52- جس روز وہ تمہیں بلائے گا
تو تم تعمیل کرو گے
اس کی حمد بیان کرتے ہوئے[16]
اور تم یہی خیال کرو گے کہ[17]
تم تو تھوڑا سا ہی رہے تھے"

13- یعنی تم پتھر لوہا یا اس سے بھی کسی سخت تر چیز کی مانند ہو جاؤ تب بھی تمہیں زندہ کر کے اٹھا لیا جائے گا

14- کہیں گے اچھا تو پھر کب آ رہی ہے وہ قیامت جب ہمیں پھر سے پیدا کیا جائے گا؟ اس اندازِ جواب سے ظاہر کہ انہیں پھر بھی یقین نہیں آئے گا

15- اللہ تعالیٰ اپنے نبی ﷺ سے فرماتے ہیں کہ انہیں کہہ دیں کہ وہ دن قریب بھی ہو سکتا ہے اور جب اللہ تعالیٰ تمہیں بلائیں گے تو تم اللہ کے حکم کی پابندی کرو گے اور اللہ کی حمد بیان کرتے ہوئے اس کے حضور پیش ہو جاؤ گے

16- یعنی اس وقت تمہیں پتا چل جائے گا کہ کائنات کا خالق و مالک ایک ہی ہے اور موجود ہے

17- حقیقت سامنے آ گئی پتہ چل گیا کہ حق وہی ہے جس کی طرف قرآن بلاتا تھا اور اب تو کبھی نہ ختم ہونے والی زندگی شروع ہو رہی ہے مگر اس کے لیے کمایا کیا ہے؟ ہاتھ تو خالی ہیں اس حالت میں وہ اپنی اس دنیاوی زندگی کے جسے وہ سب کچھ سمجھ رہے ہیں اس کے معمولی اور بے وقعت ہونے کا خود اعلان کر رہے ہوں گے

6

53- وَقُلْ لِّعِبَادِیْ یَقُوْلُوا الَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ ؕ اِنَّ الشَّیْطٰنَ یَنْزَغُ بَیْنَهُمْ ؕ اِنَّ الشَّیْطٰنَ كَانَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوًّا مُّبِیْنًا ﴿۵۳﴾

53- اور میرے بندوں سے کہہ دیں کہ[1]
وہ بات ایسی کہا کریں
جو اچھی ہو
کہ شیطان ان کے درمیان نزاع پیدا کرتا رہتا ہے[2]
شیطان تو ہے
انسان کا کھلا کھلا دشمن

54- رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِكُمْ ؕ اِنْ یَّشَاْ یَرْحَمْكُمْ اَوْ اِنْ یَّشَاْ یُعَذِّبْكُمْ ؕ وَمَاۤ اَرْسَلْنٰكَ عَلَیْهِمْ وَكِیْلًا ﴿۵۴﴾

54- تمہارا رب تمہارے بارے میں[3]
خوب جانتا ہے
وہ اگر چاہے تو تم پر رحم کرے
یا اگر چاہے تو تمہیں عذاب دیدے
اور ہم نے تمہیں لوگوں پر
نگہبان بنا کر نہیں بھیجا ہوا

55- وَرَبُّكَ اَعْلَمُ بِمَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَلَقَدْ فَضَّلْنَا بَعْضَ النَّبِیّٖنَ عَلٰی بَعْضٍ وَّاٰتَیْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا ﴿۵۵﴾

55- اور تیرا رب ان کے بارے میں خوب جانتا ہے
جو آسمانوں میں ہیں اور جو زمین میں ہیں

1- اللہ تعالیٰ اپنے نبی ﷺ سے فرماتے ہیں کہ اہلِ ایمان سے کہہ دیں کہ وہ کافروں کے سوالوں کا جواب نرمی اور خوش اسلوبی سے دیں

2- شیطان جو انسان کا کھلا دشمن ہے وہ جھگڑے بڑھانے کی کوشش کرتا رہتا ہے میرے بندے شیطان کو اس کا موقع نہ دیں کہ جھگڑا بڑھ جائے اور دعوتِ توحید متاثر ہو

3- اللہ تعالیٰ اپنے نبی ﷺ سے فرماتے ہیں کہ ہم سب انسانوں کے بارے میں خوب جانتے ہیں اور ان کے اعمال کے حوالے سے کس کو ہم نے اپنی رحمت سے نوازنا ہے اور کس کو عذاب دینا ہے یہ فیصلہ ہم نے ہی کرنا ہے آپ احسن طریقہ سے ہمارا پیغام ان لوگوں تک پہنچا دیں باقی ہم پر چھوڑ دیں ان کے اعمال کی نگرانی اور اصلاح آپ کا ذمہ نہیں

اور ہم نے بعض نبیوں کو بعض پر
فضیلت دی تھی[4]
اور ہم نے داؤد کو زبور دی تھی

56- قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ فَلَا يَمْلِكُوْنَ كَشْفَ الضُّرِّ عَنْكُمْ وَلَا تَحْوِيْلًا ﴿٥٦﴾

56- کہیں "پکارو تو ان کو[5]
جنہیں تم کارساز سمجھتے ہو
اللہ کے سوا
وہ تو ہرگز نہیں اختیار رکھتے
تم پر سے کوئی تکلیف دور کر دینے کا
اور نہ ہی اسے بدل دینے کا"

57- اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ يَبْتَغُوْنَ اِلٰى رَبِّهِمُ الْوَسِيْلَةَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ وَيَرْجُوْنَ رَحْمَتَهٗ وَيَخَافُوْنَ عَذَابَهٗ ؕ اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ مَحْذُوْرًا ﴿٥٧﴾

57- وہ تو خود جن کو یہ کافر پکارتے ہیں[6]
اپنے رب کے قرب کا وسیلہ ڈھونڈھ رہے ہیں
کہ کون اس کے قریب تر ہو جائے
اور وہ اس کی رحمت کی اُمید رکھتے ہیں
اور اس کے عذاب سے خوفزدہ ہیں
تیرے رب کا عذاب تو ہے ہی ڈرنے کی چیز

4- یعنی علم کامل تو اللہ ہی کے پاس ہے وہی جانتا ہے کہ کسی قوم کی طرف بھیجے گئے اپنے کس نبی اور رسول کو کتاب دے کر بھیجنا ہے کسے کوئی صحیفہ دینا ہے یا نہیں دینا اس نے داؤد کو بادشاہی دی تھی اور زبور بھی، اس طرح وہ اپنے نبیوں میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دیتا رہا ہے قرآن سب انسانوں اور سب زمانوں کے لیے ہے اس حوالے سے جس رسول ﷺ پر ہم نے قرآن نازل کیا ہے اگر ہم نے اسے سب نبیوں پر فضیلت دی ہے تو یہ تو ہمارا اپنے اسی علم کی بنیاد پر فیصلہ ہے

5- یعنی مشرک ان کو پکار کر دیکھ لیں انہیں خود معلوم ہو جائے گا کہ وہ تو بے اختیار ہیں

6- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جن ذی روح ہستیوں بزرگوں اور فرشتوں وغیرہ کے بارے میں ان مشرکوں کا ایسا عقیدہ ہے وہ سب تو خود ہماری قربت اور رحمت کی تلاش میں ہیں اور ڈرتے ہیں کہ کوئی ایسا عمل نہ ہو جائے کہ عذاب کی زد میں آجائیں

58- وَاِنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اِلَّا نَحْنُ مُهْلِكُوْهَا قَبْلَ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ اَوْ مُعَذِّبُوْهَا عَذَابًا شَدِيْدًا ؕ كَانَ ذٰلِكَ فِي الْكِتٰبِ مَسْطُوْرًا ۝٥٨

58- اور نہیں ہے کوئی بھی بستی[7]
مگر ہم اس کو برباد کر دیں گے
روزِ قیامت سے پہلے ہی
یا ہم اس کو عذاب دیں گے[8]
عذاب سخت
یہ لوح میں لکھا ہوا ہے[9]

59- وَمَا مَنَعَنَآ اَنْ نُّرْسِلَ بِالْاٰيٰتِ اِلَّآ اَنْ كَذَّبَ بِهَا الْاَوَّلُوْنَ ؕ وَاٰتَيْنَا ثَمُوْدَ النَّاقَةَ مُبْصِرَةً فَظَلَمُوْا بِهَا ؕ وَمَا نُرْسِلُ بِالْاٰيٰتِ اِلَّا تَخْوِيْفًا ۝٥٩

59- اور ہمیں کسی چیز نے نہیں روکا[10]
اس لئے کہ ہم نشانیاں بھیج دیں
مگر اس بات نے ہی کہ
پہلے والوں نے ان کو جھٹلا دیا تھا
اور ہم نے ثمود کے پاس اونٹنی بھیج دی تھی
روشن نشانی کے طور پر
اور انہوں نے اس پر ظلم کیا تھا
اور نہیں بھیجتے ہم نشانیاں[11]
مگر ڈرانے کے لیے ہی

7- بقائے دوام کسی کے لیے نہیں قیامت سے قبل سب ختم ہو جائیں گے

8- ان میں سے بعض کا خاتمہ عذاب سے ہوگا کہ ان کے باسیوں کے اعمال روزِ حساب سے پہلے ہی عذاب کا تقاضا کرتے ہوں گے

9- یعنی کسی بستی کو کیسے ختم کیا جائے گا اسکے بنیادی اصول اور تقاضے ہم نے لوحِ محفوظ میں لکھ دیئے ہوئے ہیں اس لوح میں جس میں کائنات کے نظم کے اصول درج ہیں جو کبھی تبدیل نہیں ہوتے

10- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ قرآن پر ایمان کے لیے ہمارے نبی ﷺ سے جن نشانیوں اور معجزوں کا مطالبہ کیا جا رہا ہے ہم جب چاہیں تو ایسے معجزے دکھا سکتے ہیں۔ دکھاتے کیوں نہیں؟ اس لیے کہ معجزے دیکھنے کے بعد بھی کوئی قوم ایمان نہ لائے اور ان نشانیوں کو بھی جھٹلا دے تو اس کو عذاب دینا لازم ہو جاتا ہے جس کی مثالیں پہلے نبیوں کو جھٹلانے والی قوموں کے لیے عذاب ہیں جیسا کہ قومِ ثمود کی مثال ہے جس کے ایسے ہی مطالبے پر ہم نے ایک اونٹنی اپنی نشانی کے طور پر بھیج دی تھی مگر وہ پھر بھی راہِ راست پر نہیں آئے تھے اور انہوں نے اس اونٹنی پر بھی ظلم کیا تھا اور ان پر عذاب لازم ہو گیا تھا

11- ہم نشانیاں لوگوں کو خبردار کرنے کے لیے بھیجتے ہیں کہ وہ باطل کو چھوڑ کر حق کی طرف آ جائیں

60- وَاِذْ قُلْنَا لَكَ اِنَّ رَبَّكَ اَحَاطَ بِالنَّاسِ ؕ وَمَا جَعَلْنَا الرُّءْيَا الَّتِيْٓ اَرَيْنٰكَ اِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُوْنَةَ فِي الْقُرْاٰنِ ؕ وَنُخَوِّفُهُمْ ۙ فَمَا يَزِيْدُهُمْ اِلَّا طُغْيَانًا كَبِيْرًا ﴿٦٠﴾

60- اور یاد کرو جب ہم نے تجھ سے کہہ دیا تھا
کہ تیرے رب نے تو لوگوں کو گھیر رکھا ہے[12]
اور ہم نے نہیں بنایا[13]
اس رویا کو جو ہم نے تجھے دکھایا ہے
مگر لوگوں کے لیے ایک امتحان ہی
اور اس درخت کو بھی[14]
جس پر قرآن میں لعنت کی گئی ہے
اور ہم ان کو ڈرائے جاتے ہیں[15]
لیکن ہر ڈراوا ان لوگوں میں
شدتِ سرکشی اور زیادہ کر دیتا ہے

12- یہ کہ کوئی بھی انسان ہمارے قبضہ قدرت سے باہر نہیں

13- رویا کے معنی خواب کے نہیں آنکھوں دیکھا حال ہے اور اشارہ ہے اللہ کے نبی ﷺ کے رات کے ایک حصہ میں مسجدِ حرام سے مسجدِ اقصیٰ تک کے سفر اور معراج کی طرف، اللہ تعالیٰ اپنے نبی ﷺ سے فرماتے ہیں کہ آپ کا یہ سفر اور جو کچھ آپ کو دکھایا گیا اس سے بڑی نشانی اور کیا ہوگی؟ مگر مشرک تو اس پر بھی ایمان نہیں لائے اور اس امتحان میں بھی ناکام رہے ہیں

14- درخت سے مراد ہے زقوم یا تھوہر کا درخت قرآن میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ درخت دوزخیوں کی خوراک ہوگا لعنت سے مراد اللہ کے کرم سے دوری ہے یعنی دوزخ میں اہلِ دوزخ بھوک سے تڑپتے ہوئے جس درخت کو منہ مارنے دوڑیں گے وہ بھی اللہ کی رحمت کے سایہ سے دور ہے جب مشرکوں نے سنا کہ اللہ کے رسول ﷺ فرماتے ہیں کہ سفرِ معراج کے دوران مجھے تھوہر کا ملعون درخت بھی دکھایا گیا ہے تو وہ اس کا بھی مذاق اڑانے لگے کہ "ایک طرف کہتے ہیں کہ دوزخ میں آگ ہوگی اور دوسری طرف کہتے ہیں کہ وہاں زقوم کا درخت ہے، بھلا یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ آگ میں درخت موجود ہوں" مگر ان کا سفرِ معراج اور دوزخ میں زقوم کے درخت کی موجودگی پر ایمان نہ لانا بلکہ مذاق اڑانا اللہ کی قدرتِ کاملہ سے انکار تھا

15- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم لوگوں کو ڈراتے تو اس لیے ہیں کہ وہ راہِ راست پر آجائیں مگر کچھ لوگوں میں تو نشانیاں دکھانے اور ڈرانے سے سرکشی مزید بڑھ جاتی ہے اس لیے ہم انہیں ایسی نشانیاں نہیں دکھا رہے جن کا یہ مطالبہ کرتے ہیں کیونکہ ان کے انکار پر ان پر عذاب لازم ہوجائے گا۔ مگر اللہ تعالیٰ پہلی قوموں کی مانند انہیں عذاب سے برباد کیوں نہیں کر دینا چاہتے تھے؟ اس لیے کہ اللہ نے اپنے آخری نبی ﷺ پر ساری دنیا کے انسانوں کی رہنمائی اور فلاح کے لیے جو قرآن نازل فرمایا تھا اس کا پیغام آگے پہنچانے کے لیے انہیں زندہ رکھنا تھا اللہ تعالیٰ جانتے تھے کہ ان میں سے اکثر ایمان لے آئیں گے اور اس پیغام کو دوسرے لوگوں تک پہنچائیں گے۔ تاریخ نے اس کو ثابت کر دیا ہوا ہے

7

61- وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ قَالَ ءَاَسْجُدُ لِمَنْ خَلَقْتَ طِيْنًا ﴿٦١﴾

61- اور یاد کرو جب ہم نے فرشتوں سے کہا تھا[1]
"جھک جاؤ سامنے آدم کے"
تو وہ جھک گئے تھے
مگر ابلیس نہیں جھکا تھا
اس نے کہا "کیا میں اس کے سامنے جھک جاؤں
جسے تو نے مٹی سے بنایا ہے؟"

62- قَالَ اَرَءَيْتَكَ هٰذَا الَّذِيْ كَرَّمْتَ عَلَيَّ ۫ لَئِنْ اَخَّرْتَنِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَاَحْتَنِكَنَّ ذُرِّيَّتَهٗٓ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿٦٢﴾

62- اس نے کہا تھا "دیکھ تو! یہ ہے وہ
جسے تو نے مجھ پر فضیلت دے دی ہے؟
اگر تو مجھے قیامت کے دن تک ڈھیل دیدے
تو میں اس کی اولاد کو ضرور قابو کر لوں گا[2]
صرف تھوڑے سے ہی مجھ سے بچ سکیں گے"

63- قَالَ اذْهَبْ فَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ فَاِنَّ جَهَنَّمَ جَزَآؤُكُمْ جَزَآءً مَّوْفُوْرًا ﴿٦٣﴾

63- کہا "جا چلا جا! اگر کوئی ان میں سے تیری پیروی کرے[3]
تو تمہاری سزا جہنم ہی ہے
سزائے کامل

64- وَاسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْهُمْ بِصَوْتِكَ وَاَجْلِبْ عَلَيْهِمْ بِخَيْلِكَ وَرَجِلِكَ وَشَارِكْهُمْ فِي الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ وَعِدْهُمْ ؕ وَمَا

64- اور تو بہکا لے ان میں سے جس کسی پر تیرا زور چلے
اپنے بلاوے کے ذریعے[4]
اور چڑھا لا ان کے اوپر[5]

1- یعنی اللہ کے حکم پر عمل کرنے کی بجائے تکبر کیا اور انسان سے نفرت کا اظہار کر دیا
2- میں انہیں ایسے اپنا مطیع بنالوں گا جیسے کسی جانور کو لگام ڈال کر قابو کر لیا جاتا ہے
3- اللہ تعالیٰ نے اس کی درخواست قبول فرمالی اور کہا جو کوئی تیرے پیچھے چلے گا اور اس راہ کو چھوڑ دے گا جو ہم نے انسان کے لیے متعین کی ہے وہ جہنم میں بھی تیرا ہی ساتھی ہوگا
4- آواز یا بلاوے سے مراد کسی کو اپنی پیروی کرنے کے لیے بلانا ہے اسے لالچ دینا ہے کہ تو میرے ساتھ چلے گا تو فائدے میں رہے گا
5- یعنی جو بھی تیرے پاس طاقت اور وسائل ہوں وہ سب انسانوں کو ورغلانے کے لیے استعمال کر کے دیکھ لینا

يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا ﴿٦٤﴾

اپنے سواروں کو
اور اپنے پیادوں کو
اور شریک ہو جا ان کے ساتھ [6]
مال میں اور اولاد میں
اور ان کے ساتھ وعدے کر" [7]
اور نہیں وعدے کرتا ان کے ساتھ شیطان [8]
مگر فریب کاری کے ہی

65- اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَكَ عَلَیْهِمْ سُلْطٰنٌ ؕ وَ كَفٰى بِرَبِّكَ وَكِیْلًا ﴿٦٥﴾

65- "میرے بندوں پر تو [9]
تجھے کوئی غلبہ نہیں ہو سکتا
اور توکل کے لیے تیرا رب کافی ہے" [10]

66- رَبُّكُمُ الَّذِیْ یُزْجِیْ لَكُمُ الْفُلْكَ فِی الْبَحْرِ لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ ؕ اِنَّهٗ كَانَ بِكُمْ رَحِیْمًا ﴿٦٦﴾

66- رب تمہارا تو وہ ہے [11]
جو رواں رکھتا ہے
تمہارے لیے سمندر میں کشتیاں
تا کہ تم اس کا فضل تلاش کرو
بلاشبہ وہ تو [12]
تم پر رحم کرنے والا ہے

6- مال کے حصول اور خرچ میں اور اولاد کے حصول اور تربیت کے معاملے میں انہیں قابو کر لے
7- انہیں جھوٹی امیدیں دلا اور شیطانی سبز باغ دکھا
8- یعنی شیطان کا ہر وعدہ دھوکہ ہی ہوتا ہے
9- ہم سے ڈرنے والوں پر تیرا کوئی زور نہیں چل سکے گا
10- انسانوں کے بھروسہ کرنے کو اللہ ہی کافی ہے انہیں تیری کوئی ضرورت ہی نہیں
11- وہ اللہ جو انسانوں کے کام سنوارنے کے لیے کافی ہے وہی تو ہے جو سمندروں میں تمہاری کشتیاں رواں دواں رکھتا ہے تا کہ تم ایسی سرگرمیوں سے اس کا فضل یعنی رزق حاصل کر سکو
12- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ سب انسانوں پر یہ ہمارا ہی کرم ہے

67- وَاِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فِي الْبَحْرِ ضَلَّ مَنْ تَدْعُوْنَ
اِلَّآ اِيَّاهُ ۚ فَلَمَّا نَجّٰىكُمْ اِلَى الْبَرِّ اَعْرَضْتُمْ ۭ
وَكَانَ الْاِنْسَانُ كَفُوْرًا ۝٦٧

67- اور جب سمندر میں تم پر کوئی مصیبت آتی ہے[13]
تو جن کو تم پکارتے ہو
وہ سب گم ہو جاتے ہیں
مگر اللہ
پھر جب وہ تمہیں بچا لیتا ہے[14]
خشکی کی طرف
تو تم منہ پھیر لیتے ہو
اور انسان تو بہت ہی ناشکرا ہے

68- اَفَاَمِنْتُمْ اَنْ يَّخْسِفَ بِكُمْ جَانِبَ الْبَرِّ اَوْ يُرْسِلَ
عَلَيْكُمْ حَاصِبًا ثُمَّ لَا تَجِدُوْا لَكُمْ وَكِيْلًا ۝٦٨

68- تو کیا تم بے خوف ہو گئے ہو[15]
اس سے کہ
وہ تمہیں زمین میں دھنسا دے
خشکی پر ہی
یا بھیج دے تم پر آندھی
پتھر برسانے والی
پھر تم نہ پاؤ گے کوئی بھی[16]
اس سے بچا لینے والا؟

13- سمندری سفر کے دوران جب تمہیں کوئی تکلیف پہنچتی ہے، کوئی طوفان آجاتا ہے تو اس وقت ان باطل معبودوں میں سے کوئی بھی تمہارے کام نہیں آتا اس بے بسی کی حالت میں تم اللہ کو ہی مدد کے لیے پکارتے ہو

14- جب اللہ تمہیں صحیح سلامت خشکی پر پہنچا دیتا ہے تو تم پھر سے اسے بھول جاتے ہو اور باطل کی طرف لوٹ جاتے ہو

15- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ کیا خشکی پر پہنچتے ہی تم اس غلط فہمی میں مبتلا ہو جاتے ہو کہ تم بالکل محفوظ ہو حالانکہ ہم چاہیں تو تمہیں زمین کے اندر دھنسا سکتے ہیں تم پر کنکریاں برسانے والا شدید ہواؤں کا طوفان برپا کر سکتے ہیں

16- یعنی اگر ہم تمہیں ایسی سزا دینا چاہیں تو کوئی نہیں جو تمہیں بچا سکے

69- اَمْ اَمِنْتُمْ اَنْ يُّعِيْدَكُمْ فِيْهِ تَارَةً اُخْرٰى فَيُرْسِلَ عَلَيْكُمْ قَاصِفًا مِّنَ الرِّيْحِ فَيُغْرِقَكُمْ بِمَا كَفَرْتُمْ ثُمَّ لَا تَجِدُوْا لَكُمْ عَلَيْنَا بِهٖ تَبِيْعًا ﴿٦٩﴾

69- یا تم اس سے بے خوف ہو گئے ہو کہ[17]
وہ تمہیں سمندر میں لوٹا دے
پھر سے
اور بھیج دے تم پر توڑ پھوڑ دینے والی ہوا
اور وہ تمہیں غرق کر دے
تمہاری ناشکری کی وجہ سے
پھر نہ پاؤ تم اپنے لیے کوئی[18]
ہم سے اس عذاب کے بارے میں
پوچھنے والا بھی؟

70- وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ وَحَمَلْنٰهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ وَفَضَّلْنٰهُمْ عَلٰى كَثِيْرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيْلًا ﴿٧٠﴾ ع ١٠

70- اور ہم نے کرم کیا ہوا ہے[19]
اولادِ آدم پر
اور ہم نے انہیں سوار کیا ہے
زمین میں اور سمندر میں
اور ہم نے انہیں رزق دیا ہے
پاکیزہ چیزوں سے
اور ہم نے انہیں فضیلت دی ہے
ان بہت سوں پر
جنہیں ہم نے پیدا کیا ہوا ہے
بہت بڑی فضیلت

17- اللہ تعالیٰ فرماتے ہم تمہیں اس ناشکری کی ایسی سزا دینے پر بھی قادر ہیں
18- ہم سے تو یہ تک کوئی پوچھنے والا نہیں ہوگا کہ ہم نے تمہیں غرق کیوں کر دیا؟
19- ہم نے آدم کی اولاد کو صحت بخش چیزوں کا رزق دیا ہوا ہے اور اپنی پیدا کی ہوئی دیگر مخلوق پر بہت زیادہ برتری دی ہوئی ہے یہ اس پر ہمارا کرم ہے

8

71- يَوْمَ نَدْعُوْا كُلَّ اُنَاسٍۢ بِاِمَامِهِمْ ۚ فَمَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِيَمِيْنِهٖ فَاُولٰۗىِٕكَ يَقْرَءُوْنَ كِتٰبَهُمْ وَلَا يُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا ﴿٧١﴾

71- اور یاد کرو وہ دن
جب ہم بلائیں گے تمام انسانوں کو
ان کے اپنے اپنے اماموں کے ساتھ[1]
تو وہ شخص جس کو اس کا اعمال نامہ
اس کے دائیں ہاتھ میں دیا گیا ہوگا
تو ایسے لوگ اپنے اعمال نامے پڑھیں گے[2]
اور ان کے ساتھ ہرگز بے انصافی نہیں کی جائے گی
بال برابر بھی

72- وَمَنْ كَانَ فِيْ هٰذِهٖٓ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى وَاَضَلُّ سَبِيْلًا ﴿٧٢﴾

72- اور جو کوئی یہاں اندھا بنا رہا[3]
تو وہ آخرت میں بھی اندھا ہی ہوگا
بلکہ راہ سے بہت زیادہ بھٹکا ہوا ہوگا[4]

73- وَاِنْ كَادُوْا لَيَفْتِنُوْنَكَ عَنِ الَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ لِتَفْتَرِيَ عَلَيْنَا غَيْرَهٗ ۡ وَاِذًا لَّاتَّخَذُوْكَ خَلِيْلًا ﴿٧٣﴾

73- اور وہ لوگ چاہتے تھے کہ[5]
تجھے پھسلا دیں اس سے
جو ہم نے تیری طرف وحی کیا ہے

1- ہر گروہ اس شخص کے ساتھ پیش ہوگا جس کی اس گروہ نے دنیا میں پیروی کی ہوگی
2- یعنی حق کی پیروی کرنے والے اپنے اعمال نامے دیکھ کر خوش ہو جائیں گے
3- جو کوئی دنیا میں حق اور ہدایت کے معاملے میں اندھا بن کر رہا ہوگا
4- یعنی کسی صورت نجات نہیں پا سکے گا
5- یہ مشرکینِ مکہ کی ان کوششوں کا حوالہ ہے جو وہ اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ کچھ لو اور کچھ دو کی بنیاد پر سودے بازیاں کرنے کے لیے کرتے رہے تھے اور کہا کرتے تھے کہ ہم آپ ﷺ کے ساتھ چلنے کو تیار ہیں اگر آپ ﷺ ہمارے معبودوں کو برا بھلا نہ کہیں (ایسی کوششوں کو ہم نے الامین ﷺ کی جلد اول میں کافی تفصیل سے لکھ دیا ہے یہاں تفصیل کی گنجائش نہیں) اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اے نبی ﷺ ایسی سودے بازیوں کے ذریعے وہ آپ ﷺ کو توحید کے بارے میں سمجھوتہ کرنے پر آمادہ کرتے رہے ہیں اگر آپ ﷺ انہیں اپنے ساتھ ملانے کے لیے قرآنی احکام کے بارے میں ان سے ایسی سودے بازی پر راضی ہو جاتے تو وہ بخوشی آپ کو اپنا دوست اور ساتھی بنا لیتے

تا کہ تو ہمارے نام پر
اس سے مختلف کوئی چیز گھڑ لے
اور تب وہ ضرور تجھے
اپنا دوست بنا لیتے

74- وَلَوْلَآ اَنْ ثَبَّتْنٰكَ لَقَدْ كِدْتَّ تَرْكَنُ اِلَيْهِمْ شَيْـًٔا قَلِيْلًا ﴿٧٤﴾

74- اور اگر ہم تجھے ثابت قدم نہ رکھتے[6]
تو ہو سکتا تھا کہ تو کچھ نہ کچھ
ان کی جانب مائل ہو جاتا

75- اِذًا لَّاَذَقْنٰكَ ضِعْفَ الْحَيٰوةِ وَضِعْفَ الْمَمَاتِ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ عَلَيْنَا نَصِيْرًا ﴿٧٥﴾

75- تب ہم تمہیں ضرور چکھاتے[7]
دوگنا اس زندگی میں
اور دوگنا موت پر
پھر تو ہرگز نہ پاتا
ہمارے مقابلے میں
کوئی مدد دینے والا

76- وَاِنْ كَادُوْا لَيَسْتَفِزُّوْنَكَ مِنَ الْاَرْضِ لِيُخْرِجُوْكَ مِنْهَا وَاِذًا لَّا يَلْبَثُوْنَ خِلٰفَكَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿٧٦﴾

76- اور یہ لوگ تو اس پر بھی تلے رہے ہیں[8]
کہ اس زمین سے تیرے قدم اکھاڑ دیں
تا کہ وہ تجھے یہاں سے نکال سکیں

6- ان کی خواہش کوششوں اور سختیوں کے باوجود آپ ﷺ نے ان کے ساتھ توحید پر کوئی سمجھوتہ نہیں کیا تو ایسا صبر اور ہمت ہم نے ہی آپ ﷺ کو دیئے ہیں

7- یعنی ہمیں توحید پر کسی بھی قسم کا کوئی معمولی سا بھی سمجھوتہ کسی صورت بھی قابلِ قبول نہیں اللہ کے رسول ﷺ نے تو اللہ کی مدد سے سب مشکلات کا سامنا کیا تھا اور کوئی بھی سمجھوتہ نہیں کیا تھا جس کا اللہ تعالیٰ خود ذکر فرما رہے ہیں آپ ﷺ نہ اس کے لیے مائل ہوئے تھے نہ ہو سکتے تھے تو پھر اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو کیوں مخاطب فرمایا ہے؟ آپ ﷺ کے حوالے سے اولادِ آدم پر یہ واضح کرنے کے لیے کہ شیطان کے ورغلانے پر اللہ کے علاوہ کسی اور کو معبود بنا لینا کتنا جرمِ عظیم ہے

8- کیونکہ وہ آپ ﷺ کو اپنی طرف مائل نہیں کر سکے اس لیے انہوں نے تجھے اس زمین سے نکال دینے کی کوششیں شروع کر دیں

اور جب انہوں نے ایسا کیا
تو نہیں ٹھہر سکیں گے وہ یہاں
تیرے بعد
مگر تھوڑا وقت ہی

77- سُنَّةَ مَنْ قَدْ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنْ رُّسُلِنَا وَلَا تَجِدُ لِسُنَّتِنَا تَحْوِيْلًا ﴿٧٧﴾ ع ٨

77- ہمارا تو یہی طریقہ رہا ہے
ان تمام رسولوں کے معاملے میں
جنہیں ہم نے تجھ سے پہلے بھیجا تھا[9]
اور تو ہرگز نہیں پائے گا
ہمارے اس طریقے میں کوئی بھی تبدیلی

9

78- اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ اِلٰى غَسَقِ الَّيْلِ وَقُرْاٰنَ الْفَجْرِ ۭ اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا ﴿٧٨﴾

78- قائم رکھ نماز[1]
آفتاب کے زوال کے وقت سے
رات کی تاریکی گہری ہونے تک
اور فجر کے وقت قرآن پڑھا کر

9- اللہ تعالیٰ اپنے نبی ﷺ سے فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ سے پہلے ہم نے جو رسول بھیجے تھے ان کو بھی ایسی ہی مخالفت اور حالات کا سامنا کرنا پڑتا رہا ہے لیکن جب بھی کسی رسول کے مخالفوں نے اسے اس کی بستی اور علاقہ سے نکالا تھا تو ہم نے اس قوم کو اس کے بعد جلد ہی پکڑ لیا تھا اب بھی ایسا ہی ہوگا اور آپ ﷺ ہمارے اس طریقے میں کوئی تبدیلی نہیں دیکھیں گے

1- قائم رکھ نماز کے حکم کے ساتھ فرمایا (1) سورج کے ڈھل جانے کے وقت سے لے کر رات کی تاریکی گہری ہو جانے تک یعنی اس دوران جن نمازوں کے اوقات آتے ہیں ان کو قائم رکھ (2) اور قرآن کا فجر کے وقت پڑھنا یعنی فجر کی نماز میں قرآن پڑھنا مگر قرآن تو ہر نماز میں پڑھا جاتا ہے پھر فجر کی نماز میں قرآن کا خاص طور پر ذکر فرمایا گیا ہے اور یہ کہ اس وقت قرآن پڑھنا دیکھا جاتا ہے۔ کون دیکھتا ہے؟ اہلِ علم کے مطابق اس سے مراد ہیں فرشتے مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ باقی نمازوں کے وقت فرشتے موجود نہیں ہوتے اس نماز کے وقت اور اس کے لیے بیداری کے حوالے سے اس کا خاص انداز میں ذکر فرمایا گیا ہے

بلاشبہ فجر کے وقت قرآن پڑھنا
دیکھا جاتا ہے

79- وَمِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ ۖ عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ﴿٧٩﴾

79- اور رات کا کچھ حصہ [2]
قرآن کے ساتھ بیدار رہ
یہ تیرے لیے نفل ہے [3]
امید ہے کہ
تیرا رب تجھے مقامِ محمود پر فائز کر دے گا [4]

80- وَقُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِيْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِيْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّيْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِيْرًا ﴿٨٠﴾

80- اور دعا کر "اے میرے رب
مجھے سچائی کے ساتھ داخل کر [5]
اور سچائی کے ساتھ نکال
اور بنا دے میرے لیے اپنی طرف سے [6]
ایک مدد کرنے والی قوت"

81- وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ۭ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ﴿٨١﴾

81- اور کہہ دے "حق آ گیا اور باطل مٹ گیا ہے [7]
باطل تو مٹ جانے والا ہی ہوتا ہے"

2- نیند سے بیدار ہو کر تہجد کی نماز ادا کر

3- یہ ان نمازوں کے علاوہ ہے جن پر قائم رہنے کا حکم دیا گیا ہے

4- مقامِ محمود یعنی دنیا و آخرت میں عزت و احترام کا بلند ترین مقام اس سے روز حساب اللہ کے نبی ﷺ کا شفاعت کبریٰ کے مقام پر کھڑا ہونا بھی مراد ہے

5- یعنی مجھے جہاں بھی لے جا دین و دنیا کی سلامتی کے ساتھ لے جا دین حق اور راہِ راست پر قائم رکھ

6- ہر آزمائش میں اپنی طاقت سے میری مدد فرما دشمنوں اور سازشوں کا مقابلہ کرنے کی قوت اور استقلال دے

7- یعنی حق وہی ہے جس کی طرف قرآن دعوت دیتا ہے اور باقی جو کچھ بھی ہے باطل ہے اور اس باطل کو مٹ ہی جانا ہے فتح حق کی ہی ہوگی فتح مکہ کے وقت اللہ کے رسول ﷺ یہی آیت تلاوت فرما رہے تھے

82- وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۙ وَلَا يَزِيْدُ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا خَسَارًا ﴿٨٢﴾

82- اور ہم قرآن میں وہ کچھ نازل کر رہے ہیں
جو ایمان لانے والوں کے لیے
شفا اور رحمت ہے[8]
اور وہ نہیں زیادہ کرتا[9]
ظالموں کے لیے
مگر خسارے کو ہی

83- وَاِذَآ اَنْعَمْنَا عَلَى الْاِنْسَانِ اَعْرَضَ وَنَاٰ بِجَانِبِهٖ ۚ وَاِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ كَانَ يَـُٔوْسًا ﴿٨٣﴾

83- اور جب ہم انسان پر انعام کرتے ہیں[10]
تو وہ منہ پھیر لیتا ہے
اور اپنا پہلو بدل لیتا ہے
اور جب اسے کوئی تکلیف پہنچتی ہے
تو ناامید ہو جاتا ہے

84- قُلْ كُلٌّ يَّعْمَلُ عَلٰى شَاكِلَتِهٖ ۭ فَرَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَنْ هُوَ اَهْدٰى سَبِيْلًا ﴿٨٤﴾ ع ٩ ٧ ٩

84- کہہ دیجیے "ہر کوئی اپنے اپنے طریقہ پر چل رہا ہے[11]
مگر تمہارا رب بہتر جانتا ہے کہ
راہِ راست پر کون ہے"

10

85- وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ ۭ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ

85 اور وہ تجھ سے وحی کے بارے میں پوچھتے ہیں[1]

8- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ قرآن میں جو کچھ ہم نازل کرتے ہیں اس پر جو ایمان لے آتے ہیں ان کے لیے تو یہ عمل و کردار کی بیماریوں سے شفا ہے اور جو بھی کوئی بُرے عقائد اور اعمال سے شفایاب ہو جاتا ہے اس کے لیے یہ دنیا اور آخرت میں فلاح اور رحمت ہے

9- لیکن جو مشرک قرآن پر ایمان نہیں لا رہے وہ ظالم اپنی ضد اور تکبر کی وجہ سے راہِ راست سے اور بھی دور چلے جاتے ہیں اور دنیا و آخرت میں اپنے نقصان میں اضافہ کر لیتے ہیں

10- یہ ان لوگوں کا ذکر ہے جو قرآن پر ایمان نہیں رکھتے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ کسی بھی انسان کو جو کچھ بھی دیتے ہیں وہ تو ہم ہی دیتے ہیں مگر وہ جو بے انصاف ہیں اور اس کرم کا شکر ادا نہیں کرتے انہیں جب کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو فوراً مایوس اور بددل ہو جاتے ہیں

11- یعنی سب سے بہتر راہ وہی ہے جس کی طرف قرآن دعوت دیتا ہے کیونکہ اللہ ہی جانتا ہے کہ راہِ راست کونسی ہے

1- عام طور پر "روح" سے مراد وہ چیز لی جاتی ہے جو انسان یا کسی بھی جاندار کے جسم کے اندر موجود ہوتی ہے اور جس کے جسم کو چھوڑ دینے سے اس جاندار کی موت واقع ہو جاتی ہے لیکن روح کے معانی میں (1) امر (2) وحی (3) قرآن کریم (4) رحمت (5) حیات ◄◄

رَبِّیْ وَمَآ اُوْتِیْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِیْلًا ﴿٨٥﴾

کہہ دیں "وحی میرے رب کی طرف سے آتی ہے
اور نہیں دیا گیا تم لوگوں کو
علم میں سے[2]
مگر بہت تھوڑا سا ہی"

86- وَلَئِنْ شِئْنَا لَنَذْهَبَنَّ بِالَّذِیْٓ اَوْحَیْنَآ اِلَیْكَ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ بِهٖ عَلَیْنَا وَكِیْلًا ﴿٨٦﴾

86- اور اگر ہم چاہیں[3]
تو واپس لے لیں اس کو
جو ہم نے وحی کے ذریعے
تیری طرف بھیجا ہوا ہے
پھر نہیں پائے گا تو
اسے ہم سے واپس دلانے والا
کوئی بھی وکیل

87- اِلَّا رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ ؕ اِنَّ فَضْلَهٗ كَانَ عَلَیْكَ كَبِیْرًا ﴿٨٧﴾

87- مگر تیرے رب کی رحمت سے ہی[4]
تجھ پر تو اس کا بہت ہی زیادہ فضل ہے

◄◄ (6) حضرت جبریل بھی شامل ہیں اور سیاق وسباق کو دیکھیں تو یہاں روح سے مراد وہ وحی ہے جو اللہ تعالیٰ اپنے رسول ﷺ کی طرف بھیجتے تھے اللہ تعالیٰ اپنے نبی ﷺ سے فرماتے ہیں کہ مشرک اور ظالم آپ ﷺ سے پوچھتے ہیں کہ یہ قرآن جو آپ ﷺ ہمیں سناتے ہیں کہاں سے آتا ہے؟ انہیں کہہ دیں کہ یہ میرے رب کے علم میں سے ہے اور اس کے حکم سے مجھ تک پہنچایا جا رہا ہے

2- یعنی تم لوگوں کے پاس بہت تھوڑا علم ہے اس لیے تم وحی کو سمجھ نہیں پا رہے تمہیں اپنے علم اور وحی میں فرق تک سمجھ نہیں آ رہا آتا ہوتا تو تم ایسے سوال نہ پوچھتے

3- ہم نے وحی کے ذریعے انسانی فلاح کے لیے جو کچھ اے نبی ﷺ تیری طرف بھیجا ہے اگر ہم اسے واپس لے لیں تو کوئی بھی ایسا وکیل نہیں جو ہمارے حضور پیش ہو کر جو کچھ تم سے واپس لے لیا گیا ہو واپس دلا سکے اللہ تعالیٰ مخاطب اپنے رسول ﷺ سے ہیں مگر بتا انسانوں کو رہے ہیں

4- اللہ تعالیٰ اپنے نبی ﷺ کے حوالے سے لوگوں سے مخاطب ہیں اور فرماتے ہیں کہ تم پر ہمارا بہت بڑا کرم اور فضل ہے کہ ہم قرآن میں سے کچھ بھی واپس نہیں لے رہے جو ایمان لانے والوں کے لئے شفا اور رحمت ہے

88- قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا ﴿۸۸﴾

88- کہہ دیجیے "اگر سارے انسان اور سب جن جمع ہو جائیں[5] کہ وہ اس قرآن کی مانند کچھ بنا لائیں تو بھی وہ ہرگز اس کی مانند نہیں بنا سکتے خواہ وہ سب ایک دوسرے کی مدد کریں"

89- وَلَقَدْ صَرَّفْنَا لِلنَّاسِ فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ ۚ فَاَبٰٓى اَكْثَرُ النَّاسِ اِلَّا كُفُوْرًا ﴿۸۹﴾

89- اور ہم نے طرح طرح سے واضح کر دی ہے لوگوں کے لیے قرآن میں ہر ایک مثال پھر بھی اکثر لوگ کفر ہی کرتے رہے[6]

90- وَقَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى تَفْجُرَ لَنَا مِنَ الْاَرْضِ يَنْۢبُوْعًا ﴿۹۰﴾

90- اور انہوں نے کہا "ہم تجھ پر ہرگز ایمان نہیں لائیں گے جب تک تو ہمارے لیے زمین میں سے ایک چشمہ نہ جاری کر دے

91- اَوْ تَكُوْنَ لَكَ جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّعِنَبٍ فَتُفَجِّرَ الْاَنْهٰرَ خِلٰلَهَا تَفْجِيْرًا ﴿۹۱﴾

91- یا ہو جائے تیرے لیے ایک باغ کھجوروں کا اور انگوروں کا اور تو اس میں رواں دواں نہریں جاری کر دے

92- اَوْ تُسْقِطَ السَّمَآءَ كَمَا زَعَمْتَ عَلَيْنَا كِسَفًا

92- یا تو ہم پر آسمان گرا دے

5- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جس روح یعنی قرآن کو یہ ہماری طرف سے نازل کیا گیا نہیں مان رہے اگر سارے انسان اور جن مل کر بھی کوشش کریں تو اس جیسا کلام نہیں بنا سکتے

6- یعنی ان کی کم علمی اور ڈھٹائی کا تو یہ حال ہے

اَوْ تَاْتِیَ بِاللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ قَبِیْلًا ﴿٩٢﴾

جیسا کہ تو دعویٰ کرتا ہے[7]

93- اَوْ یَكُوْنَ لَكَ بَیْتٌ مِّنْ زُخْرُفٍ اَوْ تَرْقٰى فِی السَّمَآءِ ؕ وَلَنْ نُّؤْمِنَ لِرُقِیِّكَ حَتّٰى تُنَزِّلَ عَلَیْنَا كِتٰبًا نَّقْرَؤُهٗ ؕ قُلْ سُبْحَانَ رَبِّیْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا ﴿٩٣﴾ ع

اسے ٹکڑے ٹکڑے کر کے

یا تو اللہ کو اور فرشتوں کو[8]

ہمارے سامنے لے آئے

93- یا تیرے لیے سونے کا ایک گھر بن جائے

یا تو آسمانوں پر چڑھ جائے

اور ہم تو

تیرے اوپر چڑھ جانے کو بھی نہیں مانیں گے

جب تک تو ہمارے لیے

اوپر سے ایک ایسی کتاب نہ لے آئے

جس کو ہم پڑھ سکیں"[9]

کہہ دیجیے "پاک ہے میرا رب![10]

کیا میں ایک پیغام لانے والے بشر

کے علاوہ بھی کچھ اور ہوں؟"

ع ۱۰

7- جیسا کہ تو ہمیں ڈراتا ہے

8- وہ ہمارے سامنے آن کھڑے ہوں اور ہم انہیں دیکھ لیں

9- یعنی ایسے کاغذ پر تحریر جسے ہم خود دیکھ اور چھو سکیں اور خود پڑھ سکیں

10- اللہ تعالیٰ اپنے نبی ﷺ سے فرماتے ہیں کہ جو لوگ آپ ﷺ سے ایسے معجزے دکھانے کا مطالبہ کر رہے ہیں انہیں بتا دیں کہ "پاک ہے میرا رب" یعنی جس رب نے یہ قرآن نازل فرمایا ہے وہ اتنی عظمت والا صاحبِ قدرت ہے کہ جو چاہے کر سکتا ہے اس کے لیے جو کچھ تم مطالبے کر رہے ہو ان کو پورا کر دینا ذرہ بھر بھی مشکل نہیں مگر کرنا کیا ہے یہ وہی جانتا ہے کب اور کسے کوئی معجزہ دکھانا ہے اس کا فیصلہ بھی وہی کرتا ہے میں تو اس کا ایک بندہ ہوں جسے اس نے اپنا رسول مقرر فرمایا ہے اور اس قرآن کے ذریعے لوگوں کو راہِ راست کی طرف دعوت دینے کا مشن سونپا ہوا ہے میں تو وہ کچھ نہیں کر سکتا جس کے لیے تم کہتے ہو

11

94- وَمَا مَنَعَ النَّاسَ اَنْ يُّؤْمِنُوْٓا اِذْ جَآءَهُمُ الْهُدٰٓى اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اَبَعَثَ اللّٰهُ بَشَرًا رَّسُوْلًا ﴿٩٤﴾

94- اور نہیں روکا تھا کسی چیز نے لوگوں کو ایمان لانے سے[1]
جب بھی ان کے پاس ہدایت آئی
مگر اسی نے کہ
انہوں نے کہا
"کیا اللہ نے ایک بشر کو رسول بنا کر بھیج دیا ہے؟"

95- قُلْ لَّوْ كَانَ فِي الْاَرْضِ مَلٰٓئِكَةٌ يَّمْشُوْنَ مُطْمَئِنِّيْنَ لَنَزَّلْنَا عَلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَلَكًا رَّسُوْلًا ﴿٩٥﴾

95- کہہ دیجیے "اگر زمین پر فرشتے[2]
اطمینان سے گھومتے پھرتے ہوتے
تو ہم ضرور ان کی طرف
آسمانوں سے کسی فرشتے کو رسول بنا کر بھیجتے"

96- قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًۢا بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ ۭ اِنَّهٗ كَانَ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرًۢا بَصِيْرًا ﴿٩٦﴾

96- کہہ دیجیے "میرے اور تمہارے درمیان
اللہ کی گواہی ہی کافی ہے
وہ تو اپنے بندوں سے خوب واقف ہے
اور سب کچھ دیکھ رہا ہے"[4]

97- وَمَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ ۚ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ اَوْلِيَاۗءَ مِنْ دُوْنِهٖ ۭ وَنَحْشُرُهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَلٰي وُجُوْهِهِمْ عُمْيًا وَّبُكْمًا وَّصُمًّا ۭ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۭ كُلَّمَا خَبَتْ زِدْنٰهُمْ سَعِيْرًا ﴿٩٧﴾

97- اور جس کسی کو اللہ ہدایت دیدے
تو ہدایت یافتہ وہی ہے
اور جس کسی کو وہ
گمراہی میں بھٹکتا ہوا چھوڑ دے

النصف

1- یعنی پہلے بھی منکروں کے ایمان نہ لانے کی ایک وجہ یہی رہی ہے کہ وہ کہتے تھے کہ یہ رسول تو ہم جیسا انسان ہی ہے پہلے بھی فرشتوں کی باتیں ہوتی رہی ہیں

2- اگر زمین پر فرشتے آباد ہوتے تو ہم ان کی طرف کسی فرشتے کو ہی رسول بنا کر بھیجتے

3- اللہ خود گواہ ہے کہ میں نے اس کا پیغام تم تک پہنچا دیا ہے

4- اگر تم اس کے باوجود ایمان نہیں لا رہے تو اللہ تعالیٰ کو اس کی وجوہ کا اچھی طرح علم ہے

اور تو ہر گز نہیں پائے گا
ایسوں کے لیے کوئی بھی کارساز
سوائے اللہ کے

اور ہم ان لوگوں کو اٹھائیں گے
قیامت کے دن
ان کے منہ کے بل
اندھے اور گونگے اور بہرے
ٹھکانہ ان کا ہے دوزخ
جب بھی وہ آگ دھیمی ہوگی[5]
ہم اسے ان کے لیے اور زیادہ کر دیں گے
بھڑکا کر

98- ذٰلِكَ جَزَآؤُهُمْ بِاَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِنَا وَقَالُوْٓا ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا وَّرُفَاتًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ خَلْقًا جَدِيْدًا ﴿٩٨﴾

98- یہ ہے ان کی سزا[6]
اس کی وجہ سے جو انہوں نے
ہماری آیات کا انکار کیا
اور کہا "کیا جب ہم ہڈیاں ہو جائیں گے
چورا چورا
تو کیا واقعی ہم اٹھائے جائیں گے
نئے سرے سے پیدا کر کے؟"

5- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ دوزخیوں کو ہم شدید آگ کا عذاب دیں گے یہ تو ممکن ہی نہیں کہ اللہ تعالیٰ کی جلائی آگ مدہم ہو جائے مطلب یہ ہے کہ وہ آگ ہمیشہ شدت سے بھڑکتی رہے گی

6- یعنی انہیں یہ سزا قرآن اور روزِ حساب پر ایمان نہ لانے کی وجہ سے دی جائے گی

99- اَوَ لَمْ یَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ قَادِرٌ عَلٰٓى اَنْ یَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ وَ جَعَلَ لَهُمْ اَجَلًا لَّا رَیْبَ فِیْهِ ؕ فَاَبَى الظّٰلِمُوْنَ اِلَّا كُفُوْرًا ﴿۹۹﴾

99- کیا وہ دیکھتے نہیں کہ
جس اللہ نے پیدا کیا ہوا ہے
آسمانوں کو اور زمین کو
وہ تو اس پر قادر ہے کہ
ان کو پھر سے پیدا کر دے[7]
ویسے ہی جیسے کہ وہ ہیں؟
اور اس نے طے کیا ہوا ہے[8]
ان کے لیے ایک وقت معین
جس میں کوئی بھی شبہ نہیں
اور نہیں قبول کیا ان ظالموں نے[9]
مگر کفر کرنے کو ہی

100- قُلْ لَّوْ اَنْتُمْ تَمْلِكُوْنَ خَزَآىِٕنَ رَحْمَةِ رَبِّیْٓ اِذًا لَّاَمْسَكْتُمْ خَشْیَةَ الْاِنْفَاقِ ؕ وَ كَانَ الْاِنْسَانُ قَتُوْرًا ﴿۱۰۰﴾ ع ۱۱

100- کہہ دیجیے "اگر تم مالک ہوتے[10]
میرے رب کی رحمت کے خزانوں کے
تو تم ضرور ان کو روکے رکھتے
ان کے خرچ ہو جانے کے خوف سے
اور انسان تو ہے ہی
بہت تنگ دل"

7- انہیں پھر سے ویسے ہی پیدا کر دے جیسے کہ وہ دنیا میں ہوتے تھے

8- پھر سے پیدا کرنے کا وقت مقرر ہے

9- ایمان نہ لانے والے بے انصاف انکار پر ہی قائم ہیں

10- آیت 86 میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اگر ہم چاہیں تو جو کچھ ہم نے وحی کے ذریعے بھیجا ہوا ہے اسے واپس لے جائیں اگلی آیت میں فرمایا ہے کہ یہ وحی تو انسانوں پر اللہ کی رحمت اور فضل ہے۔ مگر ان کافروں کی ساری کوششیں اسی لیے تو تھیں کہ اللہ کی یہ رحمت سب لوگوں تک نہ پہنچ جائے وہ خوفزدہ تھے کہ اگر ایسا ہو گیا تو ان کو معاشرے میں جو مقام و مرتبہ میسر ہے وہ جاتا رہے گا وہ خودغرض اور لالچی تھے ان کی اسی خودغرضی اور لالچ کے حوالے سے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ تو ایسے ہیں کہ اگر رحمت کے خزانے بھی ان کو مل جائیں تو یہ ان میں سے بھی کسی اور کو کچھ نہ دیں سب کچھ اپنے لیے ہی بچا بچا کر رکھیں۔ کیوں؟ اس لیے کہ انسان کی سوچ دنیا اور اس کے مفادات کی اسیر ہے اسی لیے وہ تنگ دل ہے جبکہ کائنات کے خالق و مالک کی رحمت اور فضل تو عام ہیں اس کی رحمت، فضل، وحی اور قرآن سب کے لیے ہیں

12

101- وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسٰى تِسْعَ اٰيٰتٍۭ بَيِّنٰتٍ فَسْـَٔلْ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اِذْ جَآءَهُمْ فَقَالَ لَهٗ فِرْعَوْنُ اِنِّيْ لَاَظُنُّكَ يٰمُوْسٰى مَسْحُوْرًا ﴿١٠١﴾

101- اور ہم نے موسیٰ کو
نو روشن نشانیاں دی تھیں[1]
اور تو پوچھ لے بنی اسرائیل سے[2]
جب وہ ان کے پاس آیا تھا
تو فرعون نے اس سے کہا تھا
"اے موسیٰ میں تو خیال کرتا ہوں[3]
تجھ پر تو واقعی جادو کر دیا گیا ہے"

102- قَالَ لَقَدْ عَلِمْتَ مَآ اَنْزَلَ هٰٓؤُلَآءِ اِلَّا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ بَصَآئِرَ ۚ وَاِنِّيْ لَاَظُنُّكَ يٰفِرْعَوْنُ مَثْبُوْرًا ﴿١٠٢﴾

102- اس نے کہا تھا "تو خوب جانتا ہے کہ[4]
نہیں بھیجیں یہ بصیرت افروز نشانیاں
مگر آسمانوں کے اور زمین کے رب نے ہی
اور اے فرعون میں تو خیال کرتا ہوں[5]
کہ تُو تو یقیناً ہلاکت کی راہ پر ہے"

103- فَاَرَادَ اَنْ يَّسْتَفِزَّهُمْ مِّنَ الْاَرْضِ فَاَغْرَقْنٰهُ وَمَنْ مَّعَهٗ جَمِيْعًا ﴿١٠٣﴾

103- پھر اس نے ارادہ کر لیا تھا
کہ ان کو اس زمین سے اکھاڑ پھینکے[6]

1- کفارِ مکہ اللہ کے رسول ﷺ سے جن معجزوں کا مطالبہ کرتے تھے ان کا ذکر آیات 90 تا 93 میں گزر چکا ہے اللہ تعالیٰ نے موسیٰ اور فرعون کا ذکر فرمایا ہے اور کہا ہے کہ جو ایمان نہ لانے کا فیصلہ کر چکے ہوں وہ معجزے دیکھ کر بھی ایمان نہیں لایا کرتے اور ان کو معجزے دکھا دینے کے بعد ان پر عذاب لازم ہو جایا کرتا ہے۔ وہ نشانیاں یا معجزے کون سے تھے؟ وہی جن کا ذکر سورہ اعراف میں گزر چکا ہے

2- یعنی بنی اسرائیل اس کے بارے میں جانتے ہیں وہ اس کی تصدیق کریں گے

3- اہلِ مکہ اللہ کے رسول ﷺ کے بارے میں جو کہتے ہیں کہ تجھ پر تو کسی نے جادو کیا ہوا ہے یہی بات تو فرعون نے موسیٰ کے بارے میں کہی تھی

4- حضرت موسیٰ نے فرعون سے کہا تھا کہ اپنا رسول ہونے کے حوالے سے اللہ کی طرف سے جو نشانیاں یا معجزات میں تجھے دکھاتا ہوں تو جانتا ہے کہ وہ کسی بھی انسان کے بس میں نہیں وہ نشانیاں یا معجزے ایسے ہیں جو دیکھنے والے کی بصیرت کو بیدار کر دینے والے ہیں یعنی تو یہ خوب سمجھتا ہے

5- یعنی تُو تو ہلاک ہی ہو چکا ہے

6- کسی درخت یا پودے کو زمین سے اکھاڑ دیں تو کیا ہوتا ہے؟ اس کا خاتمہ ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہماری روشن نشانیاں دیکھ کر بھی فرعون ایمان نہیں لایا تھا بلکہ اس نے ہمارے نبی اور بنی اسرائیل کو ختم کر دینے کا ارادہ کر لیا تھا

تو ہم نے اس کو غرق کر دیا تھا[7]
اور ان کو جو اس کے ساتھ تھے
سب کو

104- وَّقُلْنَا مِنْۢ بَعْدِهٖ لِبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اسْكُنُوا الْاَرْضَ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ جِئْنَا بِكُمْ لَفِیْفًا ﴿١٠٤﴾

104- اور اس کے بعد ہم نے بنی اسرائیل سے کہا تھا[8]
"تم زمین میں بس جاؤ
پھر جب آخرت کا وعدہ آن پہنچے گا
تو ہم تمہیں اکٹھا کریں گے
ایک ہجوم کے ساتھ"[9]

105- وَبِالْحَقِّ اَنْزَلْنٰهُ وَبِالْحَقِّ نَزَلَ ؕ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا مُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا ﴿١٠٥﴾

وقف لازم

105- اور ہم نے اس میں حق بھیجا ہے[10]
اور یہ حق لے کر آیا ہے
اور تجھے تو ہم نے صرف[11]
خوش خبری دینے والا اور ڈرانے والا
بنا کر بھیجا ہے

106- وَقُرْاٰنًا فَرَقْنٰهُ لِتَقْرَاَهٗ عَلَى النَّاسِ عَلٰى مُكْثٍ وَّنَزَّلْنٰهُ تَنْزِیْلًا ﴿١٠٦﴾

106 اور ہم نے قرآن کو مرحلوں میں بھیجا ہے[12]
تاکہ تو اسے لوگوں کے لیے

7- غرق آب کر دیا
8- آباد کر دیا اس میں ان کی آزادی اور محفوظ ہو جانے کا مفہوم بھی شامل ہے۔ کون سی زمین میں؟ فلسطین میں جہاں پہنچ کر بنی اسرائیل آباد ہو گئے تھے
9- ایک ہجوم کے ساتھ اکٹھا کریں گے یعنی جہاں ہم دیگر قبائل، قوموں اور زمانوں کے لوگوں کو ان کے اعمال کے حساب کے لیے روزِ قیامت جمع کریں گے وہیں ان سب میں تم بھی ہو گے ایسا نہیں کہ تم باقیوں سے کوئی الگ یا برتر گروہ ہو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ چیز ہم نے اسی وقت ان پر واضح کر دی تھی یعنی ان کا، اللہ کی منتخب قوم ہونے کا دعویٰ ان کا اپنا بنایا ہوا ہے
10- یعنی یہ قرآن سچ کی طرف دعوت دینے والا ہے اور حق وہی ہے جو اس میں بتایا گیا ہے
11- اپنے نبی ﷺ سے خطاب کے ذریعے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم نے اپنے رسول ﷺ کو جو مشن سونپا ہوا ہے وہ ہے ایمان لے آنے والوں کو خوشخبری دے دینا اور نہ ماننے والوں کو خبردار کر دینا وہ جو بھی کچھ پڑھ کر سناتے ہیں وہ ہماری طرف سے ہی ہے اور وہی حق اور سچ ہے
12- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ قرآن جو حق ہے اور دین حق کی طرف دعوت دیتا ہے اسے ہم نے مرحلہ وار ایک تسلسل کے ساتھ بھیج رہے ہیں ◄◄

وقفوں میں پڑھے

اور ہم نے اسے

وحی کے ذریعے تھوڑا تھوڑا کر کے نازل کیا ہے

107- قُلْ اٰمِنُوْا بِهٖٓ اَوْ لَا تُؤْمِنُوْا ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهٖٓ اِذَا يُتْلٰى عَلَيْهِمْ يَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ سُجَّدًا ۝۱۰۷

107- کہہ دیجیے "تم اس پر ایمان لاؤ

یا تم نہ ایمان لاؤ

وہ لوگ تو جنہیں اس سے پہلے علم دیا گیا ہے[13]

جب یہ ان کے لیے پڑھا جاتا ہے

تو وہ اپنی تھوڑیوں پر گر جاتے ہیں

سجدہ کرتے ہوئے"

108- وَّيَقُوْلُوْنَ سُبْحٰنَ رَبِّنَآ اِنْ كَانَ وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُوْلًا ۝۱۰۸

108- اور وہ کہتے ہیں "پاک ہے ہمارا رب

ہمارے رب کا وعدہ تو پورا ہو کر ہی رہتا ہے"[14]

109- وَيَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ يَبْكُوْنَ وَيَزِيْدُهُمْ خُشُوْعًا ۝۱۰۹

109- اور وہ اپنی تھوڑیوں پر گر جاتے ہیں

روتے ہوئے

اور یہ ان میں عاجزی بڑھا دیتا ہے[15]

◄◄ اور اس میں دین حق کا تفصیل سے بیان ہے ہم اسے مرحلہ وار کیوں نازل کرتے رہے؟ تاکہ تو لوگوں کو تھوڑا تھوڑا کر کے سناتا رہے انہیں احکامِ دین مرحلوں میں سمجھائے اور انہیں سننے اور سمجھنے میں آسانی رہے مگر قرآن ایک وحدت ہے اس کے سب احکام کی پابندی کا نام ہی ایمان لانا ہے

13- وہ لوگ جو پہلے نبیوں کے ذریعے بھیجی گئی کتب سے واقف ہیں اور ان کا علم رکھتے ہیں

14- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ وہ قرآن سنتے ہی اس پر ایمان لے آتے ہیں اور اللہ کا شکر ادا کرنے کے لیے سجدے میں گر پڑتے ہیں۔ کیوں؟ وہ پہچان لیتے ہیں کہ پہلے نبیوں کے صحیفوں میں اللہ تعالیٰ نے جس آخری نبی ﷺ کو بھیجنے کا وعدہ کیا ہوا ہے وہ وعدہ اللہ نے پورا کر دیا ہے اور وہ نبی آ گیا ہے اور ہمیں دنیا و آخرت میں فلاح کا راستہ مل گیا ہے

15- مشرک قرآن سنیں تو ان میں مخالفت بڑھ جاتی ہے اہلِ علم قرآن سنیں تو ان میں عجز و انکساری بڑھ جاتی ہے

110- قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ ؕ اَيًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى ۚ وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا وَابْتَغِ بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا ﴿۱۱۰﴾

110- کہدیں ''تم پکارو اللہ کہہ کر یا پکارو رحمٰن کہہ کر[16]
تم جس بھی نام سے پکارو
سب اچھے نام اسی کے لیے ہیں
اور نہ بلند کر اپنی پکار کو[17]
اور نہ اس کو بہت آہستہ رکھ
بلکہ درمیان کی راہ تلاش کر''

111- وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِی الْمُلْكِ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلِیٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِيْرًا ﴿۱۱۱﴾ ع ۱۲ ۱۱ ۱۲

111- اور کہہ دیں ''حمد جو بھی ہے اللہ ہی کے لیے ہے[18]
جو نہیں رکھتا کوئی بھی بچہ
اور نہیں ہے جس کا کوئی بھی شریک
اس کی بادشاہت میں
اور اس میں کوئی بھی کمزوری نہیں
کہ اسے کسی مددگار کی ضرورت ہو''
اور اس کی بڑائی بیان کر
بے انتہا بڑائی

16- مشرکین اللہ کو تو مانتے اور جانتے تھے وہ اسے ''خداؤں کا خدا'' سمجھتے تھے لیکن اللہ کو ''رحمٰن اور رحیم'' جیسے صفاتی ناموں سے پکار کر اس سے دعائیں کرنے کا وہ برا مانتے تھے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہمیں اللہ کے نام سے پکارو یا رحمٰن کے نام سے پکارو تم پکار ہمیں ہی رہے ہوتے ہو کہ ایسے سب صفاتی نام جو عظمت و کبریائی کو ظاہر کرتے ہیں ہمارے ہی نام ہیں اور کسی میں ایسی صفات نہیں ہو سکتیں

17- یعنی ہمیں پکارنے میں درمیانی راہ اختیار کرو اہلِ علم پکارنے سے مراد نماز میں قرآن کریم کی تلاوت لیتے ہیں لیکن اگر آیت کے پہلے حصہ کے تسلسل کو دیکھا جائے تو اللہ تعالیٰ کو پکارنے سے مراد اس سے دعا کرنا ہی معلوم ہوتا ہے

18- اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ سے فرمایا ہے کہ سب کو بتادو کہ تعریف جو بھی ہے ہمارے لیے ہی ہے کسی بھی حوالے سے کوئی اور قابلِ حمد و ثنا ہے ہی نہیں۔ یہ بھی بتادو کہ (1) اللہ کا کوئی بچہ نہیں جیسا کہ عیسائی حضرت عیسیٰ کے بارے میں اور یہودی حضرت عزیر کے بارے میں کہتے ہیں کہ وہ اللہ کے بیٹے ہیں اور مشرک فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں قرار دیتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کے ایسے عقائد کو باطل قرار دیتے ہیں (2) اللہ اپنی بادشاہت کا واحد مالک ہے کسی بھی اور کا نظمِ کائنات میں کوئی عمل دخل نہیں (3) نظمِ کائنات کو چلانے اور قائم رکھنے کے لیے اللہ کو کسی کی مدد کی ضرورت نہیں کہ وہ تو کامل ہے مدد کی تو اسے ضرورت ہوتی ہے جس میں کوئی کمزوری ہو اللہ تو صاحبِ قوت ہے وہ نہ کمزور ہے اور نہ اسے کسی مددگار کی ضرورت ہے

سُوْرَةُ الْكَهْف

یہ سورت مکہ میں نازل ہوئی تھی اس کی 110 آیات اور 12 رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام کے ساتھ جو شفقت کرنے والا رحم کرنے والا ہے

1- اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ عَلٰى عَبْدِهِ الْكِتٰبَ وَلَمْ يَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا ۜ ①

1- تعریف جو بھی ہے اللہ کے لیے ہے جس نے اپنے بندے پر یہ کتاب نازل کی ہے[1] اور اس میں کوئی کجی نہیں چھوڑی

2- قَيِّمًا لِّيُنْذِرَ بَاْسًا شَدِيْدًا مِّنْ لَّدُنْهُ وَيُبَشِّرَ الْمُؤْمِنِيْنَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا حَسَنًا ۙ ②

2- درست بالکل راست[2] تاکہ وہ اپنی طرف سے سخت عذاب سے خبردار کر دے[3] اور اہلِ ایمان کو بشارت دیدے انہیں جو نیک کام کریں کہ ان کے لیے بہت اچھا اجر ہے

3- مَّاكِثِيْنَ فِيْهِ اَبَدًا ۙ ③

3- جس میں وہ ہمیشہ ہی مقیم رہیں گے

4- وَّيُنْذِرَ الَّذِيْنَ قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا ④

4- اور ان لوگوں کو خبردار کر دے جو کہتے ہیں "اللہ نے بیٹا بنا لیا ہے"

5- مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ وَّلَا لِاٰبَآئِهِمْ ؕ كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ ؕ اِنْ يَّقُوْلُوْنَ اِلَّا كَذِبًا ⑤

5- نہیں ہے ان کو اس کے بارے میں کچھ بھی علم[4]

1- کتاب یعنی قرآنِ کریم

2- ہر بات ٹھیک ٹھیک بتا دینے والی

3- تاکہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ کیسے اعمال و عقائد والوں کو سخت عذاب دیتے ہیں اور کن کو اچھا بدلہ دیا کرتے ہیں

4- ایسا عقیدہ رکھنے والوں کو اس بارے میں کچھ بھی معلوم نہیں ایسا عقیدہ رکھنا ان کی جہالت ہے۔ اللہ کے بیٹے کا عقیدہ یہودیوں کا بھی ہے اور عیسائیوں کا بھی

اور نہ ہی ان کے اجداد کو کچھ بھی علم تھا
بہت ہی بڑی بات ہے [5]
جو ان کے مونہوں سے نکلتی ہے
وہ تو جھوٹ ہی کہتے ہیں

6- فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ اِنْ لَّمْ يُؤْمِنُوْا بِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَسَفًا ۝٦

6- تو کیا پھر تو ان لوگوں کے پیچھے [6]
اپنے کو ہلاک ہی کر ڈالے گا
اگر وہ قرآن پر ایمان نہ لائیں
دکھ سے؟

7- اِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَى الْاَرْضِ زِيْنَةً لَّهَا لِنَبْلُوَهُمْ اَيُّهُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ۝٧

7- ہم نے تو جو کچھ بھی زمین پر ہے
اسے اس کی زینت بنا دیا ہے
تا کہ ہم آزمائیں ان لوگوں کو
کہ ان میں کون
اچھا عمل کرنے والا ہے

8- وَاِنَّا لَجٰعِلُوْنَ مَا عَلَيْهَا صَعِيْدًا جُرُزًا ۝٨

8- اور ہم ضرور بنا دیں گے اس سب کو
جو کچھ بھی ہے اس پر
بنجر چٹیل میدان [7]

5- یہ صرف ان کے منہ کی بات ہے جس کی نہ کوئی علمی بنیاد ہے اور نہ عقلی

6- اللہ تعالیٰ اپنے نبی ﷺ سے فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کی دعوت کے باوجود اگر باطل پرست ایمان نہیں لا رہے تو کیا تو اس غم میں اپنے آپ کو ہلاک ہی کر ڈالے گا؟ آپ ﷺ اس کا اتنا غم نہ کریں ان کی اتنی فکر کی ضرورت نہیں

7- یعنی جب ہم زمین کو ایک چٹیل ویرانے میں تبدیل کر دیں گے تو اس وقت اگر کسی کے پاس کوئی چیز رہ جائے گی تو وہ ہوگا اس کا ایمان اور اس کے اچھے اعمال

9- اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ اَصْحٰبَ الْكَهْفِ وَالرَّقِيْمِ ۙ كَانُوْا مِنْ اٰيٰتِنَا عَجَبًا ۝٩

9- تو کیا تو یہ خیال کرتا ہے کہ غار والے اور تختی والے[8] ہماری نشانیوں میں سے کوئی بڑی عجیب نشانی تھے؟[9]

10- اِذْ اَوَى الْفِتْيَةُ اِلَى الْكَهْفِ فَقَالُوْا رَبَّنَآ اٰتِنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً وَّهَيِّئْ لَنَا مِنْ اَمْرِنَا رَشَدًا ۝١٠

10- یاد کریں جب ان جوانوں نے غار میں پناہ لی تھی تو انہوں نے دعا کی تھی "اے ہمارے پروردگار ہم پر اپنی طرف سے رحمت کر دے اور دیدے ہمیں ہمارے اس معاملے میں راہِ راست"

11- فَضَرَبْنَا عَلٰٓى اٰذَانِهِمْ فِي الْكَهْفِ سِنِيْنَ عَدَدًا ۝١١

11- سو ہم نے پردہ ڈال دیا تھا[10] ان کے کانوں پر

8- کہف کے معنی وسیع غار کے ہیں اور "اَصْحٰبُ الْكَهْفِ" کا ترجمہ غار والے کیا جاتا ہے یعنی وہ نوجوان جنہوں نے اپنے دین کی حفاظت کے لیے ایک پہاڑی غار میں پناہ لی تھی لیکن "اَلرَّقِيْم" سے کیا مراد ہے؟ بعض اہلِ علم اس سے مراد وہ تحریر یا تختی لیتے ہیں جو اس غار پر بعد میں لگائی گئی بتائی جاتی ہے جس کی وجہ سے ان نوجوانوں کو تختی والے بھی کہا گیا ہے لیکن زمانہ جدید میں بحر مردار سے جو Scroll یعنی قدیم زمانہ کی تحریروں کے گچھے ملے ہیں ان میں زمانہ قدیم کے ایک Qumran فرقہ کا بھی ذکر ہے اس فرقہ سے تعلق رکھنے والوں پر اس زمانے میں سختیاں کی جاتی تھیں اس یہودی فرقہ کے لوگ باقیوں سے الگ تھلگ رہتے تھے اس حوالے سے الرقیم سے مراد اس فرقہ سے تعلق رکھنے والے یعنی لکھی ہوئی تحریروں یا صحیفوں کی پیروی کرنے والے بھی ہو سکتے ہیں

9- ان نوجوانوں کو کئی سو سال تک سلائے رکھنا اور پھر تندرست و توانا اٹھا کر سب کو دکھا دینا کائنات کے خالق و مالک کی نشانی تو ہے مگر اس کی کبریائی کے حوالے سے یہ کوئی عجیب نشانی نہیں کائنات کے خالق و مالک کی عظمت و شاہی کی تو اس سے بھی بڑی نشانی ہر طرف موجود ہے

10- کسی بھی قسم کی ڈسٹرب کرنے والی آواز سے محفوظ کر دیا تا کہ ان کی نیند میں خلل نہ پڑے اس لیے وہ اس غار میں کئی سو سال تک سوئے رہے

غار میں

12- ثُمَّ بَعَثْنٰهُمْ لِنَعْلَمَ اَیُّ الْحِزْبَیْنِ اَحْصٰی لِمَا لَبِثُوْٓا اَمَدًا ﴿١٢﴾ ع ١٢ ١٣

12- پھر ہم نے ان کو جگا دیا تھا
تا کہ ہم دکھائیں کہ
ان دو گروہوں میں سے کون[11]
زیادہ یاد رکھنے والا ہے
اس کو کہ وہ
کتنی مدت تک
اس غار میں ٹھہرے رہے تھے

2

13- نَحْنُ نَقُصُّ عَلَیْكَ نَبَاَهُمْ بِالْحَقِّ ؕ اِنَّهُمْ فِتْیَةٌ اٰمَنُوْا بِرَبِّهِمْ وَ زِدْنٰهُمْ هُدًی ﴿١٣﴾

13- ہم تجھے ان کی
ٹھیک ٹھیک خبر سناتے ہیں[1]
وہ چند نوجوان تھے
جو اپنے رب پر ایمان لے آئے تھے
اور ہم نے ان میں ہدایت زیادہ کر دی تھی

14- وَّ رَبَطْنَا عَلٰی قُلُوْبِهِمْ اِذْ قَامُوْا فَقَالُوْا رَبُّنَا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ لَنْ نَّدْعُوَا مِنْ دُوْنِهٖۤ اِلٰهًا لَّقَدْ قُلْنَاۤ اِذًا شَطَطًا ﴿١٤﴾

14- اور ہم نے ان کے دلوں کو مضبوط کر دیا تھا
جب وہ حق پر کھڑے ہو گئے تھے[2]
اور انہوں نے کہا تھا "ہمارا رب تو وہ ہے

11- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ کئی سال بعد جب ہم نے انہیں نیند سے بیدار کیا تو انہیں تو خود بھی معلوم نہیں تھا کہ وہ کتنا عرصہ سوئے رہے ہیں (جس کا ذکر آگے آیت 19 میں آ رہا ہے) اور نہ باہر والے اس بارے میں درست مدت کا تعین کر سکے تھے ہم تو اُن سوئے رہنے والوں پر اور باہر والوں پر اپنی قدرت کاملہ ظاہر کر دینا چاہتے تھے کہ ہم جو چاہیں کر سکتے ہیں

1- اللہ تعالیٰ اپنے نبی ﷺ سے مخاطب ہیں اور فرماتے ہیں کہ ہم آپ ﷺ کو اصحابِ کہف کے بارے میں جو کچھ بتا رہے ہیں وہی سچ ہے

2- اپنی قوم کے باطل پرستوں کے سامنے کھڑے ہو گئے تھے

جو آسمانوں اور زمین کا رب ہے
ہم ہرگز نہیں پکاریں گے سوائے اس کے
کسی بھی اور معبود کو
یقیناً اس وقت تو ہم
بہت ہی گمراہی کی بات کہیں گے[3]

15- هٰٓؤُلَآءِ قَوْمُنَا اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً ؕ لَوْ لَا يَاْتُوْنَ عَلَيْهِمْ بِسُلْطٰنٍۢ بَيِّنٍ ؕ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا ۝١٥

15- ہماری اس قوم نے تو
سوائے اللہ کے کئی اور معبود بنا لیے ہیں
کیوں نہیں لاتے یہ لوگ ان کے بارے میں
کوئی واضح سند؟[4]
تو پھر کون بڑا ظالم ہے اس شخص سے
جو اللہ کے بارے میں جھوٹ گھڑتا ہے؟

16- وَاِذِ اعْتَزَلْتُمُوْهُمْ وَمَا يَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ فَاْوٗٓا اِلَى الْكَهْفِ يَنْشُرْ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِّنْ رَّحْمَتِهٖ وَيُهَيِّئْ لَكُمْ مِّنْ اَمْرِكُمْ مِّرْفَقًا ۝١٦

16- اور اب جو تم علیحدہ ہو گئے ہو
ان لوگوں سے
اور ان سے جن کی وہ عبادت کرتے ہیں
اللہ کے سوا
تو چلو اس غار میں جگہ بنا لو[5]
تمہارا رب تم پر
اپنی رحمت پھیلا دے گا[6]

3- یعنی اگر ہم اس رب کے علاوہ کسی اور کو حاجت روا مان لیں تو یہ بہت ہی گمراہی کی بات ہوگی
4- ان باطل معبودوں کے معبود ہونے کا تو ان کے پاس کوئی ثبوت ہی نہیں
5- ہم نے آپس میں فیصلہ کر لیا ہے ہم اللہ کے بارے میں جھوٹ گھڑنے والوں سے الگ ہو گئے ہیں اور ہم ان کے معبودوں کو بھی نہیں مانتے تو چلو ہم اس غار میں مقیم ہو جاتے ہیں
6- اللہ اپنی رحمت سے ہمیں اپنے دین پر قائم رہنے کی ہمت اور وسائل فراہم کر دے گا

اور تمہیں مہیا کر دے گا
تمہارے اس کام میں آسانی"

17- وَتَرَى الشَّمْسَ اِذَا طَلَعَتْ تَّزٰوَرُ عَنْ كَهْفِهِمْ ذَاتَ الْيَمِيْنِ وَاِذَا غَرَبَتْ تَّقْرِضُهُمْ ذَاتَ الشِّمَالِ وَهُمْ فِيْ فَجْوَةٍ مِّنْهُ ؕ ذٰلِكَ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ ؕ مَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ ۚ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ وَلِيًّا مُّرْشِدًا ﴿١٧﴾ ع ٥ ١٢

17- اور تو دیکھے گا سورج کو[7]
جب وہ طلوع ہوتا ہے
ان کے غار سے دائیں طرف کو جھکتا ہوا
اور وہ جب غروب ہوتا ہے
تو ان سے بائیں جانب کو ہو کر
دور مڑ جاتا ہے
اور وہ اس کے اندر وسیع جگہ میں ہیں
یہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہے
جسے اللہ ہدایت دیدے
تو وہی ہے ہدایت پر
اور جسے وہ چھوڑ دے گمراہی میں بھٹکتا ہوا
تو ہرگز نہیں پاؤ گے تم
اس کے لیے کوئی بھی
کارساز مُرشد

3

18- وَتَحْسَبُهُمْ اَيْقَاظًا وَّهُمْ رُقُوْدٌ ۚ وَّنُقَلِّبُهُمْ ذَاتَ الْيَمِيْنِ وَذَاتَ الشِّمَالِ ۚ وَكَلْبُهُمْ

18- اور تو انہیں جاگتے ہوئے خیال کرے[1]
حالانکہ وہ ہیں سوئے ہوئے

7- اللہ تعالیٰ ان کے معاملے میں اپنی عطاء کردہ آسانیوں میں سے کچھ کا ذکر کرتے ہیں کہ وہ غار ایسا تھا کہ سورج کے طلوع سے غروب تک اس کی گرمی اور تیز روشنی اس کے اندر نہیں جا سکتی تھی اور سورج دائیں بائیں سے مڑ کر آگے نکل جاتا تھا اور وہ اس غار کے اندر کھلی جگہ میں آرام سے تھے

1- اللہ تعالیٰ ان نوجوانوں پر اپنے کرم کا حال بیان فرماتے ہیں کہ ہم ان کی نیند کے دوران اس انداز میں ان کی کروٹ بدلتے رہتے تھے ان کے لباس اور جسمانی تروتازگی کا حال ایسا تھا کہ دیکھنے والے انہیں جاگتے ہوئے سمجھتے ان کا کتا سالہا سال سے غار کے دہانے پر بیٹھا ایسے دکھائی دیتا تھا جیسے نگرانی پر ہوشیار بیٹھا ہوا ہے اگر کوئی انہیں دیکھتا تو خوفزدہ ہو کر الٹے پاؤں بھاگ جاتا

بَاسِطٌ ذِرَاعَيْهِ بِالْوَصِيْدِ ؕ لَوِ اطَّلَعْتَ عَلَيْهِمْ لَوَلَّيْتَ مِنْهُمْ فِرَارًا وَّلَمُلِئْتَ مِنْهُمْ رُعْبًا ﴿١٨﴾

اور ہم بدل دیتے ہیں ان کی کروٹ
دائیں طرف اور بائیں طرف
اور ان کا کتا
اپنے دونوں بازو پھیلائے ہوئے
اوپر غار کے دہانے پر بیٹھا ہے
اگر تو ان کی طرف جھانکے
تو تو ضرور ان سے پیٹھ پھیر لے
بھاگتا ہوا
اور تم پر ضرور ان کا رعب غالب آجائے

19- وَكَذٰلِكَ بَعَثْنٰهُمْ لِيَتَسَآءَلُوْا بَيْنَهُمْ ؕ قَالَ قَآئِلٌ مِّنْهُمْ كَمْ لَبِثْتُمْ ؕ قَالُوْا لَبِثْنَا يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ ؕ قَالُوْا رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَا لَبِثْتُمْ ؕ فَابْعَثُوْٓا اَحَدَكُمْ بِوَرِقِكُمْ هٰذِهٖٓ اِلَى الْمَدِيْنَةِ فَلْيَنْظُرْ اَيُّهَآ اَزْكٰى طَعَامًا فَلْيَاْتِكُمْ بِرِزْقٍ مِّنْهُ وَلْيَتَلَطَّفْ وَلَا يُشْعِرَنَّ بِكُمْ اَحَدًا ﴿١٩﴾

19- اور ہم نے انہیں اسی طرح پھر سے جگا دیا تھا[2]
تا کہ وہ آپس میں ایک دوسرے سے پوچھیں
ان میں سے ایک کہنے والے نے
کہا "تم یہاں کتنا ٹھہرے ہو؟"
انہوں نے جواب دیا "ہم یہاں ایک دن یا ایک دن
کا کچھ حصہ ٹھہرے ہوں گے"
پھر انہوں نے کہا "تمہارا رب ہی بہتر جانتا ہے کہ[3]
تم کتنا عرصہ یہاں ٹھہرے ہو
سو اپنے میں سے کسی ایک کو

2- یعنی جس طرح ہم نے ان پر نیند غالب کر دی تھی اور وہ سالہا سال آرام و سکون سے سوتے رہے تھے ویسے ہی ہم نے انہیں تر و تازہ حالت میں بیدار کر دیا تھا

3- ان میں سے ایک نے کہا کہ بحث چھوڑو اور یہ سکے دے کر کسی کو شہر بھیجو تا کہ وہ کھانا لے آئے

اپنے چاندی کے سکے دے کر
شہر کی طرف بھیجو
اور وہ دیکھے کہ وہاں پر کون سا کھانا پاکیزہ ہے
اور وہ تمہارے لیے اس میں سے کچھ کھانا لے آئے
اور وہ ضرور محتاط رہے[4]
اور تمہارے بارے میں کسی کو بھی پتہ نہ چلنے دے

20- اِنَّهُمْ اِنْ يَّظْهَرُوْا عَلَيْكُمْ يَرْجُمُوْكُمْ اَوْ يُعِيْدُوْكُمْ فِيْ مِلَّتِهِمْ وَلَنْ تُفْلِحُوْٓا اِذًا اَبَدًا ۝٢٠

20- اگر انہیں تمہارا پتہ چل گیا[5]
تو وہ تو تمہیں سنگسار کر دیں گے
یا وہ تم کو اپنے دین میں لوٹا لیں گے
اور تم ہرگز فلاح نہیں پاؤ گے
اس صورت میں کبھی بھی"[6]

21- وَكَذٰلِكَ اَعْثَرْنَا عَلَيْهِمْ لِيَعْلَمُوْٓا اَنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّاَنَّ السَّاعَةَ لَا رَيْبَ فِيْهَا ۚ اِذْ

21- اور ہم نے اس طرح ان لوگوں کو
ان کے بارے میں مطلع کر دیا تھا[7]

4- یعنی اپنے انداز اور بات چیت سے شہر والوں کو اپنے بارے میں شبہ تک نہ ہونے دے

5- پہلے کہا کہ وہ کسی کو شبہ نہ ہونے دے۔ کیوں شبہ نہ ہونے دے؟ تاکہ وہ جتھا بنا کر آجائیں اور ہمیں پکڑ کر نہ لے جائیں۔ پکڑے جانے کی صورت میں انہیں کس سلوک کا خدشہ تھا؟ یہ کہ وہ انہیں سنگسار کر دیں گے یا پھر وہ انہیں مجبور کریں گے کہ وہ ان کے دین میں لوٹ جائیں۔ اس سے یہ بھی معلوم ہو جاتا ہے کہ اگر وہ غار میں پناہ نہ لیتے تو مشرک ان کے ساتھ کیا سلوک کرتے

6- یعنی دنیا و آخرت میں فلاح کی راہ وہی ہے جس پر ہم ہیں

7- شہر کے لوگوں کو مطلع کر دیا۔ کس طرح؟ نوجوانوں نے یہی خیال کیا کہ بس ایک آدھ دن ہی سوئے ہیں اور ان کے پاس جو چاندی کے سکے تھے ان میں سے کچھ دے کر ایک ساتھی کو اچھا سا کھانا لانے شہر بھیج دیا۔ ہوا کیا؟ دکاندار صدیوں پرانے سکوں سے واقف نہیں تھا نوجوان کہتا ہوگا کہ ابھی کل تک تو یہ سکہ چل رہا تھا آج کیوں نہیں چل سکتا؟ اس سکے اور نوجوان کے اندازِ بیان سے دکاندار کو شبہ ہوا ہوگا کچھ لوگ جمع ہو گئے بات شہر کے مذہبی اور حکمران طبقوں تک پہنچ گئی یہ تو وہ سنتے ہی آئے تھے کہ صدیوں پہلے کچھ نوجوان شہر والوں کے معبودوں کا انکار کر کے کہیں چلے گئے تھے سب کو پتہ چل گیا کہ جو نوجوان کھانا لینے آیا ہے وہ ان میں سے ہے اور یہ بھی کہ وہ سب تو ابھی تک زندہ و سلامت ہیں

يَتَنَازَعُوْنَ بَيْنَهُمْ اَمْرَهُمْ فَقَالُوا ابْنُوْا عَلَيْهِمْ بُنْيَانًا ؕ رَبُّهُمْ اَعْلَمُ بِهِمْ ؕ قَالَ الَّذِيْنَ غَلَبُوْا عَلٰٓى اَمْرِهِمْ لَنَتَّخِذَنَّ عَلَيْهِمْ مَّسْجِدًا ﴿٢١﴾

تاکہ وہ جان لیں کہ[8]
اللہ کا وعدہ تو سچا ہے
اور یہ کہ قیامت میں کوئی بھی شبہ نہیں
جب وہ لوگ ان کے معاملے میں
آپس میں جھگڑ رہے تھے[9]
تو انہوں نے کہا "ان پر ایک یادگار بنا دو
ان کا رب ہی ان کے بارے میں بہتر جانتا ہے"
جو لوگ ان کے معاملات پر غالب تھے[10]
انہوں نے کہا "ہم تو ان پر ایک عبادت گاہ بنائیں گے"

22- سَيَقُوْلُوْنَ ثَلٰثَةٌ رَّابِعُهُمْ كَلْبُهُمْ ۚ وَيَقُوْلُوْنَ خَمْسَةٌ سَادِسُهُمْ كَلْبُهُمْ رَجْمًۢا بِالْغَيْبِ ۚ وَيَقُوْلُوْنَ سَبْعَةٌ وَّثَامِنُهُمْ كَلْبُهُمْ ؕ قُلْ رَّبِّيْٓ اَعْلَمُ بِعِدَّتِهِمْ مَّا يَعْلَمُهُمْ اِلَّا قَلِيْلٌ ۬ فَلَا تُمَارِ

22- کچھ لوگ کہیں گے کہ وہ تین ہیں
اور چوتھا ان کا کتا ہے[11]
اور بعض کہیں گے وہ پانچ ہیں
اور چھٹا ان کا کتا ہے

8- یعنی لوگوں کو بتا دیا کہ اللہ تعالیٰ نے قیامت کے روز زندہ کر کے حساب لینے کا جو وعدہ کیا ہوا ہے وہ پورا ہو کر رہے گا ہم نے دکھا دیا کہ ہم تو سالوں تک انسان کو زندہ رکھنے پر قادر ہیں اور اگر ہم سالوں سلا کر پھر بیدار کر دیتے ہیں اور بیدار ہونے والے اسی طرح چلتے پھرتے ہیں باتیں کرتے ہیں انہیں بھوک بھی لگتی ہے وہ سودا سلف بھی خریدتے ہیں تو ہم مُردوں کو پھر سے زندہ کیوں نہیں کر سکتے؟ ان سے حساب کیوں نہیں لے سکتے؟ ہم نے انہیں قیامت کی صداقت کے ثبوت کے طور پر یہ نشانی دکھا دی

9- وہ نوجوان اپنے ساتھیوں کے پاس واپس چلا گیا اپنے ساتھیوں کو سب کچھ بتا دیا انہیں یہ بھی اندازہ ہو گیا کہ وہ طویل عرصہ سوئے رہے ہیں اللہ کے کرم اور قدرتِ کاملہ پر ایمانِ کامل کے ساتھ کھانا کھا کر وہ پھر سے سو گئے روزِ قیامت تک کی نیند، دوسری طرف اہل شہر تو حیران و پریشان تھے غار میں آ کر دیکھا تو سب ہمیشہ کی نیند سو چکے تھے وہ آپس میں جھگڑا کرنے لگے کہ ان نوجوانوں کے بارے میں کیا کیا جائے بعض نے کہا کہ اس جگہ ان کی یادگار بنا دو

10- یعنی وہ جو دنیاوی اور مذہبی حوالوں سے بااختیار تھے۔ ان کی اس بحث سے کیا ظاہر ہوتا ہے؟ یہی کہ ان جھگڑنے والے دونوں گروپوں میں سے کوئی بھی اس دینِ حق پر پوری طرح قائم نہیں تھا جس پر ایمانِ کامل کی وجہ سے ان نوجوانوں نے غار میں پناہ لی تھی یعنی وہ بھی شرک میں مبتلا تھے

11- وہ نوجوان تھے کتنے؟ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اس بارے میں اہلِ باطل جو اندازے لگائے جا رہے ہیں وہ اٹکل پچو ہیں

ع ٢ ٥ ١٥

فِيْهِمْ اِلَّا مِرَآءً ظَاهِرًا ۪ وَّلَا تَسْتَفْتِ فِيْهِمْ مِّنْهُمْ اَحَدًا ﴿٢٢﴾

غیب کے بارے میں
اٹکل پچو مارتے ہوئے
اور وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ وہ سات ہیں
اور آٹھواں ان کا کتا ہے
کہہ دیجیے "ان کی تعداد میرا رب ہی بہتر جانتا ہے"[12]
نہیں جانتے ان کے بارے میں
مگر تھوڑے سے ہی
سو نہ جھگڑا کر ان کے بارے میں
مگر اس معاملے میں جو ظاہر ہے[13]
اور ان نوجوانوں کے بارے میں
ان لوگوں میں سے کسی سے بھی کچھ نہ پوچھ[14]

4

23- وَلَا تَقُوْلَنَّ لِشَايْءٍ اِنِّيْ فَاعِلٌ ذٰلِكَ غَدًا ﴿٢٣﴾

23- اور کسی چیز کے بارے میں ہرگز نہ کہہ کہ
"میں تو کل یہ کام کر دوں گا"

24- اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ ۣ وَاذْكُرْ رَّبَّكَ اِذَا نَسِيْتَ وَقُلْ عَسٰٓى اَنْ يَّهْدِيَنِ رَبِّيْ لِاَقْرَبَ مِنْ هٰذَا رَشَدًا ﴿٢٤﴾

24- مگر یہ کہ "اللہ نے چاہا تو"[1]
اور جب تو بھول جائے تو اپنے رب کو یاد کر[2]

12- اللہ تعالیٰ اپنے نبی ﷺ سے فرماتے ہیں کہ ان نوجوانوں کی تعداد کے بارے میں جھگڑا کرنے والوں سے الگ رہیں اور کہہ دیں کہ تم نہیں بلکہ میرا اللہ ہی اس بارے میں جانتا ہے

13- کون سا معاملہ ظاہر ہے؟ یہ کہ اصحابِ کہف کا واقعہ درست ہے اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے اور روزِ حساب کے لیے سب کو پھر سے اٹھا لے گا

14- ان نوجوانوں کے بارے میں کہانیاں بنانے اور سنانے والوں سے ان کے بارے میں کچھ نہ پوچھا کرو

1- کبھی اللہ کو نہ بھولو اپنے آپ پر کبھی اتنا بھروسہ نہ کرلو کہ تم جو چاہو کرلو گے

2- اگر ایسا کہنا یاد نہ رہے تو اپنی بھول یاد آتے ہیں اللہ سے مدد مانگ کر اس کی توفیق پر بھروسہ کر لے

اور کہہ "امید ہے کہ میرا رب
اس معاملے میں مجھے
بھلائی سے قریب تر بات کی راہ دکھا دے گا"

25- وَلَبِثُوْا فِیْ كَهْفِهِمْ ثَلٰثَ مِائَةٍ سِنِیْنَ وَازْدَادُوْا تِسْعًا ﴿٢٥﴾

25- اور وہ اپنے غار میں ٹھہرے رہے تھے[3]
تین سو سال
اور نو سال زیادہ گزارے

26- قُلِ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا لَبِثُوْا ۚ لَهٗ غَیْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ اَبْصِرْ بِهٖ وَاَسْمِعْ ؕ مَا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّلِیٍّ ۪ وَّلَا یُشْرِكُ فِیْ حُكْمِهٖۤ اَحَدًا ﴿٢٦﴾

26- کہہ دیجیے "اللہ بہتر جانتا ہے[4]
کہ وہ وہاں کتنا عرصہ ٹھہرے تھے
آسمانوں کا اور زمین کا غیب وہی جانتا ہے
کیا ہی خوب ہے وہ دیکھنے والا
اور کیا ہی خوب ہے وہ سننے والا
نہیں ہے اُن کے لیے
اس کے سوا کوئی بھی کارساز[5]
اور وہ ہرگز نہیں شامل کرتا
اپنی حکمرانی میں کسی کو بھی"

27- وَاتْلُ مَاۤ اُوْحِیَ اِلَیْكَ مِنْ كِتَابِ رَبِّكَ ؕ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ ۚ وَلَنْ تَجِدَ مِنْ دُوْنِهٖ مُلْتَحَدًا ﴿٢٧﴾

27- اور پڑھ کر سنا دے جو کچھ[6]
تیرے رب کی کتاب میں

3- یعنی کہانیاں بنانے والے تو یہ بھی کہتے ہیں کہ وہ تین سو سال سوئے رہے تھے اور بعض اس میں نو سال بڑھا کر بتاتے ہیں

4- ان کے اللہ کی خاطر وہاں سوئے رہنے کی مدت کے بارے میں اللہ کے سوا کوئی اور کچھ نہیں جانتا

5- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ان نوجوانوں کے معاملے میں جو بھی کچھ کیا تھا ہم نے ہی کیا تھا ہم اپنے فیصلے میں کسی اور کو شریک نہیں کیا کرتے لہٰذا اصل حقائق ہمارے علاوہ کوئی اور نہیں جانتا

6- یعنی اصحابِ کیف کے بارے میں سچ وہی ہے جو ہم نے وحی کے ذریعے اے نبی ﷺ آپ کو بتا دیا ہے جو بھی کوئی پوچھے اسے قرآن پڑھ کر ان کے بارے میں بتا دیں

تیری طرف وحی کیا گیا ہے کہ
اس کے احکام کو کوئی بھی
تبدیل نہیں کر سکتا[7]
اور تو ہرگز نہیں پائے گا
سوائے اس کے
کوئی بھی اور پناہ کی جگہ[8]

28- وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ ۚ وَلَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ ۚ تُرِيْدُ زِيْنَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا ﴿٢٨﴾

28- اور اپنے دل کو استقامت سے
ان لوگوں کے ساتھ رکھ
جو پکارتے ہیں اپنے رب کو
صبح کو اور شام کو
اور وہ اس کا چہرہ چاہتے ہیں
اور نہ پھیر ان سے اپنی آنکھیں[9]

7- اوپر کی آیت میں فرمایا تھا کہ ہم اپنی حکمرانی میں یعنی معاملات میں کبھی کسی کو شامل نہیں کرتے اب فرمایا کہ ہمارے احکام کو کوئی بھی بدل نہیں سکتا سچ وہی ہے جو ہم نے وحی کے ذریعے بتا دیا ہے ان کے بارے میں اہلِ باطل کی طرف سے جو کچھ بھی کہا جا رہا ہے اسے مسترد کر دو

8- یعنی ہمارے علاوہ کوئی کسی کو پناہ نہیں دے سکتا وہ نوجوان اس غار میں ہماری ہی پناہ میں تھے ہم نے ہی انہیں اس حال میں رکھا ہوا تھا

9- کن لوگوں کے ساتھ اپنے دل کو رکھ؟ یہاں خاص طور پر مراد ہیں وہ نوجوان اور عام طور پر مراد ہیں وہ سب اہلِ ایمان جوان جیسے ہوں سورت انعام کی آیت 52 میں بھی صبح و شام اللہ کو پکارنے والوں اور اللہ کا چہرہ چاہنے والوں کا ذکر ہے اس آیت کے حوالے سے اہلِ علم نے ابنِ عباس کی روایت بیان کی ہے کہ قریش کے سردار اللہ کے رسول ﷺ سے کہتے تھے کہ تیری محفل میں تو بلال، صہیب، عمار، خباب اور ابنِ مسعود جیسے غریب لوگ ہوتے ہیں ہم تو ان کے ساتھ نہیں بیٹھ سکتے انہیں اپنے سے الگ کر دیں تا کہ ہم آپ ﷺ کی محفل میں آ سکیں اور جان سکیں کہ آپ ﷺ کیا کہنا چاہتے ہیں اس پر اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ سے فرمایا تھا کہ وہ لوگ تو صبح شام ہمیں یاد کرنے والے اور ہمارا چہرہ چاہنے والے ہیں ان سرداروں کا مطالبہ نہ مانیں اور اہلِ ایمان کو اپنے سے دور نہ کریں مگر یہاں اسی آیت کے حوالے سے اسی واقعہ کا حوالہ دینا دشوار دکھائی دیتا ہے کہف والے نوجوانوں کے واقعہ کے درمیان میں اس واقعہ کو لانا ویسے بھی سیاق و سباق کے حوالے سے بھی دشوار ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ صبح و شام اللہ کو پکارنے اور اللہ کا چہرہ چاہنے والے ان نوجوانوں سے نظریں نہ ہٹائیں بلکہ ان ہی کی راہ پر چلیں اللہ تعالیٰ مخاطب اپنے رسول ﷺ سے ہیں اور حکم سب اہلِ ایمان کے لیے ہے

دنیاوی زندگی کی زینت کی تلاش میں

اور کسی بھی ایسے شخص کی بات پر توجہ نہ دے[10]

جس کے دل کو ہم نے

اپنی یاد سے غافل کر دیا ہے

اور وہ اپنی خواہشات کی پیروی کرتا ہے

اور اس کا معاملہ ہر حد سے بڑھا ہوا ہے

29- وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ ۟ فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ ۚ اِنَّآ اَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِيْنَ نَارًا ۙ اَحَاطَ بِهِمْ سُرَادِقُهَا ۚ وَاِنْ يَّسْتَغِيْثُوْا يُغَاثُوْا بِمَآءٍ كَالْمُهْلِ يَشْوِى الْوُجُوْهَ ۚ بِئْسَ الشَّرَابُ ۚ وَسَآءَتْ مُرْتَفَقًا ۝٢٩

29- اور کہہ دیجیے "یہ حق[11]

تمہارے رب کی طرف سے ہے"

پس جو کوئی چاہے

وہ ایمان لے آئے

اور جو کوئی چاہے

وہ انکار کر دے

اور ہم نے تو تیار کر رکھی ہے

ان ظالموں کے لیے ایسی آگ

جس کی قناتیں

انہیں گھیرے ہوئے ہوں گی[12]

اور اگر وہ فریاد کریں گے

10- وہ جو حق سے دوری کی انتہاؤں کو بھی پار کر گیا ہے ایسے دنیا داروں کو اہمیت نہ دیں ایسے دنیاداروں کو چھوڑ کر ہی تو ان نوجوانوں نے اللہ پر بھروسے اور صبر کی راہ اپنائی تھی

11- یعنی قرآن کریم ہی حق ہے سچ وہی ہے جو قرآن میں ہے

12- سُرَادِقُ سے مراد ایسی چیز ہے جو کسی کا ہر طرف سے قناتوں کی مانند احاطہ کر لے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ دوزخ کی آگ کی لپیٹیں کفار کو وہاں پر ہر طرف سے گھیرے ہوئے ہوں گی ایسے ہی جیسے قناتیں خیمے والے کو ہر طرف سے گھیرے ہوتی ہیں

تو ان کی فریاد رسی ایسے پانی سے کی جائے گی
جو پگھلے ہوئے تانبے جیسا ہوگا
وہ چہرے بھون ڈالے گا
بدترین مشروب
اور بہت ہی بری قیام کی جگہ

30- اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اِنَّا لَا نُضِيْعُ اَجْرَ مَنْ اَحْسَنَ عَمَلًا ﴿٣٠﴾

30- تو جو لوگ ایمان لے آئیں
اور اچھے کام کریں
تو ہم نہیں ضائع کیا کرتے
کسی بھی اچھائی کرنے والے کا اجر

31- اُولٰٓئِكَ لَهُمْ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ يُحَلَّوْنَ فِيْهَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَّيَلْبَسُوْنَ ثِيَابًا خُضْرًا مِّنْ سُنْدُسٍ وَّاِسْتَبْرَقٍ مُّتَّكِـِٕيْنَ فِيْهَا عَلَى الْاَرَآئِكِ ۭ نِعْمَ الثَّوَابُ ۭ وَحَسُنَتْ مُرْتَفَقًا ﴿٣١﴾

31- یہ ہیں وہ لوگ
جن کے لیے ہیں سدا بہار باغات
جن میں نہریں بہتی ہوں گی
انہیں وہاں پر پہنائے جائیں گے [13]
سونے کے کنگن
اور وہ پہنیں گے سبز رنگ کے کپڑے
باریک ریشم کے اور موٹے ریشم کے
اور وہ بیٹھیں گے وہاں پر
اونچی مسندوں پر تکیے لگائے ہوئے
کیا ہی اچھا بدلہ ہے
اور کیا ہی اچھی آرام گاہ ہے

ع ٩ ١٦

13- یعنی جنت والوں کو وہاں ایسی سب چیزیں اور سہولتیں میسر ہوں گی دنیا میں زیب وزینت کی جن اشیاء زیورات، لباس اور آرام کرنے کے انداز کا کوئی تصور ہی کر سکتا ہے وہاں وہ سب ملے گا

5

32- وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلًا رَّجُلَيْنِ جَعَلْنَا لِاَحَدِهِمَا جَنَّتَيْنِ مِنْ اَعْنَابٍ وَّحَفَفْنٰهُمَا بِنَخْلٍ وَّجَعَلْنَا بَيْنَهُمَا زَرْعًا ﴿٣٢﴾

32- اور ان لوگوں کے لیے
دو آدمیوں کی مثال بیان کریں
ہم نے دیئے ہوئے تھے
ان دونوں میں سے ایک کو
انگوروں کے دو باغ
اور ہم نے بنا دی تھی
ان دونوں کے گرداگرد
کھجور کے درختوں کی باڑھ
اور ہم نے ان دونوں باغوں کے درمیان میں
کھیتی پیدا کر دی تھی

33- كِلْتَا الْجَنَّتَيْنِ اٰتَتْ اُكُلَهَا وَلَمْ تَظْلِمْ مِّنْهُ شَيْـًٔا ۙ وَّفَجَّرْنَا خِلٰلَهُمَا نَهَرًا ﴿٣٣﴾

33- وہ دونوں باغ پھل دیتے تھے
اور اس میں کچھ بھی کمی نہیں کرتے تھے[1]
اور ہم نے جاری کر دی تھی
ان دونوں کے درمیان سے ایک نہر

34- وَّكَانَ لَهٗ ثَمَرٌ ۚ فَقَالَ لِصَاحِبِهٖ وَهُوَ يُحَاوِرُهٗٓ اَنَا اَكْثَرُ مِنْكَ مَالًا وَّاَعَزُّ نَفَرًا ﴿٣٤﴾

34- اور اسے خوب فائدہ حاصل ہوتا تھا[2]
تو اس نے اپنے ایک ساتھی سے کہا
جب وہ اس سے گفتگو کر رہا تھا
"میں تو تجھ سے بہت بڑھ کر ہوں
مال میں اور عزت میں
اور افرادی قوت میں"

1- وہ باغ خوب پھل دیتے تھے
2- انگور کے باغوں کا پھل کھجور کے درختوں کا پھل اور کھیتوں میں بوئی جانے والی فصلوں کا پھل ان کئی قسم کے پھلوں سے اسے بہت مال مل رہا تھا

35- وَدَخَلَ جَنَّتَهٗ وَهُوَ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ ۚ قَالَ مَآ
اَظُنُّ اَنْ تَبِيْدَ هٰذِهٖٓ اَبَدًا ﴿٣٥﴾

35- اور وہ اپنے باغ میں داخل ہوا
اور وہ اپنے آپ پر ظلم کر رہا تھا
اس نے کہا "میں نہیں گمان کر سکتا کہ
یہ سب کچھ کبھی فنا ہو جائے گا[3]

36- وَّمَآ اَظُنُّ السَّاعَةَ قَآئِمَةً ۙ وَّلَئِنْ رُّدِدْتُّ
اِلٰى رَبِّيْ لَاَجِدَنَّ خَيْرًا مِّنْهَا مُنْقَلَبًا ﴿٣٦﴾

36- اور میں نہیں خیال کرتا کہ قیامت کی گھڑی آنیوالی ہے
اور اگر میں لوٹا بھی دیا گیا
اپنے رب کی طرف
تو میں ضرور وہاں
ان سے بھی بہتر ٹھہرنے کی جگہ پاؤں گا"[4]

37- قَالَ لَهٗ صَاحِبُهٗ وَهُوَ يُحَاوِرُهٗٓ اَكَفَرْتَ بِالَّذِيْ
خَلَقَكَ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ
سَوّٰىكَ رَجُلًا ﴿٣٧﴾

37- اس کے ساتھی نے اس سے کہا
جبکہ وہ اس سے باتیں کر رہا تھا
"کیا تو اس کے ساتھ کفر کرتا ہے
جس نے تجھے بنایا مٹی سے
پھر نطفہ سے
پھر اس نے تجھے بنا دیا
ایک مکمل آدمی؟

38- لٰكِنَّا۠ هُوَ اللّٰهُ رَبِّيْ وَلَآ اُشْرِكُ بِرَبِّيْٓ اَحَدًا ﴿٣٨﴾

38- لیکن میرا رب تو[5]
وہ اللہ ہی ہے

3- کیا ظلم کر رہا تھا وہ اپنے آپ پر؟ اللہ کی عطا کردہ نعمتوں کے لیے اس کا شکر گزار ہونے کی بجائے اللہ کی ناشکری کر رہا تھا اور اللہ کی پکڑ کو دعوت دے رہا تھا

4- اگر لوٹا بھی دیا گیا قیامت آ بھی گئی تو وہاں بھی میرے دنیاوی مقام و مرتبہ کی وجہ سے مجھے اچھا مقام مل جائے گا

5- اللہ کی نعمتوں کی ناشکری کرنے والوں اپنے مال و دولت کو اپنا ذاتی کمال اور کامیابیاں سمجھ کر اس پر غرور کرنے والوں کے مقابلے میں یہ اہلِ ایمان کی فکر اور سوچ کا حوالہ ہے یعنی وہ اللہ کو ہی پروردگار اور سب کچھ دینے والا مانتے ہیں

اور میں نہیں شریک ٹھہراتا

39- وَلَوْلَآ اِذْ دَخَلْتَ جَنَّتَكَ قُلْتَ مَا شَآءَ اللّٰهُ ۙ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ ۚ اِنْ تَرَنِ اَنَا اَقَلَّ مِنْكَ مَالًا وَّوَلَدًا ﴿٣٩﴾

اپنے رب کے ساتھ کسی بھی اور کو

39- اور تو نے یہ کیوں نہیں کہا تھا

جب تو اپنے باغ میں داخل ہوا تھا[6]

"مَا شَآءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ"؟

(وہی ہوتا ہے جو اللہ چاہتا ہو

اور اللہ کی مدد کے بغیر کسی میں کوئی طاقت نہیں)

اگر تو مجھے

اپنے سے کم تر سمجھتا ہے

مال میں اور اولاد میں

40- فَعَسٰى رَبِّيْٓ اَنْ يُّؤْتِيَنِ خَيْرًا مِّنْ جَنَّتِكَ وَيُرْسِلَ عَلَيْهَا حُسْبَانًا مِّنَ السَّمَآءِ فَتُصْبِحَ صَعِيْدًا زَلَقًا ﴿٤٠﴾

40- تو ہو سکتا ہے میرا رب مجھے عطاء کر دے[7]

تیرے اس باغ سے بھی بہتر کوئی چیز

اور وہ آسمان سے اس پر کوئی آفت بھیج دے

تو یہ چٹیل میدان ہو جائے

جس پر پاؤں بھی پھسل جائے

41- اَوْ يُصْبِحَ مَآؤُهَا غَوْرًا فَلَنْ تَسْتَطِيْعَ لَهٗ طَلَبًا ﴿٤١﴾

41- یا اس کا پانی

زمین میں بہت نیچے چلا جائے

اور تو ہرگز اس کو واپس نہ لا سکے"

42- وَاُحِيْطَ بِثَمَرِهٖ فَاَصْبَحَ يُقَلِّبُ كَفَّيْهِ عَلٰى مَآ اَنْفَقَ فِيْهَا وَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا

42- اور اس کے پھل فروٹ تباہی نے گھیر لیے تھے

تو وہ ہاتھ ملتا رہ گیا تھا

6- یعنی تم نے یہ کیوں نہ کہا کہ یہ سب کچھ تمہیں اللہ نے دیا ہوا ہے اور وہی ہے جو ایسی نعمت دیتا ہے اور اس کی حفاظت کرنے والا ہے

7- وہ اللہ کے کرم کی امید رکھتے ہیں

وَيَقُوْلُ يٰلَيْتَنِيْ لَمْ اُشْرِكْ بِرَبِّيْٓ اَحَدًا ﴿٤٢﴾

اس کے لیے
جو اس نے اس پر خرچ کیا ہوا تھا
اور وہ باغ اپنی چھتریوں پر گرا پڑا تھا
اور وہ کہتا تھا "اے کاش میں نہ شریک ٹھہراتا
اپنے رب کے ساتھ کسی بھی اور کو"

43- وَلَمْ تَكُنْ لَّهٗ فِئَةٌ يَّنْصُرُوْنَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَمَا كَانَ مُنْتَصِرًا ﴿٤٣﴾

43- اور نہیں تھی کوئی ایسی جماعت
جو اسے بچا سکتی
اللہ کے سوا
نہ وہ خود ہی
اس آفت سے بچاؤ کر سکا تھا

44- هُنَالِكَ الْوَلَايَةُ لِلّٰهِ الْحَقِّ ۭ هُوَ خَيْرٌ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ عُقْبًا ﴿٤٤﴾ ع ١٣ ١٧

44- ثابت ہو گیا کہ
کارسازی کا اختیار اللہ برحق ہی کے لیے ہے
وہی ہے جو بہترین ثواب دیتا ہے[8]
اور وہی انجام اچھا کیا کرتا ہے

6

45- وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَاۗءٍ اَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَاۗءِ فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ فَاَصْبَحَ هَشِيْمًا تَذْرُوْهُ الرِّيٰحُ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ مُّقْتَدِرًا ﴿٤٥﴾

45- اور ان لوگوں کے لئے
اس دنیا کی زندگی کی مثال بیان کریں
یہ اس پانی کی مانند ہے
جو ہم آسمانوں سے برساتے ہیں
اور اس سے زمین کی نباتات گھنی ہو جاتی ہے
پھر جلد ہی وہ سوکھ کر چورا چورا ہو جاتی ہے

8- اچھے کام کا بدلہ دینے میں وہی سب سے اچھا ہے اور کسی کام کا خاتمہ اور انجام بھی اللہ ہی سب سے بہتر کرنے والا ہے

جس کو ہوائیں اڑائے پھرتی ہیں[1]

اور اللہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے[2]

46- اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِيْنَةُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَالْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ اَمَلًا ﴿٤٦﴾

46- یہ مال اور بیٹے زینت ہیں

اس دنیا کی زندگی کی[3]

اور قائم رہنے والے[4]

اعمالِ صالح

تیرے رب کے نزدیک بہت ہی بہتر ہیں

ثواب کے لیے

اور بہت بہتر ہیں

اُمید و آرزو کے لحاظ سے

47- وَيَوْمَ نُسَيِّرُ الْجِبَالَ وَتَرَى الْاَرْضَ بَارِزَةً ۙ وَّحَشَرْنٰهُمْ فَلَمْ نُغَادِرْ مِنْهُمْ اَحَدًا ۚ ﴿٤٧﴾

47- اور جس دن ہم پہاڑوں کو چلائیں گے[5]

اور تو زمین کو ہموار میدان دیکھے گا

اور ہم سب انسانوں کو اکٹھا کریں گے

تو ہم ان میں سے کسی ایک کو بھی

پیچھے نہیں چھوڑیں گے

1- آسمان سے پانی برسا زمین میں موجود نباتات اسے پی کر خوب پھلی اور بڑھی لیکن پھر کیا ہوا؟ وہی نباتات جو لہلاتی ہوتی تھی وقت کے ساتھ سوکھ کر چورا چورا ہو گئی اتنی بے وزن اور بے وقعت کہ جدھر سے ہوا آئے اس کے ساتھ اڑاتی چلی جائے مگر وہ پانی کہاں گیا؟ آیا اور چلا گیا جو بنا گیا تھا وہ وقت کے ساتھ نابود ہو گیا اللہ تعالیٰ جس انسان کو مکمل آدمی بتاتے ہیں وہ بھی دنیاوی زیب و زینت بنا کر چلا جاتا ہے اس کی بنائی زینت کو بھی وقت کے ساتھ نابود ہی ہو جانا ہوتا ہے پانی نے کیا پا لیا تھا جو انسان کچھ پا لے گا اس دنیاوی زینت سے؟

2- اللہ جو چاہے وہی ہوتا ہے

3- وہ زینت جو نہ ساتھ جاتی ہے اور نہ ہمیشہ قائم رہتی ہے

4- یعنی جو چیز چورا چورا ہو کر اڑ نہیں جاتی وہ ہیں اعمالِ صالح جن کا اجر بھی بہتر ملتا ہے اور جن سے اچھی امیدیں بھی وابستہ کی جا سکتی ہیں

5- ان کی جگہ سے

48- وَعُرِضُوْا عَلٰى رَبِّكَ صَفًّا ؕ لَقَدْ جِئْتُمُوْنَا كَمَا خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ ۭ بَلْ زَعَمْتُمْ اَلَّنْ نَّجْعَلَ لَكُمْ مَّوْعِدًا ﴿٤٨﴾

48- اور وہ پیش کیے جائیں گے
تیرے رب کے حضور
قطاروں میں لگا کر
"تو آ گئے ہو نہ تم ہمارے پاس[6]
جیسے کہ ہم نے تمہیں پہلی بار پیدا کیا تھا
مگر تم تو خیال کیا کرتے تھے
کہ ہم ہرگز نہیں مقرر کریں گے تمہارے لیے
وعدے کا وقت"

49- وَوُضِعَ الْكِتٰبُ فَتَرَى الْمُجْرِمِيْنَ مُشْفِقِيْنَ مِمَّا فِيْهِ وَيَقُوْلُوْنَ يٰوَيْلَتَنَا مَالِ هٰذَا الْكِتٰبِ لَا يُغَادِرُ صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً اِلَّآ اَحْصٰىهَا ۚ وَوَجَدُوْا مَا عَمِلُوْا حَاضِرًا ؕ وَلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ اَحَدًا ﴿٤٩﴾ ع ٥ ١٨

49- اور اعمال نامہ سامنے رکھ دیا جائے گا
سو تو مجرموں کو خوف زدہ دیکھے گا
اس سے جو اس میں ہوگا
اور وہ کہیں گے "ہائے ہماری بربادی
یہ کیسی کتاب ہے
اس نے تو چھوڑی ہی نہیں
کوئی چھوٹی چیز
اور نہ کوئی بڑی چیز
مگر اس کو اس نے محفوظ کر لیا ہے"
اور وہ اپنے سامنے موجود پائیں گے
جو بھی کوئی عمل انہوں نے کیا تھا
اور تیرا رب ہرگز کسی پر ظلم نہیں کرے گا

6- اللہ تعالیٰ فرمائیں گے

7

50- وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ كَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ اَمْرِ رَبِّهٖ ؕ اَفَتَتَّخِذُوْنَهٗ وَذُرِّيَّتَهٗٓ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِيْ وَهُمْ لَكُمْ عَدُوٌّ ؕ بِئْسَ لِلظّٰلِمِيْنَ بَدَلًا ﴿٥٠﴾

50- اور یاد کرو جب ہم نے فرشتوں کو کہا تھا
"جھک جاؤ آدم کے لیے"
سو وہ جھک گئے تھے
مگر ابلیس نہیں جھکا تھا
وہ جنوں میں سے تھا
سو وہ اپنے رب کے حکم کی اطاعت سے نکل گیا تھا[1]
تو کیا پھر تم اس کو اور اس کی اولاد کو
اپنا سرپرست بناتے ہو[2]
مجھے چھوڑ کر؟
حالانکہ وہ تو تمہارے دشمن ہیں
کیا ہی بُرا متبادل ہے
جو ظالم لوگ اختیار کر رہے ہیں[3]

51- مَآ اَشْهَدْتُّهُمْ خَلْقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَا خَلْقَ اَنْفُسِهِمْ ۪ وَمَا كُنْتُ مُتَّخِذَ الْمُضِلِّيْنَ عَضُدًا ﴿٥١﴾

51- میں نے ہرگز ان کو شاہد نہیں بنایا تھا
آسمانوں اور زمین کی تخلیق کا[4]
اور نہ ہی ان کی اپنی تخلیق کا

1- اس نے اللہ کے حکم کی اطاعت نہ کی
2- اولیاء یعنی کارساز، کام سنوارنے والے، حاجت روا، شیطان کی اولاد سے مراد اس کے سب پیروکار ہیں
3- ظالم یعنی اللہ کے حقوق ادا نہ کرنے والے شیطان کی مانند اللہ کے احکام پر عمل نہ کرنے والے۔ متبادل یعنی شیطان اور اس کی ذریت جنہیں وہ اللہ کی بجائے اپنا کارساز مانتے ہیں
4- جب ہم نے کائنات تخلیق کی تھی تو وہ ہمارے پاس موجود تو نہیں تھے کہ اس وجہ سے وہ کائنات کے بارے میں علم غائب رکھتے ہوں انہیں تو اپنی تخلیق اور اصلیت کے بارے میں بھی کچھ معلوم نہیں

اور میرا یہ کام نہیں کہ
گمراہ کرنے والوں کو
اپنا بازو بنالوں[5]

52- وَيَوْمَ يَقُوْلُ نَادُوْا شُرَكَآءِيَ الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ فَدَعَوْهُمْ فَلَمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَهُمْ وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمْ مَّوْبِقًا ﴿٥٢﴾

52- اور اس روز اللہ ان سے کہے گا
"پکارو تو ان کو
جنہیں تم میرے شریک سمجھتے تھے"[6]
سو وہ ان کو پکاریں گے
مگر وہ انہیں کوئی جواب نہیں دیں گے
اور ہم نے بنا دی ہوگی
ان کے درمیان سانجھی ہلاکت گاہ[7]

53- وَرَاَ الْمُجْرِمُوْنَ النَّارَ فَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ مُّوَاقِعُوْهَا وَلَمْ يَجِدُوْا عَنْهَا مَصْرِفًا ﴿٥٣﴾ ع ١٩

53- اور مجرم لوگ آگ دیکھیں گے
تو وہ سمجھ جائیں گے
کہ اب تو انہیں اس میں گرنا ہی ہے
اور وہ نہیں پائیں گے
اس سے بچ جانے کے لیے کوئی جگہ

5- بازو کیا کرتا ہے؟ اپنے مالک کے حکم کے تحت اس کی مرضی کی تکمیل کرتا ہے شیطان نے اللہ کے حکم کی تعمیل نہیں کی تھی اور وہ دوسروں کو اللہ کے احکام پر عمل سے روکتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہمیں تو ہرگز اسے اور اس کے پیروکاروں کو اپنا بازو بنانے کی کوئی مجبوری نہیں

6- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ روزِ حساب ہم ہمارے سوا دوسروں کو حاجت روا اور کارساز ماننے والوں سے کہیں گے کہ بلاؤ تو انہیں کہ وہ آئیں اور تمہاری کوئی مدد کریں ان کو جن کے بارے میں تمہارا دعویٰ ہوتا تھا کہ وہ ہمارے شریک ہیں

7- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ وہ تو خود ہمارے عذاب کی زد میں آچکے ہوں گے اور بلانے والوں کو جواب تک نہیں دے سکیں گے ہم نے ان کے درمیان ایک مشترکہ ہلاکت گاہ بنادی ہوگی یعنی وہ سب اکٹھے ہلاک ہونے جارہے ہوں گے جن کو حاجت روا مانا جاتا تھا وہ بھی اور انہیں حاجت روا ماننے والے سب اکٹھے عذاب کے گڑھے میں جائیں گے

8

54- وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لِلنَّاسِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ ۭ وَكَانَ الْاِنْسَانُ اَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا ۝۵۴

54- اور ہم نے قرآن میں بیان کر دی ہے انسانوں کے لیے ہر طرح کی مثال[1] لیکن انسان سب سے زیادہ جھگڑالو ہے[2]

55- وَمَا مَنَعَ النَّاسَ اَنْ يُّؤْمِنُوْٓا اِذْ جَاۗءَهُمُ الْهُدٰى وَيَسْتَغْفِرُوْا رَبَّهُمْ اِلَّآ اَنْ تَاْتِيَهُمْ سُنَّةُ الْاَوَّلِيْنَ اَوْ يَاْتِيَهُمُ الْعَذَابُ قُبُلًا ۝۵۵

55- اور لوگوں کو کس چیز نے روک رکھا ہے اس سے کہ وہ ایمان لے آئیں جبکہ ان کے پاس ہدایت آ چکی ہے اور اس سے کہ وہ اپنے رب سے استغفار کر لیں؟ مگر اسی نے کہ ان کے ساتھ بھی پہلے والوں کا طریقہ برتا جائے یا عذاب ان کے سامنے آن کھڑا ہو[3]

56- وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّا مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ ۚ وَيُجَادِلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِالْبَاطِلِ لِيُدْحِضُوْا بِهِ الْحَقَّ وَاتَّخَذُوْٓا اٰيٰتِيْ وَمَآ اُنْذِرُوْا هُزُوًا ۝۵۶

56- اور نہیں بھیجتے ہم رسولوں کو مگر خوشخبری دینے کے لیے اور ڈرانے کے لئے ہی[4] اور کافر باطل کا سہارا لے کر جھگڑا کرتے ہیں

1- ہم نے ہر معاملے کے بارے میں ہر چیز ہر پہلو سے واضح کر دی ہے تا کہ لوگ سمجھ سکیں

2- یعنی قرآن سن کر اور پڑھ کر اور اس میں جو کچھ بیان کیا گیا ہے اس پر غور کرنے کی بجائے وہ اس کے بارے میں جھگڑوں میں پڑا ہوا ہے

3- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ سب کچھ جان لینے کے باوجود بھی ایمان نہ لانے والے اسی کے منتظر ہیں کہ ان کے ساتھ بھی وہی برتاؤ کیا جائے جو ہم ان جیسی پہلے گزر چکی قوموں کے ساتھ کر چکے ہیں یا پھر وہ اس کا انتظار کر رہے ہیں کہ عذاب انہیں آن پکڑے

4- یعنی وہ مرحلہ کب اور کیسے آنا چاہئے یہ فیصلہ کرنا ہمارا کام ہے ہمارے بھیجے رسول کا نہیں رسول ہمیشہ سے ایمان لانے والوں کو خوشخبری دینے اور منکروں کو ڈرانے کے لیے ہی آتے رہے ہیں

تا کہ وہ اس کے ذریعے حق کو بے اثر بنا دیں[5]
اور انہوں نے میری آیات کو
اور اسے جو انہیں ڈرایا جاتا ہے
مذاق بنا لیا ہے

57- وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ فَاَعْرَضَ عَنْهَا وَنَسِيَ مَا قَدَّمَتْ يَدٰهُ ۭ اِنَّا جَعَلْنَا عَلٰي قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ يَّفْقَهُوْهُ وَفِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا ۭ وَاِنْ تَدْعُهُمْ اِلَى الْهُدٰى فَلَنْ يَّهْتَدُوْٓا اِذًا اَبَدًا ۝۵۷

57- اور اس شخص سے بڑا ظالم کون ہے
جسے اس کے رب کے احکام بتائے جائیں
تو وہ ان سے منہ پھیر لے[6]
اور وہ سب کچھ بھول جائے
جو اس کے ہاتھوں نے آگے بھیجا ہو؟[7]
یقیناً ہم نے
ایسے لوگوں کے دلوں پر پردے ڈال دیئے ہیں
کہ وہ اس کو سمجھ نہ سکیں
اور ان کے کانوں میں گرانی پیدا کر دی ہے[8]
اور اگر تو انہیں ہدایت کی طرف بلائے
تو بھی وہ ہرگز ہدایت نہیں پائیں گے
کبھی بھی

5- ایسے جھگڑے کرنے والوں کے پاس کوئی دلیل نہیں وہ جھوٹی اور بے بنیاد دلیلیں دیتے ہیں تا کہ ایسی جھوٹی دلیلوں اور جھگڑوں کے ذریعے دین حق کی راہ روک سکیں

6- ایمان لا کر فلاح کی راہ اپنانے کی بجائے تباہی کی راہ پر چل پڑے

7- اپنے گناہوں اور بداعمالیوں کا کچھ خیال ہی نہ کیا جن کی وجہ سے عذاب اس کا منتظر ہے

8- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ان کی اپنی ضد اور ہٹ دھرمی کی وجہ سے ہم نے ان کے دل اور کان قرآن سننے اور اس پر عمل کرنے کے قابل ہی نہیں رہنے دیئے۔ کیوں؟ تا کہ وہ عذاب کی طرف رواں رہیں

58- وَ رَبُّكَ الْغَفُوْرُ ذُو الرَّحْمَةِ ؕ لَوْ يُؤَاخِذُهُمْ بِمَا كَسَبُوْا لَعَجَّلَ لَهُمُ الْعَذَابَ ؕ بَلْ لَّهُمْ مَّوْعِدٌ لَّنْ يَّجِدُوْا مِنْ دُوْنِهٖ مَوْئِلًا ﴿٥٨﴾

58- اور تیرا رب تو ہے
بخشش دینے والا اور رحم کرنے والا
اگر وہ ان کو پکڑ لینا چاہتا
اس کے لیے جو وہ کرتے ہیں
تو وہ ضرور ان پر جلد عذاب بھیج دیتا
مگر نہیں! ان کے لیے وعدے کا وقت مقرر ہے[9]
اور نہیں پائیں گے وہ اس سے کوئی پناہ کی جگہ

59- وَ تِلْكَ الْقُرٰۤى اَهْلَكْنٰهُمْ لَمَّا ظَلَمُوْا وَ جَعَلْنَا لِمَهْلِكِهِمْ مَّوْعِدًا ﴿٥٩﴾

ع ٦ ٨ ٢٠

59- اور یہ ہیں وہ بستیاں
جن کے باسیوں کو ہم نے ہلاک کر دیا تھا
جب انہوں نے ظلم کیا تھا
اور ہم نے مقرر کر دیا ہوا تھا[10]
ان میں سے ہر ایک کی ہلاکت کے لیے
ایک وقت

9

60- وَ اِذْ قَالَ مُوْسٰى لِفَتٰىهُ لَاۤ اَبْرَحُ حَتّٰۤى اَبْلُغَ مَجْمَعَ الْبَحْرَيْنِ اَوْ اَمْضِيَ حُقُبًا ﴿٦٠﴾

60- اور یاد کرو جب موسیٰ نے اپنے خادم سے[1]
کہا تھا "نہیں رکوں گا میں
یہاں تک کہ میں دو دریاؤں کے سنگم پر پہنچ جاؤں[2]

9- یعنی عذاب کا وقت مقرر ہے اس لیے ہم انہیں مہلت دے رہے ہیں

10- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہماری برباد کی ہوئی بستیاں جو ادھر ادھر بکھری پڑی ہیں ہم نے ان کے باسیوں کو بھی موقع دیا تھا پھر جب ان کے لیے مقررہ وقت آ گیا تھا تو ہم نے انہیں برباد کر دیا تھا

1- وہ خادم کون تھا؟ اہلِ علم کہتے ہیں کہ وہ حضرت یوشع بن نون تھے

2- کون سے دو دریاؤں کے سنگم پر؟ اس بارے میں بھی اہلِ علم نے کافی کچھ لکھا ہے لیکن وہ دریا جو نسے بھی تھے اس کی کوئی اہمیت نہیں اصل اہمیت اس چیز کی ہے جو اللہ تعالیٰ اس واقعہ کے ذریعے بتانا چاہتے ہیں

61- فَلَمَّا بَلَغَا مَجْمَعَ بَيْنِهِمَا نَسِيَا حُوْتَهُمَا فَاتَّخَذَ سَبِيْلَهٗ فِي الْبَحْرِ سَرَبًا ﴿٦١﴾

یا میں برسوں چلتا رہوں گا"[3]

61- پھر جب وہ پہنچ گئے
دو دریاؤں کے سنگم پر
تو وہ اپنی مچھلی کو بھول ہی گئے
اور اس نے دریا میں
اپنے لئے سرنگ جیسا راستہ بنالیا[4]

62- فَلَمَّا جَاوَزَا قَالَ لِفَتٰىهُ اٰتِنَا غَدَآءَنَا ۫ لَقَدْ لَقِيْنَا مِنْ سَفَرِنَا هٰذَا نَصَبًا ﴿٦٢﴾

62- سو جب وہ دونوں آگے نکل گئے
تو اس نے اپنے خادم سے کہا
"ہمیں ہمارا صبح کا ناشتہ دے
واقعی ہمیں تو
اپنے اس سفر سے
بہت تھکاوٹ ہوگئی ہے"

63- قَالَ اَرَءَيْتَ اِذْ اَوَيْنَآ اِلَى الصَّخْرَةِ فَاِنِّيْ نَسِيْتُ الْحُوْتَ ۡ وَمَآ اَنْسٰنِيْهُ اِلَّا الشَّيْطٰنُ اَنْ اَذْكُرَهٗ ۚ وَاتَّخَذَ سَبِيْلَهٗ فِي الْبَحْرِ ۖ عَجَبًا ﴿٦٣﴾

63- اس نے کہا "کیا تو نے دیکھا کہ کیا ہوا تھا[5]
جب ہم چٹان کے ساتھ ٹیک لگا کر رُکے تھے؟
میں تو مچھلی سے غافل ہوگیا تھا
اور اسے میں نہیں بھولا تھا
مگر مجھے شیطان نے ہی بھلا دیا تھا

3- حُقُبًا، حُقُبٌ سے ہے جس سے 70 یا 80 سال کی مدت مراد لی جاتی ہے لیکن اس کے مفہوم میں غیر معین مدت بھی شامل ہے حضرت موسیٰ کے یہ کہنے سے کہ یا میں مدت دراز تک چلتا رہوں گا، اندازہ کہتا ہے کہ جب اللہ کے حکم سے وہ اس مقام کی طرف چلے تھے تو انہیں کچھ بھی معلوم نہیں تھا کہ فاصلہ ہے کتنا مگر اس سے ان کے عزم کا اندازہ ہوجاتا ہے حکم اللہ کا جو تھا

4- جب دو دریاؤں کے سنگم پر آرام کے لیے رکے تو کھانے میں جو تلی ہوئی سالم مچھلی تھی وہ زندہ ہوگئی اور اس نے پانی میں راستہ بنالیا

5- جب وہاں سے آگے جا کر حضرت موسیٰ نے کھانا لگانے کو کہا تب ان کے خادم نے انہیں بتایا کہ وہ مچھلی تو زندہ ہوگئی تھی اور وہاں پانی میں عجب طریقہ سے راستہ بناتی ہوئی دریا میں چلی گئی تھی مگر میں آپ کو بتانا بھول گیا تھا

کہ میں اس کا ذکر کروں

64- قَالَ ذٰلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِ ۚ فَارْتَدَّا عَلٰٓى اٰثَارِهِمَا قَصَصًا ﴿٦٤﴾

اور اس مچھلی نے تو دریا میں
عجب طریقے سے اپنا راستہ بنالیا تھا"

64- موسیٰ نے کہا "وہی تو ہے جو ہم تلاش کر رہے تھے"[6]
سو وہ واپس لوٹ پڑے
اپنے قدموں کے نشانوں پر چلتے ہوئے

65- فَوَجَدَا عَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَآ اٰتَيْنٰهُ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَعَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا ﴿٦٥﴾

65- پھر انہوں نے وہاں پر[7]
ہمارے بندوں میں سے ایک بندے کو پایا
جسے ہم نے خاص رحمت دی ہوئی تھی[8]
اپنے پاس سے
اور ہم نے اسے
اپنے پاس سے خاص علم سکھایا ہوا تھا

66- قَالَ لَهٗ مُوْسٰى هَلْ اَتَّبِعُكَ عَلٰٓى اَنْ تُعَلِّمَنِ مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا ﴿٦٦﴾

66- موسیٰ نے اس سے کہا "کیا میں تیرے ساتھ چلوں
تاکہ تو سکھا دے مجھے
اس دانش میں سے کچھ
جو تجھے سکھائی گئی ہے"[9]

67- قَالَ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا ﴿٦٧﴾

67- اس نے کہا "یقیناً تو میرے ہمراہ صبر نہیں کر سکے گا

6- اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اس جگہ کی یہ نشانی بتائی ہوئی تھی
7- وہ بندہ کون تھا؟ اہلِ علم کا خیال ہے کہ وہ حضرت خضر تھے مگر بات وہی ہے کہ اہمیت اس بندے کی ہوتی تو اللہ تعالیٰ ضرور بتا دیتے اصل اہمیت اس واقعہ سے سکھائے جانے والے سبق کی ہے
8- اللہ کے اس بندے کی اہمیت کیا تھی؟ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو ان سے ملنے اور سیکھنے کا حکم کیوں دیا تھا؟ یہ ہے اس کا جواب اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم نے اپنے اس بندے کو اپنی خاص رحمت سے ایک خاص علم دیا ہوا تھا
9- اس بندے کو وہ خاص علم بھی اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی بھلائی کے لیے ہی جو عطاء کیا ہوا تھا

68- وَكَيْفَ تَصْبِرُ عَلٰى مَا لَمْ تُحِطْ بِهٖ خُبْرًا ﴿٦٨﴾

68- اور تو کیسے صبر کر سکتا ہے
اس چیز کے بارے میں
جس کی تو کوئی خبر ہی نہیں رکھتا"[10]

69- قَالَ سَتَجِدُنِيْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ صَابِرًا وَّلَآ اَعْصِيْ لَكَ اَمْرًا ﴿٦٩﴾

69- موسیٰ نے کہا
"اِنْشَآءَ اللہ تو مجھے صابر پائے گا
اور میں کسی بھی معاملے میں تیری نافرمانی نہیں کرونگا"

70- قَالَ فَاِنِ اتَّبَعْتَنِيْ فَلَا تَسْـَٔلْنِيْ عَنْ شَيْءٍ حَتّٰٓى اُحْدِثَ لَكَ مِنْهُ ذِكْرًا ﴿٧٠﴾ ع ١١ ٢١

70- اس نے کہا "سو اگر تو میرے ساتھ چلتا ہے
تو نہ سوال کرنا مجھ سے
کسی بھی چیز کے بارے میں
جب تک میں خود تجھ سے
اس کا ذکر نہ کروں"

10

71- فَانْطَلَقَا ۫ حَتّٰٓى اِذَا رَكِبَا فِي السَّفِيْنَةِ خَرَقَهَا ۭ قَالَ اَخَرَقْتَهَا لِتُغْرِقَ اَهْلَهَا ۚ لَقَدْ جِئْتَ شَيْـــًٔا اِمْرًا ﴿٧١﴾

71- پس وہ دونوں چل پڑے
یہاں تک کہ جب وہ ایک کشتی میں سوار ہو گئے
تو اس بندے نے اس کو پھاڑ دیا[1]
موسیٰ نے کہا "کیا تو نے کشتی میں اس لیے شگاف ڈالا ہے
تاکہ
اس میں سواروں کو غرق کر دے؟

10- وہ بندہ جواب دیتا ہے کہ جب میں اس علم کو بروئے کار لاؤں گا تو چونکہ تو اس کے اسباب سے آگاہ نہیں ہوگا اس لیے تو خاموشی سے نہیں دیکھتا رہے گا اور فوراً سوال کرے گا کہ ایسا کیوں کیا ہے؟

1- حضرت خضر نے خاموشی سے اس کشتی کا لکڑی کا ایک پھٹا توڑ دیا ایسے کہ کسی کو پتہ ہی نہ چل سکا

72- قَالَ اَلَمْ اَقُلْ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا ﴿٧٢﴾

72- اس نے کہا "کیا میں نے تجھ سے کہا نہیں تھا
کہ تو میرے ہمراہ صبر نہیں کر سکتا؟"

73- قَالَ لَا تُؤَاخِذْنِيْ بِمَا نَسِيْتُ وَلَا تُرْهِقْنِيْ مِنْ اَمْرِيْ عُسْرًا ﴿٧٣﴾

73- موسیٰ نے کہا "نہ مواخذہ کر میرا
اس پر جو میں بھول گیا
اور نہ تکلیف دے مجھے
میرے معاملے میں
سختی کر کے"[2]

74- فَانْطَلَقَا ۖ حَتّٰٓى اِذَا لَقِيَا غُلٰمًا فَقَتَلَهٗ ۙ قَالَ اَقَتَلْتَ نَفْسًا زَكِيَّةًۢ بِغَيْرِ نَفْسٍ ۭ لَقَدْ جِئْتَ شَيْـــًٔا نُّكْرًا ﴿٧٤﴾

74- سو وہ دونوں چل پڑے
یہاں تک کہ جب وہ ایک لڑکے سے ملے
تو اس نے اس کو قتل کر دیا[3]
موسیٰ نے کہا "کیا تو نے ایک معصوم جان کو قتل کر دیا ہے
جس نے کسی کو قتل نہیں کیا تھا؟
یقیناً تو نے
بڑا ہی مکروہ کام کیا ہے"[4]

2- یعنی مجھے یاد نہیں رہا تھا جانے دیں اور یہ پوچھ لینے پر مجھ پر سختی نہ کریں

3- آگے کہیں جا کر وہ ایک لڑکے سے ملے تو حضرت خضر نے اس لڑکے کو قتل کر دیا

4- حضرت موسیٰ پھر خاموش نہ رہ سکے اور کہا کہ یہ تو آپ نے ناپسندیدہ کام کیا ہے جس کی اجازت ہی نہیں کسی کو قتل کرنا تو صرف اسی صورت میں جائز ہے جب اس نے کسی کو قتل کیا ہو یہ تو ایک معصوم لڑکا تھا اور آپ نے اسے قتل کر دیا ایسا کرنا تو جائز ہے ہی نہیں

قَالَ اَلَمْ ١٦

75- قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكَ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا ﴿٧٥﴾

76- قَالَ اِنْ سَاَلْتُكَ عَنْ شَيْءٍ بَعْدَهَا فَلَا تُصٰحِبْنِيْ ۚ قَدْ بَلَغْتَ مِنْ لَّدُنِّيْ عُذْرًا ﴿٧٦﴾

77- فَانْطَلَقَا ۫ حَتّٰٓى اِذَآ اَتَيَآ اَهْلَ قَرْيَةِ ِۨاسْتَطْعَمَآ اَهْلَهَا فَاَبَوْا اَنْ يُّضَيِّفُوْهُمَا فَوَجَدَا فِيْهَا جِدَارًا يُّرِيْدُ اَنْ يَّنْقَضَّ فَاَقَامَهٗ ۭ قَالَ لَوْ شِئْتَ لَتَّخَذْتَ عَلَيْهِ اَجْرًا ﴿٧٧﴾

قَالَ اَلَمْ ١٦

75- اس نے کہا "کیا میں نے تجھے کہا نہیں تھا کہ
تو میرے ہمراہ
صبر نہیں کر سکتا؟"

76- موسیٰ نے کہا "اگر اس کے بعد میں تجھ سے
کسی چیز کے بارے میں پوچھوں
تو مجھے اپنے ساتھ نہ رکھنا
بلاشبہ تو میری طرف سے
کوئی بھی مزید
معذرت قبول نہ کرنے کی حد تک پہنچ گیا ہے"[5]

77- پس وہ دونوں چل پڑے
یہاں تک کہ جب وہ پہنچے
ایک بستی والوں کے پاس
تو انہوں نے بستی والوں سے کھانا مانگا
مگر انہوں نے ان دونوں کی
مہمان نوازی سے انکار کر دیا
پھر انہوں نے وہاں ایک دیوار دیکھی
جو گرنے کو ہی تھی
پس اس نے اسکو سیدھا کھڑا کر دیا
موسیٰ نے کہا "اگر تو چاہتا تو
اس کی کچھ مزدوری لے سکتا تھا"[6]

5- یعنی اگر میں پھر ایسا کروں تو آپ مجھے اپنے سے الگ کر دینا تب میرے لیے کوئی عذر پیش کرنے کی کوئی گنجائش نہیں رہ جائے گی

6- ایک دیوار کو گرنے کے قریب دیکھ کر حضرت خضر نے اسے درست کر کے پھر سے سیدھا کھڑا کر دیا تو حضرت موسیٰ نے کہا کہ ایسے لوگوں سے تو اس کی اجرت مانگی جا سکتی تھی آپ نے وہ بھی نہیں مانگی اور ایسا مشکل کام کر دیا ہے

78- قَالَ هٰذَا فِرَاقُ بَيْنِيْ وَبَيْنِكَ ۚ سَاُنَبِّئُكَ بِتَاْوِيْلِ مَا لَمْ تَسْتَطِعْ عَّلَيْهِ صَبْرًا ﴿٧٨﴾

78- اس نے کہا "یہ ہے جدائی
میرے اور تیرے درمیان
سو میں تجھے بتاتا ہوں
ان چیزوں کی اصل حقیقت
جن کے بارے میں تو صبر نہ کر سکا

79- اَمَّا السَّفِيْنَةُ فَكَانَتْ لِمَسٰكِيْنَ يَعْمَلُوْنَ فِي الْبَحْرِ فَاَرَدْتُّ اَنْ اَعِيْبَهَا وَكَانَ وَرَآءَهُمْ مَّلِكٌ يَّاْخُذُ كُلَّ سَفِيْنَةٍ غَصْبًا ﴿٧٩﴾

79- وہ جو کشتی تھی
وہ چند مسکینوں کی تھی
جو دریا میں کام کرتے تھے
اور میں چاہتا تھا کہ
اس میں نقص ڈال دوں
اور ان سے آگے ایک بادشاہ تھا
جو ہر کشتی پر زبردستی قبضہ کر لیتا تھا[7]

80- وَاَمَّا الْغُلٰمُ فَكَانَ اَبَوٰهُ مُؤْمِنَيْنِ فَخَشِيْنَآ اَنْ يُّرْهِقَهُمَا طُغْيَانًا وَّكُفْرًا ﴿٨٠﴾ ج

80- رہا وہ لڑکا
تو اس کے ماں باپ مومن تھے
اور ہم نے خدشہ محسوس کیا تھا
کہ وہ ان کو عاجز کر دے گا
اپنی سرکشی اور کفر سے[8]

81- فَاَرَدْنَآ اَنْ يُّبْدِلَهُمَا رَبُّهُمَا خَيْرًا مِّنْهُ زَكٰوةً وَّاَقْرَبَ رُحْمًا ﴿٨١﴾

81- سو ہم نے چاہا کہ
ان کا رب بدل دے ان کے لیے

7- یعنی جہاں کشتی کو کنارے لگنا تھا وہاں ایک بادشاہ کشتیاں بے گار میں زبردستی چھین رہا تھا میں نے ان غریبوں کے روزگار کے ذریعہ اس کشتی کا پھٹا توڑ کر کشتی ناقص بنا دی تھی تا کہ بادشاہ اسے بھی پکڑ نہ لے

8- وہ نیکوکار والدین کا بدقماش بیٹا تھا اگر وہ جوان ہو جاتا تو اپنی سرکشی اور احکامِ الٰہی سے بغاوت کے سبب انہیں لاچار اور بے بس کر دیتا

جو اس سے بہتر ہو
پاکیزگی میں
اور محبت کرنے میں[9]

82- وَ اَمَّا الۡجِدَارُ فَكَانَ لِغُلٰمَيۡنِ يَتِيۡمَيۡنِ فِى
الۡمَدِيۡنَةِ وَ كَانَ تَحۡتَهٗ كَنۡزٌ لَّهُمَا وَ كَانَ اَبُوۡهُمَا
صَالِحًا ۚ فَاَرَادَ رَبُّكَ اَنۡ يَّبۡلُغَاۤ اَشُدَّهُمَا وَ يَسۡتَخۡرِجَا
كَنۡزَهُمَا ۖ رَحۡمَةً مِّنۡ رَّبِّكَ ۚ وَ مَا فَعَلۡتُهٗ عَنۡ
اَمۡرِىۡ ؕ ذٰلِكَ تَاۡوِيۡلُ مَا لَمۡ تَسۡطِعۡ عَّلَيۡهِ صَبۡرًا ﴿۸۲﴾

82- اور رہی وہ دیوار
تو وہ ملکیت تھی
شہر کے دو یتیم لڑکوں کی
اور نیچے اس کے تھا خزانہ
ان دونوں کے لیے
اور باپ ان کا نیکوکار ہوتا تھا
سو تیرا رب چاہتا تھا
کہ وہ دونوں اچھی طرح
اپنی بلوغت کو پہنچ جائیں
اور اپنا خزانہ نکال لیں
تیرے رب کی رحمت سے
اور میں نے یہ سب کچھ اپنے طور پر نہیں کیا تھا[10]
یہ ہے ان کاموں کی حقیقت
جن کے بارے میں تو صبر نہیں کر سکا تھا"[11]

9- اللہ اس کے بدلے میں انہیں نیک سیرت اور خدمت گزار بیٹا عطاء کر دے گا

10- یعنی میں نے جو کچھ بھی کیا اللہ کی رضا کے مطابق کیا

11- یہ تھا وہ علم جو سیکھنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی موسیٰ کو اپنے اس بندے کے پاس جانے کا حکم دیا تھا وہ خاص علم جو اللہ نے اپنے اس بندے کو اپنے خاص کرم سے عطاء کیا ہوا تھا وہ علم بھلائی کے لیے تھا جب اللہ کے اس بندے نے حضرت موسیٰ کو اپنے ان کاموں کی اصل حقیقت یا بھید بتا دیا تو انہوں نے اس تجربے اور آگاہی سے کیا سیکھا تھا؟ یہ کہ اللہ اپنی حکمت و تدبیر کے ذریعے انسانی بھلائی کے لیے ایسے کام بھی سرانجام دیتے ہیں جو انسانی تجربے اور علم کے حوالے سے بھلائی کے کام دکھائی نہیں دیتے ہوتے اور یہ کہ کوئی بھی انسان خواہ وہ اللہ ◄◄

11

83- وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنْ ذِى الْقَرْنَيْنِ ۭ قُلْ سَاَتْلُوْا عَلَيْكُمْ مِّنْهُ ذِكْرًا ﴿٨٣﴾

83- اور وہ لوگ پوچھتے ہیں تجھ سے
ذوالقرنین کے بارے میں
کہہ دیجیے "میں ابھی پڑھتا ہوں تم پر
اس کے حال میں سے کچھ"[1a]

84- اِنَّا مَكَّنَّا لَهٗ فِى الْاَرْضِ وَاٰتَيْنٰهُ مِنْ كُلِّ شَىْءٍ سَبَبًا ﴿٨٤﴾

84- یقیناً ہم نے اس کو
زمین پر اقتدار دیا ہوا تھا
اور ہم نے دیے تھے اس کو
ہر چیز تک رسائی کے ذرائع[2]

85- فَاَتْبَعَ سَبَبًا ﴿٨٥﴾

85- سو وہ چل پڑا ایک درست راہ پر[3]

86- حَتّٰٓى اِذَا بَلَغَ مَغْرِبَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَغْرُبُ فِىْ عَيْنٍ حَمِئَةٍ وَّوَجَدَ عِنْدَهَا قَوْمًا ۭ قُلْنَا يٰذَا الْقَرْنَيْنِ اِمَّآ اَنْ تُعَذِّبَ وَاِمَّآ اَنْ تَتَّخِذَ فِيْهِمْ حُسْنًا ﴿٨٦﴾

86- یہاں تک کہ جب وہ پہنچا
سورج کے غروب ہونے کی جگہ تک[4]
تو اس نے دیکھا اس کو
غروب ہوتا ہوا
سیاہ گاڑھے پانی میں

◄◄ کا نبی ہی ہو اللہ کی حکمت وتدبیر سے مکمل طور پر آگاہ نہیں ہوتا کسی کو بھی اللہ نے غائب کا علم نہیں دیا اللہ کے نبیوں کے پاس بھی اتنا ہی علم ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ انہیں عطاء کر دینا ضروری سمجھتے ہیں اس عملی تجربے سے حضرت موسیٰ نے یہی سیکھا تھا اور اللہ تعالیٰ انہیں یہی سکھانا چاہتے تھے اور حضرت موسیٰ کے حوالے سے اپنے سب بندوں کو بتانا اور سمجھنا چاہتے ہیں اپنے اس بندے کو اللہ تعالیٰ نے خاص ڈیوٹی کے لیے وہ خاص علم عطاء کیا ہوا تھا حضرت موسیٰ جب چلے تھے تو اس خاص بندے سے ملاقات تک ان کا ملازم ان کے ساتھ تھا لیکن اس کے بعد "پس چل پڑے وہ دونوں" ہی آتا ہے تو کیا وہ نوجوان وہیں رہ گیا تھا؟ ایسا تو ہو نہیں سکتا تھا کہ حضرت موسیٰ نے اسے وہیں اکیلا چھوڑ دیا ہو تو پھر "چل پڑے وہ دونوں" کیوں؟ اس لئے کہ واقعات اور سوال وجواب اور سیکھنے سکھانے کا اصل معاملہ تو ان دونوں کے درمیان تھا وہ نوجوان ملازم تو خاموش رہنے اور ساتھ چلنے والا تھا جس کا اس بتانے، سکھانے اور پوچھنے سے کوئی عملی تعلق نہیں تھا

1- ذوالقرنین کون تھا، کس زمانے میں اور کس ملک میں ہو گزرا ہے؟ اس بارے میں کسی پرکھ پڑچول کی ضرورت نہیں اصل چیز وہ سبق ہے جو اللہ تعالیٰ اس کے حوالے سے سکھانا اور بتانا چاہتے ہیں

اور اس نے پائی اس کے نزدیک ایک قوم

ہم نے کہا "اے ذوالقرنین تجھے اختیار ہے[5]

اگر تو چاہے تو ان کو سخت سزا دے

اور اگر تو چاہے

تو ان کے ساتھ بھلائی کا سلوک کرے"

87- قَالَ اَمَّا مَنْ ظَلَمَ فَسَوْفَ نُعَذِّبُهٗ ثُمَّ يُرَدُّ اِلٰى رَبِّهٖ فَيُعَذِّبُهٗ عَذَابًا نُّكْرًا ﴿٨٧﴾

87- اس نے کہا "بہر حال جو کوئی بھی ظلم کرے گا[6]

تو اسے ہم سخت سزا دیں گے

پھر وہ اپنے رب کی طرف لوٹا دیا جائے گا

اور وہ اسے ایسا عذاب دے گا

جس کے بارے میں سنا تک نہیں گیا[7]

88- وَ اَمَّا مَنْ اٰمَنَ وَ عَمِلَ صَالِحًا فَلَهٗ جَزَآءَ ِۨ الْحُسْنٰى ۚ وَ سَنَقُوْلُ لَهٗ مِنْ اَمْرِنَا يُسْرًا ﴿٨٨﴾

88- اور جو کوئی ایمان لے آئے

اور اچھے کام کرے

2- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم نے ذوالقرنین کو زمین پر مستحکم قوت دی ہوئی تھی اور اچھائی کے کاموں کی تکمیل کے لیے ضروری صلاحیتیں اور اس کے لیے ضروری وسائل بھی عطاء کیے ہوئے تھے (وہ اللہ کے احکام پر عمل کرنے والا اللہ کا کوئی بندہ ہی تھا)

3- یعنی کسی اچھی مہم کے لیے نکلا

4- ساحلِ سمندر پر جا پہنچا جہاں سے شام کو غروب ہوتا ہوا آفتاب سمندر کے پانی کے اندر غروب ہوتا دکھائی دیتا تھا ویسے ہی جیسے شام کے وقت کہیں بھی سمندر کے کنارے کھڑے ہوں تو سورج سرخ لباس پہن کر سمندر میں اترتا ہوا دکھائی دیتا ہے مطلب یہ کہ وہ اپنے مقام سے بہت دور تک گیا تھا

5- اللہ تعالیٰ نے ذوالقرنین کو وحی یا الہام کے ذریعے کہا تھا؟ نہیں آیت 84 یہی بتاتی ہے۔ تو پھر کیسے کہا تھا؟ ان صلاحیتوں کے ذریعے جن کا اسی آیت میں ذکر ہے

6- ظالم سے مراد ہے اللہ کے سوا کسی اور کی عبادت کرنے والا بے انصاف، اپنے خالق و مالک کا حق کسی اور کو دینے والا، لوگوں کے حق مارنے والا۔ ذوالقرنین نے اعلان کر دیا کہ جو کوئی اللہ کے سوا کسی اور کی عبادت کرے گا اور لوگوں پر ظلم کرے گا ہم اسے سزا دیں گے

7- اس اعلان کے ساتھ ہی ذوالقرنین نے اس قوم کے مشرکین کو بتایا کہ ہر کسی کو روزِ قیامت اللہ کے حضور پیش ہونا ہے اور اللہ کے سوا کسی اور کی عبادت کرنے والوں کو ایسی سزا ملے گی جس کے بارے میں انہوں نے کبھی سنا تک بھی نہیں

تو اس کے لیے بہت اچھا بدلہ ہے
اور ہم اس کے لیے
وہی لازم قرار دیں گے
جس کا کرنا آسان ہوگا"[8]

89- ثُمَّ اَتْبَعَ سَبَبًا ﴿٨٩﴾

89- وہ پھر سے ایک درست راہ پر چل نکلا

90- حَتّٰٓى اِذَا بَلَغَ مَطْلِعَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَطْلُعُ عَلٰى قَوْمٍ لَّمْ نَجْعَلْ لَّهُمْ مِّنْ دُوْنِهَا سِتْرًا ﴿٩٠﴾

90- یہاں تک کہ جب وہ پہنچا
سورج کے طلوع کے مقام تک[9]
تو اس نے پایا اسے ایک ایسی قوم پر نکلتا ہوا
نہیں بنایا ہوا تھا ہم نے جن کے لیے
سورج کے سامنے کوئی پردہ[10]

91- كَذٰلِكَ ۭ وَقَدْ اَحَطْنَا بِمَا لَدَيْهِ خُبْرًا ﴿٩١﴾

91- یہ ایسے ہی تھا[11]
اور یقیناً ہم وہ سب کچھ جانتے تھے

8- پہلے ڈرایا اور پھر خوشخبری دی کہ جو کوئی ایمان لے آئے گا اور نیک کام کرے گا اس کے ساتھ میری انتظامیہ اچھا سلوک کرے گی ظالموں، یعنی مشرکوں کو سزا دینے کے ساتھ ہی اس نے ایمان لے آنے والوں کو اس دنیا میں بھی اچھے سلوک کی خوشخبری سنا دی

9- سورج تو بلندیوں پر ہے نہ وہ زمین پر اترتا ہے اور نہ زمین پر سے کسی مقام سے طلوع ہوتا ہے مگر صبح کے وقت آپ کسی ہموار میدان میں کھڑے ہوں جہاں دور تک کوئی رکاوٹ نہ ہو اور سورج کی طرف دیکھیں تو ایسے دکھائی دیتا ہے جیسے وہ زمین کے اندر سے اوپر اٹھ رہا ہے سورج کے طلوع ہونے کی جگہ سے بھی یہی مراد ہے کہ ایک اور مہم کے دوران ذوالقرنین ایک ایسے علاقے میں جا نکلا جو ہموار میدانی علاقہ تھا وہاں کوئی پہاڑ یا جنگلات نہیں تھے اور صبح کے وقت بلند ہوتا ہوا سورج صاف دکھائی دیتا تھا

10- یہ اس ہموار علاقہ کی مزید وضاحت ہے کہ وہاں رہنے والوں کو نکلتا ہوا سورج صاف دکھائی دیتا تھا اور اس کے سامنے نہ کوئی پہاڑی رکاوٹ تھی نہ ہی وہاں کوئی گھنے جنگلات تھے اس کی پہلی مہم کا اختتام اس سمندر کے کنارے پر ہوا تھا جہاں شام کے وقت سورج دور کہیں اس کے پانی میں غروب ہوتا ہوا دکھائی دیتا تھا اس کے مقابلے میں ذوالقرنین کی دوسری مہم ایک ایسے علاقہ تک تھی جہاں صبح کو سورج زمین سے طلوع ہوتا دکھائی دیتا تھا۔ وہ علاقہ کون سا تھا؟ کیا اس کی تلاش اور تعین کی کوئی ضرورت ہے؟ اللہ تعالیٰ یہ بتانا چاہتے ہیں کہ ہم نے اسے جو قوت اور وسائل عطاء کیے ہوئے تھے ان کے سبب وہ جدھر جاتا تھا کامیاب رہتا تھا اور بہت دور تک جا سکتا تھا

11- یعنی اس مہم علاقہ اور زمین کا حال ایسا ہی ہے جیسا بتایا گیا ہے اس کے بارے میں بنائے قصے کہانیوں میں جو کچھ گھڑ لیا گیا ہے وہ غلط ہے

92- ثُمَّ اَتْبَعَ سَبَبًا ﴿٩٢﴾

جو کچھ بھی اس کے ذہن میں تھا[12]

92- وہ پھر سے ایک اور راہ پر نکل پڑا

93- حَتّٰٓى اِذَا بَلَغَ بَيْنَ السَّدَّيْنِ وَجَدَ مِنْ دُوْنِهِمَا قَوْمًا ۙ لَّا يَكَادُوْنَ يَفْقَهُوْنَ قَوْلًا ﴿٩٣﴾

93- یہاں تک کہ جب وہ پہنچا
درمیان دو پہاڑوں کے
تو اس نے پائی ان کے پاس ایک قوم
جو مشکل ہی سے
کوئی بات سمجھ سکتے تھے[13]

94- قَالُوْا يٰذَا الْقَرْنَيْنِ اِنَّ يَاْجُوْجَ وَمَاْجُوْجَ مُفْسِدُوْنَ فِى الْاَرْضِ فَهَلْ نَجْعَلُ لَكَ خَرْجًا عَلٰٓى اَنْ تَجْعَلَ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ سَدًّا ﴿٩٤﴾

94- انہوں نے کہا "اے ذوالقرنین
یاجوج اور ماجوج تو
زمین میں فساد پھیلاتے ہیں
تو کیا ہم تیرے لیے کوئی ٹیکس جمع کریں
تاکہ تو بنا دے
ہمارے اور ان کے درمیان
ایک رکاوٹ"[14]

95- قَالَ مَا مَكَّنِّىْ فِيْهِ رَبِّىْ خَيْرٌ فَاَعِيْنُوْنِىْ بِقُوَّةٍ اَجْعَلْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ رَدْمًا ﴿٩٥﴾

95- اس نے کہا "میرے رب نے مجھے جو کچھ عطاء کیا ہے
وہ بہتر ہے[15]

12-اس قوم کے ساتھ ذوالقرنین نے کیا سلوک کیا تھا؟ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اس کے پاس جو بھی علم وآگہی تھی ہم اس سے بخوبی واقف تھے اس کے حالات وخواہشات سے بھی بخوبی واقف تھے گویا اس نے وہاں بھی اللہ کی مرضی کے مطابق عمل کیا تھا

13-اگلی مہم میں ذوالقرنین ایک پہاڑی علاقہ میں پہنچ گیا جہاں دو پہاڑی سلسلوں کے پاس ایک ایسی قوم آباد تھی جو اس کی زبان بہت کم سمجھتی تھی

14-اس قوم نے ذوالقرنین کی قوت کا اندازہ کرلیا تو اسے بتایا کہ پہاڑوں کی دوسری طرف یاجوج ماجوج کی قوم ہے جو ہمارے علاقہ میں فساد پھیلانے آتی رہتی ہے ہم چندہ اکٹھا کر دیتے ہیں آپ اس پہاڑی درّے کے سامنے ایک بند باندھ دیں تاکہ وہ قوم ادھر سے ہمارے علاقہ کی طرف نہ آسکے

15-یعنی میرے اللہ نے مجھے جو وسائل قوت اور رہنمائی عطاء کی ہے میرے لیے وہی سب سے اچھی ہیں تمہارے ساتھ بھلائی کرنے اور اپنی ڈیوٹی ادا کرنے کا میں تم سے کوئی ٹیکس نہیں لوں گا وہ لوگ تو مجبور تھے انہوں نے خود ٹیکس دینے کی پیشکش کی تھی لیکن ان کی حفاظت کو اپنی حاکمانہ ذمہ داری سمجھتے ہوئے ذوالقرنین نے اللہ کے دیئے وسائل اور صلاحیتوں سے کام لے کر ان کو تحفظ فراہم کرنے کو ٹیکس سے بہتر قرار دیا تھا

پس تم افرادی قوت سے میری مدد کرو

میں بنا دوں گا

تمہارے اور ان کے درمیان

ایک مضبوط رکاوٹ

96- اٰتُوْنِیْ زُبَرَ الْحَدِیْدِ ؕ حَتّٰۤی اِذَا سَاوٰی بَیْنَ الصَّدَفَیْنِ قَالَ انْفُخُوْا ؕ حَتّٰۤی اِذَا جَعَلَهٗ نَارًا ۙ قَالَ اٰتُوْنِیْۤ اُفْرِغْ عَلَیْهِ قِطْرًا ﴿۹۶﴾

96- تم مجھے لوہے کی چادریں لا دو"[16]

یہاں تک کہ جب اس نے

دونوں پہاڑوں کے درمیان کا خلاء بھر دیا

تو کہا "آگ دہکاؤ"[17]

حتّٰی کہ جب اس نے اس لوہے کو

آگ جیسا کر دیا

تو کہا "مجھے پگھلا ہوا تانبا لا دو

تا کہ میں اسے اس کے اوپر ڈال دوں"[18]

97- فَمَا اسْطَاعُوْۤا اَنْ یَّظْهَرُوْهُ وَمَا اسْتَطَاعُوْا لَهٗ نَقْبًا ﴿۹۷﴾

97- سو نہیں طاقت رکھتے تھے وہ

کہ اس کے اوپر چڑھ جائیں

اور نہیں طاقت رکھتے وہ کہ

اس میں نقب لگا سکیں[19]

16- ذوالقرنین نے کہا کہ میں پہاڑوں کی درمیانی راہ کو ایک مضبوط دیوار بنا کر بند کر دیتا ہوں تم مجھے اس کے لیے میٹریل اور کام کرنے والے افراد فراہم کر دو تمہاری ذمہ داری اتنی ہی ہے

17- یعنی جب وہ آہنی دیوار دونوں پہاڑوں کی بلندی تک پہنچ گئی تو کہا کہ اس کے گرد آگ جلا دو اور اسے بجھنے نہ دو

18- اس آگ سے جب وہ آہنی دیوار آگ کی مانند گرم اور سرخ ہو گئی تو اس پر پگھلا ہوا تانبہ ڈال کر ان چادروں کو ایک دوسری سے مضبوطی سے باندھ دیا

19- وہ آہنی بند اتنا بلند اور اتنا مضبوط تھا کہ یاجوج ماجوج نہ تو اس کے اوپر چڑھ سکتے تھے اور نہ ہی کسی طرح اس میں کوئی شگاف ڈال سکتے تھے اس طرح وہ قوم ان کی لوٹ مار اور فساد سے محفوظ ہو گئی

98- قَالَ هٰذَا رَحْمَةٌ مِّنْ رَّبِّيْ ۚ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ رَبِّيْ جَعَلَهٗ دَكَّآءَ ۚ وَكَانَ وَعْدُ رَبِّيْ حَقًّا ۝١٨

98- اس نے کہا "یہ عطاء میرے رب کی طرف سے ہے[20]
پھر جب میرے رب کا وعدہ آن پہنچے گا
تو وہ اس کو ریزہ ریزہ کر دے گا
اور میرے رب کا وعدہ برحق ہے"[21]

99- وَتَرَكْنَا بَعْضَهُمْ يَوْمَئِذٍ يَّمُوْجُ فِيْ بَعْضٍ وَّنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَجَمَعْنٰهُمْ جَمْعًا ۝١٩

99- اور اس روز ہم چھوڑ دیں گے ان میں سے بعض کو
کہ وہ سمندر کی رواں موجوں کی مانند
دوسروں سے گتھم گتھا ہوں[22]
اور صور پھونکا جائے گا
تو ہم ان کو جمع کریں گے
سب کو

100- وَّعَرَضْنَا جَهَنَّمَ يَوْمَئِذٍ لِّلْكٰفِرِيْنَ عَرْضَا ۝٢٠

100- اور اس روز ہم ظاہر کر دیں گے جہنم
کفر کرنے والوں کی آنکھوں کے سامنے[23]

20- اس قوم کے تحفظ کے لیے اتنا مضبوط آہنی بند بنا دینے کا کریڈٹ ذوالقرنین نے خود نہیں لیا بلکہ انہیں بتایا کہ یہ وسائل صلاحیت اور قوت اسے اللہ تعالیٰ نے دی ہوئی ہے انہیں اس کے لیے اللہ تعالیٰ کا شکر گزار ہونا چاہیے اس طرح ذوالقرنین نے اپنے حاکمانہ فرض کی ادائیگی کے ذریعے اس قوم کو راہِ راست پر قائم ہو جانے کی ترغیب دی

21- کون سا وعدہ؟ قیامت اور احتساب کا وعدہ سب چیزوں کے ریزہ ریزہ ہو جانے کا اللہ کا وعدہ جیسا کہ آیت ۴۷ میں فرمایا ہے اس طرح ذوالقرنین نے انہیں روزِ قیامت اللہ کے حضور پیش ہو کر دنیا دی اعمال کا حساب دینے کا اللہ کا وعدہ یاد دلایا اور کہا کہ اسے پورا ہو کر رہنا ہے یہ ویسی ہی نصیحت تھی جیسی پہلی مہم کے دوران ڈرا کر اور خوشخبری دے کر ذوالقرنین نے اس باطل پرست قوم کو کی تھی اس تیسری مہم کے دوران بھی اس نے اس قوم کو اس وعدے سے آگاہ کر کے اس کے لیے تیاری کی ترغیب دی یہاں ذوالقرنین کا حال ختم ہو جاتا ہے اس کی تینوں مہموں میں اس کے بارے میں جو کچھ بتایا گیا ہے وہ یہ ہے کہ وہ ایک مومن بادشاہ تھا اور اللہ تعالیٰ نے اسے جو قوت وسائل اور رہنمائی عطاء کیے ہوئے تھے وہ انہیں لوگوں کو راہِ راست پر قائم کرنے اور ان کی بھلائی کے لیے کام میں لایا کرتا تھا

22- اللہ تعالیٰ اس دن کا حال بیان فرماتے ہیں جس کے آنے کا ذوالقرنین نے اس قوم کو وعدہ یاد دلایا تھا یعنی اس روز صور پھونکا جائے گا تو لوگ اِدھر اُدھر بھاگ رہے ہوں گے اور سمندر کی موجوں کی مانند ایک دوسرے سے ٹکرا رہے ہوں گے

23- پھر ہم کافروں کو اکٹھا کر کے دوزخ کا نظارہ کرائیں گے تو کافر دیکھ لیں گے کہ ان کا کفر و شرک انہیں کہاں تک لے آیا ہے

ع ١١ ١٩ ٢

101- الَّذِيْنَ كَانَتْ اَعْيُنُهُمْ فِيْ غِطَآءٍ عَنْ ذِكْرِيْ وَ كَانُوْا لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَمْعًا ﴿١٠١﴾

101- ان لوگوں کے سامنے جو اپنی آنکھوں پر
میری نصیحت سے پردہ کیے ہوتے تھے[24]
اور وہ اسے سننے تک کو تیار نہیں ہوتے تھے[25]

12

102- اَفَحَسِبَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنْ يَّتَّخِذُوْا عِبَادِيْ مِنْ دُوْنِيْٓ اَوْلِيَآءَ ؕ اِنَّآ اَعْتَدْنَا جَهَنَّمَ لِلْكٰفِرِيْنَ نُزُلًا ﴿١٠٢﴾

102- تو کیا پھر کافر
یہ خیال کیے بیٹھے ہیں
کہ وہ میرے علاوہ
میرے بندوں کو
اپنے کارساز بنا سکتے ہیں؟[1]
ہم نے تو
ایسے کافروں کی میزبانی کے لیے
جہنم تیار کر رکھی ہے

103- قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْاَخْسَرِيْنَ اَعْمَالًا ؕ ﴿١٠٣﴾

103- کہیں "کیا ہم تمہیں بتائیں
ان لوگوں کے بارے میں
جو سب سے زیادہ خسارے میں ہیں
اپنے اعمال کے اعتبار سے؟

24- کون سی آنکھیں اللہ کی یاد سے پردے میں ہوتی ہیں؟ ان کی آنکھیں جو اپنے اردگرد اور کائنات کی وسعتوں میں پھیلی اللہ اور صرف اللہ ہی کی حاکمیت کی نشانیوں کو دیکھ کر بھی ایمان نہیں لاتے۔

25- کون سننے کو تیار نہیں ہوتے تھے؟ وہ لوگ جن کا ذکر آیت ۵۷ میں بھی ہے وہ جو اللہ کے کلام کو سن کر اس پر غور نہیں کرتے

1- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ کیا یہ سب کچھ جان لینے کے بعد بھی حق کا انکار کرنے والوں کا یہی خیال ہے کہ ہمارے وہ بندے جنہیں ہم نے پیدا کیا ہوا ہے اور جو اپنی پیدائش، ضروریاتِ زندگی اور موت تک کے لیے ہمارے محتاج ہیں یہ ان کو اپنے کارساز بنا لیں تو وہ ان کی کوئی مدد کریں گے اور ان کی مرادیں پوری کر دیں گے اور انہیں عذاب سے بچا لیں گے؟ کیا یہ ان کے سہارے حق سے انکار کر رہے ہیں؟ اگر ایسا ہے تو ان کا یہ گمان باطل ہے ہم نے تو ایسے کافروں کی میزبانی کے لیے جہنم تیار کر رکھی ہے

104- اَلَّذِيْنَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ يُحْسِنُوْنَ صُنْعًا ﴿١٠٤﴾

104- وہ لوگ کہ ضائع ہوگئی
جن کی ساری جدوجہد
دنیا کی زندگی میں ہی
اور وہ یہی خیال کرتے رہے کہ
وہ تو اپنے کاموں کے ذریعے
بھلائی کما رہے ہیں[2]

105- اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ وَلِقَآئِهٖ فَحَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فَلَا نُقِيْمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَزْنًا ﴿١٠٥﴾

105- یہ وہ لوگ ہیں
جو انکار کرتے ہیں
اپنے رب کی آیات کا
اور اس سے ملاقات کا
سو ان کے اعمال برباد ہوگئے
اور ہم ہرگز نہیں مقرر کریں گے
قیامت کے روز[3]
ان کے اعمال کا کوئی بھی وزن

106- ذٰلِكَ جَزَآؤُهُمْ جَهَنَّمُ بِمَا كَفَرُوْا وَاتَّخَذُوْٓا اٰيٰتِيْ وَرُسُلِيْ هُزُوًا ﴿١٠٦﴾

106- ان کے لیے جزا ہے
جہنم
اس وجہ سے جو
انہوں نے کفر کیا تھا
اور جو انہوں نے مذاق اڑایا تھا
میری آیات کا اور میرے رسولوں کا

2- وہ ایسے لوگ ہیں جن کی ساری جدوجہد دنیا ہی کے لیے ہے اور وہ اسے بھلائی بتاتے ہیں
3- کیوں؟ وہ تھے جو دنیا ہی کی نمود و نمائش کے لئے

107- اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ كَانَتْ لَهُمْ جَنّٰتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا ﴿١٠٧﴾

107- بلاشبہ وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کیے ان کے لیے فردوس کے باغات مہمان نوازی کے لیے

108- خٰلِدِيْنَ فِيْهَا لَا يَبْغُوْنَ عَنْهَا حِوَلًا ﴿١٠٨﴾

108- وہ ہمیشہ ان میں رہیں گے وہ ہرگز نہیں چاہیں گے وہاں سے جگہ بدلنا

109- قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمٰتِ رَبِّيْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ كَلِمٰتُ رَبِّيْ وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهٖ مَدَدًا ﴿١٠٩﴾

109- کہیں "اگر سمندر لکھنے کی روشنائی بن جائے میرے رب کی باتیں لکھنے کے لیے تو وہ سمندر ختم ہو جائے گا اس سے پہلے ہی کہ میرے رب کی باتیں مکمل ہوں[4] اور اگرچہ ہم اس میں اتنا ہی ایک اور سمندر ڈال دیں"

110- قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ

110- کہہ دیں "میں بھی تو تم جیسا بشر ہی ہوں میری طرف وحی کی جاتی ہے کہ

4- اللہ تعالیٰ کے کلمات یا باتوں سے کیا مراد ہے؟ کیا وہی جو اس کے نظمِ کائنات کا خالق و مالک ہونے اور اپنی مخلوقات پر اس کے رحم و کرم کی باتیں قرآن کریم میں بیان فرمائی گئی ہیں؟ وہ بھی اور کائنات کی جانی اور انجانی وسعتوں میں پھیلی اللہ کی بے پایاں حکمت کی وہ نشانیاں بھی جن تک انسانی ذہن کی رسائی ممکن ہی نہیں (اپنی ساری سائنسی ترقی و تحقیق کے باوجود اولادِ آدم جن کے بھیدوں کا عشرِ عشیر بھی نہیں سمجھ سکی) اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اگر سمندر کا پانی لکھنے کی روشنائی بن جائے تو بھی ہماری حکمت و بادشاہی کی باتیں مکمل طور پر ضبطِ تحریر میں آنے سے پہلے ہی وہ سیاہی ختم ہو جائے گی اگر ہم ان پانیوں کے برابر مزید روشنائی عطاء کر دیں تو بھی ہماری باتوں کا مکمل بیان نہیں لکھا جا سکے گا یعنی ہماری بادشاہی حکمت و دانائی تدبر کا بیان ممکن ہی نہیں

فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا ﴿١١٠﴾ ع ١٢ ٩ ٣

معبود اتمہارا تو ہے

معبود واحد [5]

پس جو کوئی اُمید وار ہو

اپنے رب سے ملاقات کا

تو چاہیے کہ وہ نیک عمل کرے

اور نہ شریک کرے

اپنے رب کی بندگی میں

کسی بھی اور کو"

5- اللہ تعالیٰ اپنے نبی ﷺ سے فرماتے ہیں کہ ان لوگوں کو بتادیں کہ کائنات کا وہی خالق و مالک جس کی باتوں کا شمار ممکن ہی نہیں مجھے وحی بھیجتا ہے کہ میں تمہیں بتادوں کہ وہ واحد معبود ہے اس کے سوا کوئی بھی اور اس کا حقدار نہیں کہ اس کی بندگی کی جائے